اِنّی جَاعِلٌ فِی الاَرضِ خَلِیفَہ

اشاعتِ سلسلۂ صابریہ کی دوسری کتاب

ثبوتِ خلافت

حصّہ اوّل

جنابِ امیر المومنین۔ امام المتقین مظہر العجائب والغرائب۔ امام المشارق والمغارب نائب رسول مقبولؐ و زوج بتول۔ اسد اللہ الغالب۔ سیدنا و مولانا و امامنا **علی** بن ابی طالب علیہ السّلام کی پاک و مقدّس و روحانی زندگی۔ جہاد فی سبیل اللہ خدماتِ اسلامی۔ سپہ سالاری۔ ولیعہدی و جانشینی۔ خلافت بلافصل۔ شان و فضائل و مناقب۔ ولایت و افضلیّت کو کتاب اللہ و سنّت و کتب سیر اہل سنّت و مطالعۂ فطرت و قانونِ قدرت سے محققانہ طور پر ثابت کیا گیا ہے۔

مؤلفہٗ

جناب حاجی الحرمین الشریفین حکیم و ڈاکٹر ابو المنظور۔ میاں

نور حسین صاحب صابر کربلائی جعفری اثنا عشری جھنگ سیالوی سابق سُنی حنفی

مصنّف کتب متعددہ

طبِ حسینی۔ مخزنِ حسینی۔ قرابادین حسینی۔ ثبوتِ نبوت۔ ایساف الامامۃ۔ تحفۂ توراتی و تکذیبِ قادیانی وغیرہ

زیرِ اہتمام

کربلائی شیخ غلام علی شہید مینیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

بار سوم۔ بترمیم و اضافہ　　قیمت فی جلد عہ　　قیمت مجلد ولایتی عہ

اِعلان

مَیں نے اپنی کتاب "ثبوتِ خلافت" حِصّہ اوّل و حِصّہ دوم کا حق تصنیف جناب کربلائی شیخ غلام علیؒ صاحب شہید منیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور کو ہمیشہ کے واسطے دیدیا ہے اور زرِ نقد معاوضہ وصول کرلیا ہے۔ اَب مجھ کو اور کسی دوسرے تاجر کتب کو ان کی جزواً و کلاً یا تغییر کر کے چھاپنے و چھپوانے کا حق حاصل نہیں ٭

الراقم :-

ڈاکٹر نور حسینؒ صابر بقلم خود

از جھنگ سیال

تقریظ

از عالیجناب رئیس الشیعہ مدار الشریعہ حجۃ الاسلام والمسلمین محی الملۃ والدین صدر المفسرین نباض دہر حکیم الامۃ الناجیہ سرکار شمس العلماء علامہ السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان مد ظلہ العالی

هٰذِهٖ صُورَۃُ مَا کَتَبَ عَلَیۡهِ مقرظاً

باسمہٖ سبحانہٗ

الحمد للہ مکون الاکوان مدبر الخلائق بلطف احسان الذی لا یحیط بکنھہ الاذھان ولا یحویہ مکان ولا یجری علیہ زمان تعالیٰ عما یصفہ اھل البغی والطغیان من القول الزور والبھتان والصلوٰۃ علی سید ولد عدنان محمد بن عبد اللہ حقیقۃ الانسان فانزل علیہ القرآن ھدًی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان والہ شموس العرفان الذین استنارت بنور ھدایتھم الاکوان اما بعد فقد طالعت شطراً وافیاً من الکتاب المستطاب الھادی الی الصواب الموسوم بہ ثبوت خلافت من مؤلفات اسوۃ الاماجد الکرام وصفوۃ الاطائب الفخام الیف الخلال السعیدۃ وحلیف الخصال الحمیدۃ عارج معارج المجد والسداد ودارج مدارج الرشاد والارشاد نور النشائتین المتمسک فی الثقلین جناب المولوی ڈاکٹر نور حسین صاحب ضاعف اللہ قدرہ الذی ھو الآن من مکارم الزمان فوجدتہ اقرب من التحقیق واھدیٰ الی سواء الطریق باسالیب البلاغۃ وطلاقۃ اللسان وترتیب الفصاحۃ بحسن البیان لعمری ان المؤلف اللبیب قد جھد غایۃ الجھد فی احقاق الحق وابطال الباطل بالدلائل والبرھان فللہ درہ لقد اجاد فیما افاد ونال المراد ومحض لب الحق ما لیس علیہ یزاد فشکر اللہ سعیہ واجزل رعیہ واحسن اللہ الیہ واسبغ نعمہ علیہ جزاہ عنا وعن المومنین جزاء موفوراً وجعل سعیہ فی ذلک مشکوراً واثابہ اللہ وایانا عن الشرع القویم جنات النعیم بصاحبہ والہ الکرام تسلیم وھٰھنا نختم۔

نمقہ عبدہ الاثیم خادم شرع رسول الکریم

علی الحائری

لا الٰہ الا اللہ القوی
عبدہ سید علی حائری
ابن ابو القاسم الرضوی

دار الشریعہ سادات گنج
وسن پورہ ۔ لاہور

تقریظ

از عالیجناب رئیس الشیعہ مدار الشریعہ حجۃ الاسلام والمسلمین محی الملۃ والدین صدر المفسرین
نباض دہر حکیم الامۃ الناجیہ سرکار شمس العلماء علامۃ السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان مد ظلہ العالی
ھٰذِہٖ صُورَۃُ مَا کَتَبَ عَلَیۡہِ مُقرِظاً

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ مکون الاکوان مدبر الخلائق بلطف احسان الذی لا یحیط بکنہہ الاذھان ولا یحویہ مکان ولا یجری علیہ زمان تعالیٰ عما یصفہ اھل البغی والطغیان من القول الزور والبھتان والصلوٰۃ علی سید ولد عدنان محمد بن عبد اللہ حقیقۃ الانسان فانزل علیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان والہ شموس العرفان الذین استنارت بنور ھدایتہم الاکوان اما بعد فقد طالعت شطراً وافیا من الکتاب المستطاب الھادی الی الصواب الموسوم بہ ثبوت خلافت من مؤلفات اسوۃ الاماجد الکرام وصفوۃ الاطائب الفخام الیف الخلال السعیدہ وحلیف الخصال الحمیدہ عارج معارج المجد والسداد ودارج مدارج الرشاد والارشاد نور النشاتین المتمسک فی الثقلین جناب المولوی ڈاکٹر نور حسین صاحب ضاالدین لا زال فی رغم الاعداء من مکارہ الزمان فوجدتہ اقرب من التحقیق واھدیٰ الی سواء الطریق باسالیب البلاغۃ وطلاقۃ اللسان و ترتیب الفصاحۃ بحسن البیان لعمری ان المؤلف اللبیب قد جھد غایۃ الجھد فی احقاق الحق وابطال الباطل بالدلائل والبرھان فللہ درہ لقد جاد فیما افاد فنال المراد ومحض لب الحق مالیس علیہ یزاد فشکر اللہ سعیہ واجزل رعیہ واحسن اللہ الیہ واسبغ نعمہ علیہ جزاہ عنا وعن المومنین جزاء موفوراً وجعل سعیہ فی ذلک مشکوراً واثابہ اللہ وایانا عن الشرع القویم جنات النعیم بصاحبہ والہ باکرم تسلیم واھنا تنعیم ۔

نمقہ عبدہ الاثیم خادم شرع رسولہ الکریم

علی الحائری

لا الہ الا اللہ القوی
عبدہ سید علی حائری
ابن ابو القاسم الرضو

دار الشریعہ ساوات گنج
وسن پورہ ۔ لاہور

تقریظ

از عالیجناب فضائل مآب فاضل اجل محقق بے بدل کاسر اعناق الملحدین مرغم اناف الشیاطین استاذ المناظرین مولانا مولوی حاجی مرزا احمد علی صاحب کربلائی امرتسری ثم لاہوری

باسمہ سبحانہ

بعد حمد و صلوٰۃ اینکہ میں نے کتاب ثبوت خلافت حصہ اوّل کے مسوّدہ کو بعض مقامات سے دیکھا۔ مؤلف کتاب نے اس کتاب میں کئی جگہ عمدہ مضامین کا اضافہ کیا ہے۔ اور اکثر جگہ مزید حوالجات دیئے ہیں۔ تاکہ کتاب قارئین کے لئے زیادہ مفید و کارآمد ہو۔ مروّج دین متین جناب ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر مؤلف کتاب قابل مبارکباد ہیں۔ کہ اُنھوں نے اہل پنجاب کے لئے ثبوت خلافت میں یہ پُر زور کتاب لکھی ہے۔ خداوند عالم اُن کی مساعیٔ جمیلہ کو مشکور فرمائے اور اُن کی توفیقات خیر کو زیادہ کرے۔ اور یہ کتاب بھٹکوں کی ہدایت کا باعث ہو۔

ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

۲۳۔ شوال ۱۳۴۹ھ
محلہ شیعیان۔ لاھور

مرزا احمد علیؒ

فہرست مضامین

ثبوتِ خلافت حِصّہ اوّل

فصل دربیان ہجرت النبیؐ وخلافت الوصی

باب دوم۔ ہجرت مدینہ منوّرہ

باب سوم۔ نصوص خلافت

ضمیمہ۔ مناظرۂ فضیلت جناب امیر علیہ السلام

رئیس المناظرین ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب برکاتی (سابق حنفی سنی) مع فرزند حسین منظور حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الکتاب

اَلحَمدُ لِمَن قَدَّرَ خَیراً وَّحَبَالاً — وَالشُّکرُ لِمَن صَوَّرَ حُسناً وَّجَمَالاً

فَرْدٌ صَمَدٌ عَن صِفَةِ الخَلقِ بَرِیٌّ — رَبٌّ اَزَلِیٌّ خَلَقَ الخَلقَ کَمَالاً

ذُوالقُوَّةِ ذُوالفَضلِ وَ ذُوالطَّولِ مَلِیکٌ — مَا رَوَّحَ لِلاَرضِ جَنُوباً وَّ شِمَالاً

لَاشِبہَ وَلَامِثلَ وَلَاکُفوَ لِمَولیٰ — لَاوَلَدَ وَلَاوَالِدَ لَاعَمَّ وَخَالاً

لَاضِدَّ وَلَانِدَّ وَلَاحَدَّ لِرَبِّیْ — اَلآنَ کَمَا کَانَ وَلَم یَلقَ زَوَالاً

لَامِثلَ لِمَن صَوَّرَ مِثلَهٗ وَنَظِیراً — مَن قَالَ سِوٰی ذٰلِکَ قَد قَالَ مُحَالاً

لَاقَبلَ وَلَابَعدَ وَلَاوَقتَ زَمَاناً — لَامَانِعَ لَاحَاجِبَ لِلّٰہِ تَعَالیٰ

اَلاَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ حَقّاً — وَالبَاطِنُ مَولَائِی وَلَاقِیلَ وَقَالاً

لَاجِسمَ وَلَاجَوهَرَ لَاجِرمَ لِرَبِّیْ — لَاثَانِیَ لَاثَالِثَ لَاشَرِیکَ تَلَالاً

مَولَایَ لِعَظَمَتِ مُلکٍ وَکِتَابٍ — اَوضَعتَ لَنَا الرُّشدَ تَلَالاً وَّتَلَالاً

اَشهَدُ بِاللّٰہِ هُوَ الوَاحِدُ حَقّاً — اَشهَدُ بِالاَحمَدِ لِلّٰہِ تَعَالیٰ

فَاصَلِّ عَلیٰ اَفضَلِ رُسُلٍ وَّنَبِیٍّ — فِی کُلِّ صَبَاحٍ وَّمَسَاءٍ وَّزَوَالاً

ثُمَّ اصَلِّ اَسَدًا وَّعَلِیّاً وَّوَلِیّاً — وَمِنَ العِلمِ جَلِیّاً وَمِنَ الفَوزِ کَمَالاً

وَالفَاطِمَةَ الزَّهرَاءِ مِنَ النُّورِ اَبِیهَا — فَتَشَفَّعَ لِلاُمَّتِ وَالقَومِ کُسَالاً

ثُمَّ اصَلِّ حَسَنَینِ هُمَا سِبطَیٔ اَحمَدَ

وَالحَمزَةَ عَبَّاسِ مِنَ الکِرَامِ کَمَالاً

تمہید

اما بعد فقیر حقیر اضعف دارین ڈاکٹر حاجی نور حسین عفی عنہ صابر جعفری کربلائی ابن میاں پیر بخش صاحب بن حکیم و مولوی محمد مُراد صاحب بن حکیم و مولوی و حافظ خضر حیات صاحب کھوکھر جھنگ سیالوی۔ خدمتِ ارباب دانش و بینش و برادران مومنین و محبان و موالیان و دوستداران و شیعیان جناب امیرالمومنین علیہ السلام میں عرض پرداز ہے۔ کہ جس قدر کمالات و اوصاف درجات عنایات و الطاف بیغایات اسوہ حسنات جو تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو فرداً فرداً عطا کئے گئے تھے۔ وہ سب کے سب جامع طور حضور انور سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات میں جمع کر دیئے گئے جس سے حضور انور صلعم مظہر اتم الوہیت اور خاتم النبوۃ قرار پائے انسانی کمالات کا خاتمہ آپ پر ہو چکا۔ اور تمام نعمہائے الہٰیہ ختم ہو گئیں ؎

حسنِ یوسفؑ دمِ عیسےٰؑ یدِ بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

شہادت۔ ولایت۔ امامت عصمت و طہارت شجاعت و سخاوت اور خلافت النبوۃ۔ سب کی سب خاندان رسالتؐ کو سپرد کر دی گئیں جسطرح تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی اولاد اور بھائی وارث النبوۃ ہوتے چلے آئے ہیں۔ اسی طرح یہ فیضان امامت و خلافت بھی آل رسول مقبول صلعم کے حصہ میں آیا جس طرح حضرت زکریاؑ کی دعا مقبول ہوئی فھب لی من لدنک ولیّا یرثنی ویرث من ال یعقوب واجعلہ ربّ رضیّا۔ اے میرے پروردگار اپنی طرف سے مجھ کو ایک جانشین یعنی فرزند عطا فرما۔ جو میرا بھی وارث ہو۔ اور نسل یعقوبؑ کا بھی وارث ہو یعنی دین کو سنبھالے۔ اور اسکو پروردگار مقبول خاص و عام بھی کر۔ خداوند کریم نے حضرت یحیےٰؑ کی خوشخبری دی۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو حضرت اسحٰقؑ و حضرت اسمٰعیلؑ دو فرزند عطا ہوئے جن میں نبوت رہی حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں سے حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ حضرت داؤدؑ حضرت موسےٰؑ حضرت ہارونؑ حضرت عیسےٰؑ قوم بنی اسرائیل میں پیغمبر مبعوث ہوتے رہے۔ وورث سلیمان داؤد سلیمان داؤد کا وارث ہوا۔ ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیّا۔ اپنی مہربانی سے موسےٰ کے بھائی ہارونؑ کو پیغمبر بنا کر ان کو ایک مددگار عنایت کیا۔ (پ) ولقد اتینا

نوٹ:۔ مصنف کے تمام آباؤ اجداد حنفی سنی تھے۔ مگر تفضیلی۔ اب بھی مصنف کے رشتہ داران سے اکثر تفضیلی سنی ہیں۔ جو خاندان نبوت کو بعد النبی صلعم افضل مانتے ہیں۔

موسیٰ الکتاب وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیرا۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی۔ اور اس کیساتھ اسکے بھائی ہارونؑ کو وزیر بنایا۔ پس قرآن شریف کی شہادت اور سنّت وفطرت اللہ سے ثابت ہو گیا۔ کہ امم سابقہ میں تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے وارث اور خلیفہ انکے بھائی اور اولاد ہوتے چلے آئے ہیں۔ کوئی انکا اصحاب یا امتی یا خسر یا سالا وغیرہ خلیفہ یا وارث النبوۃ نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی اس قوم سے باہر مدعی نبوّت ہوا ہے۔ زردشتی قبطی۔ فرعونی۔ رومی۔ زنگی۔ شامی سب کے سب بنی اسرائیل کے ماتحت رہے ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے بعد یہ نعمتِ نبوّت بنی اسمٰعیل میں منتقل ہو گئی اور سیدنا و شفیعنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلعم کو ذریت ابراہیمی کے استحقاق اور وراثتاً نبوت و رسالت عطا ہوئی۔ اور بنی ہاشم میں نبوّت منتقل ہو گئی۔ اور اسی اصول پر اہلبیت رسالتؐ کو اس وراثتِ نبوت میں سے حصہ ملا۔ کہ جناب سیّدنا علی المرتضےٰؑ مثل ہارونؑ و عیسیٰؑ ہو کر نائب خلیفہ رسول مقبول صلعم قرار دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ولن تجد لسنّۃ اللہ تبدیلا۔ خم غدیر میں پورا ہوا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ تمام انبیاء و مرسلین کے وارثِ نبوت تو انکی اولاد اور بھائی بند ہوئے۔ مگر جناب سیدنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلعم کی اولاد عظام اہلبیت کرام اس نعمت و رحمت الٰہی سے محروم رہ گئے۔ اور انکو فیضان نبوت حاصل نہیں ہوا۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ کی تکذیب جناب رسول خدا صلعم کی سخت توہین ہوتی ہے۔ اور وعدہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کا جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ نعمت امامت و ولایت و حقیقی نیابت بھی جناب رسولخدا صلعم کی برکت سے بارہ آئمہ اطہار اولاد سیّد ابرار صلعم کو نصیب ہوئی۔ کہ وہ خلفاء الراشدین قرار پائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم و فرمان سے اور جناب رسولخدا صلعم کے ارشاد سے وہ منصوص من اللہ حاکم و والی و سرداران امت مقرر ہوئے۔ تاکہ امت کا شیرازہ اتفاق بندھا رہے۔ یہ فرقہ بندی میں نہ پڑ جائیں۔ اور سب کے سب متفق ہو کر دین اسلام پر قائم رہیں اور کتاب اللہ اور سنّت کے پابند رہیں۔ تاکہ اعلیٰ نورانیت و روحانیت اسلام ان میں پھیلے۔ مگر زمانہ گواہی دیتا ہے۔ اور تاریخ اسلام شاہد ہے۔ کہ بعد وفات

پہلا دورِ خلافت

حسرت آیات جناب سرورِ کائنات صلعم امت نے وصایائے نبویؐ پر عمل نہ کیا۔ اور حقیقی وارثان و نائبان رسولؐ کو تجہیز و تکفین نبی کرم صلعم میں مصروف و مشغول پا کر سقیفہ بنی ساعدہ میں اجماع کر کے حضرت ابوبکر کو خلیفہ رسولؐ مقرر کیا۔ اور بیعت خم غدیر کو بھلا دیا۔ اور اپنی انتخاب الیکشن اور ناقص اجماع کی علیحدہ راہ نکال کر

اسلام میں تفرقہ ڈالدی اور حبل اللہ کو چھوڑ دیا۔ اور بیعت صدیقی کے واسطے ترغیب و تہدید و لالچ دیگئی۔ اور جبریہ احکام جاری کئے گئے۔ یہ قاعدہ چلا آیا ہے۔ کہ جب ایک مسلمہ حکومت و خلافت توڑ کر نئی حکومت قائم کیجاتی ہے۔ تو بغیر جبر اور سختی کے نئے بادشاہ کا رعب و تسلط دفعتاً ملک میں ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔ تمام بنی ہاشم و ماہ بنی ہاشم سیدنا علی المرتضےٰؑ حقیقی ولیعہد رسول اکرمؐ نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کی اور اپنے دعوے پر اڑے رہے اور چند جلیل القدر صحابہ کبار مثلاً حضرت عمار بن یاسرؓ حضرت مقداد حضرت ابوذر غفاری حضرت طلحہ و زبیر۔ حضرت عباس عم نامدار سید الابرار صلعم۔ حضرت سعد بن عبادہ حضرت عتبہ بن ابی لہب۔ حضرت خالد بن سعید بن العاص حضرت براء بن عازب حضرت ابی بن کعب۔ ابوسفیان اموی۔ جناب بتول بنت رسول مقبول صلعم نے بیعت حضرت ابوبکر سے انکار کیا۔ (ابوالفدا جلد اوّل صـ۱۵۹) اور اپنی وفات تک حضرت ابوبکر سے کلام نہ کی۔ (بخاری)

پس حضرت ابوبکر نے سختی سے کام لینا شروع کر دیا۔ اور حضرت عمر کو حکم دیا کہ تم جاکر اہلبیت رسالتؐ کے مجمع کو منتشر کرو۔ ان سے لڑائی کرو حضرت عمر اپنے ساتھ لکڑی اور آگ لیکر گئے۔ تاکہ رسول صلعم کے گھر اطہر کو جلادیں جناب زہرا بتولؑ بنت رسول مقبول صلعم نے حضرت عمر کو فرمایا۔ **اے خطاب کے بیٹے کیا تو ہمارے مکان کو جلانے کیواسطے آیا ہے۔** اس نے کہا کہ ہاں تم لوگ بیعت کرو جیسے اور امت نے بیعت کی ورنہ گھر جلا دیا جائیگا (ابوالفدا جلد اوّل صـ۱۵۶) اور دیکھو مفصل حالات ثبوت خلافت حصہ دوم

الغرض اہلبیت کرام و سادات عظام علیہم السلام پر مصائب و تکالیف کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ جن کی محبت و اطاعت و عزت شرعاً و اخلاقاً فرض تھی۔ اور جو سردار اور والی و امیر امت و مولے المومنین بنائے گئے۔ انکو بیعت اور رعیت بننے کیواسطے مجبور کیا گیا قتل کی دھمکی دی گئی۔ باغ فدک چھینا گیا خمس بند ہوا۔ یہ حقیقی وارثان و نائبان رسول مقبول صلعم عوام الناس میں ملائے گئے۔ ان کو اپنے حقیقی مراتب سے گرا کر عام امت و رعایا قرار دیا گیا۔ انکو حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت میں کوئی عہدہ نہ ملا اور بنی ہاشم ہمیشہ نظر بند رہے۔ انکو اس خلافت میں شراکت کا کوئی حصہ نہ ملا حضرت ابوبکر نے کسی بنی ہاشم کو ولیعہد نہ کیا۔ اسی طرح حضرت عمر اور حضرت عثمان نے بھی نہ کیا (تاریخ الخلفاء سیوطی اردو صـ۱۶۶) اس خلافت صدیقی اور حضرات شیخین کی عنایت سے جناب سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلعم ناراض ہوکر انتقال فرما گئیں۔ اور وصیت فرما گئیں۔ کہ یہ حضرات شیخین انکے جنازے میں شامل نہ ہونے پائیں۔

اُور جناب علی مرتضیٰؑ نے اُن پر نمازِ جنازہ پڑھکر رات کو کسی پوشیدہ جگہ میں دفن کیا۔ کہ آجتک قبرِ مطہرہ کا بھی کسی کو پتہ تک نہ لگ سکا۔ (صحیح بخاری باب الفے پ) اس خلافت اصحابِ ثلاثہؓ میں جن صحابہ کرام نے اہلبیت عظام کا ساتھ دیا۔ اُنکو بھی سخت تکالیف کا سامنا ہوا حضرت سعد بن عبادہؓ شام میں قتل ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و حضرت عمار بن یاسرؓ پٹوائے گئے حضرت ابو ذر غفاریؓ جلا وطن ہوئے حضرت عثمان ابن عفان کے قتل کے بعد جناب علی مرتضیٰؑ کو خلافت ملی اُور حق نے اپنے مرکزِ حقیقی کی طرف عود کیا ؎ الحمد للہ علیٰ احسانہ ٭ قد رجع الحق الی مکانہ

الغرض اللہ کرکے خلافتِ شاہِ ولایت علیہ السلام میں خاندانِ نبوت صلعم کو کچھ آرام و راحت ملی اُور کل بنی عباس و بنی ہاشم کو سلطنت میں حصہ ملا۔ گو مسلمانوں نے جنگِ جمل اُور جنگِ صفین میں معاویہ امیر شام اُور باغیانِ خلافت النبوۃ کا ساتھ دیا مگر وہ ذوالفقارِ حیدری کے سامنے تاب نہ لا سکے۔ ہر ایک جگہ شکست و ہزیمت کھائی اُور صفین میں معاویہ نے اپنے وزیر عمرو عاص کے مکر و فریب سے فائدہ اُٹھا کر قرآن شریف کو نیزوں پر لٹکا کر امان مانگی۔ اُور امام برحق قرآن ناطق علیہ السلام نے ان کو امان دی۔ اُور لڑائی کا خاتمہ ہُوا ٭ (تاریخ اسلام)

(۲) ظلم و ستم کا دوسرا دور

قمرِ امامت و شاہِ ولایت تاجِ کرامت جناب سیدنا علیؑ نے کوفہ میں جو شہادت پائی۔ اس سے خلافتِ راشدہ سلطنت بنی اُمیہ میں منتقل ہوگئی

اور اسکے بادشاہ مروان الحمار تک چودہ بادشاہ گذرے ہیں۔ جو سوائے حضرت عمر ابن عبدالعزیز مرحوم کے سب کے سب ظالم و فاسق و فاجر اُور دشمنانِ آلِ رسول مقبولؐ تھے۔ خاندان بنی اُمیہ شروع ہی سے خاندانِ رسالتؐ کا جانی دشمن چلا آیا ہے۔ اُور جناب سرورِ عالم صلعم کو اس خاندان کے بادشاہ تختِ خلافت پر بندر دکھائے گئے ہیں ؎

داستان پسر ہندہ مگر نشنیدی ٭ کہ چہا از ستم او بہ پیمبرؐ برسید
پدرِ او دُرِ دندان پیمبرؐ بشکست ٭ مادرِ او جگرِ عم پیمبرؐ بمکید
او بناحق حقِ دامادِ پیمبرؐ بگرفت ٭ پسرِ او سرِ فرزندِ پیمبرؐ ببرید

معاویہ کے زمانہ سلطنت میں ساداتِ کرام و موالیانِ اولادِ رسول سیدالانام علیہم السلام تھے

بہت ہی ظلم و ستم اٹھائے۔ قید ہوئے۔ جلاوطن ہوئے۔ قتل ہوئے۔ گھر بار لوٹے گئے۔ اُن کے واسطے ملازمت سرکاری یا کاروبار بازاری سب بند تھے۔ (نصائح کافیہ) (ب) معاویہ کے بیٹے یزید پلید نے تو نشہ حکومت میں غضب ہی ڈھا دیا۔ کہ جناب سیدنا امام حسینؑ کو مع عزیز و اقارب و رشتہ داران کے کربلائے معلیٰ کے ریتلے میدان میں تین روز بھوکا پیاسا رکھ کر بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کروا ڈالا۔ اہلبیت رسالت صلعم کے خیمہ گاہ کو آگ لگا دی۔ اور اسیر کر کے دمشق میں قید رکھا۔ مدینہ منورہ کو لوٹا۔ ہزارہا صحابہ کبار کو قتل کیا۔ ایک ہزار باکرہ مدنی لڑکیوں کی عصمت خراب کرائی مسجدِ نبویؐ میں گھوڑے باندھے۔ اور خانہ کعبہ میں آگ لگا دی۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی صـــ۱۱۳ صواعق محرقہ صـــ۳۶ جذب القلوب) آخرکار انتقام خونِ حسینیؑ نے جوش مارا۔ اور خداوند کریم کا قہر و جلال حضرت مختار ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ظاہر ہوا۔ جنہے بہتر ہزار کوفی اور شامی خونِ شہداء کے بدلہ میں قتل کروا دئے۔ شمر ملعون۔ عمرو بن سعد ملعون۔ ابن زیاد ملعون بڑے درد و عذاب سے مارے گئے۔ اور جو جو واقعہ کربلائے معلیٰ میں شامل تھا۔ ان میں سے ایک بھی نہ بچا۔ اسی دنیا میں عذابِ الٰہی دیکھ کر واصلِ جہنم ہوئے۔ اور خداوند کریم کا سچا وعدہ پورا ہوا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ (ابو الفدا جلد اوّل صـــ۱۹۴ صواعق محرقہ۔ سوانح عمری امیر مختارؒ دیکھو (ج) مروانی خلفاء میں سے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عامل حجاج بن یوسف ملعون نے ایک لاکھ سے زیادہ بیگناہ مسلمانوں کو قتل کیا۔ حضرت قنبرؓ غلام سیدنا حیدر صفدرؑ کو حجاج ملعون نے ذبح کر ڈالا۔ آپ کا مزار بغداد میں زیارت گاہ ہے۔

عبداللہ بن زبیر

حضرت زبیر کے فرزند اور حضرت ابوبکر کے نواسے۔ بی بی عائشہ کے بھانجے نے بعد شہادت سیدنا امام حسینؑ حجاز کی حکومت پر تسلط کر لیا۔ اور مکہ معظمہ میں سکونت رکھی (ب) یہ شخص کنجوس بہت تھا بنی ہاشم کا سخت دشمن تھا۔ اور اُن کو بہت ستاتا تھا۔ بروایت مسعودی اس نے حضرت جعفر ابن عباسؓ سے کہا۔ کہ میں چالیس برس سے تم لوگوں بنی ہاشم سے دشمنی رکھتا ہوں۔ اسی کتاب میں ہے۔ کہ اس نے خطبہ پڑھا۔ اور اس میں حضرت علیؑ کی مذمت کی۔ اُس نے چالیس دن تک خطبہ میں درود بھی نہ پڑھا۔ عقد الفرید میں ہے کہ جب اس کی قوت خوب بڑھ گئی۔ تو اس نے حضرت محمد بن الحنفیہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس

اور دیگر بنی ہاشم کو بیعت کے لئے بلایا۔ انہوں نے انکار کیا۔ تو بر سر منبر ان کو گالیاں دیں۔ اور خطبہ میں سے جناب رسول اللہ کا ذکر نکال ڈالا۔ اور جب اس بارے میں اس پر عتاب کیا گیا۔ تو جوابدیا۔ کہ اس سے بنی ہاشم بہت پھولتے ہیں۔ دل میں کہہ لیا کرتا ہوں حضرت محمد بن حنفیہ (جناب علی مرتضیٰ شیر خدا کے فرزند ارجمند کو) مع پندرہ بنی ہاشم کے قید کر دیا۔ اور لکڑیاں قید خانہ کے دروازہ پر چن دیں اور کہا کہ اگر بیعت نہ کرو گے۔ تو آگ لگا دونگا۔ اتنے میں مختار ثقفی (حاکم کوفہ) نے ابو عبداللہ جدلی کی ماتحت ان کی مدد کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ وہ دن کو چھپتے اور رات کو سفر کرتے ٹھیک اس دن آپہنچے جبکہ عبداللہ بن زبیر آگ لگانے والا تھا۔ اس فوج نے قید خانہ کو توڑ ڈالا۔ ان دونوں بزرگوں اور ان کے ہمراہی بنی ہاشم کو قید سے نکالا۔ اور طائف پہنچا دیا۔ (عقد الفرید مسعودی کتب سُنّی۔ تاریخ الاسلام دہلوی جلد اوّل صفحہ ۲۱۔ سوانحعمری امیر مختار تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۱۶۶)

خطبہ ابن عباسؓ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عبداللہ بن زبیر کی مجلس میں حضرت محمد بن الحنفیہؒ کی گرفتاری کے وقت یہ محبت آمیز خطبہ پڑھا تھا

اُس خدائے بزرگ و برتر کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ جسنے ہمکو عالم نیستی سے صفحۂ ہستی پر ظاہر و نمایاں و خلق فرمایا۔ اور پھر ہم میں سے ایک شخص کو جو لائق و افضل تھا اسکو رسالت و پیغمبری عنایت فرمائی اور ان کے شرف و جلالت کے طفیل اور واسطہ میں ہمکو اعزاز و وقار عنایت فرمایا۔ اور انکی امت کو سب پہلی امتوں پر بزرگی اور فضیلت عنایت فرمائی۔ اور پھر تمام مخلوقات سے اسکے اہلبیت کو فضیلت اور شرف عطا کیا۔ خاصکر اس رسول مقبولؐ کے چچا زاد بھائی کو فضیلت عنایت فرمائی۔ کہ وہ سید الوصیین اور امام المتقین ہیں یعنی حضرت علیؑ ابن ابی طالب امیر المومنین کو کہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ اور انکے فضائل سے ہر شخص آگاہ ہے۔ اور وہ سب سے زیادہ زاہد اور سب سے زیادہ عالم اور جوانمرد تھے اور وصیٔ رسولؐ اور زوج بتولؑ تھے۔ اور راست گو اور راست کردار تھے۔ اور عامہ مخلوق کے واسطے نہایت مشفق و مہربان و کرم کرنے والے اور رحیم تھے۔ اور ان کا سر عقل سے مرکب تھا۔ اور آنکھیں عبرت سے مخلوق تھیں۔ اور ان کی زبان سراسر حکمت تھی۔ اور کان لطافت سے مملو تھے۔ اور ان کے بازوؤں کی ترکیب

شجاعت سے پُر تھے۔ اور ہاتھ کفایت سے مرکب تھے۔ اور اُن کی پُشت توکل کا سرچشمہ تھی۔ اور اُن کے پاؤں طاعتِ الٰہی میں مصروف اور قدم خدمت گذاریٔ راہِ خدا میں سرگرم تھے۔ اور اُن کی اصل عصمت سے اُن کا جسم سرتاپا طاہر و پاکیزہ تھا۔ اور اُن کا نام علی مرتضیٰؑ تھا۔ یہ شخص خدا کا ولی اور مصطفےٰؐ کا وصی تھا۔ خدائے بزرگ و یگانہ نے قرآن مجید میں اس کو یاد فرمایا ہے۔ اور اس کی تعریف کی ہے۔ قولہ تعالیٰ ویوفون بالنذر ویخافون۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے۔ انما انت منذر ولکل قوم ھاد اور دوسرا حکم فرماتا ہے۔ یطعمون الطعام علی حبہ اور ایک مقام پر فرماتا ہے۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ پھر ایک جگہ ارشاد ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت اور ایک مقام پر یہ فرماتا ہے۔ ان السمع والبصر والفواد اور ایک جگہ قرآن مجید میں ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یتساءلون عن النبا العظیم اور پھر ایک مقام پر ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ اسی طرح خدائے بزرگ نے ایک سو اسیّ آیات میں حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولایت وجلالت کو یاد فرمایا ہے۔ اور اس کے بعد ان کے فرزند یعنی حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کہ یہ دونوں بھائی حضرت فاطمۃ الزہرؑا دُختر جناب رسول خدا صلعم کے صاحبزادے ہیں۔ اور اُنکے بعد حضرت امام زین العابدینؑ امام بحق ہیں کہ جو تمام روئے زمین سے علوم وفنون اور زہد و اتقا میں برتر ہیں۔ اور باایں ہمہ اس اُمت جفاکار نے جو کچھ اُن سے سلوک کیا ہے کسی نے ایسا نہ کیا ہوگا۔ اور حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو شہید کیا۔ اور اُن کے فرزند حضرت امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اور اُن کے دوسرے فرزند کو کربلا کے میدان میں بہتّر آدمیوں کے ساتھ کہ جو سب اُنکے فرزند اور عزیز اور دوست تھے شہید کیا۔ خدا کی قسم اس اُمت نے اُن کے ساتھ کوئی نیکی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر اپنی رحمت نازل کرے۔ (از سوانحعمری امیر مختار ثقفیؓ صفحہ ۹/۲۱)

عبداللہ بن زبیر نے اگرچہ یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ مگر انھوں نے دعویٰ خلافت بھی نہیں کیا۔ اور نہ کسی کو اپنی بیعت پر ترغیب دی ۶۳ سنہ ہجری میں جب یزید کی بے دینی اور فسق و فجور کا شہرہ ہوا تو اہل مدینہ نے اپنی بیعت واپس لے لی اور خروج کا ارادہ کیا۔ یزید نے یہ خبر سنکر ایک عظیم الشان لشکر مدینے روانہ کیا۔ اور باب طیبہ پر بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی کثیر التعداد صحابہ

شہید ہوئے۔ اور سارا مدینہ لُوٹ لیا گیا پھر یہ لشکر عبداللہ بن الزبیر سے لڑنے کے لئے مکّے کی طرف متوجہ ہُوا۔ اور ۶۴ھ صفر کے مہینے میں مکّے کا محاصرہ کیا گیا۔ اونچی اونچی پہاڑیوں پر سے منجنیق (گوپھن) کے ذریعہ سے سنگ بارانی کی گئی۔ اور پتھروں کے شراروں نے خانہ کعبہ کے پردے اور چھت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ (از اجتہاد)

عبداللہ بن زبیر کی حکومت

ربیع الاول ۶۴ھ کی پندرہ تاریخ کو یزید مرگیا۔ اور اُس کی خبرِ مرگ سے محاصرین نے محاصرہ اُٹھا کر شام کی راہ لی۔ اب ابن الزبیر نے علمِ خلافت بلند کیا۔ اور اپنی خلافت پر لوگوں سے بیعت لی۔ اور امیر المومنین کے لقب سے مشہور ہوئے لیکن شامیوں نے یزید کے مرتے ہی اُس کے بیٹے معاویہ کو تختِ حکومت پر بٹھا دیا۔ اور سبنے اُس کی خلافت پر بیعت کر لی۔ معاویہ پہلے ہی سے بیمار تھا۔ اور ایسا بیمار تھا۔ کہ تختِ حکومت پر بیٹھ کر کبھی دربار کر سکا۔ اور نہ کوئی حکم احکام جاری کرنے کی نوبت آئی۔ یہاں تک کہ اسی بیماری میں باپ کے مرنے کے چالیس روز بعد بیس یا اکیس برس کی عمر میں انتقال کر گیا۔ (اجتہاد)

حجاز و یمن اور عراق و خراسان کے تمام باشندے تو یزید بن معاویہ کے مرتے ہی عبداللہ بن الزبیر کی اطاعت میں آگئے تھے۔ صرف شام اور مصر کے لوگ یزید کے بعد اُسکے بیٹے معاویہ کے حلقہ بگوش تھے۔ مگر اُس کے انتقال کرتے ہی یہ بھی ابن الزبیر کی اطاعت میں آگئے۔ اور اب مستقل طور پر ابن الزبیر خلیفہ تسلیم کئے جانے لگے لیکن جب بنو اُمیہ نے دیکھا کہ معاویہ بن یزید کے بعد شاہی خاندان میں کوئی شخص خلافت کا اہل باقی نہیں رہا۔ اور اب حکومت ہمارے ہاتھ سے نکل چلی۔ ادھر تمام لوگ تھے کہ شام و مصر کے باشندے بھی ابن الزبیر کے ماتحت ہوگئے۔ تو مروان بن حکم نے جو معاویہ بن ابی سفیان کا رشتے میں چچا زاد بھائی تھا۔ اور معاویہ کے وقت سے بڑے بڑے مناصب سے ممتاز ہوتا چلا آتا تھا خروج کیا۔ اور زبردستی شام و مصر کو اپنے قبضے میں کرلیا۔ اور دوسرے علاقوں کو اپنا ماتحت بنانے میں کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۶۵ھ ہجری میں مرگیا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا عبدالملک حکمران ہُوا۔ اور اُسنے عراق کو از سرِ نو اپنا ماتحت کر لیا۔ پھر چالیس ہزار جرار فوج عبداللہ بن الزبیر کے مقابلے کے لئے تیار کی۔ اور حجاج بن یوسف کو

سپہ سالار مقرر کر کے مکّے روانہ کیا۔ حجاج ایک مہینے تک مکّے کا محاصرہ کئے رہا۔ اور دُور دُور سے سنگ باری ہوتی رہی۔ انجام کار عبداللہ بن الزبیر کے ساتھیوں نے اِن کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور حجّاج سے جا ملے ۷۳ھ جمادی الاول کی تیرہ تاریخ روز سہ شنبہ کو حجاج نے عبداللہ بن الزبیر کو قتل کر کے اُن کی لاش کو سُولی پر لٹکا دیا۔ عبداللہ بن الزبیر کے بعد بنو اُمیّہ کے لئے میدان بالکل صاف ہو گیا۔ اور اَب عبدالملک بلا شرکت غیرے خلیفہ تسلیم کیا گیا۔ اور پُورے بیس۲۰ سال حکومت کر کے ۸۶ھ میں مر گیا۔ اسی کے عہد میں امیر مختار نے انتقام لیا ۔

(۵) جناب سیّدنا سیّد الساجدین امام زین العابدینؑ کو ہشام بن عبدالملک نے قید کیا۔ اور زہر سے شہید کیا ۔

(۶) ولید بن یزید بن عبدالملک مروانی نے حضرت یحییٰ بن زید بن حضرت سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ اور اُن کی نعش مُبارک مُدتوں تک لٹکتی رہی۔ (ابن خلدون کتاب ثانی جلد ششم ص۷۵)

(۷) ۱۲۲ھ میں حضرت زید بن امام زین العابدینؑ دالے کوفہ ہوئے ہشام بن عبدالملک کے لشکر نے اُن پر حملہ کیا۔ اور آپنے شہادت پائی۔ اور ہشام نے اُنکو سولی پر لٹکا دیا۔ اور ولید بن یزید بن عبدالملک کے زمانہ تک آپکا جسم مقدس سولی پر لٹکتا رہا مگر ولید عنید نے اُنکی نعش مُبارک کو آگ میں گلزار کرا دیا (تاریخ ابوالفدا عربی جلد اوّل ص۲۰۳ سطر ۹) اللہ تعالےٰ نے اِس سیّد عالی نسب ابن امامؑ کا اِس طرح انتقام لیا کہ ہشام بن عبدالملک کے مُردہ کو قبر سے اکھڑوا کر سفاح عباسی نے سُولی پر لٹکایا۔ بعدہٗ آگ میں جلایا۔ (تاریخ ابو الفدا جلد اوّل ص۲۱۲) اور ولید بن یزید بن عبدالملک قتل کیا گیا۔ اور اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر لٹکایا گیا۔ (تاریخ الخلفا سیوطی ص۱۳۶)

۱۳۹ھ میں ہادی عباسی کی خلافت میں حضرت حسینؑ بن علیؑ بن حسن مثنےٰ ابن حسن بن علی علیہم السلام مع رفقا شیعیان شہید ہوئے۔ (ابوالفدا جلد دوم ص۱۱) آخر جب زمین بنی اُمیّہ کی سلطنت میں گناہوں سے پُر ہو گئی۔ اور لوگ شریعت کے پابند نہ رہے۔ اور سادات کرام پر ظلم وجور حد سے بڑھ گئے۔ تو اللہ تعالےٰ کے غصہ و غضب کا وقت آ پہنچا۔ تو حکومت دبادشاہت بنی اُمیّہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ابوالعباس عبداللہ سفاح عباسی کو خلافت سُپرد کر دی جس نے

ہزار ہا بنی اُمیہ کو قتل کیا۔ معاویہ و یزید اور بنی اُمیہ کے خاندان کی قبروں تک اُکھیڑ ڈالا۔ اُن پر خدائے قہار کا قہر نازل ہوا۔ کہ سوائے عبد الرحمٰن اندلسی کے بنی اُمیہ کا کوئی بچہ بھی نہ بچ سکا سفاح عباسی نے ہزاروں بنی اُمیہ کو قتل کر کے اُن پر دستر خوان بچھا کر کھانا کھایا۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ اور مجرمین سے انتقام لیا گیا۔ اور اہلبیت رسالتؐ و اولادِ شاہِ ولایت علیہم السلام کو امن امان اور راحت نصیب ہوئی ✦ (ابن خلدون و ابو الفدا جلد اوّل ص۱۲)

(۳) ظلم و مصائب کا تیسرا دور

خاندان بنی عباس میں خلافت و سلطنت قریباً پانسو برس تک رہی اور اس میں ۳۷ خلیفے گذرے جن میں اکثر اہلبیت رسالتؐ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور اکثر خلیفے دشمن اور سخت مخالف بنے رہے۔ اور شیعیان حیدر کرارؑ کو ستاتے رہے اور تکالیف پہنچاتے رہے

(الف) ۱۴۵ھ ہجری میں محمد و ابراہیم فرزندان عبد اللہ بن حسنؑ بن حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب علیہم السلام نے منصور پر خروج کیا۔ منصور نے انکو مع بہت سے سیدوں کے قتل کر دیا۔ یہ پہلا واقعہ تھا۔ جو عباسیوں اور علویوں کے درمیان واقع ہوا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص۱۴۲ زمیندار پریس لاہور)

(ب) ۱۴۸ھ ہجری میں منصور عباسی نے سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کو قید خانہ میں رکھ کر زہر سے شہید کیا ✦

(ج) ۱۸۳ھ ہجری میں خلیفہ ہارون رشید نے سیدنا امام موسےٰ کاظم علیہ السلام امام ہفتم کو قید کر کے زہر سے شہید کیا ✦ (ابو الفدا جلد ا ص۱۵)

(د) ۲۰۳ھ ہجری میں خلیفہ مامون الرشید عباسی نے سیدنا امام علی موسےٰ الرضا علیہ السلام امام ہشتم کو زہر سے شہید کیا۔ حالانکہ خود ہی اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا ✦

(ہ) ۲۱۱ھ ہجری میں مامون نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص امیر معاویہ کا ذکر بخیر کرے۔ ہم اسکی حفاظت سے دستبردار ہیں۔ کیونکہ بعد رسول اللہ صلعم کے دنیا بھر کے لوگوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ افضل ہیں۔ (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی ص۱۹۶ سطر ۱۶۔ زمیندار پریس لاہور)

(و) ۲۱۸ھ ہجری میں مامون الرشید نے مسئلہ خلق قرآن شریف میں لوگوں کو بہت ستایا۔ بہت سے علماء کرام کو جلا وطن کیا قتل کیا۔ پہلے تو علماء نے اس مسئلہ میں توقف کیا۔ مگر آخر تقیہ

کرکے قائل ہوگئے ۔ (تاریخ الخلفا رسیوطی صہ ۱۶۶ تا صہ ۱۶۸)

(ذ) سیدنا امام محمد تقیؑ و سیدنا امام علی النقیؑ و سیدنا امام حسن عسکریؑ معتصم و معتز باللہ عباسی معتمد خلفاء کے جور و ستم اٹھا کر زہر سے شہید کردیئے گئے۔ کیونکہ یہ امر معروف و نہی منکر فرماتے تھے۔ اور صراط مستقیم دکھاتے تھے ۔

(ح) ۲۳۶ھ ہجری میں متوکل خلیفہ عباسی نے حضرت امام حسینؑ کی قبر مبارک اور گرد و پیش کے مکانات کھدوا دینے کا حکمدیا۔ اور لوگوں کو زیارت کرنیسے منع کیا۔ مدتوں مزار مبارک جنگل بنا رہا۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صہ ۳۵۰ زمیندار پریس لاہور تاریخ ابوالفدا جلد دوم صہ ۳۹ سطر ۸ تاریخ اسلام دہلوی)

(ط) ۲۴۴ھ ہجری میں متوکل نے یعقوب بن سکیت امام عربیہ کو قتل کرڈالا جو اسکے بیٹے معتز اور مؤید کو پڑھایا کرتے تھے۔ ایکروز خلیفہ نے اپنے بیٹوں کو دیکھ کر یعقوب بن سکیت سے پوچھا کہ بھلا یہ دو تو اچھے ہیں یا حسنؑ و حسینؑ یعقوبؒ نے کہا۔ کہ ان سے تو حضرت علیؑ کا غلام قنبر لاکھ درجہ اچھا ہے۔ یہ سنکر متوکل کو غصہ آگیا۔ اور اس نے چند ترکوں کو حکمدیا۔ کہ انکو لٹا کر اسوقت تک انکے پیٹ پر کودتے رہیں کہ یہ مرجائیں بعض کہتے ہیں۔ کہ انکی زبان تالو سے نکلوا ڈالی۔ اسی صدمہ سے وہ ہلاک ہوگئے اور خون بہا ان کی اولاد کے پاس بھیجدیا۔ دراصل متوکل ناصبی تھا (دیکھو تاریخ الخلفا رسیوطی صہ ۲۵۱ سطر ۶ زمیندار پریس لاہور۔ ابوالفدا رجلد دوم صہ ۴۰-۴۱) متوکل ناصبی تھا۔ اور جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام اور ان کی اولاد سے دشمنی رکھتا تھا ۔

(ی) ۲۸۴ھ ہجری میں معتضد نے ارادہ کیا کہ امیر معاویہ پر برسر منبر لعنت کیجاوے عبید اللہ اس کے وزیر نے بہت منع کیا۔ کہ اس فعل سے لوگوں میں شورش پیدا ہوجائیگی۔ مگر معتضد نے نہ سنا۔ اور احکام جاری کردیئے جن میں حضرت علیؑ کے بڑے بڑے مناقب درج کئے تھے۔ اور امیر معاویہ کے سخت معائب۔ قاضی یوسف (شاگرد امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی) نے کہا۔ کہ امیر المومنین اس سے سخت شورش پیدا ہوجائیگی۔ اور فتنے اٹھینگے معتضد نے کہا۔ کہ اسکا علاج تلوار ہے۔ قاضی یوسف نے کہا۔ کہ علویوں کا کیا علاج کیجئے گا۔ جو تمام اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جب وہ اپنے مناقب سنینگے اور حقوق کو یاد کرینگے۔ تو آپکے خلاف ہتھیار اٹھائینگے۔ اور لوگ فضائل اہلبیت پر خیال کرکے انکا ساتھ دینگے۔ یہ سنکر معتضد اس ارادے سے باز رہا تاریخ الخلفاء

علامہ سیوطی صہ ۱۹۸ سطر ۳ - زمیندار پریس لاہور)

(ک) ۳۵۷ھ میں بنو عبید فاطمی مصر میں پہنچ گئے اور قابض ہو گئے۔ اس سے شیعوں کی سلطنت اقلیم مغرب و مصر و عراق پر قائم ہو گئی - قاہرہ میں دار الامارۃ بنا دیا گیا جو اس وقت قصرین کے نام سے مشہور ہے۔ بنو عباس کا نام مصر میں خطبوں میں سے نکال دیا گیا - سیاہ کپڑوں کا پہننا موقوف کر دیا گیا۔ اور خطیبوں کو سفید کپڑے پہننے کا حکم ہوا - اور حکم دیا گیا کہ خطبوں میں یہ الفاظ پڑھے جائیں - اللّٰھم صلّ علیٰ محمد ن المصطفیٰ و علیٰ علیّ المرتضیٰؑ و علیٰ فاطمۃ البتولؑ و علی الحسنؑ و الحسینؑ سبط رسول و صلّ علی الائمۃ اٰبائہ امیر المومنینؑ المعز باللہ یہ تمام واقعات ماہ شعبان ۳۵۸ھ میں واقع ہوئے۔ ربیع الآخر ۳۵۹ھ میں اذانوں میں حیّ علیٰ خیر العمل ایزاد کیا گیا اور بناء جامع ازہر شروع ہوئی جو رمضان ۳۶۱ھ میں مکمل ہو گئی۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صہ ۲۱۴ زمیندار پریس لاہور)

(ل) ۶۵۶ھ محرم میں شیعہ اور سنّی کا فساد ہوا سُنیوں نے شیعوں کے محلّے جلا دیئے - خاص کر وزیر الخلیفہ موید الدین ابن العلقمیؒ شیعی کا محلّہ کرخ جلایا گیا - اور عورتوں کی ہتک کی گئی - اور اُن کی عصمت لی گئی یہ بات وزیر ابن العلقمی کو سخت گراں گذری - اُنھوں نے ہلاکو خان تاتاری کو لکھا - جو ایک لاکھ فوج لیکر بغداد پر چڑھ آیا - اور المستعصم باللہ خلیفہ عباسی کی فوج کو شکست دیکر تمام علماء، اُمرا، حجاج و اعیان سلطنت بغداد کو قتل کر ڈالا۔ بغداد میں چالیس روز تک تاتاریوں کی تلواروں نے خون کے دریا بہا دیئے - کئی لاکھ آدمی قتل ہو گئے - خلیفہ بغداد کو لاتیں مار مار کر مار ڈالا گیا - (تاریخ ابو الفدا جلد سوم صہ ۱۹۳ اور تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صہ ۲۵۰) سلطنت عباسیہ مٹنے پر سلطنت عثمانیہ ترکی قائم ہوئی ÷

پس مسلمانوں نے کردنی خویش آمدنی پیش کا خمیازہ اُٹھایا - سنّی و شیعہ کے جھگڑے سے یہ فائدہ حاصل کیا - کہ خداوند کریم نے کمزور بیکس و مظلوم سادات کرام و شیعیان اہلبیتؑ عظام کا بدلہ و انتقام لیا - کہ سلطنت عباسیہ ہمیشہ کیلئے مٹ گئی - اور اس بھاری ریولیوشن انقلاب عظیم نے بنی اُمیہ و بنی عباس کو جڑ و بنیاد سے اُکھیڑ دیا - اور خداوند کریم نے اپنا ملک دوسرے مخزکوں کے حوالہ کر دیا - وہ جابرانہ اور ظالمانہ حکومتیں ہمیشہ کے واسطے مٹ گئیں - اور خون ناحق سادات کرام

نے اپنا انتقام لیکر ہی چھوڑا اور اللہ تعالےٰ کا سچا وعدہ پورا ہوا۔ قولہ تعالیٰ جاءہم نصرنا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ۔ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ (یوسف اخیر ۱۳) ترجمہ:- عین وقت پر ہماری مدد انکے پاس آپہنچی۔ اور عذاب جو عود نازل ہوا جسکو ہمنے چاہا بچادیا۔ اور گنہگار لوگوں کے سر پر سے تو ہمارا عذاب کسی طرح پر ٹل ہی نہیں سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ عقل والے لوگوں کے واسطے ان لوگوں (بنی امیہ وبنی عباس) کے حالات پڑھنے میں بڑی عبرت ہے۔

الغرض اکثر اموی وعباسی سلاطین اسلام جو تخت خلافت النبوۃ پر بیٹھے ہیں۔ وہ سب کے سب غرور حکومت ونشۂ بادشاہت میں عیش وعشرت میں پڑکر بانی اسلام سید خیر الانام علیہ السلام کے اسلام اور اُن کی اولاد وسادات کرام کو مٹانے کے درپے رہے ہیں۔ اور سب سے پہلا کام انکا یہی رہا ہے۔ کہ اہلبیت عظام کا کام تمام کیا جائے۔ حقداران خلافت کو دُنیا سے مٹایا جائے۔ تاکہ انکو آرام ملے۔ حالانکہ دُنیا میں جس قدر اقوام ہیں۔ وہ اپنے پیر و مرشد۔ اپنے رہبر۔ اپنے گرو۔ رشی منی۔ اپنے لیڈر و ریفارمر۔ اپنے بادشاہ اور اُن کی اولاد کی اطاعت وتابعداری عزت و قدر ومنزلت کرتی چلی آئی ہیں۔ ایک مسلمان ہی ہیں۔ جنھوں نے مدعیان اسلام ہو کر سادات کرام کی عزت اور حرمت تیر و تفنگ۔ نیزہ وتلوار سے کی ؎

نبیؐ کے باغ کا ہرا بھرا شجر کاٹا
کسی کو زہر سے مارا کسی کا سر کاٹا

جاؤ دیکھو نجف اشرف۔ کربلائے معلےٰ۔ کاظمین الشریفین۔ سامرہ شریفہ۔ دمشق۔ مشہد مقدس اور طوس میں آئمہ اطہار اولاد سید الابرار صلعم کے مزار مقدسہ وزیارات مطہرہ انہی مسلمانوں کے ظلم وستم کی یادگاریں ہیں۔ اور بغداد میں دیواریں اب تک پکار رہی ہیں۔ کہ ان میں بے گناہ سادات کرام وموالیان اہلبیت عظام زندہ چنوائے گئے ہیں۔ وہ ظالمانہ وجابرانہ سلطنتیں بنی اُمیہ بنی عباس کی حرف غلط کی طرح دُنیا سے مٹ گئیں۔ انکے محلوں آرامگاہوں دارالامارہ میں اُلّو بول رہے ہیں۔ اُن کی قبروں پر چراغ تک کوئی نہیں جلاتا۔ اُن کی کوئی نذر ونیاز نہیں کرتا۔ نہ کہیں اُن کی فتوحات کی سالگرہ ہوتی ہے۔ یزید پلید کی قبر سنڈاس خانہ بنی ہوئی ہے۔ اُس پر پتھر پڑتے ہیں۔ اس کا کوئی نام لینا گوارا نہیں کرتا۔ اور نہ کوئی غلام یزید نام

رکھتا ہے۔ بلکہ غلام حسینؑ منظور حسینؑ مقبول حسینؑ۔ محبوب حسینؑ و طالب حسینؑ۔ بڑی خوشی حُسن عقیدت اور فخریہ طور پر نام رکھے جاتے ہیں۔ جاؤ کاظمین الشریفین دیکھو۔ جاؤ کربلائے معلےٰ میں مشہد حسینیؑ کی زیارت کرو۔ جاؤ نجفِ اشرف میں روضہ منورہ سیدنا علی المرتضےٰ سے آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ زائرین کی چہل پہل۔ لوگوں کا ہجوم۔ درود و صلوٰۃ کی ہر وقت پکار۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور انوار کا معائنہ کرو۔ تب پتہ لگ جائیگا۔ کہ سچائی۔ صداقت۔ حقانیت اور روحانیت اسکا نام ہے والعاقبۃ للمتقین کے یہ معنی ہیں۔ بنی عباس کے بعد سلطنت عثمانیہ ترکی قائم ہوئی۔ جو دونوں سابقہ بادشاہت سے کئی درجہ اچھی رہی۔ زیادہ ظلم و ستم اس حکومت میں نہ ہونے پائے۔ سادات کرام کو اس سلطنت میں بہت آرام ملا۔ آخر یہ سلطنت بھی مٹ گئی ۔

(۴) چوتھا دورِ رحمت

آخرکار اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم و دریائے رحمت نے جوش مارا کہ مُحبّان جناب سید المرسلینؐ و شیعیان جناب امیرالمومنین علیہم السلام کو ایک عادل و مہذب رعایا پرور۔ رحمدل گورنمنٹ برطانیہ عظمےٰ سرکار اعلےٰ مدار کے ماتحت کر دیا جہاں انکو ہر طرح سے کامل آزادی ملی۔ اپنے فرائض مذہبی کھلم کھلا بجا لانے لگے۔ اور روز بروز ترقی کرنے گئے۔ کہ آج ہند میں تین کروڑ شیعہ بتائے جاتے ہیں۔ ہر ایک شہر ہر ایک قصبہ۔ ہر ایک گاؤں میں مومنین مخلصین پائے جاتے ہیں۔ اور اپنی زندگی بڑی فارغبالی اور خوشحالی سے بسر کر رہے ہیں۔ اور تمام ہند و پنجاب کے لیڈر و قومی ریفارمر بنے ہوئے ہیں۔ صوبہ سرحدی شمال مغربی کے شہر پشاور۔ بنگش ضلع کوہاٹ۔ ہنگو لائین۔ پاراچنار۔ کرم ویلی کے شیعیان جناب حیدر کرار علیہ السلام متمول۔ رئیس۔ مہمان نواز۔ خوش و خرم ہیں ۔ اگر خوش نصیب پوچھو۔ تو شیعیان کرم ہیں ۔

پس موالیانِ اہلبیتِ کرام و محبان آل رسول خیرالانام علیہ السلام کو سرکار عالیہ کا کروڑہا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اور تن من دھن سے اپنے آپکو اس سلطنت پر نثار کرنا چاہئے۔ جو ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اور وقت اور آزادی جائز کو غنیمت جان کر قوم اور ملت کی ترقی میں کوشش کرنی چاہئے۔ اور قولاً و فعلاً مناقب و فضائل و امامت آئمہ اطہار علیہم السلام کی تبلیغ ہر وقت کرنی چاہئے۔ جو ترقی اسلام کا اصلی راز ہے۔ اور اتفاق کا حقیقی طریقہ ہے مسلمانوں

میں باہمی ہمدردی۔ اتحاد۔ اُلفت محبت کی ترغیب دیں تاکہ یہ بے لطفی۔ کج بحثی۔ فساد و فتنہ
جو خود غرضوں نے اپنا اُلو سیدھا کرنے کی خاطر قایم کر رکھّی ہے۔ دُور ہو جائے شیعہ اور سُنّی گلے مل جائیں
اگر عقائد و مذہب و عبادات میں نہیں تو دُنیاوی پلیٹ فارم پر دونوں ملکر ترقی کریں۔ اس صلح کل و
انصاف پسند سلطنتِ انگلشیہ میں متانت و سنجیدگی سے تبادلہ خیالات کریں۔ اُور مسلمانوں کو سمجھائیں
کہ ان خونی واقعاتِ اسلام کا اصلی سبب کیا ہے۔ یہ کہ بعد انتقال پُر ملال محبوب ذو الجلال
سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم **اجماع** نے اِسلام کے دو ٹکڑے کر دیئے اُور مسلمانوں
کی دو پارٹیاں ہوگئیں۔ ایک **اہلِ سُنّت والجماعت** جس نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ رسول صلعم
اُور افضل الصحابہ مان لیا۔ اُور بنی اُمیہ۔ بنی عباس و بادشاہانِ عثمانیہ کو اپنا خلیفہ مان لیا۔
اُور اُن کے مطیع و تابعدار رہتے رہے۔ اُور چار مذہب بنائے ۔

(ب) دوسری پارٹی شیعہ کہلائی۔ جنہوں نے اللہ اُور اُس کے رسول مقبول صلعم کے
بعد رسول مقبول صلعم افضل الناس جناب علیؑ المرتضےٰ کو مان لیا۔ اور اُن کی اولادِ کرام ساداتِ
عظام علیہم السلام کی تابعداری اختیار کی۔ ان کو خلفائے راشدین جانتے رہے اور اُن کے ہر
قول اُور فعل کو نص جلی مانتے رہے اُور جس قدر اہلِ سنّت والجماعت کے خلفائے اسلام تھے۔
ان کو بادشاہانِ اسلام گردانتے رہے۔ اُور جن لوگوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اولاد۔ ذریت۔ عترت پر ظلم کئے۔ اُن سے بیزار رہے۔ اُور فرمانِ اہلبیت رسالت صلعم
کے دامنگیر ہو کر ان کے ساتھ تکالیف و مصائب جھیلتے رہے۔ پس عیسےٰ بدینِ خود موسےٰ بدین
خود۔ اہلِ سنّت والجماعت کا اس میں کیا حرج و نقصان ہے۔ وہ اپنے عقائد پر پابند رہیں۔
شیعہ مذہب سے سروکار نہ رکھیں۔ باقی رہا سب و شتم کرنا۔ سو مذہب شیعہ میں یہ حرام ہے۔
اُور **شیعہ صاحبان** جو جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کے قائل
ہیں۔ اُن کے ثبوتِ دعوے میں یہ کتاب **ثبوتِ خلافت** حصّہ اوّل معتبر کتب تفاسیر و احادیث و
تواریخ اہلِ سنّت والجماعت ہی کو اپنا ماخذ ثبوت قرار دیکر ناظرین محققین و انصاف آگیں کے
پیش کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ نظرِ غور سے ملاحظہ فرماویں گے ۔

صابر عفی عنہ

انوارِ امامت مقدمۂ ثبوتِ خلافت

مقدمہ اوّل

معیارِ امامت وصداقت۔ اس میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں۔ کہ خلافتِ الٰہیہ کے واسطے خلیفۃ اللہ نبی اللہ ورسول اللہ وہ ہونا چاہئے۔ جو صفاتِ الٰہیہ سے موصوف اور مظہرِ ذاتِ الٰہی ہو حضرت آدمؑ سے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلعم تک تمام انبیاء و مرسلینؑ مظہرِ ذاتِ خداوندی تھے۔ اور کل کمالاتِ انسانی کا خاتمہ سرورِ عالم صلعم پر ہو چکا اور حضورؐ انور مظہرِ اتم الوہیت ہو کر خاتم النبیّن کہلائے اور سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا۔ اب دوسرا سلسلہ فیضان و انوار و برکاتِ نبوتؐ و اشاعتِ اسلام کیواسطے اور خلافت النبوۃ کے لیے جاری ہو گیا جسکو خلافت یا نیابت یا ولایت کہتے ہیں جس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اور اسکے واسطے نائب و خلیفۂ رسولؐ کی ضرورت ہے۔ اور جس میں مستخلف کے اوصافِ کاملہ موجود ہوں۔ اور سوائے مابہ الامتیاز یوحیٰ الیّ۔ الا انہ لا نبیّ بعدی۔ یعنی رسالت اور وحیِ رسالت کے باقی جملہ صفاتِ کمالیہ الٰہیہ کا مظہر اور نیک نمونہ ہو۔ وہی خلیفہ و نائب رسولؐ ہے اور جس میں صفاتِ نبوتؐ نہ پائے جائیں۔ اور وہ مظہرِ اتم نبوت نہ ہو۔ وہ ناخلف ہے۔ کیونکہ خلیفہ و امام اسی غرض و علّتِ غائی کو پورا کرنے کے لئے مقرر ہوتا ہے جس غرض کو رسول اکرمؐ نے پورا کیا۔ اور اس خلیفہ کا قول و فعل ہر حالت میں واجب الاطاعت ہوتا ہے۔ وہی مفسّرِ قانونِ الٰہی ہے۔ وہی ہادی و مہدی خلق الی صراطِ مستقیم ہے۔

(۲) **امام یا نائب رسول مقبولؐ** معصوم و محفوظ عن الخطا ہوتا ہے۔ امام ہی کے ذریعہ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ جہاد۔ حج قائم ہو سکتا ہے۔ امام حلال خدا کو صحیح طور پر حلال اور حرام خدا کو حرام بتلاتا ہے۔ اور حدودِ خدا کو قائم کرتا ہے۔ امام وہ آفتاب و عالمتاب ہے۔ جو اپنے نور سے عالم کو چار اور روشنی دیتا ہے۔ امام سراجاً منیرا ہے۔ اور روشن ماہتاب ہے۔ نور ہے جو پھیلا ہوا ہو۔ امام

گناہوں سے پاک عیوب ظاہری و باطنی سے منزہ علم الہی سے مخصوص علم و عقل سے تام زد ہوتا ہے۔ منتظم دین۔ باعث عزت مسلمین۔ قاتل منافقین اور مومنین سے رؤف و رحیم ہوتا ہے۔ امام اپنے زمانہ کا یگانہ ہوتا ہے۔ کوئی عالم اسکی برابری نہیں کر سکتا۔ وہ ہر ایک فضل و بزرگی و علم لدنی سے ممتاز ہوتا ہے۔ اور وہ مظہر اتم نبوت ہوتا ہے۔ لوگوں کو شریعت پر قائم رکھتا ہے۔

(۳) خلافت درحقیقت تابع امامت ہے، - امامت کا منصب درحقیقت نبوت کا ایک شائبہ ہے۔ اور امام کی فطرت قریب قریب پیغمبر کی فطرت کے ہوتی ہے۔ ایک پاک گروہ ایسا مخلوق ہوتا ہے۔ کہ جن کا جوہرِ نفس قریب جوہرِ انبیاء کے ہوتا ہے۔ وہی خلفائے امت اور نائبان رسالت ہیں جبکہ نبی و رسول من جانب اللہ مبعوث ہوتا ہے۔ اسلئے امام و خلیفہ و نائب رسول مقبولؐ کو بھی منصوص من اللہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ عوام الناس جوہر نفس و قابلیت کو پہچان نہیں سکتے۔ جیسے مسائل مذہبی میں نکتہ سنجی اور دقیقہ رسی سے کام نہ لیا جائے۔ تو اس کی حقیقت بدل جاتی ہے۔ ویسے ہی امام کے ماننے اور پہچاننے میں جب نکتہ سنجی و دقیقہ رسی نہ کی جائیگی۔ تو امام کی شناخت میں بھی حقیقت بدل جائیگی پس لامحالہ ضرور ہے۔ کہ امام کا بنانا و شناخت کرانا من جانب اللہ ہو۔

(۴) خلافت و امامت کے واسطے وہی لوازم اور اسباب درکار ہیں۔ جو اس نبیؐ کو درکار ہیں جس کا یہ خلیفہ ہے۔ فرق اصالت و نیابت کا ہے۔ امام عادل کی تقرری مثل بعثت نبیؐ کے ہوتی ہے جس طرح کوئی شخص تسلط و غلبہ و اجماع سے نبوت نہیں پا سکتا۔ اسی طرح قہر و غلبہ یا اجماع سے امام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وصایت اور استخلاف سے امام ہوتا ہے۔ من کان خلف النبی فھو اشبہ بالنبیؐ جو خلیفہ رسولؐ ہو وہ اپنے رسولؐ کے مشابہ ہو۔

(۵) امام و نائب رسولؐ وہی بزرگ ہو سکتا ہے۔ جو عوام امت میں سب سے افضل و بہتر ہو۔ جملہ امورِ انتظامی و ملکی وغیرہ پر پورا حاوی ہو۔ دوسرے کا محتاج نہ ہو۔ سب سے زیادہ عالم معجز نما فاضل متقی و پرہیزگار۔ عابد۔ مجاہد فی سبیل اللہ کرار غیر فرار۔ متدین و صائب رائے ہو۔ خیر خواہِ امت اپنا ذاتی نفع نہ چاہے۔ نیک خو۔ نیک خصلت۔ خوش سیرت و صورت ہو۔ تنگدل اور تنگ مزاج اور درشت طبع نہ ہو معصوم اور محفوظ عن الخطا و عصیان ہو جس طرح کہ انبیاء مرسلینؑ معصوم ہوتے ہیں تاکہ نائب اپنے منیب کا کام بغیر سہو و خطا کے بخوبی سرانجام دیسکے۔ اور اس سے کوئی بدعت یا احداث امورِ دین واقع نہ ہو۔ اور شریعت میں کسی کا لحاظ نہ کرنے والا ہو۔ ہادی مہدی ہو۔

(۶) **مخلوق کا بنایا ہُوا خلیفہ** کبھی بارعب داب و بااختیار حکومت نہیں کرسکتا۔ وہ بطور پریزیڈنٹ یا میرمجلس کے ہوتا ہے جسکو چند لوگوں نے انتخاب کرکے صدر انجمن بنادیا ہو۔ اور اُس کا مقرر کرنا اور موقوف کرنا لوگوں کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اور وہ خلیفہ حق بات کو جاری نہیں کرسکتا ہمیشہ اپنے ووٹ دینے والے یا انتخاب کرنے والوں کی پاس خاطر کرتا رہتا ہے۔ اور اسکو اپنے وزیروں و مشیروں اور ارکان دولت وملت کا لحاظ کرنا پڑتا ہے جیساکہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر ابن الخطاب کے رعب داب و لحاظ میں آکر فدک کے واگذاشت کی سند پھاڑدی اور اپنی رائے کو بدل دیا۔ اور قیامت تک طعن اپنے اوپر لے لیا۔ خالد بن ولید نے حضرت مالک بن نویرہؓ کو جو محبّ خاندان رسالتؐ تھا بصرف زکوٰۃ نہ دینے کے جُرم میں مرتد قرار دیکر قتل کرڈالا۔ اور اُس کی زوجۂ محترمہ کو جبر و ظلم سے بلاعدت شبِ قتل میں مجامعت کی۔ مگر حضرت ابوبکر نے اُس پر حدِشرعی قایم نہ کی۔ حالانکہ تمام صحابۂ کرام حضرت عمر و جناب مولا علی المرتضےٰ علیہ السلام نے اُسکو سنگسار کرنے کے واسطے اصرار کیا مگر خلیفۂ اوّل نے حد جاری نہ فرمائی۔ اور حضرت خالد بن ولید کی رعایت کی ٭

اور ابوسفیان نے جب حضرت ابوبکر کو دھمکی دی کہ خلافت بنو ہاشم کا حق ہے یا بنو اُمیہ کا۔ آپ خواہ مخواہ خلیفہ بن بیٹھے ہیں۔ تو اُس کی دھمکی پر اُس کے بیٹے کو شام کی گورنری دیدی (روضۃ الصفا جلد دوم) اور حضرت ابوعبیدہ جراح کو جس نے خلیفہ بنانے میں آپ کو مدد دی تھی۔ سپہ سالار بنایا گیا ٭

(۷) **اگر خلیفہ بنانا** ہمارے اختیار ہوتا تو پھر مسائل کا بنانا بھی ہم پر چھوڑا جاتا۔ یہ خلافت یا امامت نہ ہوئی۔ بلکہ کونسل وضع قوانین ہوئی۔ یہی سبب ہے کہ اجماع صحابہ و اجماعِ اُمت کو اہلسنت نے نصِ جلی سمجھ کر اپنے اپنے اجتہادی و قیاسی مسائلِ دین گھڑ لئے ہیں۔ اور چار مذہب مقرر کئے ہیں۔ جن کے اصول و فروع ایک دوسرے کے مخالف ہیں ٭

(۸) **تمام انبیاء و مُرسلین** علیہم السلام کے نائب منصوص من اللہ تھے اور انہی کے خاندان سے بھائی فرزند وارث النبوۃ ہوتے تھے۔ قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اجماعِ اُمت سے کوئی خلیفہ یا امام یا رسول اُمم سابقہ میں بنایا گیا ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے بھی اپنے برادرِ حقیقی کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی تھی۔ کہ ان کو شریکِ نبوت بنادے۔ قولہ تعالیٰ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ؕ هٰرُوْنَ اَخِی ؕ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ ؕ وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ؕ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ؕ وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ؕ

إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ (پ ۱۶ ط ۱ سے ۴) اور میرے گھر والوں میں سے ایک کو میرا وزیر بنا دے۔ ہاروں کو جو میرا بھائی ہے۔ اس سے میری پیٹھ مضبوط کر دے۔ اور اس کو میرے کام پیغمبری میں شریک کر دے۔ اس لئے کہ ہم دونوں ملکر خوب تیری تعریف کریں۔ اور خوب تیری یاد کریں۔ تو تو پہلے ہی ہمارا حال خوب جانتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے موسےٰ جو تو نے مانگا وہ تجھ کو مل چکا ۔

اگر اجماع یا خود بخود خلیفہ بنانا ہوتا۔ تو حضرت موسےٰ اپنے بھائی ہارونؑ کو خود بخود ہمراہ لے جاتے۔ اور بنی اسرائیل کو فرماتے یہ خلیفہ ہم نے مقرر کیا ہے۔ تم اس کو مانو۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دُعا مانگی گئی کہ جوہر نبوت حضرت ہارونؑ میں پیدا کر کے شریک نبوت بنا دے ۔

(الف) حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا وصی و خلیفہ حضرت سیدنا شیث علیہ السلام تھا ۔

(ب) حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا وصی و خلیفہ حضرت سام علیہ السلام تھا ۔

(ج) حضرت سیدنا موسےٰ علیہ السلام کا وصی و خلیفہ حضرت یوشع بن نون تھا ۔

(د) حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا وصی و خلیفہ حضرت آصف بن برخیا رتھا ۔

(ہ) حضرت سیدنا عیسےٰ علیہ السلام کا وصی و خلیفہ حضرت شمعونؑ تھا ۔

(و) حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی و خلیفہ جناب مولانا علی المرتضیٰ علیہ السلام تھا۔ اور خاتم الاوصیاء تھا۔ (مودۃ القربےٰ۔ روضۃ الصفا)

(۹) **امام و خلیفۃ اللہ** کا کمال یہ ہے۔ کہ اس کی قوت نظری اور عملی دونوں کامل ہوں اور اپنے وقت میں سب سے اعلےٰ افضل ہو۔ اور نقائص سے خالی ہو۔ اس میں ملکوتی صفات ہوں جسمانیات سے بے پرواہ اور روحانیات اُس پر غالب ہو۔ اور وہ حجۃ اللہ البالغہ ہو ۔

(۱۰) **نبی و رسولؐ و امامؑ** و نائب رسول کے والدین موحد حقیقی اور مومن خالص ہوتے ہیں۔ وہ لوگ مشرک نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی اُن کے والدین کمینہ پیشہ اختیار کرتے ہیں۔ اور وہ اعلےٰ حسب و نسب کے ہوتے ہیں۔ تاکہ عوام الناس کی نظروں میں وہ ذلیل و حقیر معلوم نہ ہوں ۔

(۱۱) **خلیفہ و نائب رسولؐ** مقبول کی یہ صفت ہے۔ کہ جسطرح مرسلین کی رسالت اور انبیاءؑ کی نبوت کی تصدیق کیلئے صدور معجزات و خوارق عادات ضروری ہیں۔ ویسے ہی نیابت رسول اللہؐ

اور امامت کی تصدیق کے اعجاز و کرامات کا ظاہر ہونا ضروری ہے پس جس شخص میں یہ صفت پائی جائیگی۔ وہ برحق و حقیقی نائب رسول مقبول صلعم ہے۔ اور جس میں یہ صفت نہیں ہوگی۔ وہ خلیفہ نہیں +

(۲) **عصمت** جس طرح انبیاء و مرسلین معصوم ہیں۔ ویسا ہی نائب رسولؐ کو معصوم ہونا چاہئے۔ کیونکہ نائب اور نبی کے فرائض یکساں ہیں۔ فاسق فاجر گنہگار کی ہدایت مؤثر نہیں ہوا کرتی۔ وہ خود اندھیر میں ہے۔ دوسرے کو کیسے اُجالا کر سکتا ہے جیفت بغیر شہادت اللہ اور رسولؐ کے ثابت نہیں ہوسکتی +

(۳) **نائب نبیؐ** و رسول اکرمؐ کی یہ صفت ہے۔ کہ جس طرح انبیاء و مرسلینؑ روز پیدائش ہی سے شرک و کفر سے مبرا ہیں۔ ویسے ہی اُن کا نائب بھی آلائش شرک و کفر سے پاک ہو کبھی بُت پرستی نہ کی ہو۔ وہ موحّد حقیقی ہو۔ بُت پرست نہ ہو۔ بلکہ بُت شکن ہو +

(۴) **جسطرح جمادات و نباتات** حیوانات۔ انسان جنات۔ زمین آسمان۔ ستارے۔ عناصر وغیرہ نے جناب سرور عالم صلعم کی اطاعت قبول کی اور تابعداری کی۔ ویسے نائب رسول اکرمؐ کی بھی انکو تابعداری و فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ اگر کسی مدعی خلافت کی صرف طبقۂ انسان نے اطاعت کی ہو اور دیگر طبقات ملائکہ۔ حیوانات وجنات واجرام فلکی نے اس کا حکم نہ مانا ہو تو وہ ہرگز حقیقی نائب الرسول نہیں کہلاسکتا۔ کیونکہ یہ امر ممکن نہیں ہے۔ کہ جس طبقہ نے رسول اللہ صلعم کی اطاعت تو کی ہو۔ مگر اس کے نائب سے نافرمان رہا ہو +

(۵) **علم لدنی** جیسا کہ انبیاءؑ و مرسلینؑ کو حاصل ہوتا ہے۔ ویسا ہی اُنکے نائبان کو حاصل ہونا چاہئے اور جن جن طریقوں سے پہلے انبیاءؑ و مرسلینؑ کو یہ علم حاصل ہوا ہے۔ انہیں طریقوں سے اس رسالت کے نائبان کو بھی حاصل ہوا ہو جس طرح جناب سرور عالم صلعم نے کسی اُستاد سے تعلیم نہیں پائی۔ اسی طرح اس کے نائب و خلیفہ کی تعلیم بھی ہو +

(۶) **نائب رسول مقبولؐ** علم قرآن و سنت اور حل مسائل قضایا میں بدرجۂ اتم کمال رکھتا ہو کبھی کسی سوال کے جواب میں قاصر نہ ہو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ خلافت النبوت کے تخت پر تو متمکن ہو۔ اور جب شریعت کا مسئلہ آجائے۔ تو دوسروں سے پوچھتا پھرے۔ وہ منصف و حاکم و مجسٹریٹ و قاضی کس کام کا جو عدالت میں اپنے ماتحت عملہ سے پوچھکر مقدمات کا فیصلہ کرے۔ وہ ڈاکٹر یا حکیم کس کام کا جو تشخیص مرض اپنے کمپونڈر سے پوچھکر کرے۔ وہ مُلّاں یا مولوی یا امام مسجد کس کام کا کہ خود تو ایک نقطہ نہ لکھ سکے

ایک آیت کی تفسیر نہ کر سکے۔ مگر لوگوں سے پوچھ کر رسالہ بازی کرے۔ یا فتوے دیا کرے اور مقتدیوں سے بھی کم علم رکھتا ہو ✤

(۱۷) **نائبِ رسولِ مقبولؐ** وہ شخص ہے۔ جو خداوند کریم اور رسول کریمؐ کے نزدیک جمیع اُمت سے برگزیدہ اور افضل ہو۔ اور سب سے زیادہ محبوب خدا اور رسولؐ ہو اور سب سے زیادہ خدا اور اُسکے رسول کریمؐ کو دوست رکھتا ہو۔ رسول اکرمؐ کے قدم بقدم چلنے والا ہو۔ سب سے بہادر۔ غزوات وجنگ میں بھاگنے والا نہ ہو۔ اور سب لوگوں سے زیادہ عادل ہو۔ اور نبی اکرم صلعم سے بہ نسبت اوروں کے زیادہ قریبی ہو۔ اور مقرب بارگاہ الٰہی ہو ✤

(۱۸) **کوئی حکمِ خدا و رسولؐ** اس نائب و خلیفہ کی امامت و خلافت کی نسبت صادر ہوا ہو۔ یا بعین حیاتِ نبی اکرمؐ کوئی معاملہ اُسکی ولیعہدی وجانشینی کا وقوع میں آیا ہو۔ اور وہ بعض اختیارات رسالت میں شریک رہا ہو۔ اور نبی مکرم صلعم نے اُس کی اطاعت وغیرہ کے لئے اُمت کو ایک جم غفیر میں حکم دیا ہو۔ اور وہ باقاعدہ جانشین بنایا گیا ہو ✤

(۱۹) **امام** عوارضِ جسمانی سے پاک ہو۔ جیسے جذام۔ آتشک سوزاک۔ برص۔ سرطان۔ گنج سُعفہ فیِ یا بطین نسیان۔ وغیرہ دیگر امراضِ متعدی اور عیوبِ نفسانی سے منزہ ہو۔ خوش خلق ہو۔ نکتہ چین۔ بد خو۔ گالی گلوچ دینے والا نہ ہو ✤

(۲۰) **امام ہمام** تمام دیگر مخلوق و رعایا سے تمام صفات میں افضل و جامع ہو۔ مانند شجاعت۔ سخاوت مروت۔ حلم۔ جود و کرم۔ علم و عبادت۔ ریاضت۔ صبر و رضا۔ زہد۔ تقوےٰ۔ اگر وہ عوام الناس سے ان فضائل میں گھٹیا ہوگا۔ تو وہ امام نہیں ہو سکتا ✤

(۲۱) **خدا کے کامل** مامورین کی علامتوں میں سے ایک یہ علامت ہے۔ کہ اُن سے آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے پیشوا و ہادی اور رسولؐ کے نائب ہو کر یہ ثابت کریں۔ کہ وہ نبیؐ اپنی روحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے۔ فوت نہیں ہوا ✤ (تریاق القلوب صہ)

(۲۲) **امام زمان** علیہ السلام کو درجۂ فنا فی الرسولؐ وفنا فی اللہ کا کامل عطا ہو۔ اور فیضان و انوار نبوت سے بالکل بہرہ ور و مستفیض و منور ہو۔ اور کل صفاتِ نبوت کا مظہرِ اتم ہو ✤

(۲۳) **امام الزمان** علیہ السلام اُس شخص کا نام ہے۔ کہ جس شخص کی روحانیت۔ تربیت کا خدائے تعالےٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھدیتا ہے۔ کہ وہ سارے

جہان کے معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کرکے مغلوب کرلیتا ہے *

(۲۴) **اماموں میں** بنی نوع کے فائدے کے لئے اور فیض رسانی کے لئے مندرجہ ذیل قوتوں کا ہونا ضروری ہے۔ قوّتِ اخلاق۔ قوّتِ امامت بسطت فی العلم۔ والجسم۔ قوّتِ عزم۔ قوّتِ اقبال علی اللہ شجاعت۔ کشوف اور الہامات کا سلسلہ جو سچے ہوں۔ اور شیطانی نہ ہوں *

(۲۵) **امام** علیہ السلام مجاہد فی سبیل اللہ ہو۔ اور خود بنفس نفیس کفار و مشرکین اور منافقین کیساتھ جہاد و قتال کرے۔ اور اس کے جہاد کی علت غائی ملک گیری یا فتوحاتِ ملکی نہ ہو۔ بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ کیواسطے ہو۔ اور تمام لڑائیاں دفاعی ہوں۔ ان میں شہرت اور خود غرضی نہ پائی جائے *

(۲۶) **نائبانِ رسولِ مقبولؐ** ہادی مہدی ہوں اور اللہ اور اسکے رسول مقبولؐ کے حکم سے مقرر کردہ ہوں۔ اجماعی نہ ہوں۔ یہ بات تو ظاہر ہے۔ کہ جناب رسولِ خداؐ کسی مخصوص زمانہ کے واسطے مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ آپ تمامی خلائق کیلئے ہادی و رہبر تھے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ایک خدائی کتاب پیش کی۔ اور ہر امر کے آداب و طریقے۔ معاملات عبادات میراث احکام وغیرہ خدا کے حکم سے مقرر کیے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپؐ مبعوث ہونیکے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہے۔ اور عرب کے بہت آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا جن میں سے اکثر منافق تھے۔ پس کوئی عاقل یہ تجویز نہیں کرسکتا۔ کہ خدا و رسولؐ ایسے امر عظیم کو ناتمام چھوڑیں۔ اور لوگوں کے حوالہ کردیں۔ جو فتنہ و فساد کے باقی ہیں۔ اور کسی شخص کو جو اس شریعت و کتاب و سنّت کا حافظ اور اخلاق جمیلہ میں مکمل معصوم و مقدس اور عالم اجل ہو۔ مقرر نہ کریں۔ اور صرف اس کتاب کو جو اسوقت تک جمع اور مرتب بھی نہ ہوئی ہو۔ اور جس کا سمجھنا ہر کس و ناکس کا کام نہ ہو جس میں تمام ضروری احکامات و مسائل سوائے مجتہد کامل کے نہ نکل سکتے ہوں۔ ہر ایک شخص اسکے الفاظ کا بیداگانہ مطلب سمجھے۔ اور تفسیر اپنی رائے ناقص و قیاس باطل سے کرے۔ اور ہزاروں تفاسیر میں کثرت پیدا ہوجائیں۔ جو ایک دوسرے سے مخالف ہوں۔ تو اس قرآن کا مقصد و مطلب سمجھانیوالا کسی کو مقرر نہ کرے۔ یہ عقل سے باہر ہے۔ پھر احادیث میں بھی اس درجے اختلاف و تشویش ہو کہ کوئی شخص صحیح مطلب حضرت رسول اکرمؐ کا نکال نہیں سکتا۔ اور ہزاروں موضوع احادیث بناکر رسول اکرمؐ پر تہمت لگائی ہو۔ پس قرآن و سنّت کے اصلی مفہوم سمجھانیکے واسطے اور لوگوں کو صراطِ مستقیم پر قایم رکھنے کیواسطے امام ہمام کی ضرورت ہے سوا اللہ اور رسولؐ نے سب سے افضل و اعلم و

اشجع اور مظہراتم نبوّت کو تمام اُمت محمدیہ صلعم پر امام وخلیفہ مقرر کیا۔ جس میں وہ تمام معیارِ امامت و خلافت ونیابت رسالت موجود تھے۔ وہ کون امام وخلیفۃ اللہ بلافصل وحجۃ اللہ علے الارض ہے وہ سیّدنا و مولانا علی المرتضےٰ شاہِ ولایت علیہ السلام ہیں۔ جن کی معیارِ امامت کے ثبوت میں ہم آیات بینات واحادیث سرورِ کائنات پیش کرینگے +

(۲۷) **امامت ونیابت** کیواسطے یہ بھی شرط ہے۔ کہ امام وخلیفۂ رسول خود بھی دعوےٰ امامت کرے۔ جس طرح کہ تمام انبیاء و مرسلین ع نے اپنی رسالت ونبوت کا کھُلّم کھُلّا دعویٰ کیا ہے +

(۲۸) **حضرت آدم ع** سے لیکر جناب رسولخدا ص تک تمام انبیاء ع کے بارے میں خداوند عالم کی یہ مقررہ عادت جاری رہی ہے۔ کہ جبتک اُن کا قائم مقام نہ مقرر کر دیا۔ اسوقت تک اس نبیؐ کو دُنیا سے نہیں اُٹھایا۔ اور خود آنحضرتؐ کی بھی یہ عادت تھی۔ کہ چھوٹے چھوٹے سفروں میں جب تشریف لیجاتے تھے۔ تو اپنا خلیفہ مقرر فرما جاتے تھے۔ تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپؐ دُنیا سے سفر فرمائیں۔ اور کوئی خلیفہ آپ مقرر نہ فرمائیں۔ اور لوگوں کو جھگڑے اور فساد میں چھوڑ جائیں۔ لُطف تو یہ ہے۔ کہ رسول مقبول ص تو رسول مقبول تھے معاذ اللہ خدائے تعالےٰ بھی اپنی پُرانی عادت جو ہر نبیؐ کی وراثت کیواسطے برتتا رہا یہاں آکر بدل بیٹھا۔ حالانکہ قرآن شریف میں فرمایا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا۔ اور یہاں اسکو بھلا دیا۔ اور قیامت تک کیواسطے اتنی بڑی مخلوق کو یوں ہی چھوڑ دیا۔ کہ خود امام وخلیفے مقرر کرتے پھریں۔ حاشا کلّا ہرگز نہیں۔ خداوند کریم جل شانہٗ نے جناب سیّدنا علی المرتضےٰ علیہ السلام کو خلیفہ مقرر فرما دیا۔ خُم غدیر کے پہاڑ۔ میدان اور تالاب اب تک گواہی دے رہے ہیں +

(۲۹) **امام مستجاب الدعوات**۔ اُمور غیبیہ کی خبر دینیوالا اور سچّی پیشین گوئی بتانے والا ہوتا ہے +

(۳۰) **امامت وخلافت** کے واسطے ظاہری غلبۂ اقتدار کی شرط نہیں۔ صرف قوم کی ہدایت و تزکیۂ نفس وتعلیم الکتاب والسنہ معیار ہے۔ جب انبیاء و مرسلین ع کو ظاہری بادشاہت شان وشوکت اور غلبہ واقتدار۔ افواج پلٹن۔ رسالے۔ توپخانے خزانے نہیں ملے۔ تو اُنکے نائبان کو کہاں سے غلبہ و اقتدار ہوگا۔ یہ کوئی دلیل نہیں کہ جو نبی و رسول ع یا امام ع ہمیشہ مغلوب رہے۔ اور صبر و شکر و رضا سے کفار و مشرکین و منافقین کا مقابلہ کرے۔ اور مصائب وتکالیف اُٹھا کر شہید ہو جائے۔ وہ نبی یا رسول ع یا امام ہو نہیں سکتا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ خاصانِ خدا کا یہ خاصہ ہے۔ کہ تکالیف مصائب کے ابتلاء وامتحان میں

کامیاب ہو کر نکلیں۔ اور اظہارِ حق کیواسطے اپنی قربانی کر دیں۔ دیکھو ڈاکوؤں۔ شریروں۔ فسادی لوگوں کے دفع شر اور فساد اور ملک میں حفظ و امن قائم کرنیکے واسطے بادشاہِ وقت کو کسقدر اپنی سپاہ کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں جرنیل۔ کرنیل۔ سپہ سالار۔ عام سپاہی کسقدر جنگ میں مارے جاتے ہیں۔ بلکہ جو جرنیل و کرنیل و سپاہی اپنی جان کو حفاظتِ ملک و قوم و ملت کیواسطے بادشاہ پر قربان کر دیتا ہے۔ وہی بہادر وفادار کہلاتا ہے۔ اسکے پس ماندگان کو پنشن و جاگیر و اکرام ملا کرتا ہے۔ پس اسی طرح اعلائے کلمۃ الحق و اظہارِ شریعتِ حقہ کیواسطے تمام انبیاء و مرسلین و اوصیائے عظام کو اللہ کی راہ میں تکالیف و ایذا اُٹھانی پڑی ہیں اور اپنی جانیں قربان کرنی پڑی ہیں جس سے وہ شہید کہلاتے ہیں۔ اور اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ کے مصداق ہوئے ہیں۔ سُنو:۔

(الف) حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام جو خلیفۃ اللہ تھے۔ انکے ہمراہ کسقدر فوج و سپاہ تھی اور کسقدر فتوحاتِ ملکی کیں + (ب) حضرت سیدنا نوح ؑ کو دعوتِ کفار میں سخت تکالیف گذارنی پڑیں۔ اور پتھروں کے پتھراؤ میں چھپ جایا کرتے تھے۔ اُن کے ہمراہ کوئی فوج نہ تھی نہ انکو سلطنت بادشاہی۔

(ج) حضرت ابراہیم خلیل اللہ ؑ کو کفار و مشرکین سے بہت ہی ایذا پہنچی۔ وہ چھپتے چھپتے پھرتے تھے۔ اُن کو آگ میں ڈالا گیا۔ فرمایئے اُن کو کیسے غلبہ نصیب تھا۔ اور کتنی ملک گیری آپ نے کی تھی +

(د) حضرت موسٰے ؑ کو اُنکی والدہ ماجدہ نے فرعون کے ڈر سے دریا میں ڈالدیا تھا۔ بڑے ہو کر دہ فرعون سے چھپتے پھرے۔ اور اُنکی اُمت کو سخت مصائب جھیلنے پڑے کہ بنی اسرائیل کے بال بچے قتل ہوئے۔ یہ لوگ قید ہوئے جلاوطن ہوئے۔ بتایئے کب غلبہ نصیب ہوا + (ہ) حضرت یعقوب ؑ فراقِ حضرت یوسف ؑ میں نابینا ہو گئے۔ اور اسی سال تک روتے رہے۔ (و) حضرت یوسف ؑ کنوئیں میں ڈالے گئے۔ غلام ہو کر فروخت ہوئے اور قید خانے میں رہے۔ (ز) حضرت دانیال پیغمبر ؑ کو شیر کے آگے ڈالا گیا۔ دریا میں ڈالا گیا اور آگ میں ڈالا گیا (ح) حضرت یحیٰے ؑ کو ایک یہودی بادشاہ نے قتل کر دیا۔ اور سرِ مبارک ایک طشت میں رکھکر دربار میں لایا گیا + (ط) حضرت عیسٰے ؑ کو یہودیوں نے ایک جگہ نہ رہنے دیا۔ ہمیشہ توہین و تنگ کرتے رہے آخر کار صلیب پر چڑھانے کا منصوبہ باندھا جو پورا نہ ہوا۔ جناب مسیح ؑ کو ایلی ایلی لما سبقتانی کہنا پڑا +

(ی) حضرت داؤد ؑ دشمنوں کے خوف سے اپنے مکان کی کھڑکی سے باہر نکل گئے (ک) جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کو کفار و مشرکین عرب نے کیا کیا تکالیف پہنچائیں۔ جادوگر کہا پتھر مارے۔ راستہ میں کانٹے

پچھائے پُشتِ مُبارک پر اونٹ کا بوجھ رکھدیا۔ اور جلا وطن کیا۔ آخر حضور انورؐ کو تین دن تک غارِ ثور میں چھپنا پڑا۔ ہاں آخر کار حق کا غلبہ ہوا۔ کہ تمام ملکِ عرب مسلمان ہوگیا۔ جہاں شب و روز لات و منات کی پوجا ہوتی تھی۔ اب انہی سنگلاخ پہاڑوں لق ودق جنگلوں بے آب ریگستانوں میں لاالٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز آتی ہے ✦

پس ظاہری غلبہ۔ اقتدار۔ رعبِ سلطنت وحکومت ۔ کثرتِ افواج۔ فتوحاتِ ملکی کا ہونا شرط و معیارِ امامت وخلافت نہیں۔ بلکہ یہ لوازمات بادشاہت ہیں۔ ورنہ لازم ہوگا کہ حضراتِ شیخین جناب سیدالکونین جدالحسنؑ والحسینؑ سے افضل و برتر تھے۔ کیونکہ اُنکے زمانہ خلافت میں جناب رسالت مآبؐ سے زیادہ فتوحات ہوئیں پھر دُنیاء جہان میں سکندر اعظم ۔ نپولین بوناپارٹ ۔ نوشیروانِ عادل ۔ ہارون رشید۔ مامون رشید۔ تیمور بادشاہ صاحبقران۔ اکبر بادشاہ ۔ اورنگ زیب۔ سلطان محمود غزنوی ولید بن یزید بن عبدالملک۔ عبدالرحمٰن اموی اندلسی۔ امیر کابل کیا یہ سب کے سب اللہ کے خلیفے اور حضراتِ شیخین سے افضل تھے۔ اور سلطنتِ انگلشیہ میں آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا ✦

اگر مسلمانوں نے امام برحق وقرآنِ ناطق جناب علی مرتضےٰؑ کو نہ پہچانا۔ تو یہ اُنکی سرکشی وبغاوت وعصیان کا نتیجہ ہے۔ اِس سے امامت وخلافت بلافصل میں فرق نہیں آسکتا۔ اوائلِ اِسلام میں کفار ومشرکین نے جناب سیدالمرسلین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اطاعت نہیں کی پس کفار کا نبوت سے انکار کرنا جناب سرورِ عالم صلعم کی رسالت کو کوئی نقصان نہیں دیسکتا۔ چونکہ امامتِ مرتضوی منہاجِ نبوت پر واقع ہوئی ہے۔ اسلئے مسلمانوں کا ان پر اجماع نہ کرنا۔ اور خلیفۂ اوّل نہ ماننا۔ انکو اپنے مراتب سے معزول نہیں کرسکتا بلکہ اکثر محققین تسلیم کرتے ہیں۔ کہ زمانۂ خلافتِ حضرات اصحابِ ثلاثہ میں جناب امیرؑ ہی حقیقی نیابتِ رسول مقبولؐ کرتے رہے۔ انہی کے فرمان و فتاویٰ ومشورے سے ہی اشاعت علوم وفیوض ظاہری و باطنی سے فتوحاتِ ملکی ہوتی رہیں۔ یہ اُنکی ہی صائب رائے صبر وشکر ورضا وتسلیم۔ فتنہ وفساد سے الگ تھلگ رہنا اور حمایتِ اسلام کا نتیجہ تھا۔ کہ حضراتِ شیخین کے زمانے میں اِسلام کو فروغ حاصل ہوا۔ اور جب حضرت عثمان نے مروان ملعون کو اپنا وزیر بنایا۔ اور احکام وصلاح مرتضویؑ کی پرواہ نہ کی۔ تو سلطنت واسلام میں ضعف آگیا پس سلطنت و بادشاہت اور چیز ہے۔ امامت و ولایت وحقیقی نیابت رسول مقبول صلعم اور چیز ہے۔ جسکے واسطے صرف ہدایت شرط ہے ✦

سوم جس وقت جناب امیر المومنین علی المرتضٰے علیہ السلام ظاہری خلافت پر متمکن ہوئے۔ تو زمانے کی رفتار بدل چکی تھی۔ کتاب اللہ و سنت کے احکام متغیر ہو چکے تھے۔ بنی اُمیہ کو کامل اقتدار حاصل ہو چکا تھا مسلمانوں میں عیش و عشرت۔ ریاست و سیاست و حکومت کی حرص و لالچ بڑھ گئی تھی۔ یہ لوگ شریعتِ اسلام کو چھوڑ کر دُنیاوی لذات میں پڑ چکے تھے۔ پھر بنی ہاشم کے ۲۴ سال تک حصّہ سلطنت سے محروم رہنے کے باعث ان کی عزت میں فرق آگیا تھا بنی اُمیہ اپنے آپ کو اُن سے افضل سمجھتے تھے۔ اور تمام لوگ معاویہ بن ابوسفیان کی بیس سالہ حکومت اور اُسکے انعام و اکرام اور آزادی سے خوش ہو کر اسکے غمخوار و مددگار بن چکے تھے پھر خود حضرت طلحہ و زبیر حکومت و بادشاہت کے ہوس میں جناب امیرؑ کی بیعت توڑ کر باغی ہو چکے تھے۔ اور جناب ام المومنین عائشہ کو بھی بغاوت میں ساتھ ملا لیا تھا۔ اور وہ رعایا جو حضرات شیخین کے وقت تھی یعنی صحابہ کرام وہ اب جناب امیر علیہ السلام کے وقت نہ رہے تھے۔ اور جو مہاجرین و انصار مدنی تھے اُنہوں نے بیعت مرتضویؑ کر لی تھی۔ مگر بنی اُمیہ اور باغیوں کی عام شور و شر و سرکشی کے مقابلے میں وہ مٹھی بھر تھے۔ یہی اسباب ہیں۔ کہ جناب امیر علیہ السلام سے لوگ سرکش ہو گئے اور اُن کی خلافت میں فتنہ و فساد جاری کر دیئے پس انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے منہاج و معیار رسالت و نبوت پر ان باغیانِ خلافت و منافقین سے جناب علی المرتضٰے علیہ السلام کو مطابق فرمان الٰہی جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ جہاد کرنا پڑا۔ اور جیسا کہ انبیاء و مرسلینؑ سے لوگ سرکش ہوتے رہے۔ اُن کے فرمان کی پرواہ نہ کی۔ اسی طرح جناب امیر علیہ السلام سے بنی اُمیہ و معاویہ شام سرکش و باغی رہے۔ اور اُس سے امامت و خلافتِ مرتضویؑ میں کوئی نقص واقع نہ ہوا۔ بلکہ وہ خاتم الخلفاء کہلائے۔ اور دُنیا میں اپنے افعال۔ اعمال شجاعت۔ علم۔ عبادت۔ ریاضت معرفت الٰہی۔ روحانیت۔ اللہ و رسولؐ کی اطاعت کے نیک نمونے چھوڑ گئے۔ اور کُل صوفیائے کرام و اولیائے عظام کے سرتاج مقرر ہوئے۔ دُنیا میں درجاتِ شہادت آپؑ کو اور آپؑ کے اولادِ مطہر کو نصیب ہوئی جنہوں نے کشتیٔ اسلام کو غرقابی سے بچایا اور کُل تکالیف و مصائب فی سبیل اللہ جھیل کر حق اور باطل میں فرق ڈال گئے۔ اور اللہ اور اُسکے رسول مقبولؐ کے سیدھے راستہ پر لوگوں کو چلا کر امام کہلا گئے ❖

مقدّمہ دوم

ثبوتِ معیارِ امامت وخلافت سیّدنا و مولانا علی المرتضیٰ علیہ السلام

ثابت کیا گیا ہے۔ کہ خلیفہ اپنے مستخلف کا آئینہ ہوتا ہے جس میں تمام اوصاف مستخلف کا عکس نظر آتا ہے بشرطیکہ انسان چشمِ بصیرت رکھتا ہو۔ تو اب اسکے سمجھنے اور معلوم کرنے میں ذرا بھی دقّت نہیں ہوسکتی۔ کہ پیغمبر خاتم النبیینؐ و افضل و اکمل خلفاء ربّ العالمین کا خلیفہ وجانشین اس کا قائم مقام اور اسکی جگہ اسکا کارکن اور کارِ نبویؐ انجام دینے والا کون ہوسکتا یعنی جانشین نبیؐ بعد نبیؐ وہی شخص ہوگا۔ جو جملہ کمالاتِ پیغمبری کا مظہر اور اُسکے تمام صفاتِ حسنہ کا نمونہ اور کل اوصاف و اخلاقِ فاضلہ کا آئینہ ہو جس میں ہر فضیلتِ پیغمبریؐ کا عکس نظر آتا ہو۔ اور جسکے چہرے میں جمالِ محمدیؐ دکھائی دیتا ہو۔ اور جسکے چہرے پر نظر کرنا پیغمبرِ خداؐ کے چہرۂ مبارک پر نظر کرنا عین عبادتِ خدا ہو۔ وہ عقل و فہم و علم و حلم قدرت و حزم و شجاعت و سخاوت و قناعت و حسب و نسب تجمّل و تحمل صبر و استقلال و رضا و اطمینان لطف و کرم۔ روحانیت۔ رحمیت اور عصمت میں مثلِ پیغمبرؐ ہو۔ اگر نبی مکرم صاحب آیات و بینات و معجزات باہرات ہو۔ تو یہ صاحبِ اعجاز و کرامت۔ اگر وہ علم احاطی رکھتا ہو۔ تو اس کا بھی احاطی ہو نہ کہ اختیاری اگر اسکا علم موہبتی الٰہی ہے۔ تو اُسکا وہبی و لدنی نہ تصوری و ذہنی۔ اگر وہ مدینہ علم ہے۔ تو یہ بھی بابِ علوم۔ اگر وہ حاملِ عرشِ علم تقدیری ہے۔ تو یہ بھی صندوق اسرار و وارثِ علم تدبیری۔ اگر وہ صاحبِ خلقِ عظیم ہے۔ تو یہ بھی مجسّم خلق۔ نہ فظاً غلیظ القلب صاحبِ خشونت و درشت۔ اگر وہ شجاع۔ تو یہ بھی شیرِ بیشۂ ہیجا۔ اگر وہ نورِ کبریا ہے۔ تو یہ بھی شمعِ ہدیٰ ہے۔ اگر وہ آفتابِ ہدایت و ارشاد ہے تو یہ بھی ماہتابِ صداقت و سداد۔ اگر وہ روحِ عالم ہے۔ تو یہ بھی نفسِ ناطقۂ آدم۔ اگر وہ سامی النسب و عالی الحسب ہے تو یہ بھی فخرِ قبائل عجم و عرب۔ اگر وہ اوّل المسلمین ہے۔ تو یہ بھی اوّل المومنین ہے۔ اگر وہ سیّد المرسلینؐ ہے تو یہ سیّد الوصیینؑ۔ اگر وہ خاتم الانبیاء ہے۔ تو یہ خاتم الاوصیاء و الاولیاء ہے۔ اگر وہ اشرف المقربین السابقین ہے۔ تو یہ صالح المومنین ہے۔ اگر وہ حامیٔ روزِ محشر ہے۔ تو یہ ساقیٔ حوضِ کوثر ہے۔ اگر وہ صاحبِ مقامِ محمود ہے۔ تو یہ حاملِ لواء احمد یوم المشہود ہے۔ نہیں نہیں رسولؐ اور خلیفۂ رسولؐ ایک نور کے دو ٹکڑے ایک اصل کے دو تنے ایک صدف کے دو موتی ایک کان کے دو گوہر۔ ایک

آسمانِ ہدایت کے آفتاب و مہتاب ہیں (خلافتِ الٰہیہ صـ۲۹) ٭

عصمت و طہارت علوی - قولہ تعالیٰ وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ ط قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ط قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ ہ (البقر۔ رکوع ۱۵) اور یاد کر کہ جب ابراہیمؑ کو اُس کے پروردگار نے کئی باتوں سے آزمایا۔ اس سے ان باتوں کو پورا کیا۔ پروردگار نے فرمایا میں تجھ کو لوگوں کا سردار بناؤنگا۔ ابراہیمؑ نے کہا۔ اور میری اولاد کو۔ فرمایا جو ظالم ہیں ان تک یہ اقرار نہ پہنچیگا ٭

(ب) مشرک کو ظالم بھی کہتے ہیں - قولہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ ط اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ہ (لقمٰن ۲۱ ۲) اور اے پیغمبرؐ وہ وقت یاد کر جب لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا۔ اللہ تعالےٰ کا شریک کسی کو نہ بنا کیونکہ شرک بڑا سخت گناہ ہے پس نصِ جلی سے ثابت ہوا کہ امام ظالم اور مشرک نہیں ہوتا۔ یہ عہدۂ امامت ظالموں اور بت پرستو مشرکوں کو ہرگز نہیں ملتا۔ اور متقین کی امامت کیواسطے قرآن شریف میں دعائیہ فرمان ہے سنو وَجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اور ہمکو خدایا متقین لوگوں کا امام پیشوا بنا دے۔ متقی کا درجہ امام سے کم ہوتا ہے۔ باوجودیکہ عوام مسلمین سے خدا تعالےٰ کے نزدیک اکرم ہوتا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اللہ کے نزدیک وہ بزرگ مکرّم ہے۔ جو تم میں سے سب سے متقی ہو۔ چونکہ جناب امیرؑ فطرۃً مسلمان تھے۔ اور کبھی بھی بت پرستی نہیں کی تھی۔ اسلئے انکو کرم اللہ وجہٗ کا خطاب ملا تھا۔ اور نبی صلعم کی گود میں پرورش پائی تھی۔ پنجتن پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک نور سے پیدا ہوئے اور شجرۂ طیبہ کہلائے۔ ان کے ثمرات ان کے پھول سب کے سب خوشبودار اور نورانی مہک سے مہک رہے تھے جن کے انوار سے تمام جہان منور ہوا اور خوشبو سے معطر و معنبر ہوا۔ ائمہ عظام اور سادات کرام میں خاص نورِ رسالتؐ و خونِ نبوتؐ ہے۔ اگر اولادِ رسول مقبولؐ معصوم و مقدس و طاہر نہیں ہو سکتی۔ تو دنیاء جہان میں کسی بشر کی اولاد پاک نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ ہی وہ شاہی و اعلیٰ خاندان کے نام سے مشہور ہو سکتی ہے جنابِ امیرؑ ایک تو خود نورِ فطرۃً پاک مسلمان۔ پھر اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا شدہ پھر لختِ جگر بضعۂ رسولِ مقبولؐ کیساتھ تزویج سے نورٌ علےٰ نور ہو گئے تھے۔ اس واسطے آپؑ معصوم اور محفوظ عن الخطا تھے۔

قولہ تعالیٰ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ اس آیت تطہیر

نے جناب مولا مشکلکشاؑ کو طاہر و مُطہر کر دیا جیسا کہ جناب سرورِ عالم صلعم معصوم مقدس و پاک نورِ الٰہی تھے ویسا ہی جناب علی مرتضےٰؑ معصوم تھے۔ قال رسول اللہ صلعم انا و علیؑ من نور واحد۔ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے جب نورِ محمدیؐ پاک و معصوم ہے۔ تو اُسکا دوسرا جزو بھی ضرور پاک و معصوم ہے پھر جناب امیرؑ نفسِ رسول مقبولؐ ہیں۔ پس طہارت و عصمت کی شرطان میں بخوبی پائی جاتی ہے۔ اور وہی خلیفۃ اللہ بلا فصل ہیں۔ باقی صحابہ کبار میں یہ معیارِ عصمت ہرگز نہیں۔ اور نہ وہ معصوم ہیں جناب امیرؑ کے اولادِ طہر گیارہ آئمہ معصومین بھی طاہرین ہیں۔ اور وہی خلفاء الراشدین خلافت النبوۃ ہیں۔ پاک و مقدس معصوم کی موجودگی میں غیر معصوم خلیفۂ رسولؐ نہیں ہو سکتا

اعجاز و کرامت ۔ جس طرح معجزات جناب سرورِ عالم صلعم سے ظاہر ہوئے۔ اسی طرح جناب امیر المومنین علی المرتضےٰؑ سے اعجاز و کرامات و خوارقِ عادات ظہور پذیر ہوئے کہ کتب فریقین شاہد ہیں۔ آفتاب کا دوبارہ لوٹ آنا۔ ملائکہ کا ہمکلام ہونا۔ جنّات کا حکم ماننا۔ نرحسین کا گفتگو کرنا۔ سواری کیوقت ایک رکاب سے دوسری رکاب تک قرآن پڑھ لینا۔ بیر العلم میں جنّات کا قتل کرنا۔ بروز جنگ پتھر میں نیزہ گاڑنا۔ گویا نیزہ مٹی میں گاڑ گیا۔ حضرت زید بن ارقم اور حضرت انس بن مالک کا بددعا سے اندھا و کوڑھی ہو جانا۔ بساط کا ہوا پر چلنا۔ دریائے فرات کی طغیانی کا روکنا۔ صومعہ راہب میں پانی کا چشمہ جاری کرنا۔ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے جنازے پر سینکڑوں کوس چند گھنٹہ میں طے کر کے تجہیز و تکفین فرما کر واپس آنا۔ ایسے سینکڑوں اعجاز و کرامات ہیں جن سے آپؑ کو اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب کا لقب عطا ہوا۔ اور جبتک صوفیائے کرام چشتی۔ صابری۔ قادری سہروردی سلسلے جناب امیرؑ کو پیرِ طریقت و شاہِ ولایت نہ مانیں وہ راہِ معرفت و ہدایت نہیں پا سکتے۔ اسی طرح ہزاروں اعجاز و کرامات باقی آئمہ معصومین علیہم السلام سے بھی سرزد ہوئے ملائکہ و جنّات و چرند پرندوں نے آپکا حکم مانا ہے مصائب آئمہ طاہرین پر جنّات نے نوحے پڑھے ہیں (شواہد النبوۃ جامی)

علمِ لدنی جس طرح جناب سرورِ کائنات صلعم کو اللہ تعالٰی سے علمِ لدنی حاصل تھا۔ اسی طرح جناب امیر المومنینؑ کو بھی خداداد علمِ لدنی حاصل تھا جس طرح حضورِ انور سرورِ عالم صلعم کا معلّم حقیقی خداوند کریم جلّ شانہٗ تھا۔ اسی طرح جناب امیرؑ کا اُستاد و معلّم حقیقی مظہر اتم الوہیت سراجِ رسالت سیّدنا محمد رسول اللہ صلعم تھے جن کی شاگردی و تربیت میں رہکر جناب امیرؑ کو علومِ ظاہری و علومِ باطنی نصیب ہوئے۔ خداوند کریم نے

جناب سرورِ عالمؐ کو علومِ معرفت وطریقت ظاہری و باطنی کا شہر بنایا تھا۔ تو حضورِ انور نے جناب امیرؑ کو باب مدینۂ علوم قرار دیا۔ قَالَ رسول اللہ صلعم۔ اَنا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ ومن اراد العلم فلیات الباب۔ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں۔ اور علیؑ اس کا دروازہ ہے جو کوئی علم حاصل کرنیکا ارادہ کرے۔ تو دروازے کی طرف رجوع کرے۔ خداوندعالم کا فرمان ہے وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا گھروں میں انکے دروازوں سے داخل ہو۔ پس کوئی شخص ایسا نہیں۔ جو دروازہ چھوڑ کر پشتِ دیوار یا چھت سے شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرے۔ وہ چور و راہزن کہلائے پس جو علومِ نبوت سے فائدہ اُٹھانا چاہے۔ اسکو دروازہ امیرالمومنینؑ پر سر جھکا دینا چاہئے۔ کیونکہ وہی قائم مقام نبیؐ و آئینہ جمال مصطفویؐ ہے۔ جو بابِ علوم سے پھر گیا۔ وہ تمام عمر بھٹکتا پھریگا۔ اس کو مدینۃ العلم نہیں ملیگا۔ کیونکہ جیسا خداوندِ کریم نے اپنے نبیؐ کو علمِ قرآن پڑھایا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ ویسا ہی جناب علی المرتضےٰؑ کو علم جنس کتاب عطا کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (الرعد) کہدو اے پیغمبرؐ اے مخالفوا سنکر و میرے اور تمہارے درمیان میں میرا خدا شہادت کیلئے کافی ہے۔ اور وہ جس کو علم کتاب حاصل ہے۔ اور وہ کون عالم افضل ہے۔ جس کو علم مطلق حاصل ہے۔ وہ سیدنا و مولانا علی المرتضےٰؑ ہے جس نے ساٹھ ہزار علماء عوام کے مجمع میں بر سرِ منبر بکمال قوت قلب فرمایا۔ سلونی قبل ان تفقدونی فانی اعلم بطرق السمٰوات من طرق الارض پوچھو مجھ سے قبل اسکے کہ مجھ کو نہ پاؤ۔ جو کچھ تمہارا دل چاہے۔ خواہ زمین کی باتیں پوچھو یا آسمان کی کیونکہ میں طرقِ زمین سے طرق آسمان کا زیادہ عالم ہوں۔ اسی عالم علم کتاب کا فرمان ہے۔ لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ يَقِيْنًا۔ اگر تم حجاب ہائے حدوث و امکان اور پردہ ہائے ظلمات جسمانیہ فانیہ اُٹھا لئے جائیں۔ تو جو علم و یقین خدا کی معرفت کا مجھے اب حاصل ہے۔ اس میں کچھ بھی زیادتی نہ ہوگی۔ (فواتح میبدی) قرآن شریف نے بھی افضلیت کا معیار علم کو رکھا ہے۔

(۱) قولہ تعالیٰ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۳ زمر ص ۳۶) کہدو اے پیغمبرؐ آیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے۔

(۲) فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۱۴ نحل) اہلِ علم سے دریافت کرو اگر تم نہیں جانتے

(۳) يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (۲۸ المجادلہ ص ۸۶۹)

خدائے تعالیٰ تم میں سے مؤمنین کو اور ان لوگوں کو جنکو علم دیا گیا۔ بلند مراتب پر لیجاتا ہے۔

(۴) اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ (فاطر الجزو ۲۲)

اللہ سے تو وہی ڈرتے ہیں۔ جو عالم لوگ ہیں تحقیق عزیز و بخشنے والا ہے۔

اِس معیار میں جناب امیرؑ تمام اصحاب النبیؐ صلعم سے زیادہ عالم و حکیم تھے۔ اور انکو علم لدنی حاصل تھا حضرات اصحاب ثلاثہ اپنے دوران خلافت میں جناب امیرؑ کے ہر ایک مسئلہ میں محتاج رہے۔ اور کل مقدمات شریعت جناب امیرؑ فیصلہ فرماتے تھے۔ بلکہ جناب عمر بن الخطاب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے لولا علی لهلك عمر۔ اگر جناب علی مرتضےٰؑ نہ ہوتے۔ تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ پس جناب علی المرتضےٰؑ افضل البشر بعد الرسل و خلیفۃ اللہ بلا فصل تھے کیونکہ فاضل کی موجودگی میں مفضول ہرگز خلیفہ و امام بن نہیں سکتا۔ اس واسطے نصی خلافت صدیقی سے ہمکو انکار ہے۔ کیونکہ ایک عالم ربانی و محبوب یزدانی کی حق تلفی کی گئی۔ ان کی غیر حاضری میں خلافت قائم کی گئی۔ اور بنی ہاشم و خاندان رسالت سے مشورہ تک نہ لیا گیا۔ گویا اُن کا وجود دنیا میں موجود ہی نہ تھا۔ لہٰذا ہم سنو! اس آپ کی اجماعی خلافت کو ہم کیسے حق پر مان لیں جبکہ نصوص خلافت مرتضویؑ موجود ہوں۔

اتباعِ رسالت۔ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا (النساء پ ۵) جو لوگ اللہ اور اسکے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ وہ جنت میں اُن لوگوں کیساتھ ہونگے جنکو اللہ تعالےٰ نے سرفراز کیا یعنی پیغمبر اور صدیق اور شہید اور نیکوں کیساتھ اور ان لوگوں کا ساتھ اچھا ساتھ ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہے۔ اور اللہ کا جاننا بس کرتا ہے۔ خداوند کریم نے مدارج و فضائل و معیار افضلیت مطیع و فرمانبردار مومن کیواسطے یہ چار مقرر فرمائے ہیں (۱) مراتب و درجات نبوت (۲) مراتب و درجات صدیقین (۳) مراتب شہداء (۴) مراتب صالحین۔ پس جو بزرگ صحابہ کرام سے اِن چاروں اوصاف میں موصوف ہوگا۔ وہی افضل الصحابہ و حقیقی نائب الرسولؐ ہوگا

(۱) اطاعت اللہ و رسولہ یہ درجہ بھی جناب امیرؑ ہی کیواسطے مخصوص تھا۔ کہ فطرتاً مسلمان پیدا ہوئے۔ دس برس کی عمر میں اظہار اسلام کیا۔ بائیس برس کی عمر میں شب ہجرت میں چادر پیغمبرؐ میں بستر پیغمبرؐ پر شہید ہونے و جان نثار کرنے کو مرغۂ کفار میں سوتے رہے۔ ہر ایک جنگ و غزوہ

میں نے ثابت قدم رہ کر ہزاروں کفار کو تلوار ذوالفقار سے فی النار کیا۔ اَوراَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار۔ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار۔ اَسَدُ اللّٰہِ الْغَالِب۔ کُلّ غَیرِ فَرّار کے تمغے حاصل کئے۔ جبکہ حضرات اصحاب ثلاثہ ہر ایک جنگ و غزوہ میں سرورِ عالم صلعم کو چھوڑ کر پیٹھ موڑ کر بھاگتے رہے۔

اور سخی ایسے کہ جو کچھ مال و متاع کمایا۔ وہ سب راہ خدا میں لٹا دیا جس کے صلہ میں یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا کا انعام پایا۔ زہد تقویٰ۔ ورع۔ ریاضت و عبادت و پرہیزگاری و عصمت کے باعث آیت تطہیر میں شامل ہوئے۔ فنا فی الرسول اس درجہ تک تھی ۔ کہ خداوند کریم نے ان کو آیۂ مباہلہ میں نفسِ رسولؐ میں داخل کیا۔ اور خود رسول مقبول صلعم نے یَا عَلِی اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ فرمایا (بخاری باب المناقب)

عبادت و اطاعتِ الٰہی میں اس طرح فنا فی اللہ تھے کہ سجدہ میں بدن مبارک سے تیر نکالا گیا۔ تو جانماز لہولہان ہو گئی۔ اور آپ کو خبر تک نہ تھی۔ انکے منہ کیطرف دیکھنا اور انکا ذکر کرنا عبادت ٹھہری۔ انکے روشن چہرہ و عبادت کی تعریف خود معبود حقیقی نے فرمائی۔ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ اطاعت رسول مقبولؐ ایسی تھی کہ ہوش سنبھالنے سے آخر وقات سرور عالم صلعم تک ایک گھڑی و ایک لمحہ بھی حضور انور صلعم سے جدا نہ ہوئے۔ جبتک خود سرور عالمؐ نے اپنا قائم مقام کر کے اطاعت اللہ میں کسی جنگ میں نہ بھیجا۔ حضور انور صلعم کے قدم بہ قدم چلے۔ سنّتِ نبوی صلعم میں ایک موئے بھی فرق نہ کیا۔ وفات سرورِ کائناتؐ آپکے گود مبارک میں ہوئی۔ خلافت کو چھوڑ دیا لیکن حضور انور صلعم کی تجہیز و تکفین کو نہ چھوڑا۔ حالانکہ باقی حضرات اصحاب ثلاثہ حضور انور صلعم کو بغیر تجہیز و تکفین کے چھوڑ کر خلیفہ بننے کیلئے چلے گئے۔

پس تمام صحابہ کرام میں سے جناب امیرؑ سے زیادہ کوئی اللہ اور رسولؐ کا تابعدار نہ تھا۔ اور یہ صفت اطاعت اللہ و رسولؐ نائب رسولؐ کے واسطے ضروری ہے۔ و اعلیٰ معیار امامت ہے۔

(۴) مرتبۂ نبوت گو جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ نبی و رسولؐ ہرگز نہ تھے۔ لیکن اوصاف و درجاتِ نبوت ان میں موجود تھے۔ دیکھو حدیث منزلت۔ یَا عَلِی اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (متفق علیہ) اور دیکھو حدیث تشبیہ۔ کہ آپ میں سٹر بقولے نوّے انبیاء و مرسلینؑ کے خصائل و اوصاف موجود تھے۔ دیکھو حدیث نظیر جس میں جناب امیر نظیر رسولؐ بشیر و نذیر تھے۔ پس درجہ نبوت میں کوئی اصحاب جناب امیرؑ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ مظہر اتم نبوت و آئینۂ انوار رسالت

تھے۔ اور یہ صفت نائبِ رسولؐ و خلیفۃ اللہ بلا فصل میں ہونی ضروری ہے۔

(۳) **صدّیق** ۔ صدیق وہ ہے۔ جو تمام امورِ دین کی تصدیق کرے۔ اور دین کے کسی امر میں شک نہ لاوے۔ اور سابق الاسلام ہو۔ قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ (حدید صفحہ ۸۶۲) اور جو لوگ اللہ اور رسولؐ کیساتھ ایمان لائے ہیں۔ وہی صدّیق ہیں۔ جناب امیرؑ کیا بوجہ سبقت الی الاسلام کیا باعتبار تصدیق امورِ دین سرگروہ افاضل اصحاب سرورِ عالمؐ ہیں۔ اور وہ صدیقِ اکبر۔ فاروقِ اعظم و سید الصادقین ہیں۔ دیکھو آیہ شریفہ صدیقِ اکبر کون ہے۔ قولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ٥ (توبہ) اے ایماندارو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ قولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ (حجرات ۱۳/۱۴ ۲۶) مومن تو وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ اور رسولؐ پر دل سے یقین لائے۔ پھر انکو ایمان کی باتوں میں کسی طرح کا شک نہیں رہا۔ اور انہوں نے اپنی جان و مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کی۔ ایسے لوگ سچے ایماندار ہیں تمام کتب تواریخ و احادیث متفق اللسان ہیں۔ کہ جناب امیر علیہ السلام سے بڑھکر مومن کامل صادق و مجاہد فی سبیل اللہ اور کوئی نہیں۔ جہاد فی سبیل اللہ میں ہمیشہ ثابت قدم رہے۔

(۴) **شہدا** ۔ جمع شہید کی ہے۔ شاہد و شہید گواہ اور مقتول فی سبیل اللہ کو کہتے ہیں جناب امیرؑ تمام عمر رسالت سرورِ عالم صلعم کے شاہد رہے۔ اور راہِ خدا میں مسجدِ کوفہ میں ۲۱ ماہ رمضان المبارک کو شہادت پائی۔ اور حیاتِ ابدی کا درجہ حاصل کیا۔ اس درجۂ شہادت میں حضرت ابوبکر آپکی برابری نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جناب امیر المومنین علیؑ نصِ قرآنی سے زندہ ہیں اور حضرت ابوبکر اپنی موت سے مرے وہ مُردہ کہلائے۔ زندہ اور مُردہ برابر نہیں ہو سکتا۔ قولہ تعالیٰ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ٥ (سیپارہ دوم) جو اللہ کے راستے قتل کئے گئے انکو مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم لوگ عقل نہیں رکھتے۔ پھر شہید کی نسبت فرمایا۔ قولہ تعالیٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۙ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥ (آلِ عمران) اور اے پیغمبر جو لوگ اللہ کے راستے میں مارے گئے ہیں۔ تم انکو مرا ہوا خیال نہ کرنا۔ وہ مرے نہیں بلکہ

اپنے پروردگار کے پاس جیتے جاگتے ہیں۔ اس کے خوانِ کرم سے اُن کو روزی ملتی ہے۔ اور جو کچھ اللہ نے اُن کو دے رکھا ہے اس میں مگن ہیں۔ اور جو لوگ ان کے بعد زندہ رہے۔ ابھی ملے نہیں۔ ان کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اُن پر کوئی خوف و ڈر نہیں ہے۔

(۵) مرتبۂ صالحین - صالحین نیکوکار کو کہتے ہیں۔ جو اپنے اعمال و اعتقاد میں نیک ہو اس مرتبہ میں بھی جناب امیرؑ صالحین کے سردار ہیں اور صالح المومنین ہیں۔ قولہ تعالیٰ ھُوَ مَولٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ (تحریم) اس آیت شریف میں صالح المومنین سے مراد جناب سیّدنا علی المرتضیٰؑ ہیں (دیکھو ابن مردویہ۔ ابن عساکر۔ کنز العمال و ابن ابی حاتم عن علی۔ ابن مردویہ ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کی۔ درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۴۴ سطر ۱۰۔ و فتح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۲۶ سطر ۴ ارجح المطالب ۱۲)

(ف) پس قرآن شریف کے اس معیار سے ثابت ہوا کہ چاروں مراتب نبوت۔ صداقت۔ شہادت و صالحیت جناب امیرؑ میں موجود تھے۔ اور وہی افضل الصحابہ و خلیفہ بلافصل تھے۔ اس آیت شریف کا جواب میرے مقابلہ میں سینکڑوں جگہ مناظرہ و مباحثہ زبانی میں کسی ناصبی و خارجی سے نہ بن سکا۔ محبان و موالیان جناب امیرؑ کے پاس ایک کامل حربہ ہے۔ اور جناب امیر علیہ السلام کے مدائح و فضائل میں کافی ثبوت و بیّن دلیل ہے۔ فتفکروا یا اولی الابصار۔

معیارِ تقویٰ - جس طرح جناب سرورِ عالم صلعم امام المتقین تھے۔ اسی طرح جناب امیرؑ بھی امام المتقین تھے۔ عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ عزوجل اوحیٰ الیّ فی علی انہ امام المتقین۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے جناب علیؑ کی نسبت میری طرف وحی کی ہے۔ کہ وہ پرہیزگاروں کے سردار ہیں۔ پس بقول و فرمان حق تعالیٰ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (حجرات ۲۶) تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم وہ شخص ہے۔ جو تم میں سے زیادہ متقی ہو۔ جناب امیرؑ تمام صحابۂ کرام سے متقی بلکہ اُنکے امام ہوئے اور یہی معیار امامت و خلافت بلافصل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ متقیوں کی یہ تعریف فرماتا ہے۔

قولہ تعالیٰ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ج وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ لا وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ج

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا ج وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ٥ (سیپارہ ۲) ترجمہ مسلمانوں نیکی یہی نہیں کہ نماز میں اپنا مُنہ مشرق کی طرف کرو یا مغرب کیطرف کرو۔ بلکہ اصل نیکی تو اُن کی ہے۔ جو اللہ اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور آسمانی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اپنا مال عزیز اللہ کی محبت پر رشتہ داروں یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا۔ اور غلامی وغیرہ کی قید سے لوگوں کی گردنیں چھڑائیں۔ اور نماز پڑھتے رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے۔ اور جب کسی بات کا اقرار کر لیا۔ تو اپنے قول کے پورے رہے۔ تنگی میں تکلیف میں اور بلاچل کے وقت ثابت قدم رہے۔ یہی لوگ جو دعویٔ اسلام میں سچے نکلے اور یہی ہیں جن کو پرہیزگار کہنا چاہیئے۔ یہ اوصاف متقین ہیں۔ اور جناب امیر المومنین علی علیہ السلام تو امام المتقین ہیں۔

پس اس معیار میں جناب حیدر کرار غیر فرار پورے اُترے ہیں۔ باقی صحابہ کرام سرورِ صلعم سے بیعت شجرہ کرکے جنگ حنین وخیبر میں بھاگ نکلے۔ بیعت شجرہ کے ایک گھنٹہ بعد صلح حدیبیہ میں ثبوت پر شک کیا۔ اور گستاخانہ کلام کی خیبر کی ہلاچل میں علم محمدی چھوڑ چھاڑ کر چلتے بنے۔ مگر جناب امیر علیہ السلام ہر جگہ ثابت قدم رہے۔ اور ہر ایک مصیبت میں صابر رہے۔

معیار جہاد فی سبیل اللہ

خلیفہ و نائب رسولؐ کے واسطے جہاد کرنا اور جہاد میں خود شامل ہو کر لڑنا ضروری ہے۔ جس طرح جناب سرورِ عالم صلعم نے جہاد فرمایا ہے۔ ایسا ہی جناب سیدنا علی المرتضےٰؑ نے جہاد کرکے مجاہد فی سبیل اللہ کا لقب حاصل کیا ہے۔ اور حضرات اصحاب ہر ایک جنگ وغزوہ میں نبی اکرم صلعم کو چھوڑ کر بھاگتے رہے ہیں (۱) قولہ تعالیٰ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ۔ اے نبیؐ کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر پھر فرمایا (۲) اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ٥ (سورہ صف سیپارہ ۲۸) بیشک خدا تو ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ جو خدا کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں اور جگہ سے نہیں ٹلتے اور اس حالت میں وہ گویا ایک دیوار ہیں جن میں سیسہ ملایا گیا ہے۔

(تیسری آیت) قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥ (البقر رکوع ۲۷) جو لوگ ایمان

لائے۔ اَور ہجرت کی۔ اَور اللہ کے رستے میں جہاد کیا۔ ان ہی کو اللہ تعالےٰ کی رحمت کی اُمید ہے۔ اَور اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(چوتھی آیت) وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ اَور مُسلمانو خدا کی راہ میں کافروں سے لڑو اَور یہ جانے رہو کہ اللہ سب کچھ جانتا سُنتا ہے۔ (البقر رکوع ۳۲۔ پارہ ۲)

(پانچویں آیت) فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ (آل عمران ۲۰) پھر جن لوگوں نے اپنا وطن چھوڑا اَور اپنے گھروں سے نکالے گئے اَور میری راہ میں ستائے گئے اَور لڑے اَور میری راہ میں مارے گئے۔ البتہ میں انکے گناہوں کو میٹ دونگا۔ اَور انکو ایسے باغوں میں لیجاؤنگا۔ جنکے تلے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کے پاس سے انکو بدلہ ملیگا اَور اللہ تعالیٰ کے پاس اچھا بدلہ ہے۔

(چھٹی آیت) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران ۲۰) مُسلمانو صبر کرو اَور صبر میں اپنے دشمنوں پر غالب آؤ۔ اَور اُن سے زیادہ صبر کرو۔ اَور مورچہ پر جمے رہو اَور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اِسلئے کہ مُراد کو پہنچو۔

(ساتویں آیت) فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْکِیْلًا۔ (النسآء) تو اے پیغمبر اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑ تو اکیلا رہ جائے تو اپنی ہی ذات کا ذمّہ وار ہے اَور مسلمانوں کو بھی لڑنے کے لئے اُبھار قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ کافروں کے جنگ ہی کو روک دے۔ اَور اللہ کا زور بہت زیادہ ہے۔ اَور اس کا عذاب بھی سخت ہے۔

(آٹھویں آیت شریف) قولہٖ تعالیٰ وَلَا تَھِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اِنْ تَکُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّھُمْ یَاْلَمُوْنَ کَمَا تَاْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا یَرْجُوْنَ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ (النسآء ۱۴) اَور کافروں کا پیچھا کرنے میں ہمّت نہ ہارو یا نامردی نہ کرو یا ہمّت نہ ہارو۔ اگر تم کو لڑائی میں تکلیف پہنچتی ہے۔ تو ان کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ جیسے تم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اَور تم خدا سے وہ اُمید رکھتے ہو جو کافر نہیں رکھتے۔ اَور اللہ تعالےٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

(**نویں آیت شریف**)۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَۚ وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ (الانفال ۹ ۲) مسلمانو جب تم کافروں کے ریل پیل لشکر سے بھڑ جاؤ۔ (یعنی وہ زیادہ ہوں اور تم کم) تو انکو پیٹھ نہ دو۔ اور جو اسدن اپنی پیٹھ کافروں کو دکھائے یعنی بھاگے وہ اللہ تعالیٰ کا غصہ لیکر لوٹا۔ اور اسکا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور وہ لوٹ جانیکی بُری جگہ ہے۔ مگر جو کوئی کترا کر اسطرف چلے لڑنے کیلئے یا جماعت میں شریک ہونے کیلئے۔

(**دسویں آیت شریف**)۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَۚ (الانفال ۹ ۶) مسلمانو جب تم کافروں کی کسی فوج سے بھڑ جاؤ تو جمے رہو اور اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرو تاکہ تم اپنی مُراد کو پہنچو۔

(**گیارھویں آیت شریف**)۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ (آل عمران) کیا تم گمان کرتے ہو جنّت میں داخل ہو جاؤگے۔ حالانکہ خداوندِ عالم تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جنہوں نے جہاد کیا۔ اور ایسے ہی صبر کرنیوالوں کو جانتا ہے۔

(**بارھویں آیت شریف**)۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْاؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُۙ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُؕ (الحج ۱۷ ۶) اب جن مسلمانوں سے کافر لڑتے ہیں انکو بھی لڑنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ جو اپنی ملک (مکّہ معظمہ) سے یہ کہنے پر کہ ہمارا مالک اللہ ہے۔ اور کوئی بات نہیں (نہ کسی کا خون کیا نہ ڈاکہ مارا) ناحق نکالے گئے۔

پس اِن آیاتِ بیّنات سے صاف ظاہر ہے کہ ابتدائے زمانہ نبوّت میں جناب سرورِ عالم صلعم نے مدینہ منورہ کیطرف ہجرت فرمائی تو کفّار و مشرکین و یہودِ عرب نے اجماع کرکے دینِ اسلام کو مٹانے اور فرقہ موحدین کو قتل کرنیکی ٹھانی اور مدینہ منورہ پر چڑھائی کردی۔ سو اس واسطے سرورِ عالم صلعم نے بحکم ربّانی حفاظتِ جان اور مال و اسلام کیخاطر ڈیفنسیو دفاعی طور تلوار نکالی اور جن لوگوں نے چڑھائی کرکے جنگ و قتل کا بازار گرم کیا۔ انہیں سے لڑائی لڑنے کا ارادہ کیا۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ جناب سردار دوجہان صلعم نے کبھی پیشقدمی کی ہو۔ یا مُلک گیری یا غنیمت کیخاطر حملہ کیا ہو یا ڈاکہ مارا ہو۔ اسلام نے

حفاظت کیواسطے تلوار اُٹھائی۔ اگر اُن کا مقابلہ تن من سے نہ کیا جاتا۔ تو آج دُنیا میں توحید کا نام نہ ہوتا۔ اَور ہر جگہ تثلیث کی لکڑیاں اَور شرک کی زنّار گلے میں پڑی نظر آتی معبودِ حقیقی کی پرستش ہرگز نہ ہوتی پس یہ وقت اللہ کے پیارے رسولؐ اَور صحابۂ رسولؐ مقبول کیواسطے بڑی مصیبت اَور تکالیف کا تھا اَور یہی وقت اُنکے جوہرِ ایمان دکھانیکا تھا یہی وقت خدماتِ اسلامی بجالانیکا تھا۔ اَور یہی وقت شجاعت کا تھا کیونکہ اِسلام کا پودہ نونہال ابھی اپنی جگہ پر قائم نہیں ہوا تھا۔ اس کو مستحکم و مضبوط کرنے کے واسطے سچّی قربانیاں درکار تھیں پس انہی غزوات و جہاد فی سبیل اللہ میں جن اصحاب النبی صلعم نے اپنی جان اَور مال کو سرورِ عالم صلعم پر فدا کر دیا خود شہید ہو گئے یا کفّار کو مار کر بھگا دیا۔ اَور غازی نام دھرایا مگر رسول صلعم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ وہی بزرگوار حقیقی موحد۔ مومن۔ مجاہد فی سبیل اللہ اَور غازیانِ بہادرانِ اسلام تھے اَور جو کمزور تھے۔ وہ جناب سرورِ عالم صلعم کو ہمیشہ نرغۂ کفار میں چھوڑ کر بھاگتے رہے۔ صلح یا خاتمہ جنگ پر مالِ غنیمت لوٹنے کیواسطے لَوٹتے رہے پس ایسے سخت اَور کڑے وقت میں مومنین کاملین مجاہدین فی سبیل اللہ اَور مفرورین صحابہ کا معیارِ ایمان و اِسلام جہاد فی سبیل اللہ تھا۔ اَور یہی اُسوقت ایمان کی کسوٹی تھی۔ سو خداوند کریم نے آیاتِ جہاد نازل فرما کر مومنین کو دفاعی طور پر لڑنے کے واسطے ترغیب دی اَور اُبھارا اَور حقیقی مجاہد تھے اُنکے درجات و مراتب کا ذکرِ خیر فرما دیا اَور بھاگنے والوں اَور سُست بیٹھنے والوں کیواسطے وعید فرمائی جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ نے ہر ایک جنگ۔ ہر ایک جہاد فی سبیل اللہ میں بڑی شجاعت و بہادری دکھائی اَور ہر مشکل وقت میں ثابت قدم رہے۔ اِس لشکرِ محمدیؐ کے بہادر مومن کامل و غازی سپہ سالار شہسوار نے اپنی تلوار ذوالفقار سے کفّار کو فی النار کیا۔ اَور اِسلام کا بیڑا پار کیا۔ جس نے جناب امیر المومنین سیّدنا علی المرتضیٰؑ تمام صحابۂ کرام رسول خیر الانام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے شجاعت و بہادری و جہاد فی سبیل اللہ میں افضل ہوئے۔ اَور یہی شجاعت و جہاد ہی معیارِ امامت ہے اَور نائبِ رسول مقبولؐ کے واسطے ضروری ہے جیسا کہ بنی اسرائیل میں حضرت طالوتؑ حاکم بنائے گئے تھے +

خلافتِ حضرت طالوتؑ حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کا کام ایک مدت تک بنا رہا۔ پھر جب نیت بگڑی۔ تو اللہ تعالےٰ نے دشمن کو اُن پر غالب کر دیا۔ ایک کافر بادشاہ تھا۔ جالوت نام اُس نے بنی اسرائیل کے سب ملک چھین لئے اور بہتیرے قیدی پکڑے گیا بنی اسرائیل بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہو گئے۔ تو اپنے پیغمبر (یوشع۔ شموئیلؑ یا شموئیلؑ) سے کہا ایک شخص کو ہمارا بادشاہ بناؤ اور جسکی رائے پر

ہم چلیں اور اللہ تعالٰے کی راہ میں لڑیں۔ انہوں نے کہا میں تو سمجھتا ہوں اگر تم پر لڑنا فرض ہو تو تم نہ لڑوگے۔ بنی اسرائیل نے کہا کیا سبب جو ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑینگے ہم تو اپنے گھر بار بال بچوں سے نکالے گئے۔ پھر جب لڑنا ان پر فرض ہوا تو سب پھر گئے۔ مگر کچھ تھوڑے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو خوب جانتا ہے۔ قولہٖ تعالےٰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (البقرہ ۲۲) ترجمہ اور اُن کے پیغمبر نے ان سے کہا اللہ تعالےٰ نے طالوتؑ کو تمہارا بادشاہ کیا۔ وہ کہنے لگے طالوتؑ ہمارا بادشاہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ طالوت سے تو ہم زیادہ بادشاہت کے حقدار ہیں۔ اور اس کو مال اور دولت کی فراخت بھی نہیں پیغمبر نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو تم پر پسند کیا ہے (اور دوسری یہ کہ) اللہ تعالیٰ نے اسکو علم اور جسم کی کشائش (بہادری) تمسے زیادہ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے اپنی سلطنت دیتا ہے اللہ تعالیٰ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جانتا ہے۔

پس حضرت طالوتؑ کی خلافت سے معلوم ہوا کہ جسکو اللہ تعالیٰ خلیفہ مقرر کرے وہی خلیفہ ہوتا ہے۔ نہ کہ اجماع کی طرف سے اور خلیفہ کیواسطے علم اور شجاعت ضروری ہیں۔ سو جناب امیرؑ میں یہ شرائط و معیار موجود تھے۔ اس لئے وہ خلیفہ رسولؐ بلا فصل تھے ۔

(ب) **حضرات اصحاب ثلثہ** اور دیگر اکثر صحابہ ہر ایک جنگ و غزوا جہادیں سے سرور عالم صلعم کے سامنے سے بھاگتے رہے اور کئی دفعہ لڑنے سے جی چراتے رہے۔ اس لئے نہ تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ تھے اور نہ ہی خلیفہ رسول مقبولؐ۔ اور وہ جناب امیرؑ سے ہر ایک معیار میں مفضول تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی شان میں فرماتا ہے۔ قولہٖ تعالیٰ لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ (النساء ۵ ۳) ترجمہ مسلمانوں میں سے جو لوگ معذور نہیں ہیں اور جہاد سے بیٹھ رہے ہیں۔ اُن لوگوں کے برابر نہیں ہوسکتے جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنے مال

اور جان سے جہاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو اپنے مال و جان سے جہاد کرتے ہیں۔ بیٹھنے والوں پر ایک درجہ کی فضیلت دی ہے۔ اور سب سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے زیادہ ایک بڑا ثواب دیا ہے۔ کئی درجے ہیں۔ اللہ کی طرف سے اور بخشش ہے اور مہربانی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ٭

پس حضرات اصحاب ثلاثہ نے زمانۂ نبوت میں جہاد فی سبیل اللہ میں کوئی کما حقہ خدمات اسلامی نہیں کی۔ نہ کسی کافر کو قتل کیا اور نہ کسی کو مسلمان بنایا بلکہ ہمیشہ خود بھاگتے رہے اور جناب امیرؑ کی جہاد فی سبیل اللہ میں خود اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے۔ پڑھو وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ پس حضرات اصحاب ثلثہ شان مرتضویؑ کی ہرگز برابری نہیں کر سکتے۔ ضد اور تعصب کا تو کوئی علاج نہیں۔ جو جہاد سے بھاگا۔ وہ ناصر دین نہیں تھا حقیقی ناصر وہی جو ثابت قدم رہا۔

(ج) جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؑ ہی سب صحابہ کرام سے سید خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیادہ جان نثار محافظ و پاسبان و پہرہ دار رہتے تھے۔ چنانچہ اسطوانہ محرس مسجد نبویؐ میں ابتک جناب امیرؑ کی خدمت گذاری و شب بیداری کی یادگار ہے۔ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے بھی اپنے رسالہ جذب القلوب الی دیار المحبوب کے صفحہ ۹۴ سطر ۵ مطبوعہ نولکشور پریس کانپور پر اعتراف کیا ہے۔ سنو۔

پنجم اسطوان محرس و او را اسطوان علی ابن ابیطالب سلام اللہ علیہ نیز گویند کہ جائے نماز وے کرم اللہ وجہہ، در اکثر اوقات آن مے بود و نیز وے رضی اللہ عنہ، شب ہا نزدیک این نشستہ حراست و پاسبانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میکرد انتہیٰ

معیار امامت ہدایت خلق ہے۔ جس طرح انبیاء و مرسلینؑ ہدایت خلق و تزکیۂ نفس اور روحانیت و معرفت الٰہی کیواسطے مبعوث ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور جناب سرور عالم صلعم ہادی خلق مقرر ہوئے۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ بھی ہادی و مہدی و داعی الی اللہ ہے ٭

(۱) قولہ تعالیٰ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ تحقیق تو ڈرانے والا ہے۔ اور ہر قوم کیواسطے ہادی بھیجا گیا ہے۔

(۲) وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ چاہیئے کہ تم میں سے ہمیشہ ایک امت ایسی موجود رہے جو خیر کیطرف دعوت دے اور برائیوں سے منع کرے ٭

دعوت حق وہی کر سکتے ہیں۔ جو خود ہدایت یافتہ ہوں اور علوم شریعت میں سب سے بڑھکر ہوں بلاواسطہ

انوارِ نبوت دن میں چمکتے ہوں وہ سیّدنا علی المرتضیٰؑ اور انکی اولاد کے سوائے اور کوئی نہیں ہے

جعفری باش گر خدا خواہی ورنہ در ہر طریق گمراہی

ولائیت و امارت جس طرح اللہ تعالیٰ اور جناب رسولخداؐ ولی اور حاکم و مطاع ہیں۔ اسی طرح جناب سیّدنا علی المرتضیٰؑ بھی ولی اور امیر المومنین ہے۔ قَوْلِہٖ تَعَالیٰ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ہ وَقَوْلِہٖ تَعَالیٰ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ وحدیث شریف میں مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ؂

نفسِ رسولِ مقبولؐ خلیفہ رسولِ مقبولؐ وہ ہوسکتا ہے۔ جو توحد و یگانگت اتحاد و اخلاص میں جناب سرورِ عالمؐ کے ایک جان ہو۔ جناب سیّدنا علی المرتضیٰؑ نفسِ رسولؐ تھے۔ پڑھو آیتِ مُباہلہ اور ایک جان پڑھو یا علیؑ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ لَحْمُکَ لَحْمِیْ وَدَمُکَ دَمِیْ وَنَفْسُکَ نَفْسِیْ

محبوبِ خدا و رسولؐ خلیفہ رسول مقبولؐ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ تمام مخلوق میں سے زیادہ محبوبِ خدا اور محبوبِ رسولؐ مقبول ہو۔ اور اسکی محبت کو بھی اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر فرض کر دیا ہو قولہٗ تعالیٰ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی اس میں اللہ تعالیٰ نے پنجتن پاک کی محبت کو تمام اُمتِ محمدیہ پر فرض کر دیا ہے۔ اور حدیث رائیت خیبر میں جناب سرورِ عالم صلعم نے تمام صحابۂ کبار کو بتا دیا ہے کہ جناب علی المرتضیٰؑ کرار غیر فرار اور محبوبِ خدا و محبوبِ رسولؐ تھے۔ اور وہ محبِّ خدا و رسولؐ بھی تھے۔ یہ درجہ اور کسی اصحاب کو نہ ملا ؂

جناب علی المرتضیٰؑ پر صلوٰۃ نازل ہوئے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ کی تفسیر میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ پڑھنا آیا ہے جس میں جناب امیر المومنین سیّدنا علی المرتضیٰؑ شامل ہیں اور اس درود شریف میں کوئی اصحاب شامل نہیں اور جو امتی نماز پنجگانہ میں صلوٰۃ و درود نہ پڑھے۔ تو اُس کی نماز ہی قبول نہیں ہوتی۔ جو درود و صلوٰۃ میں شامل ہے۔ وہی خلیفہ رسولؐ بلا فصل ہے ؂

جن مقدس و معصوم بزرگواروں کے نام کی برکت سے خدا کی عبادت قبول ہو اور وہ وسیلہ نجات ہوں۔ اُن سے افضل کون ہوسکتا ہے پس وہ مطاع صاحب الامر اور خلیفہ رسول مقبولؐ ہیں ؂

سخاوت خلیفۂ رسول مقبولؐ کی یہ صفت ہے۔ کہ وہ سب سے زیادہ سخی ہو بخیل نہ ہو۔ یہ صفت تمام صحابۂ کبار سے زیادہ جناب امیرؑ میں موجود تھی جنکی گواہی خود خداوند کریم دیتا ہے۔ قولہٖ تعالیٰ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا. وہ اللہ کی محبت میں مساکین یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ دیکھو سورۂ دہر قیامت تک گواہی سخاوتِ مرتضویؑ دیتی رہیگی ◆

اجابتِ دُعا خلیفۂ رسول مقبولؐ کیواسطے یہ شرطِ خلافت و امامت ہے کہ وہ مستجاب الدعوات ہو اور جس قدر پیشین گوئیاں و اخبارِ غیب وہ بیان کرے وہ سب کے سب سچی و درست نکلیں پس جس طرح جناب سرورِ عالم صلعم مستجاب الدعوات تھے اور آنکی پیشین گوئیاں لفظاً و معناً ٹھیک نکلیں۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کی دعائیں قبول ہوئیں اور تمام پیشین گوئیاں سچی نکلیں۔ جناب امیرؑ کی دعا سے ردّ الشمس ہوا اور آپکی پیشین گوئی سے حضرت جبیرؑ اور حضرت قنبرؑ حجاج بن یوسف ملعون کے ہاتھ سے شہید ہوئے جناب امیرؑ نے شہادت سیدنا امام حسینؑ کی خبر دی اور بصرہ کے غرق ہونیکے واسطے پیشین گوئی فرمائی۔ جو دو دفعہ تو بصرہ غرق ہو چکا تیسری بار باقی ہے ◆

شہید علی الخلق ۔ شہید اولاً بالذات خدا کی صفت ہے اور ثانیاً بالعرض بعد خدا اسکا حبیب و رسولؐ شہید علی الخلق ہے۔ اسی طرح سے رسول اکرم صلعم کے حقیقی وارث اور خلفاء الراشدین جناب علی المرتضیٰؑ و آئمہ معصومینؑ شہید علی الخلق ہیں۔ قولہٖ تعالیٰ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ہ اسی طرح سے ہم نے تمکو امت وسط قرار دیا ہے کہ تم تمام لوگوں پر شہید ہو اور رسولؐ تم پر شہید ہو۔ اور شہید ہمیشہ حاضر و زندہ موجود گواہ ہوتا ہے ◆

حجت جلی اقوال مولانا و سیدنا علیؑ

دعویٰ امامت ۔ ہر ایک نبیؑ و رسولؐ اور ہر ایک امام و مامور من اللہ و حجۃ اللہ علی الارض کی امامت و خلافت کا معیارِ صداقت یہ بھی ہے۔ کہ وہ خود مدعی رسالت و امامت ہو۔ قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ خداوند کریم نے خود دعویٰ فرمایا ہے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ قرآن شریف کا دعویٰ ہے کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ جناب سرورِ عالم صلعم کا دعوےٰ قرآن مجید میں موجود ہے۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ اسی طرح

جناب امام المتقین امیر المومنین اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب سیدنا علی ابن ابیطالبؑ نے بھی اپنی خلافت بلافصل و امامت کیواسطے خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ میں دعاوی پیش کیے ہیں۔ اور اپنا استحقاق خلافت ثابت فرمایا ہے۔ وہ چند دعاوی اقوال و فرمان شاہ مردان علیہ السلام کتاب علی المرتضیٰؑ یعنی غرر الحکم و درر الکلم مرتبہ علامہ عبد الواحد بن محمد بن عبد الاحد احدی تمیمی کے اردو ترجمہ رہبر کامل سے لکھتے ہیں جس کو کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور نے شایع کیا ہے اور تمام ہند و پنجاب کے اہل سنت والجماعت۔ اہل حدیث و مرزائیوں پر حجت جلی قائم کردی ہیں۔ جناب امیرعؑ فرماتے ہیں

(۱) سب سے زیادہ اندھا وہ شخص ہے جو ہماری اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت و فضیلت سے اندھا ہو۔ اور بغیر اسکے کہ پہلے ہمنے اسکے حق میں کوئی قصور کیا ہم سے عداوت پیدا کرے۔ اگر ہمارا کوئی قصور ہے تو صرف یہ ہے کہ ہمنے اسکو حق بات کیطرف بلایا اور ہمارے مخالفوں نے اُسے فتنے اور دُنیا کی طرف کھینچا پس اس نے دُنیا کو اختیار کرلیا۔ اور ہم سے بلا وجہ عداوت پیدا کرلی۔ سب سے زیادہ سعادتمند وہ ہے جس نے ہماری فضیلت کو معلوم کیا۔ ہماری طفیل مقربین بارگاہ الٰہی میں داخل ہوا۔ ہم سے خالص دوستی و محبت پیدا کی۔ ہماری ہدایت پر چلا اور جن باتوں سے ہمنے منع کیا ہے۔ ان سے باز رہا۔ سو ایسا شخص ہمارے گروہ میں شامل اور بہشت میں ہمارے ساتھ ہوگا (صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴)

(۲) سب سے زیادہ اچھی نیکی یہ ہے۔ کہ آدمی ہمارے یعنی اہلبیت کرامؑ کیساتھ محبت رکھے۔ اور سب سے بڑھکر بُرائی یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے بغض اور دشمنی رکھے" (صفحہ ۱۱۸) بیشک اہل جنت ہماری جماعت اور تابعداروں کے مکانات کو اسطرح دیکھینگے جس طرح کہ آدمی آسمان کے کنارے میں ستارے کو دیکھتا ہے (صفحہ ۱۲۶) خبردار اہل بیت کرامؑ علم و حکمت کے دروازے۔ تاریکی دُور کرنے کے لئے نُور اور لوگوں کی ہدایت کے واسطے کامل روشنی ہیں۔ (صفحہ ۹۴)

(۳) بے شک ہمارا معاملہ سخت اور دشوار ہے۔ خدائے تعالے کے مقرب فرشتوں۔ انبیاء مرسلینؑ اور مومنین کامل ایمان والوں کے بغیر کوئی دوسرا شخص اس کو برداشت نہیں کرسکتا اور ہماری بات کو امانتدار سینوں اور مضبوط عقلوں کے سواء کوئی دوسرا محفوظ نہیں رکھ سکتا (صفحہ ۱۲۹)

(۴) بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین پر نظر ڈالکر ہمیں برگزیدہ فرمالیا اور ہمارے لئے ایک جماعت کو پسند فرمایا ہے۔ جو ہماری نصرت و یاوری کرتی ہماری خوشی سے خوش ہوتی۔ ہماری تکلیف پر غم کھاتی

اور ہماری حمایت میں اپنے مال وجان خرچ کرتی ہے۔ ایسے لوگ ہماری جماعت اسلام میں داخل ہیں۔ اور ہم سے انکو رابطہ اور تعلق ہے اور بہشت میں ہمارے ساتھ ہونگے۔ (صفحہ ۱۲۹)

(۵) بے شک ہمارا معاملہ سخت دشوار۔ کڑا ناہموار اور پوشیدہ اور ڈھکا ہوا راز ہے۔ اسکی برداشت وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو کامل ایمان رکھتا ہو۔ (صفحہ ۱۲۹)

(۶) تمہارے درمیان میری مثال ایسی ہے جیسا اندھیرے گھر میں دیا۔ جو شخص گھر کے اندر آتا ہے۔ اُس سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۶۰)

(۷) جناب امیر المومنینؑ حضرت رسالت پناہ صلعم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے اپنے پروردگار کے احکام کو لوگوں کے عذر بہانے دُور کرنے کیلئے پہنچا دیا۔ خدائیتعالے کے عذاب سے ڈرانے میں اپنی اُمت کی خیر خواہی فرمائی۔ اور جنت کے حالات و دائمی نعمتوں کی خوشخبری سُنا کر اُنکو اُسکی طرف بلایا جہالت کی تاریکی میں ہماری طفیل تم نے راہ ہدایت پایا۔ اور عزت اور بلندی کے کوہان پر سوار ہوئے۔ ہماری بدولت تمہاری قوت وزور کے سیلاب میدانوں میں بہنے لگے۔ خدائیتعالی نے سلسلہ عالم کو ہماری ذات سے شروع کیا۔ اور ہم پر ہی اُسے ختم کریگا۔ ہمارے ذریعہ جو چاہتا ہے مٹاتا اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے ہمارے وسیلہ سے سخت زمانے کو دفع کرتا۔ اور ہماری برکت سے مینہ برساتا ہے۔ پس چاہئے کہ تمکو اللہ تعالی کی جانب سے دُنیائے فانی فریب اور دھوکے میں نہ ڈالے۔ (صفحہ ۱۸۳)

(۸) پیغمبر خدا صلعم کی آل کی محبت کو لازم پکڑو۔ کیونکہ یہ تم پر لازم اور ضروری اور خدائیتعالی کی بارگاہ میں تمہارے محبوب ہونیکا وسیلہ ہے۔ کیا تمنے خداوند تعالی کے اس کلام پاک کو کبھی غور سے نہیں پڑھا قُل لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔ اے پیغمبرؐ ان سے کہدے کہ میں تم سے اس کام تبلیغ اسلام پر اپنے رشتہ داروں کی دوستی کے سوا کوئی اور مزدوری نہیں مانگتا (صفحہ ۲۵۹۔ کالم دُوم) اپنے اماموں اور پیشواؤں کی اطاعت کو لازم پکڑو۔ کیونکہ قیامت کے دن وہ تمہارے گواہ اور خدا کے ہاں تمہارے سفارشی ہونگے (صفحہ ۲۵۹ کالم دوم)

(۹) مجھے اس اُمت کے عوام کی حالت پر تعجب ہے۔ اور یہ تعجب کیونکر نہ ہو کہ ان کی کتنی بڑی غلطی ہے۔ کہ اپنے مذہبی مسائل میں مختلف حجتیں پیش کرتے ہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نشان قدم پر نہیں چلتے۔ نہ اُن کے وصی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں۔ (صفحہ ۲۷۹)

(۱۰) اگر تیغ سے مومن کی ناک کاٹ دیجائے اور اسے اِس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ مجھ سے دشمنی کرے۔ تو وہ مجھ سے کبھی دشمنی نہیں کریگا۔ اور اگر منافق کو تمام دُنیا دیدی جائے اور اُسے یہ کہا جائے۔ کہ وہ مجھ سے محبت کرے۔ تو وہ مجھ سے کبھی محبت نہیں کرنے کا۔ (صفحہ ۳۲۸)

(۱۱) اگر میں چاہتا تو تم میں سے ہر ایک شخص کے نکلنے اور داخل ہونیکی جگہ اور اسکے تمام حالات تبلا دیتا۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں تم میری باتیں سُنکر رسولخداؐ کیساتھ کفر کرنے نہ لگو۔ اسلئے میں وہ حالات بیان نہیں کرتا۔ البتہ جن خاص لوگوں کی نسبت مجھے پورا اطمینان ہے۔ انکو میں کچھ حالات بتلائے دیتا ہوں اُس خدائے پاک کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کیساتھ مبعوث فرمایا اور آپکی ذات کو تمام مخلوق سے برگزیدہ کیا ہے۔ کہ آپنے جو کچھ زبانِ مبارک سے بیان فرمایا ہے۔ سب سچ کہا ہے۔ اور آپنے علوم شریعت میں سے مجھے سب کچھ بتلا دیا ہے اور یہ بھی کہ بعض لوگ اپنے اعمال کی طفیل ہلاک ہو جائینگے اور بعض نجات پائینگے۔ آپکو جو کوئی حالت پیش آتی اس کو ضرور میرے گوش گذار فرماتے اور مجھ سے صلاح و مشورہ لیتے (صفحہ ۳۳۱)

(۱۲) ہمارا لوگوں پر کچھ حق ہے۔ اگر ہمیں ملیگا۔ تو بہتر۔ ورنہ ہم اونٹوں پر سوار ہو کر مطالبہ کرینگے۔ گو ہم کو کتنا دُور دراز سفر کرنا پڑے۔ (صفحہ ۳۳۲)

(۱۳) لوگوں پر یہ حق ہے کہ وہ ہماری اطاعت اور ولایت کو قبول کریں۔ اور اُن کو اس کے عوض خدائے تعالیٰ کی بارگاہ سے بہت اچھا بدلہ ملیگا (صفحہ ۳۳۲)

تم کہاں حیران پھرتے ہو تم پر کہاں سے آفت آ رہی ہے تم کہاں چلے جاتے اور کس چیز پر فریفتہ اور سرگردان ہو رہے ہو کر تمہارے درمیان پیغمبر خداؐ کی آل موجود ہے یہ لوگ سچائی کی باگیں اور حق کی زبانیں ہیں (۹۶)

(۱۴) جو شخص ہماری ہدایت کی پیروی کریگا۔ وہ آخرت میں سابقین اوّلین کیساتھ رہیگا (۳۴۳)

(۱۵) جو ہماری کشتی کے سوا کسی دوسری کشتی پر سوار ہو گا وہ ڈوب مریگا۔ (صفحہ ۳۴۳)

(۱۶) ہم نے حق کے ستون کو قائم کیا اور باطل کے لشکروں کو شکست دی اور بھگا دیا (صفحہ ۳۴۳)

(۱۷) ہم لوگ یعنی اہلبیت کرام نبوت کا درخت رسالت اُترنے کی جگہ فرشتوں کی آمد و رفت کا مقام حکمت کے چشمے اور علم کی کانیں ہیں کہ حضرت رسولخدا صلعم ہم میں سے ہیں ہمارا محب اور مددگار خدائے پاک کی رحمت کا مددگار ہے۔ اور ہمارا مخالف اور دشمن اسکے قہر اور عذاب کا منتظر اور سزاوار ہے۔ (صفحہ ۳۴۶)

(۱۸) ہم لوگ حضرت رسولخداؐ کے خاص رازداں اور اصحاب اور نبوت کے گھر کی دہلیز اور اسکے دروازے ہیں جو شخص

کسی گھر کے اندر دروازے کے سوائے کسی دوسرے راستے سے آئے وہ چور اور سزا کا حقدار سمجھا جاتا ہے۔ ہم خدا سے انبیاء کے شہداء اور باسعادت لوگوں کی زندگی اور جنت میں انبیاء اور اسکے نیک بندوں کی رفاقت کا سوال کرتے ہیں۔ (صفحہ ۴۴۶)

(۱۹) یہ تعجب کی بات ہے کہ میرے مخالف کو منصب خلافت صرف صحابی ہونیکی وجہ سے حاصل ہو۔ اور مجھے صحابی اور جناب رسول خدا صلعم کا قریبی ہوتے ہوئے حاصل نہ ہو (صفحہ ۴۵۰)

(۲۰) اس خدائے پاک کی قسم ہے کہ جس نے دانے سے اقسام نباتات بنائے اور جان کو پیدا کیا کہ کئی لوگ ایسے مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ صرف ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا۔ اور دل میں کفر کو پوشیدہ رکھا تھا پھر جب اپنے موافق مل گئے تو اپنے کفر کو ظاہر کر دیا۔ اور دلی خیالات کے جوش کو نکالا (صفحہ ۴۵۱ کالم اوّل)

(۲۱) خدائے پاک کی قسم ہے کہ اگر ہموار زمین پر خاردار درخت کے کانٹے فرش کی طرح بچھے ہوئے ہوں اور مجھے تمام رات ان پر لٹایا جائے یا زنجیروں میں جکڑ کر کھینچا جائے تو اس بات سے مجھے زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ اور اسکے رسول صلعم کے پاس ایسی حالت میں جاؤں کہ میں نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو۔ یا کسی شخص سے دنیا کی کوئی چیز غصب کر رکھی ہو۔ اور میں اس جان کی خاطر جو بہت جلد واپس جانے والی اور مدتیں قبر کی مٹی میں رہیگی کسی شخص پر کیسے ظلم روا رکھ سکتا ہوں۔ (صفحہ ۴۵۱)

(۲۲) جناب رسولخدا کے صحابہ میں سے جو لوگ مجھ سے ناخوش ہیں۔ انکو یقیناً معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کریم صلعم کے حکم سے کبھی انکار نہیں کیا میں نے آنحضرتؐ پر ایسے مواقع پر اپنی جان کو قربان کر دیا جہاں بڑے بڑے بہادر پسپا ہو جاتے ہیں اور بڑے بڑے شہ زوروں کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں میں نے ایسے موقعوں میں اس بہادری اور قوت سے کام کیا ہے جو اسکی بدولت خدائے پاک نے رضامندی کی خلعت سے مجھے معزز و مکرم فرمایا ہے۔ میں نے آنحضرت صلعم کی اطاعت میں اپنی پوری کوشش کو صرف کیا۔ اسکے دشمنوں کے مقابلہ میں اپنی طاقت کو خرچ کر دیا۔ آنجناب نے مجھے بعض ایسی باتیں بتلائی ہیں۔ جو ان کو نہیں بتلائیں (صفحہ ۴۵۱-۴۵۲)

(۲۳) جناب رسولخدا صلعم کی وفات کے وقت میں آپکے پاس موجود تھا۔ آپکا سر مبارک میرے سینے پر رکھا تھا آپکی جان میرے ہاتھ میں نکلی جب آپکی روح پرواز کر گئی۔ تو میں نے اپنے ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیرے کہ اس جان کی برکت باقی رہے میں نے آپکے غسل کا انتظام کیا۔ اس کام میں ملائکہ میرے ساتھ شریک تھے تمام گھر اور صحن فرشتوں سے بھر گیا۔ فرشتوں کی ایک جماعت نیچے آتی اور دوسری اوپر جاتی اور مجھے ان کی آواز سنائی دیتی تھی۔ کہ وہ آپ پر درود پڑھتے تھے اور جب ہمنے آپکو قبر مبارک میں دفن کر دیا۔ تو فرشتوں کی آواز ختم ہو گئی۔ پس

کون شخص ہے جس کو حیات یا ممات کے وقت مجھ سے بڑھ کر قرب حاصل ہو (صفحہ ۴۵۲)

(۲۴) بنی اُمیہ کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے آخرت کی لذیذ زندگانی کو چھوڑ دیا۔ دُنیا کی چند روزہ لذّت کی طرف مائل ہو گئے۔ اور وہاں کی ہمیشہ کی نعمت کو چھوڑ دیا (صفحہ ۴۵۴)

(۲۵) **مناقبِ اہلبیتؑ**:۔ حضرت رسولخدا صلعم کی آلؑ کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ لوگ اسلام کے ستون اور شریعت کی پابندی کے ذریعے ہیں۔ انکی برکت سے دُنیا میں توحید اور حق کی بُنیاد نئے سر سے قائم ہوئی اور شرک اور باطل اپنی جگہ سے ہلے اور ان کی زبان جڑ سے کٹ گئی۔ اِن لوگوں نے دین کو کماحقہٗ سمجھا۔ اسے محفوظ رکھا۔ نہ یہ کہ صرف کانوں سے سُنا اور دوسروں سے بیان کر دیا۔ یہ لوگ رسول خدا صلعم کے خاص رازدان ہیں۔ آپکے دین کے حامی۔ آپکے علم کے حافظ۔ آپکے حکم ماننے والے۔ آپکے معاون و مددگار۔ آپکے دین کے پہاڑ ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کے برگزیدہ اشخاص اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے خزانے ہیں۔ اگر کلام کرتے ہیں تو سچ بولتے ہیں۔ اور اگر خاموش ہوں تو اُنکی ہیبت کے مارے کوئی شخص پہلے کلام نہیں کرتا۔ یہ ایمان کے خزانے اور احسان کی کانیں ہیں۔ اگر فیصلہ کریں تو انصاف کرتے ہیں۔ اور اگر کسی سے مقابلہ کریں تو غالب آجاتے ہیں۔ یہ لوگ دُنیا کی بُنیاد اور یقین کے ستون ہیں۔ حد سے بڑھنے والا آخر اُنکی طرف رجوع کرتا۔ اور انکے پیچھے چلنے والا اُنکے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ اندھیروں کے دُور کرنے کیلئے چراغ حکمت کے سرچشمے علم کی کانیں اور علم کے خزانے ہیں۔ یہ لوگ علم کی حیاتی اور جہالت کی موت ہیں۔ اُنکی بُردباری اُنکے علم کو ظاہر کرتی ہے اور اُن کی خاموشی اُن کی حُسن بیانی پر دلالت کرتی ہے۔ یہ لوگ حق کی مخالفت اور اس میں اختلاف نہیں کرتے۔ پس حق ان کے درمیان ناطق اور شاہد صادق ہے (صفحہ ۴۵۷۔ ۴۵۸)

(۲۶) حق اور اہلِ حق کا دامن مت چھوڑو۔ جو لوگ ہماری اہلبیتؑ کو چھوڑ کر دوسرے کا ساتھ کرینگے۔ وہ دُنیا اور آخرت میں نقصان اُٹھائیں گے۔ (صفحہ ۴۷۴)

(۲۷) اہلبیت کرامؑ کی نسبت فرماتے ہیں کہ اس اُمت میں پیغمبرؐ کے رشتے کے لحاظ سے کوئی شخص انکے ساتھ برابر نہیں اور جن لوگوں پر ہمیشہ سے انکے احسان جاری ہیں وہ انکے ساتھ کیسے برابر ہو سکتے ہیں (صفحہ ۴۹۲)

(۲۸) مجھے قرآن شریف کی ہر ایک آیت کا شانِ نزول معلوم ہے۔ اور ہر ایک آیت کی نسبت یہ بھی معلوم ہے۔ کہ وہ کس مقام میں پہاڑ یا میدان میں اور کس وقت۔ دن یا رات میں نازل ہوئی ہے۔ میرے پروردگار نے مجھے سمجھدار دل اور بولنے والی زبان عطا فرمائی ہے۔ (صفحہ ۴۲۹)

(۲۹) حضرت امیر المومنین سیّدنا علی کرم اللہ وجہٗ فرماتے ہیں میں دوزخ تقسیم کرنیوالا۔ باغ جنّت کا خزانچی۔ حوضِ کوثر اور اعراف کا گویا مالک ہوں۔ ہم اہلبیتؑ ہیں جتنے امام ہیں۔ وہ سب اپنے محبّوں اور دوستوں کو جانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا اَنتَ مُنذِرٌ وَّلِکُلِّ قَومٍ ھَادٍ۔ اے نبیؐ بس آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ اور ہر ایک قوم کا ایک ہادی ہے۔ (صفحہ ۱۵۲)

(۳۰) میں جناب رسولِ خدا کا بھائی۔ سب سے پہلے اِسلام لانیوالا بُت شکن۔ کُفّار سے جہاد کرنے والا اور دشمنوں کا قلع قمع کرنے والا ہوں۔ (صفحہ ۱۵۲)

(۳۱) میں دُنیا کو مُنہ کے بل گرانیوالا۔ اسکی قدر جاننے والا اور اُسکو اُلٹے پاؤں واپس کرنیوالا ہوں (صفحہ ۱۵۲)

(۳۲) میں قیامت کو حوضِ کوثر پر رسولِ خدا صلعم کے ساتھ ہوں گا۔ اور میرا کنبہ میرے ساتھ ہوگا۔ تم کو چاہئے کہ ہمارے کہنے پر چلو اور ہمارے عمل کی پیروی کرو۔ (صفحہ ۱۵۲)

(۳۳) ہم حوضِ کوثر پر بڑی رغبت سے اسکا پانی پی رہے ہونگے۔ ہم اس سے اپنے دشمنوں کو ہٹائینگے۔ اور اپنے دوستوں کو پیالے بھر بھر پلائینگے۔ جو شخص اس کا ایک گھونٹ پی لیگا۔ اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (صفحہ ۱۵۳۔ کالم اوّل)

(۳۴) میں ایمانداروں کا سردار ہوں۔ اور مالِ دُنیا اور بدکاروں کا دشمن ہوں۔ میں نے عرب کو سینے کے بل گرایا۔ اور قبائل ربیعہ اور مضر کے دانت توڑ دیئے۔ (صفحہ ۱۵۳)

(۳۵) میں قیامت کے دن تمہارا شاہد ہونگا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں تمہارے ساتھ خصوصیت کروں گا۔ میں تمہیں پروردگار کی اطاعت کی طرف بلاتا۔ دین کے فرائض سے آگاہ کرتا اور وہ کام بتلاتا ہوں۔ جو تمہاری نجات کا موجب ہیں۔ (صفحہ ۱۵۳)

(۳۶) میں اور میری اہلبیتؑ اہلِ زمین کے لئے امان کا باعث ہیں۔ جیسے کہ ستاروں کا قیام اہلِ آسمان کے لئے امن کا موجب ہے (صفحہ ۱۵۳)

(۳۷) میں حضرت رسولِ خدا صلعم کا خلیفہ۔ دین کی حدیں قایم کرنے والا۔ اور تم کو جنت ماویٰ کی طرف بُلانے والا ہوں۔ (صفحہ ۱۵۳)

(۳۸) بیشک مجھے اپنے پروردگار کی طرف سے یقین حاصل ہے۔ اور اپنے دین کی نسبت کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں۔ (صفحہ ۱۵۳)

(۳۹) بیشک میری حالت یہ تھی کہ میں جب کوئی چیز جناب رسُول خدا صلعم سے مانگتا۔ تو آنجناب مجھے ضرور عطا فرماتے۔ اور اگر میں سوال کرنے سے خاموش رہتا۔ تو آپ بن مانگے دیا کرتے (صفحہ ۱۵۴) ان دعاوی میں جناب امیر علیہ السلام کا کوئی ہمسر و برابر نہیں +

(۴۰) قبل اس کے کہ میں تمہارے ہاتھ سے مفقود ہوں۔ جو چاہو مجھ سے پُوچھ لو۔ کیونکہ جس طرح تم زمین کے رستے جانتے ہو میں اُس سے زیادہ آسمان کی راہیں پہچانتا ہوں۔ (رہبر کامل صفحہ ۲۳۵)

نوٹ:۔ اِن دعاوی کے مقابلہ میں آج تک کوئی دوسرا شخص دعویٰ نہ کر سکا +

دوسرا دعویٰ امامت۔ یہ چند اشعار حیدر کرار علیہ السلام کے دیوان مرتضویؑ میں ملینگے۔

تعلم ابا بکر ولا تک جاھلا — بان علیا خیر حاف و ناعل

وان رسول الله اوصی بحقه — واکد فیه قوله بالفضائل

ولا تبخسن حقه رادوا لو رحی — الیه فان الله لیس بغافل اصدق قائل

ترجمہ:۔ اے ابوبکر یاد رکھ اور نا واقف مت بن کہ علیؑ ہر وضیع و شریف سے افضل ہے۔ اور علیؑ وہ شخص ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے اسکے حق میں وصیت کی اور اپنے اقوال سے اسکے فضائل کے بارہ میں تاکید فرمائی پس اس کا حق ضائع نہ کر اور مخلوق خدا کو اس کی طرف پھیر دے اور یہ جان لے۔ تمہارے اس کام سے اللہ غافل نہیں۔ (دیوان امیرؑ صفحہ ۱۵۱)

دعویٰ افضلیت اہلبیت رسالت۔ دیوان جناب علی المرتضیٰؑ صفحہ ۹۹ پر یہ اشعار ہیں:۔

(۱) قد یعلم الناس انا خیرهم لنسبا — ونحن افخرهم بیتا اذا فخروا

ترجمہ:۔ بیشک لوگ جانتے ہیں۔ کہ میں از روئے نسب کے اُن سے بہتر ہوں۔ اور ہم گھرانہ کے سبب بڑے فخر والے ہیں۔ اگر وہ لوگ اپنے خاندان کا فخر کریں یعنی ہمارا خاندان اُن سے اعلیٰ ہے۔

(۲) رهط النبی وهم ما وی کرامته — وناصر الدین والمنصور من نصروا

نبیؐ کا قبیلہ وہ اس کرامت کے۔ اور دین کا مددگار ہے جس نے اس قبیلہ کی مدد کی وہ منصور ہوا +

(۳) والارض تعلم انا خیر ساکنها — کما به تشهد البطحاء والمدر

اور اہل زمین جانتے ہیں۔ کہ ہم ساکنان زمین میں بہتر ہیں۔ جیسے کہ حجاز عرب کی زمین کے کنکر اور ڈھیلے اس کی گواہی دیتے ہیں +

(۲) وَالْبَیْتُ ذُوالسِّتْرِلَوْسُئَاوَایُحَدِّثُهُم　　نَادَی بِذَالِکَ رُکْنُ الْبَیْتِ وَالْحَجَرُ

اگر لوگ ہماری افضلیت کی بابت خانہ کعبہ بڑی بزرگی والے سے پوچھیں۔ تو وہ بھی ہماری بزرگی بیان کردے۔ اور اس کی گواہی حجر اسود اور رکن کعبہ بھی دے ✦

(ب) جنگ صفین میں جناب امیر علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا:۔

اَنَا عَلِیٌّ وَابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِب　　نَحْنُ وَبَیْتِ اللّٰهِ اَوْلٰی بِالْکُتُب

میں علیؑ ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد سے ہوں قسم خدا کی ہم آسمانی کتابوں کے لائق ترین ہیں۔

وَبِالنَّبِی الْمُصْطَفٰی غَیْرِالْکَذِب　　اَهْلُ اللِّوَاءِ وَالْمَقَامِ وَالْحُجُب

اور قسم نبی برگزیدہ کی نہیں جھوٹ۔ ہم لشکر اور مقام ابراہیم اور خانہ کعبہ کے پردوں کے نشان والے ہیں۔

نَحْنُ نَصَرْنَاهُ عَلٰی کُلِّ الْعَرَب۔　(دیوان امیر المومنین علی المرتضیٰؑ صفحہ ۲۳)

ہم نے تمام عربوں پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدد دی ہے ✦

(ج) حضرت عثمان بن عفان کو مجلس شوریٰ میں جناب امیر علیہ السلام نے مخاطب کیا:۔

(۱) فَاِنْ کُنْتَ بِالشُّوْرٰی مَلَکْتَ اُمُوْرَهُم　　فَکَیْفَ بِهٰذَا وَالْمُشِیْرُوْنَ غُیَّب

اگر تم مجلس شوریٰ کے مشورے سے خلافت کے خلیفہ اور مالک بن بیٹھے ہو۔ تو یہ کس طرح جائز ہے۔ کیونکہ حقیقی مشورہ والے خاندان نبوت اور بنی ہاشم غائب ہیں۔ اور اس مجلس شوریٰ میں شامل نہیں کئے گئے۔ گویا شوریٰ کامل ہرگز نہیں۔ پس اس لحاظ سے بھی آپ خلافت کے لائق نہیں ✦

(۲) وَاِنْ کُنْتَ بِالْقُرْبٰی حَجَجْتَ خَصِیْمَهُم　　فَغَیْرُکَ اَوْلٰی بِالنَّبِیِّ وَاَقْرَبُ

اور اگر تم کو خلافت پیغمبر خدا کے رشتہ جتانے سے ملی ہے اور دشمن پر حجت ہے۔ تو جان لو کہ تمہارا غیر (یعنی علی المرتضیٰؑ) تم سے زیادہ جناب نبی مکرم صلعم کے نزدیک بہتر اور ان کا قریبی رشتہ دار ہے۔ ایک تو حقیقی چچا زاد بھائی ہے۔ دوسرا داماد مصطفےٰ اور صاحب فضائل ہے۔　(دیوان امیر علیہ السلام صفحہ ۴۳)

ان تمام دعاوی سے جناب امیر علیہ السلام کی فضیلت اور استحقاق خلافت ثابت ہوتا ہے ✦

(۳) **دعویٰ امامت**۔ امام علی بن احمد واسدی حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب امیرؑ نے حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت عمر، حضرت زبیر، حضرت عمار بن یاسر، عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوذر غفاریؓ و حضرت عبداللہ بن مسعود کے روبرو یہ اشعار امامت آثار پڑھے تھے اور حسن میبذی نے بھی انکو بیان کیا ہے

جسکو تحقیق دیکھنی ہو۔ تو وہ کتاب عبقات الانوار ملاحظہ فرمائے۔ (صواعق محرقہ فارسی۔ دیوان امیرؑ صـ۱۸ـ)

قَالَ اَمِیْرُالْمُوْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَام

لقد علم الاناس بانّ سہمی — من الاسلام یفضل کل سہمی

واحمد النبیّ اخی وَصہری — علیہ اللہ صلّی وابن عمی

وانّی قاعد للنّاس طرّاً — الی الاسلام من عرب وعجمی

وقاتل کل صندید رئیس — وجبار من الکفّار ضخم

وَفی القراٰن الزمہم ولائی — وَاَوجَبَ طاعتی فرضاً بعزمٍ

کَمَا ہَارون من موسیٰ اخوہ — کذا لک انا اخوہ وزاک اسمی

کذاک اقامنی لہم اماماً — واخبرہم بہ بغدیر خمّ

فمَن منکم لیعادلنی بسہمی — واسلامی وسابقتی ورحمی

فویل ثم ویل ثم ویل — لجاھد طاعتی ومرید لغمی

وویل للذی یشقی سفاہاً — یرید عداوتی من غیر جرم

وویل ثمّ ویل ثمّ ویل — لمن یلقی الالٰہ غدا بظلمی

ترجمہ:۔ تمام لوگ خبردار ہوجائیں کہ میرا حسب نسب کل سہم سے اسلام میں افضل ہے اور جناب احمد مصطفیٰ نبی خداؐ میرا بھائی اور خسر ہے۔ میرا چچا زاد بھائی وہ ہے جس پر خدا نے صلوٰۃ پڑھی۔ اور لوگوں کو اسلام کیطرف خواہ عرب ہوں یا عجم بلانے اور کھینچنے والا ہے۔ اور میں کل مشہور رئیسان کفار کو جو جبار اور زبردست تھے قتل کرنیوالا ہوں۔ خداوند کریم نے قرآن مجید میں میری محبت اہل اسلام پر فرض کردی ہے۔ مثل اور احکام اور فرائض کے میری اطاعت کو واجب کیا ہے جیسا کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کا بھائی ہے اسی طرح مجھکو اپنے ابن عم رسول اللہؐ سے مواخات و مماثلت اتم ہے۔ اسلئے میں اہل اسلام کیواسطے امام مقرر کیا گیا ہوں چنانچہ مقام غدیر میں میری امامت کی خبر دی ہے پس تم لوگوں میں سے کون ہے کہ ہماری سہم میں مساوات ظاہر کرے اور کون شخص ہے کہ ہمارے سابق الاسلام اور پاک وطیب نسب رکھنے میں ہمارے ساتھ مقابلہ کرے۔ افسوس ہو۔ دوزخ ہو۔ ہمارے منکرین طاعت پر اور ہم پر ظلم کرنے کا ارادہ رکھنے والوں پر۔ افسوس ہے۔ ایسے شخص پر جو از راہ سفاہت و شقاوت میرے ساتھ بغیر جرم کے عداوت رکھتے ہیں۔ ویل ہے۔ پھر ویل ہے پھر ویل ہے۔ جو مجھ پر ظلم کر کے اللہ کے سامنے پیش ہو۔

(۴) دعویٰ امامت و افضلیت۔ یہ اشعار محبت آثار دیوان جناب حیدر کرارؑ صفحہ ۱۸۹ میں ملینگے :۔

محمّد النبیؐ اخی و صہری	وحمزۃ سید الشہداء عمّی
وجعفر الذی یضحی و یمسی	یطیر مع الملٰئکۃ ابن اُمّی
وبنت محمّدٍ سکنی وعرسی	منوط لحمہا بدمی ولحمی
وسبطا احمد ولدای منہا	فمن منکم لہ سہم کسہمی
سبقتکم الی الاسلام طرّا	غلاماً ما بلغت اوان حلمی
واوجب لی ولایتہ علیکم	رسول اللّٰہؐ یوم غدیر خمّی
واوصانی النبیؐ علی اختیار	لامتہ رضا منکم بحکمی
الا من شاء فلیومن بھذا	والافلیمت کمدا بغمّی
انا البطل الذی لم تنکروہ	لیوم کریھۃٍ ویوم سلم

ترجمہ :۔ جناب سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم جو نبی و رسول خلائق اور میرے بھائی اور خسر ہیں اور حضرت حمزہؓ سیدالشہداء میرے چچا ہیں۔ اور حضرت جعفر جو صبح و شام ملائکہ کیساتھ پرواز کرتے ہیں۔ وہ میرے حقیقی بھائی ہیں اور دختر نیک اختر جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلعم میرے گھر کی رونق اور میری زوجہ مطہرہ ہیں۔ وہ معصومہ ایسی ہے جسکا خون و گوشت ہمارے خون و گوشت سے مخلوط ہے۔ دونوں نواسے حسنین الشریفینؑ احمد مصطفےٰؐ کے ہیں وہ میرے فرزند اور فرزندان و لخت جگر رسول مقبول صلعم ہیں۔

بولو اے صحابہ کرام تم میں کون شخص ہے کہ جس کا خاندان ہمارے خاندان کی مانند ہو۔ میں تم لوگوں سے سب سے پہلے اسوقت مشرف بہ اسلام ہوا جبکہ ابھی نوخیز لڑکا تھا۔ بلوغت کو نہیں پہنچا تھا۔ میری ولائیت خم غدیر کے روز تم پر جناب رسالتمآبؐ نے واجب کردی ہے اور واسطے اجرام احکام کے مجھ کو اپنی اُمت پر وصی مقرر کیا +

آگاہ ہو کہ جو شخص اس پر ایمان لانا چاہے وہ ایمان لائے۔ ورنہ لازم ہے کہ وہ شخص اپنے حزن اور غم میں گھُٹ کر مرجائے اور میں ایسا شخص شجاع و دلیر ہوں کہ تم لوگ مجھ سے معرکہ و صلح میں مقابلہ نہ کرسکے (میبذی شرح دیوان امیرؑ۔ اور دیکھو براہین قاطعہ فارسی۔ ترجمہ صواعق محرقہ مطبع محمدی لاہور صفحہ ۳۳۰ سطر ۸۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۲، ۴۰۰ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۱ سطر اوّل : تذکرہ خواص الائمہ۔

نوٹ :۔ ابی عبیدہ سے روایت ہے۔ کہ معاویہ نے جناب علی المرتضیٰؑ کو خط لکھا۔ کہ اے ابو الحسنؑ میرے فضائل

بکثرت ہیں۔ میرا باپ جاہلیت میں سردار تھا۔ اور میں اسلام میں بادشاہ ہوا ہوں۔ اور میں رسولِ خدا کا سالار اور خال المومنین ہوں۔ اور کاتبِ وحی ہوں۔ اس پر جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اس کو جواب میں متذکرہ بالا اشعار لکھ کر روانہ کئے۔ جناب امیر علیہ السلام کے دعاوی سے خلافت بلافصل ثابت ہے۔

(۵) علی المرتضیٰ ع مظہرِ تامِ نبوت و نورِ خدا ہے۔

(۱) معیارِ امامت ثابت ہو چکا کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ تمام کمالاتِ نبوت کا مظہر اور تمام صفات۔ درجات برکات و انوارِ رسالت کا اسوۂ حسنہ ہیں جو صفاتِ سردارِ دوجہاں میں پائی جاتی ہیں۔ وہی صفات شاہِ مرداں میں بھی پائی جاتی ہیں جناب سیدنا محمد مصطفےٰ نورِ خدا ہے۔ تو بمصداق انا و علی من نور واحد علی المرتضیٰ بھی نورِ خدا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جن صفات سے اپنے حبیب کو متصف کیا ہے۔ انہی صفات سے اپنے حبیب کے محبوب اور وصی کو بھی موصوف کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ قد جاءکم من اللہ نور۔ اگر نبی اکرم کی شان ہے۔ تو جناب علی بھی نورِ محمدی کا جزو ہے۔ انکے حق میں قرآن شاہد ہے۔ واتبعوا النور الذی انزل معہ۔ اور اتباع کیا لوگوں نے اس نور کا جو اسکے ساتھ اتارا گیا۔ پس نورِ خدا اور نورِ مصطفےٰ یعنی سیدنا علی المرتضیٰ ع سے کون افضل ہو سکتا ہے۔ خداوند کریم نے جس طرح لقب امام انبیاء و مرسلین کو عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح لقب امام جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور ان کی اولاد آئمۃ الھدیٰ کو بخش دیا ہے۔ کہ سوائے انکے اور کوئی امام نہیں کہلا سکتا۔ نہ حضراتِ اصحابِ ثلاثہ اور نہ ان کی اولاد امام کہلائی۔

(۲) جس طرح رسالت سید المرسلین پر ختم ہو گئی۔ اسی طرح امامت جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور ان کی اولادِ مطہر پر ختم ہوئی۔ کہ سیدنا امام مہدی علیہ السلام امام آخر الزمان ہیں۔

سیدنا محمد رسول اللہ صلعم خاتم الانبیاء ہوئے اور سیدنا علی المرتضیٰ خاتم الاوصیاء ہوئے۔

جس طرح جناب رسولِ خدا کا نور دنیا کی پیدائش کے ہزاروں سال پیشتر حق تعالیٰ نے اپنے نور سے خلق کیا تھا ویسے ہی جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ ع کا نور بھی دنیا کی پیدائش کے ہزاروں سال پیشتر اپنے نور سے خلق کیا اور اپنی جوارِ رحمت میں رکھا چنانچہ وہ دونوں انوارِ مقدسہ حق تعالیٰ کی تقدیس و تہلیل میں مشغول رہے۔ نورِ مرتضوی نورِ محمدی کے ہمراہ اصلابِ طاہرہ سے ارحامِ پاکیزہ میں منتقل ہوتے چلے آتے۔ حتیٰ کہ نورِ محمدی سیدنا عبداللہ کے صلب میں۔ اور نورِ مرتضوی سیدنا ابو طالب کے صلب میں منتقل ہو گیا۔ ایک نور کو تو نبوت عطا ہوئی دوسرے کو امامت۔ اور جیسا کہ جناب رسالتمآب سے توحد باطنی اور قرب ظاہری جناب امیر المومنین ع کو تھا۔ اور کبھی بشر کو نہ ملا۔

جناب رسولِ خدا صلعم کی ولادتِ باسعادت تو انکے بیت الشرف میں ہوئی۔ لیکن جناب علی المرتضیٰ کی ولادتِ

بابرکت خاص خانۂ کعبہ کے اندر ہوئی جس طرح جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے تربیت و پرورش زیرِ سایہ جناب رسالت پناہی حاصل کی اور مظہرِ اتم نبوت ہوئے۔ یہ درجہ دوسرے کسی بشر کو نہ مل سکا۔

(۳) جس طرح سے حضرت رسولِ خدا صلعم کا نام حق تعالےٰ نے اپنے ناموں سے مشتق کرکے محمدؐ رکھا۔ اسی طرح سے حضرت علیؑ کا نام بھی اپنے ناموں سے مشتق کرکے علیؑ رکھا۔

(۴) حضرت رسولِ خداؐ نے اپنا لعابِ دہن چوسا کر پرورش کیا اور اپنی گود میں کھلا کر حضرت علیؑ کی تعلیم و تربیت کی۔

(۵) حضرت علیؑ جوان ہوگئے تو حق تعالیٰ نے اپنے خانہ زاد خاص کی شادی اپنی کنیز خاص یعنے جنابِ فاطمۂ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے ساتھ کردی۔

(۶) حضرت احدیت نے حضرت آدمؑ کو فرشتوں پر غالب کرنے کے لئے جس طرح سے حضرت رسولِ خدا صلعم کے نام کو بتلا دیا اور تصویر دکھلا کر پہچنوا دیا۔ اسی طرح سے حضرت علیؑ اور اُن کی اولادِ طاہرینؑ کے ناموں کو حضرت آدمؑ کو بتلا دیا اور اُن حضرات کی تصویریں دکھلا کر پہچنوا دیں۔

(۷) جناب احدیت نے جس طرح تمام ملائکہ۔ انبیاءؑ و اُمم سابقہ و کل مخلوقات سے جناب رسولِ خداؐ کی نبوت کا اقرار لیا اسی طرح تمام ملائکہ و انبیاءؑ و اُمم سابقہ و کل مخلوقات سے جناب علی مرتضیٰؑ کی ولایت کا اقرار لیا۔

(۸) حضرتِ احدیت نے جس طرح سے حضرت رسولِ خدا صلعم کا ذکر کل صحف و کتب سماوی سابقہ میں فرمایا ہے۔ اسی طرح سے جناب علی مرتضیٰؑ اور اُن کی اولادِ طاہرینؑ کا ذکر بھی کیا ہے۔

(۹) جس طرح سے جناب رسولِ خدا صلعم کا ذکر اور حضرتؐ کی تعریف پروردگار نے کلام مجید میں فرمائی ہے۔ اسی طرح سے تمام قرآن میں حضرت علیؑ کی بھی تعریف فرمائی ہے۔

(۱۰) توریت و انجیل و زبور کا جیسا علم رسولِ خداؐ کو تھا۔ ویسا ہی جناب علیؑ کو تھا۔

(۱۱) علمِ قرآن و حل مسائل و القضایا جیسا کہ رسولِ خداؐ کو تھا۔ ویسا ہی علی المرتضیٰؑ کو بھی تھا۔

(۱۲) جس طرح جناب رسولِ خدا صلعم کو حق تعالےٰ نے معجزے اور خوارقِ عادات عطا کئے تھے۔ اسی طرح حضرت علیؑ کو بھی عطا فرمائے تھے۔

(۱۳) جس طرح جناب رسولِ خدا صلعم معصوم تھے۔ ویسے ہی جناب علی مرتضیٰؑ معصوم تھے۔

(۱۴) جس طرح جناب رسولِ خدا صلعم شرک و کفر کی آلائش سے پاک و مبرا تھے۔ اسی طرح جناب امیرالمومنینؑ بھی مبرا و پاک تھے۔

(۱۵) جس طرح جناب رسولِ خداؐ تمام مخلوقات کے لئے پیغمبر مبعوث ہوئے تھے اور سب سے تعلق رہا۔ اسی طرح جناب علی مرتضیٰؑ بھی انسان و حیوان و جنی جان و ملائک و نباتات و جمادات زمین و آسمان ستارے عناصر وغیرہ کے لئے امام واجب الاطاعت ہیں۔ اور سب سے تعلقات رکھتے تھے

(۱۶) جس طرح جناب رسولِ خداؐ کو حق تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح سے جناب امیر المومنینؑ کو بھی عطا فرمایا ہے

(۱۷) جس طرح جناب رسولِ خداؐ سخی ترین ناس تھے۔ ویسے ہی جناب علی مرتضیٰؑ سخی ترین مردم تھے ۔

(۱۸) جس طرح جناب رسولِ خداؐ اعدل النّاس تھے۔ ویسے ہی جناب علی مرتضیٰؑ عدل النّاس تھے ۔

(۱۹) جس طرح جناب رسولِ خداؐ زاہد و متقی و عابد تھے۔ ویسے ہی جناب علی المرتضیٰؑ بھی زاہد و متقی و عابد تھے ۔

(۲۰) جس طرح جناب رسولِ خداؐ کا لباس میں و فرش و طعام میں زہد تھا ویسے ہی زہد جناب امیرؑ کا تھا ۔

(۲۱) جس طرح جناب رسولِ خداؐ آداب الحرب سے عمدہ طور سے واقف تھے ویسے ہی جناب امیر المومنینؑ بھی عمدہ طور سے واقف تھے اور جس طرح جناب رسولِ خداؐ نے جہاد بالنفس و جہاد بالدعوت و جہاد بالسیف کیا اور اشجع النّاس و کرّار غیر فرّار تھے ویسے ہی جناب امیر المومنینؑ نے بھی جہاد بالدعوت و جہاد بالسیف کیا اور اشجع النّاس و کرّار غیر فرّار تھے اور جس طرح خدا اور رسولؐ علیؑ کو دوست رکھتے ہیں ویسے ہی جناب امیر المومنینؑ بھی خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتے تھے جس طرح جناب رسولِ خداؐ مطیع و فرمانبردار خدا کے ہیں اور کبھی خدا کے فعل پر اعتراض نہیں کیا۔ اسی طرح سے جناب امیر المومنینؑ بھی خدا اور رسولؐ کے مطیع و فرمانبردار ہیں کبھی خدا اور رسولؐ کے فعل پر اعتراض نہیں کیا ۔

(۲۲) جناب احدیت نے جس طرح سے جناب رسالتمآبؐ کو بے انتہا فضائل و مناقب عطا فرمائے ہیں ویسے ہی خدا اور رسولؐ نے جناب امیر المومنینؑ کو بھی لاتعداد و لاتحصٰے فضائل و مناقب عطا فرمائے۔ یہ سب مناقب و فضائل و درجات جناب سرورِ عالم صلعم کی طفیل ملے ۔

الغرض یہ تمام اوصاف جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اس واسطے عطا ہوئے کہ خلافت بلافصل و امامت و ولایت کے بوجھ کو اٹھا سکیں۔ اور ان کے انجام دینے کے لائق ہو کر رسول مقبول صلعم کی زندہ تصویر کہلائیں۔ از روئے قرابت و علم و نسب جناب امیر علیہ السلام زیادہ قرب رسول صلعم تھے ۔

(۶) **استخلافِ علی المرتضیٰؑ** ۔ نائب و خلیفۂ رسول مقبولؐ کی ایک یہ بھی صفت اور معیار امامت و خلافت ہے۔ کہ وہ عین حیاتِ رسول اکرمؐ کے کئی بار ولیعہد و جانشین رہ چکا ہو۔ سو یہ شرط بھی جناب امیرؑ میں بخوبی پائی جاتی ہے۔ کہ زمانۂ نبوت میں آپ نے تمام ولیعہدی کے مدارج طے کئے اور کئی بار امورِ خلافت کے ولیعہد و خلیفہ ہوئے۔ باقی کوئی اصحاب ولیعہد و جانشین نہ بنایا گیا۔ نہ ہی لفظ خلیفہ۔ امام۔ امیر۔ وصی کا کسی اصحاب پر لگایا گیا۔

(۱) دعوتِ قریش میں قبل ہجرت شروع نبوت میں مکّہ معظمہ کے اندر صاف طور پر جناب رسولِ خدا نے جناب امیرؑ کو اپنے خاندان میں سے ۱۰ سال کی عمر میں اپنا نائب۔ وزیر اور خلیفہ مقرر کیا۔ (تفسیر معالم التنزیل تحت آیہ وانذر عشیرتک الاقربین)

(۲) شبِ ہجرت میں اپنا قائم مقام کرکے اپنی سبز چادر یمانی میں اپنے بسترِ نورانی پر جناب امیر علیہ السلام کو سُلایا اور واسطے ادائے امانات مکّہ معظمہ میں خلیفہ مقرر فرمایا۔ (اسنی المطالب)

(۳) بیعتِ رضوان میں دسویں سال جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا۔ کہ اے قریش اللہ تعالے تم پر ایک مرد کو مبعوث کریگا جس کا امتحان ایمان قلبی اللہ تعالے نے کرلیا ہے۔ حضرات شیخین کے سوالات پر فرمایا۔ وہ علی ابن ابی طالب ہے۔ (خصائص نسائی)

(۴) سورۂ برات حضرت ابوبکر سے لیکر جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کے حوالے کیگئی اور جناب امیرؑ نائب رسول مقبولؐ ہوکر حضور انور کی قصوے اونٹنی پر سوار ہوکر فرمانِ الہیٰ سنانے کو مکّہ معظمہ میں تشریف لے گئے۔ یہ ایک حقیقی نیابت رسول مقبول صلعم تھی۔ (نسائی، مسند احمد حنبل۔ مدارج النبوۃ۔ ترمذی)

(۵) حضور انور صلعم نے فرمایا کہ سردارِ عرب کو بلاؤ جناب ام المومنین بی بی عائشہ الصدیقہ نے عرض کہ یا رسول اللہ کیا آپ سردار عرب نہیں فرمایا کہ میں سردار اولادِ آدم ہوں اور جناب علیؑ سردار عرب ہیں۔ (ارجح المطالب صواعق محرقہ مناقب امیر المومنین)

(۶) جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا۔ کہ میری طرف تین دفعہ وحی ہوئی۔ کہ جناب علیؑ سید المومنین امام المتقین اور قائد الغر المحجلین ہے۔ (حاکم۔ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۶۲ مقصد دوم۔ ارجح المطالب باب اوّل)

(۷) جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا کہ جناب علی علیہ السلام میرے بعد ہر ایک مومن مرد اور مومنہ عورت کا سردار ہے۔ (ترمذی مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ)

(۸) تمام صحابۂ کرام کے مسجد نبوی میں دروازے بند کر دیئے گئے۔ مگر جناب علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا رکھا۔ (نسائی۔ ارجح المطالب۔ کنز العمال جلد ۶)

(۹) جناب سرورِ عالم صلعم نے اپنے تمام لشکر محمدیؐ پر جناب امیر علیہ السلام کو ہر ایک جگہ ہر ایک جنگ میں سپہ سالار وعلمدار بنایا ہے۔

(۱۰) جناب رسولِ خدا نے جناب امیرؑ کو اپنا نائب و خلیفہ مقرر فرماکر اپنی اونٹنی قصوے پر سوار کراکر اپنے دست مبارک

سے دستارِ مبارک جناب علیؑ کے سرِ اقدس پر باندھ کر مِن کیطرف روانہ کیا۔ (مدارج النبوۃ تاریخ اسلام کنز العمال جلد ۶)

(۱۱) جنگِ احد میں تمام صحابہ کبار خصوصاً حضرات اصحاب ثلاثہ فرار ہوگئے اور جناب امیرؑ و دیگر چند موحدین مجاہدین مخلصین ثابت قدم رہے بمنزلہ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار دیا علیؑ انت منّی وانا منک کا درجہ حاصل کیا۔ (مدارج النبوۃ ۔ روضۃ الاحباب)

(۱۲) وقتِ مباہلہ نفس رسول مقبولؐ قرار پائے ۔ اور ہمراہ رسول مقبول صلعم میدانِ مباہلہ میں تشریف لائے (قرآن شریف) رُوحِ رسولؐ تمام ارواحِ طیبہ سے افضل ہے ۔

(۱۳) جنگ بدر و حنین میں ثابت قدم رہ کر نصرتِ الٰہی میں شامل ہوئے اور ان پر سکینہ نازل ہوئی ۔ (قرآن شریف)

(۱۴) جنگِ خندق میں جناب رسول خدا صلعم کا تمام لباس و اسلحہ ۔ زرہ پہن کر عمرو بن عبدود کے مقابلے کو نکلے۔ (روضۃ الصفا ۔ روضۃ الاحباب)

(۱۵) جنگِ خیبر میں کرارِ غیر فرار کا تمغہ ملا اور محبوب خدا و رسول اللہ کی سند عطا ہوئی ۔ (بخاری شریف)

(۱۶) فتح مکہ معظمہ میں دوشِ رسول مقبول صلعم پر سوار ہو کر خانۂ کعبہ کے بُت توڑے (ترمذی)

(۱۷) غزوۂ تبوک میں مثلِ ہارون علیہ السلام بنائے گئے ۔ (متفق علیہ)

(۱۸) خُمِ غدیر میں ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب کبار کے روبرو ولیعہد و جانشین و مولی المومنین بنائے گئے ۔ اور حضرات شیخین نے بیعت کر کے مُبارکباد دی ۔ (مسند احمد حنبل)

نوٹ :- زمانۂ پیدائش سے لے کر آجتک کسی نبی کا ولی عہد و جانشین سلطنت اُن کا کوئی سسر یا سالا یا کوئی بڈھا دوست و رفیق مقرر نہیں کیا گیا ہمیشہ بیٹا یا بھائی ولیعہد ہوتا ہے ۔ جناب امیر علیہ السلام کی حیات و زندگی ثابت کرتی ہے کہ وہ افضل الناس بعد النبیؐ اور وصی النبیؐ تھے ۔

مقدّمہ سوم

اجماعِ اُمت و بُنیادِ مذہبِ اہلِ سُنّت و الجماعت

(۱) کتب سماویہ احادیث و تواریخ سے ثابت ہے کہ شرائع سابقہ سے ہر ایک صاحب شریعت کا جانشین اسکا بیٹا

یا بھائی منصوص و معصوم ہوتا تھا۔ جو شخص خلیفہ مقرر ہوتا۔ وہی شخص پیروانِ شریعت کا امام وقت سمجھا جاتا تھا۔ خواہ وہ صاحبِ اقتدار و غلبہ ہوتا یا نہ ہوتا۔ یہی طریقہ و سُنّت اللہ تمام انبیاء و مرسلین میں چلا آیا حتیٰ کہ ہمارے سردار و سرکار احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ صلعم جب مبعوث برسالت ہوئے۔ تو اس جدید شریعت میں بھی امامت اصولِ عقائد میں داخل تھی۔ چنانچہ جس روز آنحضرت صلعم نے اظہارِ نبوت کیا تھا۔ اسی روز اسی وقت خلافت و امامت و وصایت جناب امیر علیہ السلام کا بھی اظہار کیا گیا۔ (دیکھو تفسیر معالم التنزیل)

لیکن بقولِ علماء اہلسنت جناب سرورِ عالم صلعم کی وفات حسرت آیات کے بعد منصوص من اللہ خلیفہ کی پرواہ نہ کی گئی۔ وہ تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ کہ حضرت ابوبکر کو اجماعِ صحابہ نے غیر منصوص اجماعی خلیفہ بنا دیا۔ وہ سُنّت اللہ تبدیل کر دی گئی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلینؑ کے طریقے بھلا دیئے گئے۔ اور وصایائے و فرمان رسول مقبولؐ کی پرواہ نہ کر کے خلافتِ الٰہیہ کی بجائے خلافتِ اجماعی قائم ہو گئی۔ اسی تاریخ سے عقیدۂ امامت کے اصولِ عقائد میں اُمتِ محمدیہ میں فرق پڑ گیا بعض تو امامتِ منصوص کے قائل رہے۔ اور بعض نئی اجماع کے قائل ہو گئے۔ زمانہ کی رفتار بنی امیہ و بنی عباس کے سلاطین کے رعب و داب اور حکومت کے دباؤ سے عقیدۂ امامت کی بیخکنی ہو گئی۔ اور اجماعِ اُمت کے عقائد مستحکم ہو گئے۔ النّاسُ علیٰ دینِ ملوکہم رعایا عموماً اپنے اپنے بادشاہوں کے رنگ پر چلتی ہیں۔ امیہ و بنی عباس کو دنیا طلبی نے حق سے کوسوں دور کر دیا تھا۔ یہ اپنے اپنے زمانے میں تمام مرتبانِ اسلام کو مٹھی میں لئے ہوئے تھے ان کا اثر اپنی رعایا پر اتنا بڑھا ہوا تھا کہ ولید بن عبدالملک اموی خلیفہ کی ایک لونڈی نے صبح کی نماز حالتِ جنب و نشہ میں چور ہو کر شاہانہ لباس پہن کر پڑھائی اور لوگوں نے پڑھ لی کچھ بھی اعتراض نہ کیا (تذکرۃ الانساب حصہ ۲ صفحہ ۱۳۴ آئینہ معصومین و تاریخ اسلام علوی)

(ب) اسلامی تواریخ گواہی دیتی ہیں اور واقعات ثابت کرتے ہیں کہ اُمتِ محمدیہ کا اجماع کسی مسئلہ کسی اصول کسی بات پر بھی کامل نہیں ہوا۔ اجماع ہمیشہ ناقص رہا۔ نصِ صریح کے مقابلہ میں اجماع حجّت نہیں ہو سکتا۔

(۱) سیّدنا محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت و رسالت پر تو اجماع ہے مگر ختمِ نبوت پر نہیں۔ جماعتِ احمدیہ فرقہ مرزائیہ قادیانیہ بابِ نبوت کو بند نہیں کرتا۔ بلکہ ختمِ نبوت کے برخلاف ہے۔

(۲) اسلام میں ۷۳ بہتّر فرقے ہیں۔ کسی ایک فرقہ ناجیہ پر آج تک اجماعِ کامل نہ ہو سکا۔

(۳) حضرت ابوبکر کی خلافت پر اجماعِ کامل نہ ہوا تمام بنی ہاشم اور کئی صحابہ منکرِ خلافت رہے۔

(۴) حضرت عمر بذریعہ وصیّت خلیفہ مقرر ہوئے اور حضرت عثمان کا تقرر بذریعہ شوریٰ ہوا۔

(۵) حضرت علی علیہ السلام پر مدینہ والوں نے اجماع کیا۔ مگر حضرت طلحہ اور زبیر نے بیعت توڑ دی اور معاویہ بن ابوسفیان اور تمام شامی مسلمانوں نے بغاوت اختیار کی ؁

(۶) تیسری صدی میں مذاہبِ اربعہ کی بنیاد پڑی اور چھٹی صدی میں ان مذاہب کو عروج ہوا۔ مگر کسی ایک مذہب پر اجماع نہ ہو سکا۔ چاروں مذاہب اصول و فروع میں مخالف ہیں ؁

(۷) نماز عبادتِ الٰہی ہے۔ اس پر بھی اجماعِ کامل نہیں۔ نماز فرض ہے یہ تو صحیح ہے۔ مگر طریقۂ نماز ہر ایک مذہب کا علیحدہ علیحدہ ہے۔ یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ کس مذہب کی نماز صحیح اور مطابق نمازِ محمدی ہے ؁

(۸) اجماع جہاں کہیں اور جس زمانہ میں ہوا ہمیشہ اس کا نتیجہ برعکس نکلا۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو اجماعِ امت (شامی و کوفی) نے شہید کیا۔ جس سے اسلام میں ایک بھاری زلزلہ پڑ گیا ؁

(ب) اس چودہویں صدی (۱۳۴۴ھ) میں نجدی وہابی اجماع نے حجاز پر حملہ کر دیا۔ طائف کو لوٹا۔ مکی مدنی مسلمانوں کو لوٹا و قتل کیا۔ اور روضائے مقدسہ کو گرا دیا۔ جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا جس نے مدینہ والوں کو ظلم سے ڈرایا۔ اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی اس پر لعنت برستی ہے۔ (متفق علیہ)

(۹) فرقۂ اہلسنّت و الجماعت کی بنیاد معاویہ بن سفیان نے ڈالی اور وہی بانیٔ مذہب ہے۔

معاویہ شامی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ پر خروج کیا۔ اور ان ہی کیواسطے امام حسنؑ نے خلافت سے خلع کیا۔ اور یہ ربیع الآخر یا جمادی الاوّل سنہ ۴۱ھ میں تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ اسلئے اس سال کا نام سالِ جماعت لکھا گیا کیونکہ اسی سال خلافت پر اجتماعِ امت ہو گیا تھا۔ (دیکھو ترجمہ تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی مطبوعہ عیذار پریس لاہور سنہ ۱۳۳۱ھ)

(۱۰) اجماع کے حجت ہونیکو جو لوگ قائل ہیں۔ انہوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ یہ حجت قطعی ہے یا ظنی ایک جماعت تو اسی کی قائل ہے۔ کہ وہ حجت قطعی ہے چنانچہ صیرفی۔ ابن برہان اور دبوسی حنفی شمس الائمہ اسی کے قائل ہیں۔ صفہانی کہتے ہیں کہ یہی قول مشہور ہے۔ اجماع کو ہر دلیل پر تقدیم دینگے اور اسکے مخالف کو کافر کہینگے اور بدعتی۔ (حصول المامول نواب صدیق حسن خان مطبوعہ مصر صلہ دیکھو) غرض اجماع کی حجت قطعی و ظنی کی نسبت کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہے۔

(۱۱) امام فخر الاسلام بزدوی المتوفی سنہ ۴۸۲ ہجری وہ شرح اصول بزدوی جلد سوم صفحہ ۹۸۵ پر فرماتے ہیں۔ جس نے اجماع سے انکار کیا اس نے اپنے تمام دین کو برباد کیا۔ کیونکہ دین کے سب اصول کا مدار اور مرجع

مسلمانوں کا اجماع ہی ہے۔ امام احمد حنبل اجماع کو حجت نہیں قرار دیتا۔

علامہ بزودی کے بعد کے اصولی بھی یہی چال چلے اور اُن کے رعب کے سامنے کسی نے گردن اُٹھانے کی جرأت نہ کی۔ چنانچہ ملا جیون صاحب نور الانوار نے تو کفر کا فتویٰ لگا دیا۔

ضرورتِ خلیفہ۔ اجماعِ اُمت یا اہلِ سنت و الجماعت نے بھی خلیفہ و امام کا مقرر کرنا ضروری سمجھا ہے لیکن وہ خلیفہ منصوص من اللہ نہیں بلکہ اجماعی ہوتا ہے شرح عقائد مطبوعہ یوسفی لکھنؤ صفحہ ۱۱ پر ہے وکان الامامۃ قد جعلوا اہم المہمات بعد وفات النبی نصب الامام حتیٰ قدموہ علی الدفن وکذا بعد موت کل امام یعنی امامت۔ امام کا نصب کرنا سب سے ضروری امر ہے کیونکہ بعد وفات نبی صلعم انکے دفن پر مقدم سمجھا گیا۔ اور اسی طرح ہر امام کی موت کے بعد امام کا مقرر کرنا ضروری ہے۔ اور دفن رسول صلعم کو چھوڑ کر بنی سقیفہ میں خلیفہ کا مقرر کرنا مقدم سمجھا گیا۔ (شرح مواقف مطبوعہ نولکشور صفحہ ۷۳۹)

(ب) سیرت حلبیہ صفحہ ۳۹۵ میں ہے۔ والصحیح انہ مکث بقیتہ یوم الاثنین ولیلۃ الثلاثا و بعض لیلۃ الاربعا وکان السبب فی تاخیرہ ما علمت من اشغالھم ببیعۃ ابی بکر حتی تمت۔ صحیح ہے کہ جنازہ رسول مقبول صلعم منگل۔ رات منگل و رات بدھ تک پڑا رہا۔ اس کا یہ سبب تھا کہ بیعت ابوبکر کے شغل سے فرصت نہ ملی جب تک وہ ختم نہ ہولی جنازہ نہ پڑھا گیا۔

(۱۲) بقول شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی شیخین سے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ آیت استخلاف (وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض الخ) عطائے خلافت کا وعدہ بھی فرما لیا تھا اور یہ ارشاد لفظ وعید سے نہ تھا جو اسکے ایفا میں احتمال کی گنجائش ہوتی لیکن امامت یعنی امامت کی ایسی اہم فرضیت تھی کہ اسکا انتظار نہ کر سکے یا اس پریشانی میں وعدۂ خدا دھیان سے نکل گیا بس فوراً ہی سقیفہ پہنچے جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر مقام تھا۔ اور پھر حصول امامت کی فرضیت میں ایسے مستغرق ہوئے کہ جناب سیّد لحداً کا گور و کفن کچھ یاد نہ رہا چنانچہ کنز العمال میں عروہ سے روایت ہے۔ عن عروۃ ان ابابکر و عمر لم یشھد دفن النبی صلعم وکان فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔ کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر دفن رسولؐ کے وقت حاضر نہ تھے۔ وہ انصار میں تھے جب واپس آئے تو دفن پیغمبرؐ ہو چکا تھا۔ یہ معلوم ہے کہ عام میّت کی تجہیز و تکفین ہر ملّت

میں سب کام پر مقدم ہے۔ اور پھر وہ بھی نائبِ خدا علم جل شانہٗ کی۔ اسکے علاوہ با قتضار عشق رسولؐ حضراتِ شیخین پر آخری دیدار کا حصول شرف فرض کفایہ نہیں بلکہ فرض تھا لیکن امامت کی فرضیت سب پر غالب تھی۔ اسی وجہ سے تجہیز و تدفین پیغمبرؐ کی پرواہ نہ کی گئی۔ (الامامۃ مصطفوی گورگانی)

(۱۳) جان تو کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پر اجماع کیا ہے۔ کہ نبوت کا زمانہ گذرنے کے بعد امام کا مقرر کرنا واجب ہے۔ بلکہ وہ ایسا اہم واجب ہے۔ کہ اشتغال نصب خلیفہ کے سبب صحابہؓ دفن رسولؐ سے باز رہے (صواعق محرقہ مقدمہ ثانیہ مطبوعہ مصر ص۶) پس مسئلہ امامت بھی اصولِ عقائدِ اہلسنّت میں داخل ہے +

(۱۴) قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اور ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں لکھا ہے۔ انّ مسئلۃ الامامۃ من عظم المسائل من اصول الدین الذی مخالفتہا توجب الکفر۔ کہ بے شک مسئلہ امامت اصولِ دین میں کا ایک عظیم ترین مسئلہ ہے۔ اس کی مخالفت کفر واجب کرتی ہے +

(۱۵) **اوصاف امامت نزدِ اہلسنّت**۔ اہلِ سنّت والجماعت کے نزدیک امام و خلیفہ رسولؐ کا پرہیزگار افضل و متدین ہونا اور معصوم ہونا شرط نہیں۔

(الف) اہلِ سنّت و جماعت اجماع کردہ اند بر صحت امامت مفضول باوجود فاضل بدلیل اجماع ایشاں بر صحت خلافت عثمانؓ با آنکہ اختلاف کردہ اند در فضیلت عثمانؓ بر علیؓ (براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ مجتبائی دہلی ص۶۷۔ شرح مواقف ص۷۳۴۔ و نعل الاوطار جلد ۳

(ب) علامہ تفتازانی شرح عقائد مطبوعہ یوسفی لکھنؤ ص۱۱۳ پر لکھتے ہیں وان لا یکون الامام افضل اھل زمانہ لان المساوی فی الفضیلۃ بل المفضول الاقل علماً وعملاً وعما کان اعرف بمصالح الامامۃ ومفاسدھا ولھذا جعل عمر الامامۃ شوریٰ بین ستۃ مع القطع بان بعضھم افضل من بعض خلاصہ مطلب۔ امام کو اہل زمانہ سے افضل ہونا ضروری نہیں نہ ہی فضیلت میں مساوی بلکہ مفضول علم اور عمل میں کم درجہ کا ہو لیکن امارت کے مصالح و مفاسد سے واقف ہو جیسا کہ حضرت عمرؓ چھ شخصوں کو شوریٰ میں ڈال دیا تھا۔ حالانکہ ان میں سے بعض دوسروں سے افضل تھے (شرح فقہ اکبر لعلی القاری ہند و پریس ص۱۷۱)۔ امامت فاسق و ظالم صحیح ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص۱۷۹۔ شرح عقاید نسفی)

مظالم و احداثِ معاویہ بن ابوسفیان - یہ امیرِ شام تھا خلافتِ آلہیہ کے امامِ برحق و قرآنِ ناطق امیر المومنین امام المتقین سیّدنا علی المرتضیٰ ع سے ہمیشہ باغی طاغی رہا۔ اِس معاویہ نے زیاد کو جس کے باپ کا پتہ نہ تھا۔ اپنے باپ کا بیٹا مقرر کرکے اپنا بھائی بنالیا اور اسلام میں پہلا تغیر واقعہ ہُوا قول النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الولد للفراش وللعاھر الحجر (تاریخ ابو الفدا جلد اوّل ص۱۸۵ و تاریخ الخلفاء سیوطی زمیندار پریس ص۱۰۱)

(۲) نمازِ عیدین میں پہلے اُس نے خطبہ پڑھا تکبیریں بھی کم کر دی سب سے پہلے مسجد میں حجرہ بنوایا (جو آب تک مُلاں لوگوں کے واسطے مقرر ہے) کعبہ شریف کے غلاف اُتارنے کا حکم دیا (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ص۱۰۰)

(۳) معاویہ اور اسکے عمّال گورنر حضرت عثمان کیواسطے جمعہ میں دُعا کرتے تھے اور جناب علی المرتضیٰ ع پر تبرا کرتے تھے سب و شتم کرتے تھے اور کنیت ابو تراب کو حقارتاً پکارتے تھے۔ اِس بد رسم کو حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے دُور کیا۔ ۸۰ سال تک تبرا ہوتا رہا (تاریخ ابو الفدا جلد اوّل ص۱۸۶ تذکرہ خواص الامۃ ص۶۶ سبطِ ابن جوزی)

(۴) حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری نے فرمایا کہ بنی امیہ جناب علی المرتضیٰ ع کی نام کی ابو تراب کی کنیت کے سبب جو کنیت کہ جناب رسول اللہ ص نے رکھی تھی حقارت کرتے تھے اور اپنی دورانِ حکومت میں مدت تک منبروں پر خُطبے کے بعد جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ ع پر لعنت (معاذ اللہ) کرتے رہے اور آپ سے ٹھٹھے کرتے رہے اور در حقیقت وہ رسول اکرم صلعم سے ٹھٹھے و مخول کرتے تھے کیونکہ کنیت ابو تراب حضور انور صلعم کی رکھی ہوئی تھی۔ یہ حالت زمانہ حضرت عمر بن عبد العزیز مروانی تک رہی جبکہ اس خلیفہ نے سب کو دُور کرکے اسکی جگہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان مقرر کیا۔ اور بعض بنی اُمیہ کہتے تھے اللّٰھم صل علیٰ معاویہ وحدہٗ لا تعد تعنیا من علیٰ جدہٖ (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی)

(۵) حضرت سہل بن سعد رض سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک شخص مروان کی اولاد میں سے حاکم ہُوا اس نے سہل کو بُلایا اور حضرت علی ع کو گالی دینے کا حکم دیا۔ سہل نے انکار کیا۔ وہ شخص بولا کہ اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے۔ تو کہہ لعنت ہو اللہ کی ابو تراب پر (معاذ اللہ۔ صابر) سہل صحابی نے کہا حضرت علی ع کو کوئی نام ابو تراب سے زیادہ پسند نہ تھا اور وہ خوش ہوتے تھے اس نام کیساتھ پکارنے سے۔ وہ شخص بولا اس کا قصہ بیان کرو ان کا نام ابو تراب کیوں ہُوا حضرت سہل نے کہا۔ جناب رسول اللہ صلعم جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کے گھر

تشریف لائے۔ تو حضرت علیؓ کو گھر میں نہ پایا۔ آپؐ نے پوچھا تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ وہ بولیں مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہوئیں۔ وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے جناب رسول اللہ صلعم نے ایک آدمی سے فرمایا۔ دیکھو حضرت علیؓ کہاں ہیں۔ وہ آیا اور بولا یا رسول اللہ صلعم حضرت علی مسجد میں سو رہے ہیں۔ آپ حضرت علیؓ کے پاس تشریف لیگئے۔ وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو پر سے الگ ہو گئی تھی اور مٹی لگ گئی تھی جناب رسول اللہ صلعم نے وہ مٹی پونچھنا شروع کی اور فرمانے لگے۔ اُٹھ اے ابو تراب۔ اُٹھ اے ابو تراب۔ (متفق علیہ مسند امام احمد حنبل صحیح مسلم مترجم جلد ۶ ص ۲۴۷ باب فضائل علی: تذکرہ خواص الآمۃ ص ۳-۴)

(۶) فبلغ ذالک معاویہ فکان اذا قنت لعن علیاً علیہ السلام۔ والاشتر وابن عباس ثم ابن هاشم والحسن والحسین ومحمد بن حنفیہ علیہم السلام (تذکرہ خواص الامۃ ص ۵۹) جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی۔ جب معاویہ نماز میں دعاء قنوت پڑھتا تو (معاذ اللہ) جناب علی المرتضیٰ حضرت مالک اشترؓ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ اور حضرت شریح بن ہانی حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسینؑ و حضرت محمد بن الحنفیہ علیہم السلام پر لعنت کرتا تھا۔

(۷) ذکر ابن سعد فی طبقاتہ عن ابی یحییٰ قال قال مروان بن الحکم یوماً للحسنؑ والحسینؑ انکم اهلبیتؑ ملعونین (معاذ اللہ) فقال له الحسینؑ یا ملعون یا بن الملعون لقد لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اباک وانت فی صلبہ نحن اهل البیت اذهب اللہ عنہا الرجس وطہرنا تطہیراً (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی سُنی حنفی ص ۱۳۴/۱۲) ترجمہ۔ ابن سعد نے طبقات میں ابی یحییٰ سے روایت کی ہے کہ مروان بن الحکم نے ایکدن جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ کو کہا کہ تم لوگ اہلبیتؑ (م۔ل۔ع۔و۔ن) ہو۔ جناب امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے ملعون بیٹے ملعون کے جناب رسول اکرم صلعم نے تیرے باپ پر لعنت ڈالی۔ تو اس وقت انکی پیٹھ میں تھا ہم وہ اہلبیت ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی گندگی کو دُور کیا۔ اور ہم کو پاک کر دیا۔ جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

نوٹ:۔ پس اہلِ سنت والجماعت کی مستند کتابوں سے صاف ثابت ہے کہ مروان اور معاویہ اور اس کے رشتہ دار و احباب اور تمام قوم بنی امیہ خاندانِ رسالت کی دشمن تھی۔ اور ہمیشہ لعن طعن کرتی رہی۔ اِس لئے محبانِ اہلبیتؑ معاویہ وغیرہ کے دشمن ہیں۔

امام حسنؑ کو معاویہ نے زہر دلائی۔ (الف) ابوالفرج ابن الجوزی نے کہا کہ جب معاویہ کا ارادہ ہُوا کہ اپنے بیٹے یزید لعین کو ولیعہد بنائے۔ تو اس نے امام حسنؑ اور حضرت سعد بن ابی وقاص صحابی کیطرف خفیہ زہر بھیجکر انکو شہید کرایا۔ جو قریب قریب زمانہ کے اندر فوت ہو گئے (نصائح کافیہ صف۶ فلک النجاۃ صف۵ معاویہ کا حال)

(ب) جعدہ (بنت اشعث بھانجی حضرت ابوبکرؓ) کیطرف معاویہ نے پیغام خُفیہ بھیجا کہ اگر تو حیلہ کرے۔ اور امام حسنؑ کو قتل کر دے تو لاکھ درہم دونگا اور یزید لعین سے تیری شادی کر دونگا۔ پس جب امامؑ فوت ہو گئے معاویہ نے مال تو بھجدیا اور یزید لعین کی محبت کا عذر کیا کہ میں شادی تیری اس خوف سے نہیں کرتا کہ مبادا تو یزید کو بھی کبھی قتل کر دے۔ حالانکہ وہ مجھے محبوب تر ہے۔ (مروج الذہب مطبوعہ برحاشیہ تاریخ کامل جلد ۶ صف۵۵ بحوالہ فلک النجاۃ صف۵ شواہد النبوۃ ملا جامی صف۱۷۳ رسالہ محرم نامہ صف۴۷ استیعاب علی الاصابہ جلد ۱ صف۳۷۵ ربیع الابرار زمخشری۔ تاریخ ابو الفدا جلد ۱ صف۱۹۳۔ تاریخ حبیب السیر۔ روضۃ الصفا جلد ۳ صف۵ سیرۃ الاولیا تاریخ طبری فارسی جلد ۴ صف۲۰۲ تذکرہ خواص الامۃ صف۱۲۱ سبب موتہ علیہ السلام)

شہادت امام حسنؑ پر معاویہ کی خوشی۔ جب امام حسنؑ کی وفات کی خبر معاویہ کو پہنچی۔ تب سبز محل معاویہ سے تکبیر کی آواز بلند ہوئی اور شام کے سب لوگ اسی سبب سے تکبیر کہنے لگے۔ تو فاختہ دختر قریظہ نے معاویہ کو کہا۔ کہ تیری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ کیا خوشی پیدا ہوئی ہے جس پر یہ تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔ معاویہ نے کہا۔ امام حسن علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

فاختہ نے کہا کیا تو جناب فاطمہؑ کے بیٹے کی موت پر خوشی کی تکبیر پڑھتا ہے۔

معاویہ بولا قسم بخدا میں نے صرف موت پر خوش ہونیکی وجہ سے تکبیر نہیں پڑھی ہے بلکہ میرے دل کو ٹھنڈک اور راحت پہنچی ہے (حیات الحیوان دمیری۔ ابن جریر طبری۔ نصائح کافیہ ۶۔ فلک النجاۃ۔ تاریخ الفدا صف۲۴۵ مروج الذہب علی ہامش الکامل مصری جلد ۶ صف۵۹۔ روضۃ الصفا جلد ۳ صف۶ الامامت و السیاست جلد ۲ صف۱۴۵ ان کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جناب امام حسنؑ کی وفات پر معاویہ نے بہت خوشی ظاہر کی۔ حتیٰ کہ اس نے سجدۂ شکر ادا کیا (فلک النجاۃ صف۶)

(ج) کنز العمال جلد ۷ صف۱۰۵ میں ہے۔ کہ مقدام بن معدیکرب اور عمرو بن اسود بطور وفد قنسرین کی طرف معاویہ کے پاس آئے۔ تو معاویہ نے مقدام سے کہا۔ کہ حسنؑ بن علیؑ فوت ہو گئے ہیں۔ مقدام نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو معاویہ نے کہا کہ اس کو بھی تو مصیبت خیال کرتا ہے۔ مقدام نے کہا جبکہ

رسول خدا صلعم نے ان کو اپنی گود میں لیکر فرمایا۔ یہ حسنؑ میرا بیٹا ہے۔ اور حسینؑ علیؑ کا ہے۔ تو بھلا کس طرح ان کی وفات کو مصیبت نہ سمجھوں (رواہ طبرانی)

(ج) تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری پارہ چودھواں صـ۱۲۱ باب المناقب ذکر معاویہ مطبوعہ احمدی لاہور میں ہے
لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے (معاویہ کے) دل میں آنحضرت صلعم کے اہلبیتؑ کی الفت و محبت نہ تھی۔ جب امام حسنؑ کا انتقال ہوا تو کیا کہنے لگے۔ ایک انگارہ تھا جس کو اللہ تعالےٰ نے بجھا دیا۔ الاخرہ

(د) ابوسفیان زندگی بھر آنحضرت صلعم سے لڑتے رہے۔ ان کے فرزند ارجمند معاویہ نے حضرت علیؑ خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا۔ ہزاروں مسلمانوں کا خون کرایا۔ قیامت تک اسلام میں جو ضعف آگیا۔ یہ انہیں کا طفیل تھا الخ
(بخاری مترجم حاشیہ جلد ۴۔ صـ۳۰ احمدی پریس لاہور۔

(۱۰) معاویہ نے حضرت مالک اشترؓ صحابی کو جو جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰؑ کے فوج کے جرنیل تھے۔ (جنہوں نے جنگ صفین میں ہزارہا شامی قتل کئے۔ اور معاویہ کے خیمہ تک پہنچ گئے تھے کہ عمرو بن عاص نے مکر و حیلہ کیا کہ نیزوں پر قرآن شریف لٹکوا کر امان مانگی) اور مصر کے والی ہو کر جا رہے تھے۔ سازش کر کے شہد میں زہر دلوا دی۔ اور حضرت مالک اشترؓ صحابی نے شہادت پائی۔ جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی۔ تو اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ اللہ تعالیٰ کا لشکر شہد میں بھی ہے۔ (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی صـ۶۲)

(۱۱) جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰؑ نے کہا ۳۶ھ میں حضرت محمد بن ابوبکر کو والی مصر بنایا اور وہ وہاں مقیم رہے۔ معاویہ نے عمرو بن عاص کو شامی لشکروں کیساتھ جن میں معاویہ بن خدیج بھی تھا حضرت محمد بن ابوبکر کیساتھ جنگ کرنے کو بھیجا۔ معاویہ شامیوں نے پانی بند کر دیا۔ حضرت محمد بن ابوبکر گرفتار ہوئے۔ اور ان کو رسیوں سے باندھ کر راستہ میں گھسیٹتے ہوئے لے آئے۔ وہ روزہ دار تھے۔ ان کو گدھے کی لاش میں ڈال کر جلا دیا گیا۔ جب یہ خبر حضرت عائشہ کو پہنچی۔ تو وہ بہت روئیں۔ اور اپنی نمازمیں معاویہ بن ابوسفیان اور عمرو بن عاص کو بددعا کرتی تھیں۔ جب حضرت محمد بن ابوبکر کی خبر جناب بی بی ام حبیبہ دختر ابوسفیان ہمشیرہ معاویہ و دختر ہندہ جگرخوار۔ زوج النبی صلعم کو ملی۔ تو اس نے ایک دنبہ کو بھونا اور بی بی عائشہ کو بھیج دیا۔ تاکہ حضرت عثمان کے قتل کا بدلہ ہو۔ بی بی عائشہ نے فرمایا۔ اے بنت العاہرہ اللہ تجھکو قتل کرے پھر تمام عمر بھونا ہوا گوشت نہیں کھایا۔ (تذکرہ خواص الامۃ صـ۶۲۔ نصائح کافیہ صـ۶۲۔ حیوٰۃ الحیوان دمیری جلد ۱ صـ۲۲۴۔ فلک النجاۃ صـ۱۰۳۔

(۱۲) شہادت حضرت حجر بن عدیؓ - تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ میں ہے۔ کہ زیاد بن ابوسفیان نے حجر بن عدی کندیؓ اور بارہ کس کو قید کرکے معاویہ کیطرف بھیجا۔ اور خط میں لکھا کہ یہ لوگ ترابیہ سبائیہ ہیں۔ ان کا سردار حجر بن عدی ہے۔ انہوں نے امیر المومنین معاویہ کی مخالفت کی ہے معاویہ نے کہا کہ اگر تم لوگ علیؑ پر معاذ اللہ لعنت کرو اور تبرا کرو تو تم چھوٹ سکتے ہو حضرت حجر بن عدیؓ اور انکے ہمراہیوں نے انکار کیا۔ اس پر معاویہ نے حکم کیا۔ کہ ان کی قبریں کھودی جائیں اور کفن ان کے سامنے رکھے جائیں تاکہ ان کو عبرت ہو حضرت حجرؓ نماز میں مشغول ہو گئے پھر معاویہ کے خدام نے سوال کیا۔ کہ نماز تو تم نے بڑی لمبی پڑھی ہیں۔ مگر تم بتاؤ امیر عثمان کے حق میں کیا اعتقاد رکھتے ہو۔ حضرت حجرؓ وغیرہ نے کہا۔ کہ امیر عثمان نے ہی پہلے ظلم کی بنیاد رکھی اور عمل حق کی مخالفت کی پھر معاویہ کے اصحاب نے کہا۔ آخر تم حضرت علیؑ سے تبرا کرتے ہو یا نہ۔ حضرت حجرؓ وغیرہ نے کہا نہیں ہم تو حضرت علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور جو اس سے تبرا کرے ہم اس سے تبرا کرتے ہیں پس ازاں معاویہ کے سپاہیوں نے ایک ایک کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ (فلک النجاۃ صفحہ ۱۰۲) لے (اللہ تعالیٰ راقم کو بھی ایسی شہادت نصیب کرے)

(ب) حضرت حجر بن عدیؓ اصحاب رسول اللہ صلعم نے قتل ہونے وقت کہا کہ میرے زنجیر کو نہ چھوڑو۔ اور میرے خون کو نہ دھونا کیونکہ میں معاویہ سے کل روز قیامت اسی حال میں ملاقات کرونگا۔ اور اس سے خصومت کرونگا۔ (اصابہ فی تمیز الصحابہ مصری جلد ۱ صفحہ ۳۲۹)

(نوٹ:۔ اہل بیت رسالتؑ اور شیعیان و محبان خاندان نبوت کا خون معاویہ کے ذمہ ہے۔ کوئی شرعی قانون اس کو بری الذمہ نہیں کرسکتا (صابر))

(۱۳) معاویہ اور اس کے عاملین جمعہ کے دن خطبہ میں حضرت عثمان کیواسطے دعا مانگتے تھے۔ اور حضرت علیؑ کو گالیاں دیا کرتے تھے اور جب معاویہ نے مغیرہ کو کوفہ کا حاکم بنایا۔ تو وہ بھی اطاعتِ معاویہ میں جناب علی المرتضیٰؑ کو گالیاں دیتا رہا۔ (تاریخ ابو الفدا جلد اوّل صفحہ ۱۹۶/۲۱۲ تاریخ طبری فارسی جلد ۴ صفحہ ۶۰۲ روضۃ الصفا حاشیہ مروج الذہب صفحہ ۲۲۳ واستیعاب حاشیہ اصابہ جلد ۳ صفحہ ۵۵ نصائح کافیہ صفحہ ۳۰ پر سب معاویہ ہے۔

(۱۴) معاویہ نے اپنے بیٹے یزید پلید کو جبراً ولیعہد کیا اور مدینہ کے مہاجرین و انصار سے بیعت جبریہ لی۔ حالانکہ اسکو معلوم تھا کہ وہ شرابی۔ زانی۔ گانے بجانے والا تھا (تاریخ ابو الفدا جلد اوّل صفحہ ۱۸۶ سطر اوّل مطبوعہ مصر)

(۱۵) معاویہ نے حضرت عمار بن یاسرؓ۔ حضرت محمد بن ابی بکرؓ حضرت مالک اشترؓ حضرت حجر ابن عدیؓ اور انکے

ساتھیوں کو صرف محبت جناب علی المرتضیٰؑ کے باعث قتل کرایا (ابوالفدا ر صفحہ ۱۸۶ تاریخ اسلام عباسی صفحہ ۳۱۹)

(۱۶) معاویہ پہلا شخص ہے۔ جو صفا و مروہ کے درمیان سوار ہوا (آج تک اکثر حجاج معاویہ کی تقلید کر کے سوار ہوتے ہیں) (اوائل سیوطی)

(۱۷) سب سے پہلے معاویہ نے لوگوں کو بھوکا و پیاسا رکھ کر مارا اور لوگوں کو خصی کیا (ارجح المطالب۔ باب ۴م)

(۱۸) معاویہ نے مروان بن حکم کو جو ملعون و راندۂ درگاہ خدا و رسولؐ تھا حاکم مدینہ مقرر کیا۔ جو ہر جمعہ کو جناب امیرؑ کو گالیاں بکتا تھا۔ جناب سیدنا امام حسنؑ نے اسی وجہ سے مسجد نبویؐ میں آنا چھوڑ دیا تھا (تطہیر الجنان صفحہ ۱۴۳ و تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور صفحہ ۱۰۲)

(۱۹) معاویہ کے خوف و لالچ سے لوگوں نے یوم عرفہ میں تلبیہ باواز بلند پکارنا بند کر دیا تھا کیونکہ جناب علی المرتضیٰؑ اس کو زور سے پکارتے تھے (کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۰ عن ابن عباسؓ)

(۲۰) عبداللہ بن عامر سے منقول ہے۔ کہ میں نے معاویہ سے سنا کہ وہ کہتا تھا۔ کہ سوائے احادیث حضرت عمر کے زمانہ کے اور کوئی حدیث بیان نہ کی جائے۔ معاویہ نے لوگوں کو منع کیا۔ کہ جس طریق پر جناب علی مرتضیٰؑ تھے۔ اس پر عمل نہ کریں۔ اور ان کو جبراً منع کیا۔ (فلک النجاۃ۔ دراسات اللبیب صفحہ ۷۲)

(۲۱) نصائح کافیہ صفحہ ۷۲ میں ہے۔ ابوالحسن مدائنی نے اپنی کتاب الاحداث میں بیان کیا۔ کہ معاویہ نے اپنے اہلکاروں کو حکم لکھا کہ جو شخص علیؑ اور اہلبیتؑ کو دوست رکھتا ہے۔ اس کا نام دفتر میں سے مٹا دو۔ اور تنخواہیں ان کی ضبط کر لو۔ اور ویسے کوئی انعام بھی ان کو نہ دینا ہوگا۔ پھر ایک اور حکم بھیجا۔ کہ جس پر تہمت محبت اہلبیتؑ کی لگ جائے۔ تو اسکو خوار کرو۔ اسکے مکانات گرا دو۔ اس حکم سے سخت کوئی بلا عراق میں نہ تھی خاص کر کوفہ میں شیعہ آل رسول مقبولؐ سے اس قسم کا کوئی آدمی نہ رہا مگر وہ خوف قتل سے ڈرتے زمین پر پھرتا تھا۔ (فلک النجاۃ صفحہ ۹۶) (ب) معاویہ نے کوفہ میں خطبہ پڑھا۔ اور حضرت امام حسنؑ و حضرت حسینؑ منبر کے نیچے بیٹھے تھے۔ کہ معاویہ نے علیؑ پر دشنام دہی کی پھر حضرت حسنؑ کو گالی دی (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید مصری جلد ۳ صفحہ ۱۶۔ فلک النجاۃ صفحہ ۵۵) (ج) معاویہ نے بی بی عائشہ کو زندہ گڑھے میں دفن کر کے مار ڈالا (تاریخ الاسلام۔ حبیب السیر ابن خلدون جلد ۵) (د) ۵۱ھ میں معاویہ ابن ابو سفیان حاکم شام نے حضرت حجر بن عدی بن حاتم طائی کو جو نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ ان کے چھ ہمراہیوں اور حضرت عمرو بن حمقؓ صحابی کو صرف اس جرم میں کہ وہ دوستداران علیؑ سے تھے۔ اور جب معاویہ کا گورنر کوفہ کے منبر پر جناب علیؑ پر سب و لعن کرتا تو یہ رو کتے

اور جناب علیؑ کی حمایت کرتے تھے قتل کرا دیا۔ (تاریخ اسلام جلد اوّل ۳۲۳)

(۲۱) **بنو امیہ کو آلِ رسول مقبولؐ جاننا**۔ امیر المومنین ابو العباس کی ایک حکایت مشہور ہے کہ ابو العباس کے سامنے شام کے چند شائخ آئے۔ ابو العباس نے پوچھا کہ تم لوگ بنو امیہ کے ہوا خواہ رہے کبھی بنو ہاشم کے پاس آنک نہ آئے تم کبھی یہ نہ سمجھے کہ بنو ہاشم رسول اللہ صلعم کے اہلبیتؑ ہیں اور اس اعتبار سے تمام عالم پر ان کی فضیلت ہے۔ ان شائخ نے قسم کھا کر کہا کہ ہم کو آج تک نہیں معلوم تھا کہ بنو ہاشم رسول صلعم کے یگانہ ہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ جو کچھ ہیں بنو امیہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں معاویہ اور مابعد سلاطین نے عوام کے سامنے کتنا رسوخ قائم کر لیا تھا اور کس طرح سے امر حق کے چھپانے میں کوشش کی تھی۔ انتہیٰ بلفظہ (دیکھو تاریخ الاسلام علامہ عباسی ۳۶۱)

(۲۲) **معاویہ کا تلبیہ منع کرنا**۔ عن ابن عباس قال لعن اللہ فلانا انہ کان ینھی عن التلبیۃ فی ھذا الیوم یعنی یوم عرفۃ لان علیا کان یلبی فیہ (ابن جریر کنز العمال جلد ۳ ۳ کتاب الحج نمبر ۶۱۰۷) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فلاں شخص پر لعنت کرے۔ کہ وہ عرفہ کے روز زور سے لبیک پکارنا منع کرتا تھا۔ کیونکہ حضرت علی علیہ السلام زور سے تلبیہ فرماتے تھے۔

(ب) عن سعید بن جبیر قال اتیت ابن عباس بعرفۃ فقال لعن اللہ فلانا عمد والی اعظم ایام الحج فمحو انہ زینۃ الحج وانما زینۃ الحج التلبیۃ (ابن جریر کنز العمال جلد ۳ ۳ نمبر ۶۱۱۹) حضرت سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ میں عرفہ کے روز حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فلاں شخص پر لعنت کرے کہ اس نے حج کے بزرگ دنوں کی شان و شوکت کو مٹا دیا ہے اور حج کی زینت تلبیہ پکارنا ہے۔

(ج) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ معاویہ بن سفیان نے تمتع حج کو منع کر دیا (کنز العمال جلد ۳ ۳۳ کتاب الحج نمبر روایت ۷۸۰ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)

(۲۳) **منہج الوصول ۹۶** پر ہے۔ تاریخ ابن عساکر سے زکریا ساجی بیان کرتے ہیں بلغنی ان ابا البختری دخل علی الرشید وھو یطیر الحمام فقال ھل تحفظ فی ھذا شیئا قال حدثنی ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان النبی کان یطیر الحمام الخ ابا البختری ایک روز ہارون الرشید کے پاس گیا۔ وہ کبوتر اُڑا رہا تھا۔ ہارون الرشید نے اسکو کہا کیا تم کو کبوتر بازی کیواسطے کوئی حدیث یاد ہے۔ اس نے کہا مجھکو ہشام بن عروہ نے خبر دی اس نے اپنے باپ سے اس نے ام المومنین بی بی عائشہ سے حدیث بیان

کی کہ جناب رسول خدا صلعم کو ترک فرمایا کرتے تھے۔ دیکھئے یہ حال علماء کرام کا تھا۔ کہ بادشاہوں کی خوشامد کے مارے احادیث گھڑتے تھے۔ اور سرورِ عالم صلعم پر تہمت لگاتے تھے۔ ایسے ایسے لوگوں کی شاہی درباروں میں عزت تھی۔ کیونکہ ان لوگوں نے عمداً حق کو چھپایا ہوا تھا۔

(ہم ۲) **معاویہ کا بسم اللہ بالجہر منع کرنا**۔ تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد اوّل صفحہ ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰ مطبوعہ دار الطباعۃ العامرہ پر ہے کہ معاویہ بن سفیان امیر شام نماز میں بسم اللہ بالجہر نہیں پڑھتا تھا اور مخالفت سیدنا علیؑ میں لوگوں کو بھی منع کرتا تھا۔ سنئے (۱) واما الشافعی فانہ قال انہما اٰیۃ منہما ویجہر بہا (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۵۸ سطر ۱۳) اور امام شافعی نے فرمایا کہ بسم اللہ شریف قرآن شریف کی آیت ہے۔ اور وہ اس کو بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ (ب) نقل ان علیاً رضی اللہ عنہ کان مذہبہ الجہر بہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فی جمیع الصلوات واقول ان ہذہ الحجۃ قویۃ فی نفسی راسخۃ فی عقلی لا تزول البتۃ بسبب کلمات المخالفین (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۵۹ سطر اوّل) جناب علیؑ کا مذہب ہر نماز میں بسم اللہ شریف کو بلند آواز سے پڑھنے کا تھا اور میں (فخر الدین رازی) کہتا ہوں کہ میرے واسطے یہ حجت کافی ہے اور میری عقل کیواسطے پختہ ہے اور مخالفین کے کلمات کی مخالفت کیے باعث حق ضائع نہیں ہوتا۔ (ج) مارواہ الشافعی باسنادہ ان معاویۃ قدم المدینۃ فصلی بہم ولم یقرا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولم یکبر عند الخفض الی الرکوع والسجود فلما سلم ناداہ المہاجرون والانصار یا معاویۃ سرقت من الصلوٰۃ این بسم اللہ الرحمٰن الرحیم واین التکبیر عند الرکوع والسجود ثم انہ اعاد الصلوٰۃ مع التسمیۃ والتکبیر قال الشافعی ان معاویۃ کان سلطاناً عظیم القوۃ شدید الشوکۃ فلولا ان الجہر بالتسمیۃ کان کالامر المتقرر عند کل الصحابۃ من المہاجرین والانصار والا لما قدروا علی اظہار الانکار علیہ بسبب ترک التسمیۃ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۵۹ سطر ۳) ترجمہ:۔ شافعی نے اسناد کے ساتھ جو روایت کی ہے وہ یہ کہ معاویہ مدینہ منورہ میں آیا۔ اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نہ پڑھا اور نہ ہی رکوع و سجود جاتے وقت تکبیریں کہیں جب وقت سلام پھیرا مہاجرین اور انصار نے اسکو پکارا۔ اے معاویہ تو نے نماز میں سے چوری کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہاں ہے۔ اور رکوع و سجود کے وقت تکبیر کہاں ہے۔ پھر اس نے نماز کو دوبارہ بسم اللہ شریف اور تکبیر کیساتھ پڑھا۔ شافعی نے فرمایا کہ معاویہ ایک بڑی قوت اور شوکت والا بادشاہ تھا اگر بسم اللہ بالجہر صحابہ کے نزدیک مقررہ امر نہ ہوتا۔ تو معاویہ کو بسم اللہ کے ترک کرنیکے ٹوکنے میں کیسی جرأت

سکھتے: (یہ معاویہ صاحب کی نماز تھی اسی طرح وہ شامیوں کو پڑھاتے تھے۔ اور مخالفت خلیفہ برحق ہیں اسلام کو مٹانے تھے) معاویہ نے جنگ صفین میں جمعہ کی نماز بدھ کے روز پڑھا دی۔ (تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۵۵)

(ج) روی البیہقی فی السنن الکبیر عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجہر فی الصلوٰۃ ببسم اللہ الرحمن الرحیم ثم ان الشیخ البیہقی روی الجہر عن عمر ابن الخطاب وابن عباس وابن عمر وابن الزبیر واما ان علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کان یجہر بالتسمیہ فقد ثبت بالتواتر ومن اقتدی فی دینہ بعلی ابن ابی طالبؑ فقد اہتدی والدلیل علیہ قولہ علیہ السلام اللھم ادر الحق مع علی حیث دار۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۵۹ سطر ۹) بیہقی نے سنن کبیر میں حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نماز میں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ پھر شیخ بیہقی نے حضرت عمر ابن الخطاب حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبداللہ ابن زبیر کا بسم اللہ بالجہر پڑھنا روایت کیا۔ اور جناب علی المرتضیٰؑ تو بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے ہی تھے۔ کیونکہ یہ تو تواتر سے ثابت ہے۔ اور جس نے شریعت میں جناب علیؑ کی پیروی کی اس نے ہدایت پائی۔ اور اس پر فرمانِ نبویؐ کی دلیل ہے کہ جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ بارِ خدا جناب علیؑ کی طرف حق کو پھیر خواہ وہ کہیں ہوں۔ انتہیٰ

(د) ان علیاً علیہ السلام کان یبالغ فی الجہر بالتسمیۃ فلما وصلت الدولۃ الی بنی امیۃ بالغوا فی المنع من الجہر سعیاً فی ابطال آثار علی علیہ السلام فلعل انساً رضی اللہ عنہ خاف منہم فلہذا السبب اضطربت اقوالہ فیہ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۶۰ سطر ۱۶) تحقیق علی علیہ السلام بسم اللہ بالجہر زیادہ پڑھتے تھے۔ اور جب بنی امیہ کو بادشاہی ملی تو ان لوگوں نے آثار علی علیہ السلام کو مٹانے کی کوشش کی اور بسم اللہ شریف کو نماز میں بلند آواز سے پڑھنا منع کر دیا۔ اس لئے حضرت انس بن مالک بھی بنی امیہ کے خوف و ڈر سے بسم اللہ بالجہر میں مختلف اقوال گڑبڑ بیان کرتا ہے۔

(ر) ومن اتخذ علیاً اماماً لدینہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۶۱ سطر ۱۱) جس نے دین میں حضرت علیؑ کو اپنا امام بنایا اس نے عروہ وثقیٰ سے چنگل مارا۔

(۱۳) نواب صدیق حسن خان صاحب عون الباری فی حل ادلۃ البخاری علی ہامش نیل الاوطار مطبوعہ مصر جلد اوّل صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں۔ کہ سلام و درود آل نبی صلعم پر فرض ہے اور امتثال امر الٰہی پورا نہیں ہوتا۔ اگر صرف سیدنا محمد رسول اللہ پر صلوٰۃ پڑھا جائے۔ اور آلِ رسول مقبول صلعم پر نہ پڑھا جائے۔ کیونکہ تعلیم

رسول مقبول صلعم نے جناب رسولخدا صلعم کی آل کو بھی درود میں شامل کیا ہے۔ اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد سادس صفحہ ۲۹۷ پر ہے۔ سُئل النبی صلعم کیف نصلی علیک یا رسول اللہ صلعم فقالوا قولوا اللّھمّ صلّ علی محمد وعلی آل محمّد کما صلیّت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم وبارک علی محمّد وعلی آل محمّد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ جبتک درود و صلوٰۃ آلِ سیّدنا محمدؐ پر نہ پڑھا جائے، نماز پنجگانہ بھی نہیں ہوتی۔ تو اہلسنت کے اجماع کو دیکھئے ایک تو اصلی و حقیقی اولاد رسول مقبول صلعم کو چھوڑ کر عوام الناس کو آلِ نبی صلعم میں شامل کرتے ہیں اور قادیانی اپنے آپکو اولادِ رسول صلعم جانتے ہیں۔ اور سادات کرام کو محروم کرتے ہیں۔ اور سُنیوں کے کتب صحاح ستہ و دیگر کتب احادیث کو دیکھو۔ اس میں صرف جناب رسولخدا صلعم کے اسم گرامی کے بعد لکھا ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم۔ مگر آلہ ہرگز نہ ہوگا۔ یہ سراسر کتمانِ حق ہے۔ کہ آل رسول صلعم پر درود کو مٹا رکھا ہے اور خاص بنی اُمیہ کی تقلید ہے۔

(۱۴) مُلا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر قیومی پریس کانپور صفحہ ۲۰۴ پر عنوان قول علیؑ من شعائر اھل البدعۃ میں لکھتے ہیں۔ انّ فی الاجناس عن ابی حنیفۃ ولا نصلّی علی غیر الانبیاء والملائکۃ ومن صلّی علی غیرھما علی وجھۃ التبعۃ فھو غال من الشیعۃ التّی نسمیھما الروافض ومفھوم ان حکم السلام لیس کذالک ولعل وجھہ انّ السلام تحیۃ اھل الاسلام ولا فرق بین السلام علیہ و علیہ السلام الّا ان قول علی علیہ السلام من شعائر اھل اللہ عنہ ولا ینبغی فی مقام المراد۔ کیوں حضرات یہ کتاب شرح فقہ اکبر تو حضرت نعمان بن ثابت کوفی کی فقہ اکبر کی شرح ہے جسکا شارح خالص حنفی ہے علی علیہ السلام کہنا بدعت اور طریقہ غالی شیعہ قرار دیتا ہے پس علما حنفی کو تو یہ گوارا بھی نہیں کہ معمولی سلام کا لفظ بھی جناب امیر علیہ السلام کے نام کیساتھ لگایا جائے۔ حالانکہ خداوند کریم انکو درود و صلوٰۃ میں شامل کرتا ہے۔ اور نفسِ رسول صلعم قرار دیتا ہے۔ اور انبیاء و مرسلینؑ کی طرح آیت تطہیر سے معصوم کرتا ہے۔ پس اکثر سُنیوں کا صرف زبانی دعویٰ ہے کہ وہ محبانِ اہلبیتؑ ہیں حالانکہ یہ سلام علیکم ہر ایک مسلمان کو کہا جاتا ہے

(۱۵) امام شافعی نے کہا۔ کہ اہلبیتؑ کی فضیلت اور مناقب کو میں نے چھپایا۔ تاکہ بدگو لوگوں کی زبان سے بچا رہوں۔ (دیکھو براہینِ قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ محمدی پریس لاہور صفحہ ۲۴۵)

(۱۶) امام شافعی کو مناقب مرتضویؑ کے بیان کرنے میں نواصب و خوارج نے رافضی کا خطاب دیدیا جس پر امام صاحب موصوف کو ان کی تنبیہ و تادیب کے واسطے کہنا پڑا

ان کان حبّ آل محمد رفض   فلیشھد الثقلان انی رافضٌ

اگر محبّت اولادِ سیدنا محمد صلعم سے انسان رافضی ہوجاتا ہے۔ تو دونوں جہان گواہ رہیں میں رافضی ہوں (دیکھو وسیلۃ النجاۃ صہ۳ صواعق محرقہ فارسی صہ۲۳۱)

(ب) امام شافعی صاحب نواصب و خوارج کو مخاطب ہوکر فرماتے ہیں ؎ (صواعق محرقہ فارسی صہ۲۳۱)

قالوا ترفضتُ قلت کلّا   ما الرفض دینی ولا اعتقادی

لکنّ تولّیتُ غیر شاکٍّ   خیر امام وخیر هادی

ان کان حبّ الولی رفضاً   فانّنی ارفض العبادی

ترجمہ۔ لوگ مجھے کہتے ہیں۔ کہ تو رافضی ہوگیا میں اُنکے جواب میں کہتا ہوں معاذ اللہ میں رافضی نہیں۔ دین اعتقاد میرا رافضیانہ نہیں لیکن سب سے بہتر امام سب سے اچھے ہادی کی میں نے دوستی پکڑی ہے۔ اگر ولی اللہ کی دوستی کا نام رفض ہے۔ تو تمام لوگوں سے میرا رفض زیادہ ہے ؎

گر مرا گویند از حُبِّ علیؑ ہم رافضی   ایزدِ بیچون احمد مصطفیٰؐ ہم رافضی

در فلک جبرئیلؑ میگوئید امیرالمومنینؑ   عرش کرسی رافضی ارض وسما ہم رافضی

(۱۷) حضرت سعید بن جبیرؓ کو صرف محبّت سیدنا علیؑ کے سبب حجاج بن یوسف نے ذبح کیا۔ (تاریخ علامہ عباسی)

(۱۸) حضرت قنبرؓ غلام سیدنا علی المرتضیٰؑ محبت اہلبیت رسالت کے باعث حجاج بن یوسف کے ہاتھوں ذبح کئے گئے۔

(۱۹) امام نسائی کو دمشق میں مناقبِ مرتضویؑ کے باعث مار کھانی پڑی۔ (خصائص نسائی)

(۲۰) حضرت کمیلؓ بن زیاد النخعی شہید۔ پاک تن۔ پاک جان و پاک نہاد۔ سرور اولیا کمیل زیاد آپ ایک نہایت جلیل القدر اور مشہور تابعی اور جناب سراج ولایت سر دفتر اولیائے اُمت امیرالمومنین یعسوب المتقین سیدنا و مولانا اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ و آلہ کے شاگرد رشید اور مرید اور خلیفہ خاص ہیں۔ اور جناب امیرؑ کے بہت مشہور صحابی ہیں۔ نہایت زاہد و عابد تھے اور سادات صوفیہ خرقہ پوشی کی سند ان سے کرتے ہیں۔ حضرت کمیلؓ کوفہ میں پیدا ہوئے جناب رسول خدا صلعم کے زمانۂ مبارک میں آپ خوب ہوشیار تھے۔ آپ صدوق وثقہ بزرگ اور اپنے قبیلہ نخعی کے رئیس و سردار تھے۔ جناب امیرؑ کے ہمراہ جنگ صفین میں لشکر مرتضویؑ کے نامور بہادروں سے تھے مسئلہ تفضیل میں آپ صحابہ کرام اور سادات تابعین کی ایک خاص جماعت کے ہمخیال تھے۔ یعنی سیدنا امیرالمومنین مولی المسلمین جناب علیؑ کو تمام صحابہ کرام پر فضیلت دیتے تھے۔ صوفی مشرب شیعہ تھے۔

حضرت کمیلؓ خواجہ حسن بصریؒ سے سن و سال میں بہت بڑے تھے۔ اور جناب امیرؑ کی صحبتِ بابرکت سے مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت کمیلؒ جناب امیرؑ کی طرف سے عراق کے بعض قصبات وغیرہ کے حاکم رہے اور حضرت امیرؑ انکو موقع بموقع مراسلات کے ذریعہ سے فہمائیش اور ہدایات فرماتے رہتے تھے حضرت کمیل بن زیدؓ نے بہت عمر پائی۔ اور ۸۳ھ میں حجاج ثقفی کے زمانہ میں شہید ہوئے۔ ۷۵ھ میں جب حجاج نے عراق پر غلبہ پایا۔ اور کوفہ میں داخل ہو کر بیگناہوں کو ظلم و جفا کیساتھ قتل کرنا شروع کیا۔ اور بالخصوص اکابرِ وقت (شیعہ) چن چن کر ہلاک کیے جانے لگے۔ تو حضرت کمیلؓ کی گرفتاری کا بھی وارنٹ جاری ہوا۔ آپ حجاج کے پاس آکر حاضر ہوئے۔ حجاج نے دیکھ کر سخت کلامی و درشتی شروع کی۔ حضرت کمیلؓ نے بھی ویسا ہی برابر کا جواب دیا۔ اُسے ظلم وستم سے باز رہنے اور خدا سے خوف کی ہدایت کی۔ اور فرمایا حجاج تو جو کچھ میرے ساتھ ارادہ رکھتا ہے۔ مجھے خوب معلوم ہے۔ مجھے جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰؑ نے آج سے پہلے اس کی خبر دے رکھی ہے۔ کہ تو مجھے قتل کریگا۔ حجاج نے چین بجبیں ہو کر کہا۔ کہ تجھے ضرور قتل کرونگا۔ تو مخالفین عثمان سے ہے۔ آخر حضرت کمیلؓ شہید کر دیئے گئے ؎

عشقِ علیؑ میں دے گئے جاں حضرت کمیلؓ حجاج جیسے لے گئے کینۂ امیرؑ کا (صابر)

عقائدِ شیعہ ۔ آؤ دوستو ٹھنڈے دل سے متانت و شرافت سے تہذیب و لیاقت سے اخلاقِ حسنہ سے ہمارے ساتھ تبادلۂ خیالات کرو۔ ہماری کتابوں کو غور سے پڑھو۔ اور پھر انصاف سے حق و باطل کا فیصلہ کرو۔ یاد رکھو کہ ہم شیعیانِ حیدرِ کرارؑ خداوند کریم کو واحد لاشریک خالق مالک رازق حیّ و قیوم دائم قائم ازلی ابدی مانتے ہیں۔ اور جناب رسولخدا صلعم کو سیدالمرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیینؐ جانتے ہیں۔ انکے بعد کوئی نبی نہیں خواہ وہ بروزی ہو ظلی ہو مصنوعی ہو۔ غیر تشریعی ہو۔ اور آئمہ اطہار اولاد سید الابرار صلعم کو اپنا پیشوا و امام جانتے ہیں۔ قرآن شریف خدا تعالیٰ کی کلام غیر محرف ہے۔ روز جزا تمام ملائکۃ المقربین و انبیاء و مرسلین برحق ہیں حج۔ زکوٰۃ۔ نماز۔ روزہ تمام فرائض کے مُقر و عامل ہیں۔ محبّت اہلبیتِ رسالتؐ کو فرض مانتے ہیں۔ اور تمام ضروریاتِ اسلام کے قائل ہیں۔ تو اب آپ ہی انصاف فرماویں کہ ہم اہلِ قبلہ آپکے نزدیک کیسے کافر و مرتد ہیں۔ فیتفکروا اولوالابصار حدیث شریف میں ہے کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے +

باعثِ تصنیف ۔ ثبوتِ خلافت کی سہ بارہ اشاعت سے یہ غرض نہیں کہ اس چودہویں صدی میں اب ہم جناب امیرؑ کو خلافت دلانے لگے ہیں۔ بلکہ اس سے اظہار عقیدہ خلافت بلافصل و افضلیت المرتضےٰؑ

مقصود ہے۔ کہ کن دلائلِ قرآنی و براہین احادیثِ صحیحہ سے شیعہ مذہب امامت آئمہ اطہار کا قائل ہے اور جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ اور حضرات اصحاب ثلاثہ کے فضائل و مناقب و مراتب کا مقابلہ اور موازنہ مطلوب ہے۔ تاکہ آپکو حق اور باطل میں تمیز حاصل ہو۔ اور مذہب شیعہ کی رو سے حقانیت و حقانیت معلوم ہو۔ آپ اس کتاب کو فراخ حوصلگی و کامل اطمینان اور بے فکری سے فرصت کے وقت غور و خوض سے مطالعہ فرماویں اور خود ہی انصاف فرماویں کہ وہ پاک و مقدس فطرت کا امام سابق الاسلام۔ مجاہد فی سبیل اللہ کرار غیر فرار جنگ بہادر۔ تابعدار و جاں نثار سید الابرار۔ قاتلِ کفار۔ عابد و زاہد و سخی و شجاع روزگار۔ عالم لاثانی محقق ربانی۔ محبوبِ خدا و رسولؐ مقبولؐ و زوجِ بتولؑ۔ عالی نسب و حسب قرشی الہاشمی اخی و داماد مصطفیٰؐ۔ حامی دینِ اسلام۔ فصیح البیان و عامل القرآن احب الناس الی الرحمن سید الزمان مظہر العجائب والغرائب۔ اسد اللہ الغالب مولائے المومنین سیدنا **علی ابن ابی طالب** علیہ السلام اوّل نمبر سے ہٹا کر خلیفہ چہارم کیوں بنایا گیا۔ اور اپنی خدا داد ولیعہدی سے کیوں ہٹایا گیا۔ خیال فرماویں کہ ایک امیدوار ہر ایک امتحان میں کامیاب ہو کر اعلیٰ نمبر حاصل کرتا رہتا ہے اور تمام سکول و کالج سے درجہ اوّل نکلتا ہے مگر تقسیم انعام و عطائے عہدہ کے وقت وہ اخیر نمبر ۴ پر کیا جاتا ہے اور اخیر کے نمبر والوں کو انعام و عہدہ دیئے جاتے ہیں۔ تو فرمایئے یہ ماسٹر یا پروفیسر صاحب کی بے انصافی ہے یا نہیں۔ اور اس لائق امیدوار کی حق تلفی ہے یا نہیں پس فضائل کو پڑھکر آپ خود فیصلہ کر لینا کہ جناب امیرؑ کی حق تلفی ہوئی یا نہ۔ اور کون فرقہ حق پر ہے۔ اس کتاب سے کسی مذہب کی تنقیص و توہین و دل آزاری ہرگز مقصود نہیں ہے۔ بلکہ صرف اظہارِ حق مطلوب ہے۔ تاکہ لوگ جناب امیر المومنین علیؑ کی فضائل سے واقف ہو جائیں اور اپنی کتابوں تفاسیر و صحاح ستہ و معتبر کتب و تواریخ کو پڑھکر اور حوالہ جات کو مطابق کر کے راہ نجات حاصل کریں۔

دوسری غرض یہ کہ جو پوزیشن۔ مرتبہ۔ درجہ منصب۔ خلافت و منقبت کا اہلسنت و الجماعت کی کتابوں میں جناب علی المرتضیٰؑ اور اہلبیت عظام و سادات کرام کا پایا جاتا ہے۔ انکو سُنی مسلمانوں میں کھلم کھلا انہی کی کتب سے بیان کر دیا جائے تاکہ لوگ اپنے مُلّاں مولویوں کے حق چھپانے سے تاریکی و اندھیرے میں نہ رہیں۔ اور ان بزرگان دین متین کی عزت و حرمت رکھیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنے چوتھے خلیفہ خلافتِ راشدہ خاتم الخلفاء کی توہین و بےعزتی کرتے ہیں۔ تو نہ انکی خلافتِ راشدہ رہ سکتی ہے۔ اور نہ ہی اُن کا ایمان نہ ان کا اسلام۔ سُنی صاحبان اگر اپنی کتب کے مناقب و فضائل پر ہی پابند ہو کر سادات کرام کی عزت کریں۔ اُن سے محبت رکھیں۔ تو شیعہ اور سُنی کا بہت سا جھگڑا طے ہو جاتا ہے۔ کوئی منصف مزاج ہے جو انصاف کرے۔ میں نے شیعہ مذہب کی کوئی حدیث و تفسیر اس کتاب میں درج نہیں کی۔

اور جو لوگ اِس کتاب کے فضائلِ مرتضویؑ کو دیکھکر حسد کرتے ہیں اور جل جاتے ہیں۔ اور فضائل و مناقب امیرؑ کو پڑھنا نہیں چاہتے۔ گویا وہ جناب امیرؑ سے قلبی بغض و عداوت رکھتے ہیں۔ وہ برائے نام سُنّی ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے خلیفۂ چہارم اور اپنی کتب تفاسیر و صحاح ستہ کے منکر ہیں۔

تیسری غرض یہ کہ جناب امیر المؤمنین امام المتقین سیّدنا علی المرتضیٰؑ نے حضرات اصحاب ثلاثہ کیساتھ نرمی و آشتی و صلح و اسلامی حمیّت سے برتاؤ رکھا ہے۔ انکو سب و شتم گالی گلوچ ہرگز نہیں دی۔ بلکہ جناب امیرؑ کا نہج البلاغۃ میں فرمان موجود ہے۔ (الف) انّی اکرہ لکم ان تکونوا سبّابین و لکنکم لو وصفتم اعمالهم وذکرتم حالهم اصوب فی القول وابلغ فی العذر وقلتم مکان سبّکم اللّٰهمّ احقن دماءنا و دماءهم واصلح ذات بیننا واهدهم من ضلالتهم حتّی یعرف الحقّ من جهله (نہج البلاغۃ ۲۲۵) میں ناپسند کرتا ہوں کہ تم دشنام دہی کے خوگر ہو اور اہلِ شام کو گالیاں دو لیکن اگر تم ان لوگوں کے بُرے اعمال اور حالاتِ ظلم اور بغاوت کا ذکر کرو تو البتہ اپنے قول میں سچّے اور معذور ہو۔ بہتر یہ ہے کہ بجائے گالی گلوچ کے تم یہ دُعا کرو۔ کہ خدایا ہمارے اور انکے خون کو بہنے سے بچا اور ہم میں اور ان میں صلح کرا دے اور باغیانِ شام کو ہدایت فرما۔ کہ اپنی گمراہی سے باز آئیں۔ تاکہ حق پہچانیں۔ (ب) کافی میں ہے کہ جناب سیّدنا و امامنا امام جعفر صادقؑ نے اپنے شیعوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تہذیب اور محاسن اخلاق کے پابند رہو کیونکہ تم میں سے جو شخص پرہیزگاری اور صدق مقال اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق اور امانتداری اختیار کرتا ہے۔ اور یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ ادبِ جعفری ہے۔ اور یہ شخص بھی مذہباً جعفری ہے۔ تو میں خوش ہوتا ہوں۔ اور یہ امر میرے لئے کمال مسرت کا باعث ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص تم میں سے ان محاسن و اخلاق کے خلاف عمل کرتا ہے۔ تو مجھے سخت ندامت و عار لاحق ہوتی ہے۔ کیونکہ اسحالت میں لوگ طنزاً کہتے ہیں۔ کہ یہی ادبِ جعفری ہے۔ خدا کی قسم میرے والد بزرگوار محمد باقرؑ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ شیعۂ علیؑ کی یہ شان ہے۔ کہ جس قبیلہ میں ہو اپنے اخلاقِ فاضلہ کے عتبار سے اس قبیلہ و قوم کی زینت ہو اور اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ ۱۴ نحل اخیر۔ ترجمہ:۔ اے پیغمبر لوگوں کو عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کیطرف بلاؤ اور اُنکے ساتھ بحث بھی کرو۔ تو ایسے طور پر کہ وہ لوگوں کے نزدیک بہت ہی پسندیدہ ہو۔ اور جو کوئی خدا کے رستے سے بھٹکا تمہارا پروردگار اسکے حال سے بخوبی واقف ہے۔ اور راہِ راست والوں کو بھی بخوبی

جاننا ہے۔ پس ہم شیعیان جناب امیرؑ پر فرض ہے۔ کہ مخالفین و معاندین کیساتھ ہمیشہ نرمی و سلوک متانت و شرافت سے پیش آئیں۔ اور اُنکے بزرگان دین حضرات اصحابِ ثلاثہ کو ہرگز بُرے و فحش الفاظ سے یاد نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے آئمۂ اطہارؑ کو گالیاں دینے لگیں پس میں نے اس وحشت و نفرت کے دُور کرنیکی کوشش کی ہے جو اہلسنّت والجماعت کو شیعہ مذہب سے ہے۔ کہ یہ لوگ صحابۂ کبار کو گالیاں دینا عبادت سمجھتے ہیں ہرگز نہیں یہ سراسر تہمت و الزام و بُہتان ہے شیعہ مذہب سب و شتم سے پاک ہے۔ اصحاب النبیؐ کو سبّ کرنیوالا ملعون ہے۔

چوتھی غرض یہ کہ ان دنوں علمائے کرام اہل سنّت والجماعت اور اہل حدیث اپنی تحریروں و تقریروں میں عوام النّاس کو مذہب شیعہ سے نفرت دلاتے رہتے ہیں۔ اور سُنّی مسلمانوں کو ورغلا کر عام مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتے رہتے ہیں۔ کہیں شیعہ سے عدم تعاون کر کے ان کو مساجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے کہیں ناطہ داری۔ رشتہ داری و اخوت توڑ دیتے ہیں کہیں جنگ و جدل۔ فتنہ و فساد کر کے شیعوں کو عدالتوں تک ذلیل و خوار کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں یہ وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہ رافضی لوگ معاذ اللہ قرآن شریف کے منکر ہیں۔ قرآن پر اُن کا ایمان نہیں۔ یہ لوگ صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ عبداللہ بن سباء یہودی کا مذہب رکھ کر حضرات اصحابِ ثلاثہ کو حضرت علیؑ سے گھٹاتے ہیں پس اِن فاسد خیالات و توہمات اور فتنہ و فساد کو دُور کرنے شیعہ اور سُنّی میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے اور مُلک میں حفظِ امن قائم رکھنے کے واسطے اور اس عقیدہ کو سمجھانے کے واسطے افضل النّاس بعد النبیؐ علیؑ و اولاد یعنے بعد نبی مکرم صلعم جناب علی علیہ السلام اور اُن کی اولاد سادات کرام من کل الوجوہ۔ تمام اُمتِ محمدیہ صلعم سے اور کل صحابۂ کبار سے افضل و اعلےٰ و برتر اور اشرف ہیں۔ اور جناب علی علیہ السلام اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُمتِ محمدیہ صلعم کے خلیفہ اور وارث اور حاکم اور والی ہیں۔ اور یہ فرقہ شیعہ ناجی ہے۔

یہ کتاب **ثبوتِ خلافت** پبلک اور عام انگریزی خوان مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ نظرِ انصاف و غور سے پڑھ کر صراطِ مستقیم حاصل کریں۔ اور آئندہ شیعہ و سُنّی دونوں بھائی بھائی ہو کر اشاعتِ اسلام میں کوشش کریں۔ لڑائی نہ کریں۔ کیونکہ مذہبِ اسلام خدا پرستی۔ اتحاد۔ اتفاق۔ تہذیب سکھلاتا ہے ‌+

(مصنف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثبوتِ خلافت بلا فصل

بابِ اوّل

نورِ مبین فی تاریخ امیر المومنین علیہ السلام

فصلِ اوّل۔ اسماءِ مبارک۔ ولادتِ باسعادت۔ زمانۂ طفولیت اظہارِ اسلام وغیرہ

(۱) **اسماءِ مبارک** - اسدؑ۔ حیدرؑ۔ علیؑ۔ (یہ نام جنابِ رسالتمآب صلعم نے رکھے تھے۔ ایلیا آسمانی نام ہے سے یا علیؑ یا ایلیاؑ۔ یا ابوالحسنؑ یا ابوترابؑ بعض کہتے ہیں۔ کہ حیدرؑ نام والدہ صاحبہ نے رکھا ۔

(۲) **کنیت شریف** - ابوالحسنؑ۔ ابوالحسینؑ۔ ابومحمدؑ ابوالریحانتینؑ - ابوترابؑ - ابوسبطینؑ کنیت ابوتراب کو جنابِ علی المرتضےٰؑ زیادہ پسند رکھتے تھے۔ گو آپ کے دشمن معاویہ وغیرہ حقارتاً پکارتے تھے ۔

(۳) **القابِ طیبّہ** - امیر المومنینؑ۔ امام المتقینؑ۔ ولی المتقینؑ سیّد الصادقینؑ۔ سیّد المسلمینؑ۔ سیّد المومنینؑ۔ سیّد العربؑ۔ سیّد فی الدنیا والاخرۃؑ۔ قائد الغر المحجلینؑ یعسوب المومنینؑ۔ صدیق الاکبرؑ۔ فاروق اعظمؑ۔ خاتم الوصیینؑ۔ خیر الوصیینؑ۔ الوحیؑ۔ امام البررۃؑ۔ قاتل الفجرۃؑ۔ مقیم الحجۃؑ۔ اسد اللہ الغالبؑ مظہر العجائبؑ والغرائبؑ۔ امام المشارق والمغاربؑ حجۃ اللہ۔ رائت الہدیٰؑ۔ ولی اللہؑ۔ صفوۃ اللہؑ شیخ المہاجرین والانصارؑ۔ قسیم النار والجنۃؑ۔ وارثِ رسول اللہؑ خلیفہ رسول اللہؑ۔ منار الایمانؑ۔ امام الاولیاءؑ۔ الہادی۔ صاحب الوار۔ ناصر رسول اللہؑ صالح المومنینؑ مولیٰ المومنینؑ منجز الوعد۔ قاتل الناکثین والقاسطین والمارقینؑ۔ المرتضیٰؑ الشاہدؑ۔ الشہیدؑ۔ الراکعؑ۔ الساجدؑ۔ المصطفیٰؑ الامین۔ بابِ حطہ مثیل ہارونؑ۔ مثیل عیسیٰؑ نفسِ رسولؐ سیف اللہ۔ ذو الاذن الواعیؑ۔ قاضی دینِ رسول اللہؑ۔ وزیرِ رسول اللہؑ خیر البشر ذو القرنین خاصف النعلؑ الطاہر الصادق۔ المومن الانزاع البطین العابد الزاہد۔ کاسر الاصنامؑ الساقیؑ۔ الحبیب۔ القاری بیضۃ البلدؑ۔ المہدیؑ طود النہی۔ وابنۃ الجنۃ قیاب عین الفتنۃ۔ امیر النحل۔ ذو البرقۃ العزم۔

(ارجح المطالب صفحہ ۹۔ تاریخ حبیب السیر جلد دوم جنات الخلود فصول المہمہ مالکی دیکھو)

(ب) صحیح احادیث میں آنجنابؑ کی کنیت ابوتراب و ابوالریحانتین اور آپکا لقب ذی القرنین یعسوب الدین۔ صدیق اور فاروق۔ سابق اور یعسوب الامۃ یعسوب المومنین و یعسوب قریش و بیضۃ البلد۔ امین و شریف و ہادی و مہدی وغیرہ مروی اور ثابت ہے (فتاویٰ عزیزی جلد دوم صفحہ ۱۸ سطر ۷ اجتبائی دہلی تذکرہ خواص الامۃ ص۳)

(۴) **شجرۂ مبارکہ** - جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؑ ابن حضرت ابوطالب ابن حضرت عبدالمطلب ابن حضرت ہاشم ابن حضرت عبد مناف ہیں۔ آپکا شجرۂ نسب والد بزرگوار کیطرف سے ایک واسطہ اور والدہ ماجدہ بی بی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم سے دو واسطہ سے جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلعم سے ملتا ہے۔ آپ نجیب الطرفین قریشی الہاشمی ہیں۔ اور حضورِ انور صلعم سے قرابت میں سب سے نزدیک۔ سابق الاسلام۔ داماد۔ وصی و خلیفہ بلافصل اور مجاہد فی سبیل اللہ اور چچازاد بھائی ہیں۔ ایسا تقرب و فضیلت و عزت دوسرے کسی کو حاصل نہیں (مطالب السئول ص۱۲)

حضرت عبد مناف
حضرت ہاشم
حضرت عبدالمطلب

ابولہب — حضرت عباسؑ — حضرت ابوطالبؑ (عمران) (عبد مناف) — حضرت عبداللہ — حضرت امیر حمزہؑ

ابولہب: عتبہ، عتیبہ
حضرت عباسؑ: حضرت عبداللہ، قثم، فضل، عبدالرحمٰن
حضرت ابوطالبؑ: حضرت عقیل، حضرت جعفر طیار، حضرت طالب، حضرت علیؑ
حضرت عبداللہ: سیدنا محمد رسول اللہ صلعم طیب و طاہر
سیدنا محمد رسول اللہ صلعم: قاسم، ابراہیم، بی بی فاطمہ زہرا بتول سیدہ معصومہ
حضرت علیؑ و بی بی فاطمہ زہرا: امام حسنؑ، امام حسینؑ
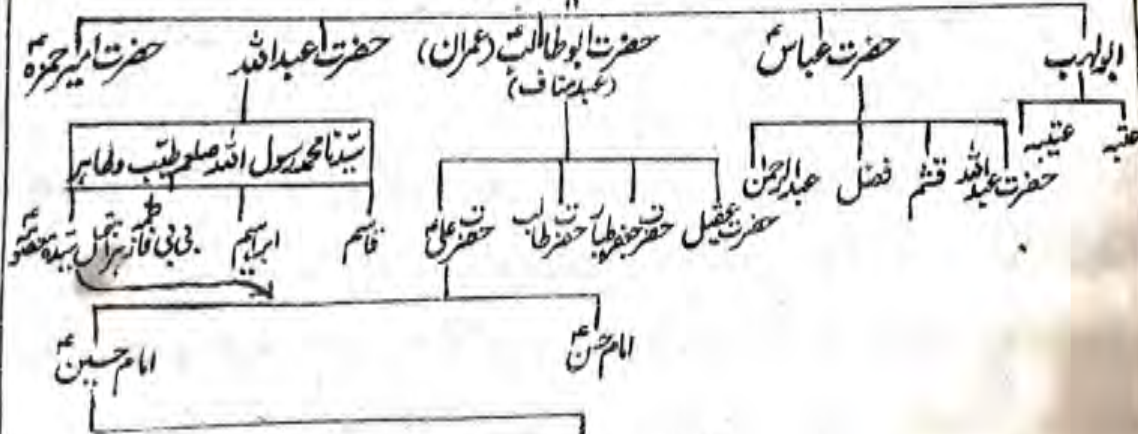
امام زین العابدین علیہ السلام
امام محمد باقر علیہ السلام
امام جعفر صادق علیہ السلام
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
امام علی رضا علیہ السلام
امام محمد تقی علیہ السلام
امام علی النقی علیہ السلام
امام حسن عسکری علیہ السلام
امام مہدی آخرالزمان علیہ السلام

جناب امیر المومنین ؑ کے تین بھائی اور تین ہمشیرہ صاحبہ تھیں۔ اور بارہ چچا اور چھ پھوپھیاں تھیں جن میں سے حضرت زبیر حضرت ابوطالب۔ اور حضرت عبداللہ تین حقیقی بھائی تھے پس جناب سیدنا محمد رسول اللہؐ ابن عبداللہ اور سیدنا علی المرتضیٰؑ ابن ابی طالب حقیقی ابن عم تھے۔

(۵) **ولادتِ باسعادت**۔ جناب امیر المومنین علیؑ اور سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو خالق مطلق نے ایک نور سے پیدا کیا۔ اور وہ نور حضرت آدمؑ کے اصلاب طاہرہ سے ارحام مطہرہ کو منتقل ہوتا ہوا اصلاب حضرت عبدالمطلب میں پہنچا۔ اور یہاں سے دو حصہ ہو کر نورِ محمدی صلعم نو پشت مبارک حضرت عبداللہ میں اور نورِ مرتضوی ؑ پشت حضرت ابوطالبؑ میں رکھا گیا۔ خدا تعالیٰ عزّ وجلّ نے ایک نور کو درجۂ نبوت سے مشرف فرمایا اور دوسرے نور کو امامت سے مزین فرمایا۔ یہ دونوں نور حضرت آدمؑ کی پیدائش سے دس ہزار سال قبل تسبیح و تقدیس الٰہی میں مشغول تھے۔ (دیکھو حدیث نور باب نصوص خلافت۔ رواہ احمد) ؎

وصی نبی آنکہ در صلب فطرت بشاہ اولوالعزم توام نشینید

(ب) حضرت عبدالمطلب کے معزز و شریف فرزند حضرت ابوطالبؑ موجودہ متولی و محافظ خانہ کعبہ و رئیس مکہ معظمہ کی اہلیہ محترمہ جناب سیدہ بی بی فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم طواف بیت اللہ شریف میں مشغول تھیں کہ آثار ولادت باسعادت ظاہر ہوئے بحکم خدا سے خانہ کعبہ کی دیوار پھٹ گئی۔ اور بی بی صاحبہ کعبۃ اللہ کے اندر داخل ہوگئیں۔ تیرھویں ماہ رجب المرجب بروز جمعہ واقعہ اصحاب فیل سے تیس سال گذرنے کے بعد اور جناب رسولخدا صلعم کی ولادت مبارک سے اٹھائیس سال بعد جناب امیر علیہ السلام خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے ؎

شد او در بیت الحرامش صدف کسے را میسر نہ شد ایں شرف

(ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۲۵۱۔ مطالب السئول۔ تذکرہ خواص الامۃ۔ فصول المہمہ صفحہ ۵۔ ابن مغازلی۔ مناقب امیر المومنین صفحہ ۱۱)

وہ مریم ثانی اس مولود مسعود کو لیکر گھر تشریف لائیں اور نام حیدر رکھا اور جناب ابوطالبؑ و جناب رسالتمآب صلعم نے بالہام غیبی علیؑ نام رکھا۔ اور حضورِ انور صلعم نے اس مولود کو اپنی گود میں لیکر چھاتی سے لگایا۔ جب کہ خوشبوئے مشکیں سید المرسلین و خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام مشام عطر آگیں امیر المومنینؑ میں پہنچی۔ اپنی آنکھیں کھولدیں۔ اور دنیا میں سب سے اوّل دیدار فیض آثار سید الابرار صلعم کا نصیب ہوا۔ سرور عالم صلعم نے انکی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور اپنی زبان مبارک سے اپنا لعاب دہن چوسایا جس سے علوم اولیں و آخرین و مراتب ولائیت و امامت و انوار نبوت آپکے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئے۔ یہ ایک قسم کا روحانی انجکشن و ویکسی نیشن تھا۔

حضور انور صلعم نے اپنے دستِ مبارک سے اس معصوم مولود کو غسل ولادت دیا تب چہرۂ انور پر افسردگی چھا گئی۔ اور فرمایا جس طرح آج میں نے اسکو غسل دیا ہے۔ یہ مولود مسعود مجھے آخری غسل دیگا۔ (ارجح المطالب ص۴۸۵ سیرت الحلبیہ جلد اوّل ص۲۹۴ مطالب السئول) جناب اکرم صلعم کی عمر اس وقت ۲۸ سال تھی۔

(ج) جناب سیّدنا عیسےٰؑ کی والدہ ماجدہ بی بی مریم علیہا السلام کو بیت المقدس کے باہر جانے کا حکم ہوا۔ مگر جناب سیّدنا علی المرتضےٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کا حکم ہوا۔

(د) والدۂ ماجدہ جناب امیرؑ جب کبھی بُت خانہ میں ہبل بُت کی پوجا کیواسطے جایا کرتیں۔ تو جناب علی علیہ السلام شکم مبارک کے اندر حالت جنین میں ایک پہلو پر چڑھ جاتے اور اپنی والدہ ماجدہ کو بُت پوجنے سے روکتے۔ (یہ عقیدہ اہلسنت کا ہے کہ انبیاؑء و اوصیاء کے والدین مُشرک تھے۔ مذہب امامیہ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ نبیوں اور اماموں کے والدین مُشرک نہیں ہوتے) (سیرت حلبیہ ص۲۹۴) طالع جناب علیؑ مریخ ہے جو شجاعت و لشکر کشی پر دلالت کرتا ہے۔

(ھ) **اژدہا کو پھاڑنا** جناب امیر علیہ السلام نے حالت طفلی میں مہد کے اندر ایک اژدہا کو پھاڑا اور اپنی والدہ محترمہ سے حیدرہ کا لقب حاصل کیا۔ (مناقب الاصحاب ارجح المطالب باب اوّل)

سیّدنا موسیٰؑ وادی طوےٰ میں اپنے عصاء مبارک کا اژدہا بنا ہوا دیکھ کر ڈر گئے تھے۔ حالانکہ جناب کلیم اللہ علیہ السلام کی عمر اس وقت تیس سال کی تھی اور جناب امیر المومنین علی المرتضےٰ علیہ السلام نے ایک اژدہا کو کلّہ سے پکڑ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور ابھی شیرخوار بچّہ تھے۔

(و) **شناخت حلالی و حرامی**۔ عرب میں کثرت حرام و زنا سے شناخت ولد الحلال و حرام کیضرورت تھی۔ اسی واسطے خدائے تعالیٰ نے مکّہ معظمہ میں دو سانپ ایسے مقرر کر دیئے تھے جس سے اپنے اور غیر کی اولاد کو پہچان لیتے چنانچہ ہدایۃ السعداء قاضی شہاب الدین عمر ملک العلماء دولت آبادی کے ص۶۷ میں یہ قصّہ موجود ہے۔ کہ جناب امیرؑ کی ولادت سے پیشتر کعبہ کے اندر دو سانپ رہا کرتے تھے۔ کہ انکو عرب **معیّار الولد** کہتے تھے۔ کیونکہ جو لڑکا کہ مکّہ معظمہ میں پیدا ہوتا تھا تیسرے روز اس لڑکے کو کعبہ کے اندر لاتے تھے۔ اور وہاں رکھ دیتے تھے۔ محک نامی سانپ دیوار کعبہ سے نکلکر اس کو سونگھتا۔ اگر فرزند حلالی ہوتا۔ تو چنگا بھلا رہتا۔ والدین اس لڑکے کو اٹھا کر خوشی کا جلسہ کرتے۔ اگر لڑکا حرامی ہوتا وہ سانپ اُس پر جھاگ ڈالتا اور وہ بیہوش ہو جاتا معلوم کر لیتے کہ یہ حرامزادہ ہے۔ جب شاہ علیؑ کرم اللہ وجہہٗ پیدا ہوئے۔ کعبہ کے اندر دونوں سانپ گئے چاہا کہ ان کو سونگھیں۔ شاہ ولایت مآبؑ نے دونوں سانپوں کو پکڑ لیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اہل مکّہ شور مچانے لگے اور رونے لگے۔

کہ محک مل گیا جناب سیّدنا محمد مصطفےٰ صلعم نے فرمایا غمگین مت ہو خداوند عزّوجل نے جہاں دُنیا کی کسوٹی (محک) جناب علیؑ کو بنایا ہے۔ ایک جگہ دو محک نہیں ہو سکتے۔ جو شخص کہ حضرت علیؑ اور اس کے فرزندوں کو دوست رکھیگا۔ وہ حلال زادہ ہے۔ اور جو شخص دشمن رکھیگا وہ حرام زادہ ہے ٭

(ز) **تعظیم نبوّتؐ**۔ محقق دوانی نے نور الہدایہ میں لکھا ہے۔ کہ جب جناب علیؑ شکم مادرِ امجد میں تھے۔ جس وقت حضرت خیر البشر صلعم جناب بی بی فاطمہ والدۂ ماجدہ علی المرتضیٰؑ کے پاس تشریف لاتے تو وہ بے اختیار کھڑی ہو جاتی تھیں۔ اور جب ان سے سبب پوچھا گیا تو فرمائیں کہ وہ بچہ جو میرے شکم میں ہے۔ اُٹھنے کیواسطے حرکت کرتا ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی رُخ مُنہ کر لیتا ہے۔ جدھر جناب رسولخدا صلعم کا روئے مُبارک ہو (دیکھو تاریخ الاسلام جلد سوم تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب باب پنجم صفحہ ۱۶۳) اسی واسطے آپکو کرم اللہ وجہہٗ کہتے ہیں ٭

(ح) **پرورش و تربیت**۔ جناب علیؑ خوبصورت۔ روشن و نورانی چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح۔ متبسّم و بشاش۔ مرأت جمالِ الٰہی و مظہر انوار نامتناہی تھے۔ فقیہ حسین کاکی نے اپنی کتاب راحۃ ذی الصلابہ فی محبّۃ الصّحابہ میں جناب فاطمہ بنتِ اسد اور جناب علیؑ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب جناب علیؑ پیدا ہوئے تو میں نے انکو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا حضرت ابو طالبؑ کہنے لگے جبتک جناب سیّدنا محمد صلعم تشریف نہ لائیں اسکو مت کھولنا۔ وہ آکر خود اپنے حق کو لے لینگے (کیونکہ حضرت ابو طالب نے آنحضرت صلعم سے وعدہ کیا تھا۔ کہ لڑکا ہوگا تو آپکا غلام اور لڑکی ہوئی تو تمہاری لونڈی ہوگی) اتنے میں آنحضرتؐ تشریف لائے اور اس کپڑے کو کھولا اور ایک خوبصورت لڑکا اس میں سے نکالا۔ اور اپنے ہاتھ سے اسکو غسل دیا۔ اور علیؑ اس کا نام رکھا۔ اور اسکے مُنہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا۔ وہ لڑکا حضور صلعم کی زبان کو چُوسنے لگا۔ اور چوستے چوستے سو گیا۔ دوسرے روز ہم نے دودھ پلانیوالی عورت بلائی۔ اس لڑکے نے اس عورت کا دودھ نہ پیا۔ آنحضرتؐ کو بلا بھیجا۔ آنحضرتؐ نے آکر اپنی زبانِ مُبارک کو اسکے مُنہ میں ڈالا۔ وہ آنحضرت صلعم کی زبان چوستے چوستے پھر سو گیا۔ اسی طرح سے خدا نے جب تک چاہا آنحضرتؐ کی زبانِ مُبارک کو چوستا رہا۔ (سیرت حلبیہ صفحہ ۲۹۴)

حلیہ شریف۔ جناب امیرؑ کا میانہ قد جسم گوشت سے پُر۔ آنکھیں کُشادہ اور سیاہ۔ سینہ پُر زور۔ بازو نہایت قوی۔ داڑھی گھنی اور مقطع۔ گردن صراحی دار۔ ہاتھ مضبوط۔ چہرہ سے شاہانہ رعب سب سے زیادہ خوبصورت۔ میدانِ جنگ میں بدن و جسم مبارک فولاد سے زیادہ سخت ہو جاتا تھا ٭

جب جنابِ ولایت مآب سیّدنا علی المرتضیٰؑ کی عمر ۵ سال کی ہوئی تو جنابِ رسالتمآب صلعم نے آپکو اپنی زیر کفالت

رکھا۔ اور آپ نے خانہ رسالت کاشانہ میں پرورش پائی۔ اور تمام اپنے خصائل حمیدہ واوصافِ ستودہ واُسوۂ حسنہ کا مکمل نمونہ بنا دیا۔ اور مکتبِ نبوتؐ سے ایک افضل و اعلیٰ شاگرد تیار کر کے تمام دنیا کو دکھا دیا ؎

بہ ایّامِ طفلی امام البشر بسر بُرد اندر سرائے پدر
بہ سنِ صبی نزدِ خیر الانام بہ کسبِ کمالات کرد اہتمام

(حبیب السیر جلد دوم۔ تاریخ الاسلام جلد سوم صفحہ ۱۹۴) چونکہ جناب علیؑ کی تعلیم و تربیت جناب رسولِ خداؐ نے اپنے علم خداداد سے فرمائی تھی۔ اسلئے جناب امیرؑ کے رگ و ریشہ میں تربیت و تعلیم نبوی صلعم کے ذریعہ سے وہی چیز پہنچی تھی جو جناب رسول کریم صلعم کے دل و دماغ میں قدرت نے ودیعت فرمائی تھی۔ تمام اخلاق و اطوار و کمالات و اوصاف و عاداتِ محمدیؐ طینت و عاداتِ مرتضویؑ میں منعکس ہو گئی۔ آپ مظہر اتم نبویؐ قرار پائے۔ اس عالم میں ایسے بزرگ عالم کا قدم آیا جو سابق ترین حکمائے اسلام بعد رسولِ خیر الانامؐ فلاسفرِ عرب کے لقب کا مستحق تھا۔ اور حضور انور صلعم کا شاگردِ رشید علم و حکمت و کلام کا ماہر۔ وہ کون مقدس اور پاک امام حکیم الاسلام جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ۔ اس فیلسوفِ اسلام نے توحید کے گہرے اور عمیق سمندر میں غوطے لگائے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ معرفتِ الٰہی کے سمندر ہو لے نے جو کچھ اسرارِ لاہوت اپنے اندر چھپا رکھے تھے۔ وہ سب اُگل دیئے۔ جو عجیب و غریب و بیش بہا امانتیں عالم ملکوت کی اُن میں تھیں۔ وہ سب اسکے حوالہ کر دیں۔ اس فیلسوفِ اسلام نے ایسے ایسے حیرت خیز فصیح و بلیغ خطبے اسرار و توحید میں بیان کیے کہ جن سے دریائے معرفت پھوٹ بہے۔ اور وہ باریکیاں بیان کیں کہ ناخنِ فکر جنکے حل سے عاجز تھے۔ بڑے بڑے حکیموں کی عقلیں ان کے مطالب تک پہنچنے میں سرگردان اور فصحا کی زبانیں اس کی تہ و عمق کے خبر لانے سے گنگ و لال ہو رہی تھیں۔ (البیان)

اعتراض ناصبی و خارجی ۔ کیوں شیعہ صاحبان کیا آپکا دعویٰ ہے کہ جناب علی علیہ السلام خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ اور اس فضیلت میں کوئی ان کا شریک نہیں۔ حالانکہ حکیم بن حزام بھی کعبہ میں پیدا ہوئے ۔

الجواب:۔ جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؑ کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ میں متواترات سے ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ فقد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المومنین علیا فی جوف الکعبۃ (ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مقصد دوم صفحہ ۲۵۱) مگر ابن حزام کی ولادت کی خبر احاد ہے۔ اور اس خبر کا راوی وضاع حدیث اور دشمن امیرؑ ہے جس کا نام زبیر بن بکار ہے۔ (دیکھو اصابہ ابن حجر عسقلانی۔ جلد دوم صفحہ ۳۲ وحکی الزبیر بن بکار ان حکیما ولد فی جوف الکعبۃ) زبیر بن بکار جو اس روایت کا راوی ہے۔

وہ بہ حکم احمد بن علی سلیمانی وضاع حدیث اور منکر الحدیث ہے۔ (دیکھو میزان الاعتدال جلد اوّل ص۳۰) پھر یہ حکیم ساٹھ برس تک کافر رہا۔ اور بہت ہی حریص تھا (اسد الغابہ جلد ۳ ص۵۶) فرمائیے حکیم ابن حزام کو ولادت خانہ کعبہ سے کیا فائدہ پہنچا۔ اور اُس نے کونسی اسلامی خدمت کر دکھائی۔ پھر حکیم کی والدہ کیواسطے کب دیوار خانہ کعبہ شق ہوئی۔ اور اُنکے واسطے کب جنت کے میوہ جات آئے۔ اور کب تسہیل ولادت ہوئی۔ کب حوران بہشتی و بی بی مریم و آسیہ ان کی مدد کو آئیں۔ اگر یہ نہیں تو دونوں کی ولادت مساوی درجہ کی نہیں ہوسکتی ۔ فافہم وتدبر۔

(ب) حکیم بن حزام کی والدہ طواف کر رہی تھی۔ کہ اُس کو دھکا لگا۔ اور بچہ پیدا ہوگیا ؎

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

(۷) اظہارِ اسلام ۶۱۰ء ۔ چالیس سال کی عمر میں ۶۱۰ء میں جناب سیدنا محمد مصطفےٰ صلعم کو نبوت کا دعویٰ کرنیکا حکم صادر ہوا۔ اعلانِ نبوت پر سوموار کے روز جناب صدیقۃ الکبریٰ اُم المومنین بی بی خدیجہ علیہا السلام نے اسلام قبول فرمایا۔ اور منگل کے روز جناب امیرؑ نے دعوتِ حق پر اظہارِ اسلام کیا۔ اسوقت جنابِ اقدس کی عمر ۱۳ سال کی تھی۔ سب سے اوّل آنحضرتؐ پر ایمان لاکر سابقون الاولون کا خطابِ ایزدی حاصل کیا۔ اور تمام دیگر مسلمانوں سے پہلے جناب رسولخدا کیساتھ سات سال تک اکیلے نماز ادا کی جب جناب حضرت جعفر طیار برادر بزرگ حیدر کرارؑ علیہما السلام مسلمان ہوئے وہ بھی نماز میں شامل ہوگئے۔ (دیکھو مدارج النبوۃ معارج النبوۃ جلد دوم۔ روضۃ الصفا حبیب السیر تاریخ الخلفاء سیوطی زمیندار پریس لاہور ص۹)

(ب) معتبر خبر ہے کہ اُسی روز جناب علیؑ ابن ابی طالبؑ ایمان لائے (تاریخ الاسلام علامہ عباسی ص۵۵ تاریخ ابن خلدون کتاب ثانی جلد سوم مترجم ص۲۲۔ روضۃ الاحباب جلد اوّل ص۸۳ منتخب کنز العمال جلد ۹ ص۳۹۶)

(ج) حضرت ابوطالبؑ کا چھوٹا لڑکا حضرت علیؑ سب سے اوّل مسلمان ہوا۔ اپنی گیارہ سالہ عمر میں حضرت محمد صلعم کا رفیق بنا جبکہ وہ اکیلے نماز پڑھنے کو جاتا تو حضرت علیؑ نگہبانی کرتا (سار اسنر گلین صاحب ص۸۱)

(د) جسوقت نماز کا وقت آتا جناب رسولِ خدا صلعم حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو لیکر وادی مکہ میں تشریف لیجاتے جہاں کہ لوگوں کا گذر نہ ہوتا۔ وہاں نمازِ باجماعت پڑھتے اور جناب علیؑ حفاظت فرماتے (معارج النبوۃ رکن ثالث ص۱۶ مطبوعہ مطبع نور لاہور۔ مناقب امیر المومنین عربی ص۱۴ دیکھو)

(۸) حقیقتِ اسلام پر باپ بیٹے کی گفتگو ۔ یہ دونوں بھائی حضرت حیدر کرار و حضرت جعفر طیار علیہما السلام چھپکر پہاڑ کے دروں میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اتفاق سے حضرت ابوطالبؑ اسطرف آنکلے۔ جناب رسولخدا صلعم نے اُن کو

ایمان و اسلام کی دعوت دی۔ ابوطالبؑ نے کہا میں اپنا اور اپنے آباؤ اجداد کا دین نہیں چھوڑ سکتا البتہ تمہاری وجہ سے یہ ہوگا کہ میں تمہاری مخالفت نہ کرونگا۔ اسکے بعد جناب علیؑ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ دیکھو حضرت محمدؐ کا ساتھ نہ چھوڑنا یہ تم کو بھلائی کے سوا اور کچھ نہ سکھائیں گے۔ (ابن خلدون جلد سوم ص۲ مطالب السئول ص۱۱)

(د) جناب ابوطالبؑ نے حضرت علیؑ سے پوچھا اے میرے بیٹے یہ کونسا طریقہ ہے کہ جس پر تم عمل کر رہے ہو جناب علیؑ نے فرمایا خدا کے رسولؐ پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ کہ وہ لائے ہیں میں نے اسکی تصدیق کی ہے۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے اُنکے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اور میں نے ان کا اتباع کیا ہے حضرت ابوطالبؑ نے فرمایا تم ان کی بات ضرور مانو کیونکہ وہ (جناب رسالتمآبؐ) تمکو سوائے نیک بات کے اور کچھ نہیں بتائینگے اور خدائے تعالیٰ تم دونوں کا محافظ ہے۔ اور تمام دشمنوں سے بچانے والا ہے جبتک میں زندہ ہوں تمہاری حفاظت کرتا رہونگا۔ اپنی جان اور روح تمہاری جان پر قربان کرونگا۔ (دیکھو سیرتِ محمدیہ اسحاق۔ معارج النبوۃ رکن ثالث ص۱۷ فصل چہارم واقعہ ثانیہ ایمان امیر المومنین علیؑ۔ روضۃ الصفا فارسی مطبوعہ بمبئی ۱۲۷۱ء جلد دوم۔ ذکر احوال خاتم الانبیاءؐ ص۳۵ سطر اوّل۔ ابن ہشام صفحہ ۱۵۹۔ ابن الاطہر جلد دوم ص۲۳ سیرتِ محمدیہ ص۱۶۹ مطبوعہ جیون پرکاش دہلی۔ تاریخ الاسلام جلد دوم (خلاصۃ الکلام فی تاریخ خیر الانام ص۴۳)

(ذ) ابن اثیر میں اسد الغابہ میں لکھا ہے۔ کہ جب ابوطالبؑ نے جناب رسولِ خدا صلعم اور جناب علی المرتضیٰؑ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور جناب علیؑ دائیں جانب تھے پس حضرت ابوطالبؑ نے حضرت جعفرؑ سے کہا کہ جا تو بھی جا اور نماز میں شریک ہو اور حضرت جعفرؑ بائیں پہلو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے پس حضرت جعفرؑ کا ایمان لانا حضرت علیؑ کے تھوڑے عرصے بعد ہوا (سیرتِ حلبیہ جلد اوّل ص۲۹۶ تاریخ الاسلام جلد دوم ص۴۳)

اعلانِ رسالت و دعوتِ قریش ۴ سنہ بعثت ۔بعثت سے تین سال تک جناب رسالتمآب صلعم خفیہ طور پر دعوتِ اسلام کرتے تھے جتنی کہ مشرکین سے علیحدگی اور اپنے خویش و اقارب کو عذابِ الٰہی سے ڈرانیکا حکم ہوا اور آیت وَاَنذِرْ عَشِیرَتَکَ الْاَقْرَبِینَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ (سورہ شعرا) اور اپنے خویش و اقارب کو ڈرا اور مومنین میں سے اُس مومن کی تواضع کر جس نے تیری تابعداری کی ہے۔ اس پر جناب رسالتمآب صلعم نے اپنے چالیس اقربار کو جمع کر کے دعوتِ اسلام کی اور فرمایا جناب علی المرتضیٰؑ میرا بھائی۔ میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے۔ اس کا حکم مانو (معالم التنزیل) پس جناب امیر علیہ السلام اعلانِ رسالت کے وقت ہی سے وصی اور ولیعہد و جانشین رسول مقبولؐ قرار پا گئے۔

ہجرت حبشہ سنہ ۵ بعثت جب مسلمانوں کے ساتھ کفارِ مکہ کا ظلم زیادہ بڑھا۔ تو جناب رسولخدا صلعم نے مسلمانوں کو حبشہ یعنی ابی سینیا کی طرف ہجرت کا حکم دیا جسکا بادشاہ عیسائی مذہب کا نجاشی تھا مہاجران حبشہ کی تعداد بچوں کو چھوڑکر ۸۰ مرد اور گیارہ عورتیں تھیں۔ یہ لوگ نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں گھر سے نکلے تھے۔ جناب جعفر طیار ابن حضرت ابوطالبؑ شیخ المہاجرین تھے۔ کفارِ مکہ بھی حبشہ میں پہنچ گئے۔ اور نجاشی بادشاہ کو بھڑکایا۔ کہ یہ لوگ جناب سیدنا عیسیٰؑ کو عبد (غلام) کہتے ہیں جس پر مسلمانوں کو بلاکر انکے عقاید پوچھے حضرت جعفر طیارؑ نے جو اُن کے پیشوا تھے۔ بڑی فصاحت اور بلاغت سے سورۂ کھیعص اور سورۂ مریم پڑھی۔ اس پر نجاشی اور اس کے درباریوں پر بڑی رقت طاری ہوئی اور وہ مسلمان ہوگیا۔ اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ اہلبیتِ رسالتؑ میں سے حضرت جعفر طیارؑ کے دستِ مبارک پر بغیر تلوار کے لوگ مسلمان ہوگئے۔ (تاریخ الاسلام صـ۶۴۔ تاریخ الاسلام جلد دوم صـ۵۲ مطبوعہ دہلی۔ تاریخ ابن خلدون کتاب ثانی جلد دوم صـ۲۶)

شعب حضرت ابوطالبؑ سنہ ۷ بعثت جب کفارِ مکہ نے آنحضرتؐ کے قتل کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ تو حضرت ابوطالبؑ نے تمام بنو ہاشم کو لیکر اپنے وسیع مکان میں جسکو گڑھی فرض کرنا چاہئے۔ ماہ محرم کی پہلی تاریخ کو داخل ہوئے۔ کفار کو لڑنے کی ہمت تو نہ ہوئی۔ مگر بنی ہاشم سے بائیکاٹ کردیا یعنی راہ و رسم خرید و فروخت کم کردیا۔ اور قریباً تین سال تک قبیلہ بنی ہاشم و سرورِ عالم صلعم و جناب امیرؑ نے سخت تکالیف اُٹھائیں۔ آخر دسویں سال نبوت کا محاصرہ اٹھایا گیا۔ (تاریخ الاسلام علامہ عباسی صـ۴۷۔ خلاصۃ الکلام صـ۵۵) بھوک سے ہاشمی بچے بلبلاکر روتے اور چلاتے تھے۔ (سیرۃ النبی نعمانی)

وفات حضرت ابوطالبؑ سنہ ۱۰ بعثت۔ نبوت کے دسویں سال شعب سے آٹھ ماہ بعد حضرت ابوطالبؑ نے انتقال فرمایا۔ اور اسکے تین دن بعد حضرت خدیجۃ صدیقۃ الکبریٰ بھی راہیٔ ملکِ بقا ہوئیں۔ حضرت ابوطالبؑ اور حضرت خدیجہؑ کے انتقال سے آنحضرت صلعم کو اس قدر رنج و غم ہوا کہ اس سال کا نام عام الحزن رکھا گیا۔ کیونکہ یہ دونوں آنحضرت صلعم کے وزیر اور مشیر اور حامی و مددگار تھے۔ حضرت ابوطالبؑ نے آنحضرت صلعم اور دین اسلام کی حمایت میں جس قدر کوشش کی حد توصیف سے باہر ہے۔ چنانچہ عبدالحمید بن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے ؎

ولولا ابوطالب و ابنہ — لما مثل الدین شخصا فقاما

فذاک بمکۃ اٰوی وحامی — وھذا بیثرب جاس الحماما

یعنی اگر حضرت ابوطالبؑ اور انکے فرزند دلبند علی المرتضیٰؑ نہ ہوتے تو دین اسلام کبھی صورت پذیر و قائم نہ

ہو سکتا تھا کیونکہ حضرت ابوطالبؑ نے مکہ میں آپ کو پناہ دی آپ کی حمایت کی اور جناب علیؑ نے مدینہ میں اپنے تئیں خوفناک مہلکوں میں ڈالا (تاریخ الاسلام جلد دوم ص۹۵ مطبوعہ دہلی) جناب ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ کیلئے جو جان نثاریاں کیں اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ وہ اپنے جگر گوشوں تک کو آپؐ پر نثار کرتے تھے آپکی محبت میں تمام عرب کو اپنا دشمن بنا لیا۔ آپکی خاطر محصور ہوئے۔ فاقے اٹھائے۔ شہر سے نکالے گئے تین برس تک آب و دانہ بند رہا کیا یہ محبت۔ یہ جوش۔ یہ جان نثاریاں سب ضائع جائینگی (سیرۃ النبی علامہ شبلی نعمانی حصہ اوّل ص۱۸۹ سطر اخیر)

معراجِ آسمانی - نبوت کے بارہویں سال جناب رسولِ خداؐ کو معراجِ جسمانی حاصل ہوا اور حضورِ انور نے علاوہ سیرِ آسمانی علو مراتب و قاب قوسین او ادنیٰ حاصل ہوئی اور حضورِ انور صلعم کے وصی سیدنا علی المرتضیٰؑ کو بھی درجات و اختصاص حاصل ہوئے اور خداوند کریم جلّ شانہٗ نے جناب رسول کریم صلعم سے اس طرز و لہجہ میں گفتگو فرمائی۔ گویا جناب علی المرتضیٰؑ بول رہے ہیں۔ (دیکھو ارجح المطالب باب چوتھا ص۱۳۴)

(ب) جناب رسولِ خدا صلعم نے بعد مراجعت معراج شریف جناب علی المرتضیٰؑ کو فرمایا کہ میں نے تیری صورت چوتھے آسمان پر دیکھی جسکی فرشتے زیارت کرتے ہیں۔ آپکے دیدار سے تبرک ڈھونڈھتے ہیں۔ بعد ازاں تمہارے محل میں آیا۔ آپکی درخت کو میں نے سونگھا وہ درخت دو حصے ہو گیا۔ اُسکے درمیان سے ایک حورِ خوبصورت نکلی مُنہ پر نقاب تھا میں نے اُس سے پوچھا تُو کون ہے۔ اُس نے عرض کی کہ حضورِ انور کے برادر جناب علی حیدر صفدرؑ کے واسطے پیدا کی گئی ہوں۔ (دیکھو معارج النبوۃ جلد ثانی۔ رکن سیوم صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ مطلع نور لاہور)

فصل در بیانِ ہجرت النبیؐ و خلافت الوصیؑ و شجاعت المرتضویؑ علیہ السلام

(۱) جب جناب امیرؑ بائیس ۲۲ سال کے ہوئے تو سرتاجِ دو جہاں بشیر و نذیر صلعم نے ایذا و تکالیف قریش سے تنگ آکر بحکم خداوند کریم جلّ شانہٗ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ یہ ۱۶۔ جولائی ۶۲۲ سنہ عیسوی کی رات تھی اور بعثت یا نبوت کو تیرہ سال مکہ معظمہ میں ختم ہو چکے تھے +

سنہ ۱ ہجری شبِ ہجرت - ابوسفیان و ابوجہل و دیگر کفار مشرکین نے جناب رسولِ خداؐ پر یکبارگی حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تو حضرت جبرئیلؑ نے جناب سرورِ عالم صلعم کو خبر دی۔ مخالفین آپکے دروازے پر قتل کیواسطے جمع تھے۔ کہ حضورؐ نے ایک مٹھی خاک اپنے دستِ مبارک سے اسپر سورۂ یٰسین فھم لا یبصرون تک پڑھکر کافروں کے سروں پر پھینکی اور مجمع سے صاف نکل گئے اور جناب علی المرتضیٰؑ کو اپنی سبز چادر یمانی میں بسترِ نبوتؐ پر سُلا گئے جناب امیرؑ

بلا خوف وخطر سوتے رہے۔ اور تمام مشرکین وکفار نیزے اور تلواریں لیکر کھڑے رہے۔ اور پتھر مارتے رہے (روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۵۵ مطبوعہ بمبئی۔ تاریخ الاسلام جلد دوم ص۶۷۔ مطالب السئول ص۳۶)

(۲) اس رات جبکہ جناب علی المرتضیٰؑ نے جان نثاری و وفاداری دکھائی تو خداوند تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ وحضرت میکائیلؑ کو وحی فرمائی کہ میں نے تمہارے درمیان بھائی چارہ باندھا ہوا ہے۔ ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ بنائی ہے۔ تم سے کون ہے جو اپنی زندگانی کو اپنے دوست کو دیدے۔ ان ہر دو مقرب فرشتوں نے عرض کی کہ ہم اپنی حیات کو دوست رکھتے ہیں اور اپنی زندگانی کا اختیار دوسرے کو نہیں دیتے۔ خدائے تعالےٰ جل شانہٗ کا حکم کہ تم دونوں علیؑ کے مثل نہیں ہو میں نے اسکو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کا بھائی بنایا ہے۔ دیکھو وہ اپنے بھائی کے بستر پر سو رہا ہے۔ اور اپنی جان کو میرے رسول مقبولؐ پر قربان کرتا ہے۔ اور اپنی زندگی کو اس پر فدا کر رہا ہے۔ تم دونوں زمین پر جاؤ اور اس کو اُسکے دشمنوں سے بچاؤ۔ خداوند کریم کے حکم سے وہ فرشتے آسمان سے زمین پر نازل ہوئے حضرت جبرئیلؑ جناب امیرؑ کے سر مبارک کیطرف اور حضرت میکائیلؑ پائے مبارک کی طرف ہو بیٹھے اور تمام رات حفاظت کرتے رہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا۔ بخ بخ مَنْ مِثْلُکَ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبْ یباہی اللہ بک الملائکۃ ونزلت الایۃ۔ یعنی شاباش مبارک ہو یا علیؑ۔ تمہاری مانند کون ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ تیری ذات سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ اور حق تعالےٰ جل شانہٗ نے اس صلہ جوانمردی وجاں نثاری میں یہ آیت اُتاری وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝ (پ۲۔ البقر) اور بعض لوگوں میں سے وہ ہے جو اپنی جان کو خدا کی رضامندی کیواسطے بیچتا ہے۔ اور اللہ بندوں پر شفقت کرنیوالا ہے۔ (دیکھو معارج النبوۃ۔ رکن چہارم ص۳) (الف) دیکھو تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد دوم ص۲۸۳ سطر آخر مطبوعہ مطبع عامرہ مصر۔ (ب) دیکھو تفسیر نیشاپوری بر حاشیہ تفسیر طبری مطبوعہ مصر جلد دوم ص۲۸ (ج) دیکھو تاریخ خمیس جلد اوّل ص۳۲۵ مطبوعہ مصر۔ تذکرہ خواص الامۃ ص۲۱ حدیث لیلۃ الہجرۃ۔ جب جناب رسول اللہ صلعم نے ہجرت فرمائی۔ تو جناب علی المرتضیٰؑ لباس رسول صلعم میں ملبوس ہو کر بستر نبوتؐ پر سو رہے۔ اور مشرک جناب رسول صلعم کو ایذا دیتے تھے جناب ابوبکر تشریف لائے اور جناب علیؑ کو رسول اکرم صلعم سمجھ کر پکارنا شروع کیا۔ یا نبی اللہ الاخرہ (تذکرہ خواص الامۃ ص۲۱) (د) دیکھو تاریخ حبیب السیر بمبئی جزو سیوم جلد اوّل ص۲۴ (ھ) دیکھو روضۃ الصفا فارسی جلد دوم بمبئی ص۵۵ سطر ۲۲ (و) تفسیر روح المعانی جلد اوّل ص۳۹۹ سطر ۳۰۔ مناقب امیر المؤمنینؑ بی بمبئی ص۳۶ (ز) احیاء العلوم غزالی۔ روضۃ الاحباب جلد اوّل۔ سیرت المحمدیہ۔ کفایت الطالب وغیرہ

جناب امیرؑ کو ایذا رسانی - علی الصّباح کفّار تلواریں کھینچکر گھر میں گھس پڑے۔ جناب امیرؑ اپنے بستر سے اُٹھنے لگے تو انہوں نے پوچھا محمدؐ کہاں ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ جہاں ہیں خدا کی پناہ میں ہیں۔ مشرکین حیران ہوکر شرمندہ ہوگئے۔ اور جناب امیرؑ کو کچھ زمانے کے لئے قید کرلیا۔ آخر باشارۂ ابو لہب انکو چھوڑ دیا (معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۳ و ۴۔ مطالب السئول صفحہ ۳۶۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۵۵۔ تاریخ الاسلام مطبع دہلی صفحہ ۹۷۔ سیرۃ النبی حصّہ اوّل صفحہ ۱۹۸)

(ب) قریش نے جناب علیؑ کو مارا، بُرا بھلا کہا۔ اور کعبہ میں اُن کو نکال لائے ایک گھنٹہ قید رکھ کر چھوڑ دیا۔ (ارجح المطالب باب چوتھا صفحہ ۴۷۔ تاریخ خمیس جلد اوّل صفحہ ۳۲۵۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۵۵۔ تاریخ طبری صفحہ ۲۔ سوانح عمری پیغمبر اعظم صفحہ ۲۰۴ دیکھو)

اشعارِ مرتضوی - جناب امیرؑ نے اس شب ہجرت میں یہ چند اشعار تصنیف فرمائے ؎

وقیت بنفسی خیر من وطی الحصا — ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر

رسول اللہ خاف ان یمکروبہ — فنجاہ ذو الطول الالٰہ من المکر

فبات رسول اللہ فی الغار آمنا — موقی وفی حفظ الالٰہ وفی ستر

اقام ثلاثا ثم زمت قلائص — قلائص یفرین الحصی این ماتفر

وبت اراعیہم ما یثبتوننی — فقد وطنت نفسی علی القتل والاسر

اردت بہ نصر الالٰہ تبتلا — واضمرتہ حتّی اوسد فی قبر

(دیکھو معارج النبوۃ۔ رکن چہارم صفحہ ۳۔ تفسیر ثعلبی۔ ارجح المطالب باب چہارم صفحہ ۴۷۔ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۵ نقلاً از مواہب لدنیہ و روضۃ الاحباب۔ تاریخ خمیس دیار بکری جلد اوّل صفحہ ۳۲۵۔ روضۃ الاحباب جلد اوّل صفحہ ۱۲۸ سطر اخیر۔ مناقب امیر المومنین صفحہ ۳۶) **ترجمہ** - میں نے اپنی جان کے عوض میں اس عالی منزلت شخص کو بچایا جو پاؤں سے پتھریوں یا کنکروں کے روندنے والے اور خدا کے پرانے گھر اور اس جگہ کے طواف کرنے والوں اور حجر اسود کے بوسہ دینے والوں سے افضل ہے۔ خدا کے رسولؐ کو اندیشہ ہوا کہ دشمن ان کو نقصان پہنچائینگے۔ پس خدا نے جو بڑا قدرت والا اور صاحبِ فضل و بزرگی ہے اس پیغمبرؐ کو انکے شر سے بچالیا۔ پس رسولِ خداؐ نے غار میں امن سے رات کاٹی دشمن سے بچانے والے خدا کی حفاظت اور حجاب قدرت میں۔ تین دن وہاں غار میں ٹھہرے رہے۔ پھر ناقوں کو مہاریں دی گئیں جو ایسے تیز رفتار تھے کہ ہر طرف

پتھر اور کنکریوں کو روندتے چلے جاتے تھے، اور میں نے دشمنوں کے حملے کی انتظار میں رات کاٹی اور مجھے زخمی یا گرفتار نہ کر سکے کیونکہ بے شبہ قتل و قید سے نہ ڈرنا میری جبلی عادت ہے میں نے ہر چیز سے قطع نظر کر کے محض خدا کے دین کی امداد کی نیت سے کیا ہے۔ اور آئندہ بھی یہی ٹھان لی ہے جب تک کہ قبر میں تکیہ لگا کر نہ لیٹوں۔ انتہیٰ۔ تذکرہ خواص الامۃ صلا۲

غار ثور۔ قول تعالیٰ ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا الخ (سیپارہ دسواں۔ رکوع گیارہواں) **ترجمہ** اللہ نے اپنے رسولؐ کی مدد اس وقت بھی کی تھی جب کافروں نے اسکو ایسا بے سروسامان گھر سے نکال باہر کیا صرف دو آدمی اور دو میں دوسرے پیغمبرؐ اس وقت یہ دونوں غار ثور میں تھے اور اسوقت پیغمبر اپنے ساتھی کو سمجھا رہے تھے کہ کچھ رنج و فکر نہ کرو۔ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اپنے پیغمبرؐ پر اپنی طرف سے تسلّی اُتاری اور اُن کو فرشتوں کی ایسی فوجوں سے مدد دی جن کو تم لوگ نہ دیکھ سکے۔

(الف) جب رسول اللہ صلعم رات کو غارِ ثور کیطرف نکلے تو حضرت ابوبکر بھی جناب علی المرتضیٰ سے آپکا پتہ دریافت کر کے انکے پیچھے روانہ ہو گئے جب آنحضرتؐ غار ثور کے قریب پہنچ گئے تو آہٹ سنی تو سہم گئے کہ کہیں کوئی پکڑنے نہ آیا ہو مشرک خیال کیا۔ جب حضرت ابوبکر نے کھنکورا تب آنحضرتؐ نے انکو پہچان لیا اور ٹھہر گئے اور دونوں ملکر روانہ ہوئے (دلائل النبوۃ۔ ابن مردویہ تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ ۲۴۰ سطر ۸ مطبوعہ مصر۔ تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۴)

(ب) کفار و مشرکین مکہ معظمہ نے جناب رسالتمآب صلعم کی جستجو شروع کر دی۔ تمام اطراف و اکناف میں پیادے و سوار دوڑائے اور تمام بیابان و پہاڑ ڈھونڈ مارے آخر کار جبل ثور پر چڑھ آئے۔ جب حضرت ابوبکر نے انکے پاؤں کی آہٹ سنی تو ڈر گئے اور آنسو بہانے لگے۔ سرورِ عالم صلعم نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا مت ڈر تحقیق خدائے تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ جب کفار نے دیکھا کہ مکڑی نے جالا تنا ہے اور کبوتر نے انڈے دیئے ہیں اور درخت خاردار پیدا ہو گیا ہے۔ تو کہنے لگے اگر اس غار میں کوئی بشر ہوتا تو کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا ٹوٹا ہُوا ہوتا شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔ (دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۔ شواہد النبوۃ۔ مدارج النبوۃ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۶۰ مطبوعہ بمبئی۔ تاریخ خمیس جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۶ روضۃ الاحباب جلد اوّل خلاصۃ الکلام فی تاریخ خیر الانام جلد دوم صفحہ ۶۰۔ تاریخ الاسلام علّامہ عباسی صفحہ ۸۲ و ۸۳ تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۴ صفحہ ۶۴۳ سطر ۱۶ مطبوعہ مصر (لائبریری نواب صاحب ٹیری ضلع کوہاٹ)

حضرت ابوبکر کا گریہ۔ جب کفارِ قریش کے پاؤں کی آواز حضرت ابوبکر کے کان میں پڑی تو انہیں بڑی ہی تشویش ہوئی اور آپ گھبرا کر کہنے لگے کہ ہم یہاں صرف دو آدمی ہیں، ہماری ہستی ہی کیا ہے۔ اب ہم ان لوگوں کے ہاتھ سے بچ نہیں سکتے۔ ہمیں تلوار کی گھاٹ اتار دینگے حضرت رسول کریم صلعم نے جنہیں خدائے قوی العزیز اور اپنی صداقت پر کامل بھروسہ تھا۔ اپنے رفیق کی تسلی و تشفی فرمائی اور فرمایا کہ ہم دو نہیں بلکہ تین ہیں اور وہ تیسرا بہت زبردست ہے۔ (دیکھو کتاب الخضری پیغمبر اعظم سُنّی المذہب صـ۲۰۳۔ تاریخ الاسلام علامہ عباسی صـ۸۳)

(ب) حضرت ابوبکر متعاقبین کی آواز سنکر مضطرب ہوگئے اور کانپنے لگے اور فرمانے لگے کہ ہمارے تعقب کرنیوالے تو بہت ہیں۔ اور ہم دو ہی ہیں پیغمبر خدا نے فرمایا۔ ڈرتے کیوں ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ (تاریخ الاسلام جلد دوم مطبوعہ دہلی صـ۹۸)

(ج) فبکیٰ ابوبکر خوفاً علیٰ رسول اللّٰہ فقال علیہ السلام لَاتحزن انّ اللّٰہ معنا فقال ابوبکر انّ اللّٰہ لمعنا۔ فقال رسول اللّٰہ صلعم نعم فجعل یمسح الدموع من خدّہٖ۔ جب حضرت ابوبکر نے کافروں کو دیکھا کہ غار کے نزدیک آگئے ہیں۔ تو رسول اللہؐ کے خوف کیلئے رو پڑے یعنی ابوبکر کے آنسو گر پڑے پس آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ لَاتحزن انّ اللّٰہ معنا۔ تو نہ ڈر تحقیق اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے پس ابوبکر نے کہا۔ کیا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا۔ ہاں پس ابوبکر اپنے رخساروں کے آنسو پونچھتے تھے۔ تفسیر کبیر رازی جلد ۴ صـ۶۴۳ مطبوعہ مصر)

(د) فقال یا ابابکر ما ظنّک باثنین اللّٰہ ثالثھما۔ (مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جزو اوّل صفحہ ۴ سطر ۱۳-۱۴ مسند ابی بکر۔ از اسلامیہ کالج پشاور) صاحب تحفۃ الاحباب صاحب سیرۃ محمدیہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر سانپ کے کاٹنے کی تکلیف سے رو رہے تھے (خلاصۃ الکلام تاریخ اسلام جلد دوم صـ۹۸۔ دیر و نگ خمیس وغیرہ)

(ہ) حضرت ابوبکر کا آنحضرت صلعم کو کاندھے پر غار تک پہنچانا کسی معتبر تواریخ سے ثابت نہیں محض خوش اعتقادوں کی بندش ہے۔ (تاریخ اسلام جلد دوم۔ خلاصۃ الکلام فی تاریخ خیر الانام صـ۹۸ دیکھیں)

(و) **خطرہ مال و جان**۔ جناب ام المومنین بی بی عائیشہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر کے پاس گھر میں نقد پانچہزار درہم تھے چلتی دفعہ سب اٹھا کر لیگئے۔ ابو قحافہ میری نابینا دادا نے کہا کہ ابوبکر نے تمکو سختی میں چھوڑ دیا۔ اور تمہارے واسطے کچھ نہ چھوڑ گیا میں نے کہا دادا جان وہ ہمارے واسطے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں جہاں حضرت ابوبکر روپیہ رکھتے تھے وہاں میں نے پتھر کے ٹکڑے لاکر رکھدیئے اور کپڑا ڈھانک دیا اور دادا جان کو وہ جگہ دکھادی دُ

میں نے کہا کہ یہ مال ہمارے واسطے چھوڑ گئے ہیں۔ ابوقحافہ نے کہا کہ غم مت کھاؤ یہ تمہارے واسطے کافی ہے۔ (دیکھو روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۵۴ مطبوعہ بمبئی) پس حضرت ابوبکر کو اپنے مال وجان کا خطرہ تھا کہ رو پڑے۔ حضرت ابوبکر کے گریہ کے سبب میں علماء اہلسنت کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خوف جان ومال سے رو پڑے بعض کہتے ہیں کہ سانپ کے کاٹنے سے رو پڑے اور بعض کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا کی واسطے روئے تھے غرض جتنے منہ اتنی باتیں

غار میں کھانا کون لاتا تھا بعض سُنّی مورخین لکھتے ہیں کہ غار ثور میں عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور اسماء بنت ابوبکر یہ دونوں بہن بھائی آنحضرتؐ اور اپنے باپ کے واسطے کھانا لاتے تھے اور عبدالرحمٰن دو اونٹ اور دو پوشاکیں لایا اور حضرت ابوبکر کا چرواہا دودھ پہنچاتا تھا مگر علامہ سیوطی اپنی تفسیر درمنثور جلد سیوم صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ مصر پر اسکے برعکس فرماتے ہیں۔ قال فمکث ہو وابوبکر فی الغار ثلثۃ ایام یختلف الیہم بالطعام عامر بن فہیرۃ وعلی رضی اللہ عنہ یجہزھم فاشتروا ثلثۃ اباعر من ابل البحرین واستاجر لہم دلیلا فلما کان بعض اللیل من اللیلۃ الثالثۃ اتاھم علی رضی اللہ عنہ بالابل والدلیل فرکب رسول اللہ صلعم واحد و رکب ابوبکر آخر فتوجہوا المدینۃ وقد بعث قریش فی طلبہ (درمنثور سیوطی صفحہ ۲۴۰) یعنی آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر تین روز غار میں رہے۔ عامر بن فہیرہ کھانا لاتا تھا۔ اور حضرت علیؑ اس کا سامان کرتے تھے۔ بحرین کے اونٹوں سے تین اونٹ خریدے اور ایک رہنما مقرر کیا جب تیسری رات ہوئی تو حضرت علیؑ اونٹ اور رہنما لیکر آگئے۔ اور رسول اللہ صلعم اپنے اونٹ پر دوسرے پر حضرت ابوبکر سوار ہوئے اور راہی مدینہ ہوئے اور قریش نے حضرت صلعم کی گرفتاری کیواسطے لوگ بھیج رکھے تھے (تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۹۷ بروایت طبری وسیرۃ محمدیہ درمنثور سیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۴۰ سطر ۸ مطبوعہ مصر اور تفسیر روح المعانی علامہ شہاب الدین بغدادی جلد ۳ صفحہ ۳۰۰ سطر ۲۲ مطبوعہ مصر)

(**نکتہ**) یہ اصل حقیقت ہے۔ ہر ایک مومن ومحقق سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب حضرت ابوبکر نے تمام اپنا مال پانچہزار درہم گھر سے اُٹھا لیا تھا۔ اور اسکی جگہ پتھر رکھے گئے تھے تو کھانا پتھروں کا پک کر آتا تھا۔ اور اونٹ کس کے خریدے گئے۔ اور جب حضرت ابوبکر خود جناب علی المرتضیٰؑ سے پتہ ونشان سرور دو جہان صلعم پوچھکر غار ثور کو روانہ ہوئے تھے راستے میں آنحضرت صلعم سے ملاقات ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے انکو مشرک گرفتار کنندہ خیال کیا تھا تو وہ اپنے صاحبزادوں کو اپنا ٹھکانا کیسے بتا آئے تھے۔ پس حضرت ابوبکر کے دولت خانہ سے طعام پک کر غار ثور میں آنا یار لوگوں کا فسانہ اور فضائل مرتضویؑ کا مٹانا ہے۔

(ب) عبداللہ بن اریقط دیلی ایک رازدار رہبر بھی حضرت علیؑ کی معرفت اجرت پر مقرر کر لیا تھا۔ تین دن

بعد غار ثور پر اونٹ دے جا کر آنحضرت صلعم کو مدینہ پہنچاوے۔ (مروج الذہب۔ تاریخ خمیس دیاربکری ص۳۶۵ تاریخ الاسلام جلد دوم مطبوعہ دہلی ص۹۷)

اونٹ کا نوسو درہم پر بکنا شیخ عبدالحق صاحب دہلوی مدارج النبوۃ جلد دوم ص۱۰ مطبوعہ نولکشور پر لکھتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر کے پاس دو اونٹ تھے کہ چار سو درہم بروایتے آٹھ سو درہم کو خریدے تھے اور چار ماہ تک گھاس دانہ کھلایا تھا اور موٹا کیا آنحضرت صلعم کے سامنے پیش کئے کہ قبول فرمائیں لیکن آنحضرت صلعم نے قیمت کی شرط پر ایک اونٹ خرید لیا اور نوسو درہم ادا کئے اور نہ چاہا کہ راہ خدا میں کسی کی مدد و استعانت ہو (زیادہ دیکھو روضۃ الصفا جلد دوم ص۵۶۔ سیرۃ النبیؐ جلد ۱ ص۱۹۸)

(الف) حضرت ابوبکر نے اپنے دو اونٹوں کو چار ماہ تک کیکر کے پتے کھلا کر موٹا کیا تھا جناب رسولخداؐ سے عرض کی۔ کیا میں بھی آپکے ساتھ چلوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا نعم ہاں حضرت ابوبکر نے کہا یا حضرت ایک اونٹ آپ لے لیں۔ قال رسول اللہ صلعم بالثمن۔ جناب رسول خدا صلعم نے دام دیکر لینا چاہا (دیکھو صحیح بخاری کتاب المناقب۔ باب ہجرت۔ پندرہواں پارہ صفحہ ۶۲۔ احمدی پریس لاہور)

براہینِ صابریہ۔ واقعاتِ شب ہجرت پر مومنین مخلصین کیواسطے نکات عجیبہ بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) اس واقعہ شب ہجرت سے جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کی کمال شجاعت۔ جان نثاری۔ ایثارِ نفسی۔ حقیقی قربانی اور خلافت بلافصل ثابت ہوتی ہے۔ کہ دشمنوں کی تلواروں۔ نیزوں اور پتھروں کے سایہ کے نیچے رات بسر کی۔ مگر رضائے الٰہی میں اُف تک نہ کی۔ بلا خوف و خطر بستر نبوتؐ پر لیٹے رہے۔ معصوم نبی صلعم کے بستر مبارک پر معصوم وصی و جانشین ہی سو سکتا ہے ؎

حق دار بھی ہے خویشِ رسول امیں بھی ہے ۔۔۔ سویا جو فرش پر وہی مسند نشیں بھی ہے۔

(۲) جناب امیر علیہ السلام ہی ہجرت کے سبب فاعلی ہیں۔ اگر وہ جناب بستر رسالت پر نہ سوتے تو ہجرت ہی نہ ہوتی۔ یہ تمام مہاجرین صحابہ پر جناب امیر علیہ السلام کا احسان ہے۔

(۳) شب ہجرت میں بلا کھٹکے بستر رسول صلعم پر سونا اور اپنی جان کو فدا کر کے خداوند کریم کو سپرد کرنا یہ سب پہلا موقعہ ہے۔ کہ جو وعدہ جناب علی المرتضیٰؑ نے دعوت قریش میں فرمایا تھا اسکو پورا کر دکھلایا۔

(۴) جناب امیرؑ حضرت عیسیٰؑ کے مشہور حواری سینٹ پیٹر سے بدرجہا افضل ثابت ہوگئے کہ جس نے جناب مسیحؑ کو خلافِ شان لفظوں سے یاد کیا۔ اور پیرو ہونے سے انکار کیا۔ اور اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ یہوداہ سکریوطی درجہ

بہتر تھے۔ کہ جس نے جناب مسیحؑ کو تیس ۳۰ درہم لیکر پکڑوا دیا۔ مگر جناب سیدنا و مولانا علی المرتضیٰؑ نے اپنی نوجوان عمر میں صداقت شجاعت۔ وفاداری و غم گساری کا بیّن ثبوت دیدیا۔ کفار و مشرکین سے ڈرانے و دھمکانے پر رازِ نبوّی کو افشا نہ کیا۔ تمام دُنیا کو ثابت کر دکھایا کہ حقیقی غمخوار و جان نثار ایسے ہُوا کرتے ہیں ❖

جناب مسیحؑ کے حواری شمعون پطرس اور جناب امیرؑ کی وفاداری کا مقابلہ کر لو ❖

(الف) یوحنا کی انجیل باب ۱۸ آئت ۲۵ پر ہے شمعون پطرس کھڑا تاپ رہا تھا پس اُنہوں نے اس سے کہا۔ کیا تو بھی اسکے شاگردوں میں سے ہے۔ اُس نے کہا میں نہیں ہوں جس شخص کا پطرس نے کان اُڑا دیا تھا اس کے ایک رشتہ دار نے جو سردار کاہن کا نوکر تھا کہا۔ کیا میں نے تجھے اس کے ساتھ باغ میں نہیں دیکھا پطرس نے پھر انکار کیا۔ اور فوراً مرغ نے بانگ دی۔ (متی ۲۶/۷۰ لوقا ۲۲/۵۸)

(ب) حواری یہوداہ اسکریوطی کا جناب مسیحؑ کو پکڑوانا۔ دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۸ "یسوعؑ یہ باتیں کہہ کر اپنے شاگردوں کیساتھ قدرون کی نالی کے پار گیا۔ وہاں ایک باغ تھا۔ اس میں وہ اس کے شاگرد داخل ہوئے اور اس کا پکڑوانے والا یہوداہ بھی اس جگہ کو جانتا تھا۔ کیونکہ یسوعؑ اکثر اپنے شاگردوں کیساتھ وہاں جایا کرتا تھا پس یہوداہ سپاہیوں کی پلٹن اور سردار کاہنوں اور فریسیوں سے پیادے مشعلوں اور چراغوں اور ہتھیاروں کے ساتھ وہاں آیا۔ (متی ۲۶/۴۷ و لوقا ۲۲/۴۷ و مرقس ۱۴/۴۳)

(۵) جس قدر متانت تسلیم اور رضا سے جناب امیرؑ نے اس موت کا منظر دیکھا۔ جو جناب امیرؑ کے معلم روحانی مقدس و معصوم محبوب سبحانی و رسول یزدانی علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے لیے تجویز کی گئی تھی۔ یہ وصف سوائے ذات بابرکات ولی الکائنات علیہ السلام کے کسی دوسرے اصحاب باوفا میں نہیں پایا گیا ❖

(۶) جناب امیرؑ کا قتل ہو جانے کے لئے بےخوف۔ بلا عذر۔ بلا جھجک سو رہنا۔ اور اُن کی بلند خیالی کی گرفت متذکرۂ صدر مہارِ تخیّل سے کہیں بالاتر ہے۔ جسے خاموش سُنیئے اور خاموش لُطف اُٹھایئے۔ (اظہار)

(۷) گو آنحضرت صلعم کو معلوم تھا کہ جناب علیؑ کا بال بیکا نہ ہوگا لیکن پھر بھی حضرت علیؑ کی ہمت دیکھنی چاہیئے کہ اُنہوں نے کس جوانمردی سے معرضِ ہلاکت میں اپنی جان ڈالنی منظور کر لی۔ اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ اُنہوں نے جو وعدہ پیغمبر خدا صلعم کی مدد کے لئے کیا تھا۔ اس کو سچّا کر دکھایا۔ (تاریخ الاسلام عبّاسی صہ ۱۸۱)

(۸) جناب امیرؑ کا بسترِ نبوت پر بہ رضائے الٰہی میں سونا اسلام اور بانئ اسلام کی ہر حالت میں صداقت و سچائی کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر جناب امیرؑ نہ سوتے تو ہجرت بھی نہ ہوتی۔ کیونکہ باقی صحابہ میں سے کوئی ایسا مرد دلاور نہ تھا۔

اور نہ ہی کسی کو سرورِ عالم صلعم سے زیادہ تقرب حاصل تھا۔ نہ کسی کا خون ملا ہوا تھا۔ اگر کوئی اور اصحاب سوتا تو پردہ فاش ہوجاتا۔ یا تو وہ ڈر کے مارے خود ادھ مُوا ہوجاتا یا کفار مشرکین کو جھٹ نشان و پتہ رسول مقبول صلعم بتادیتا۔ دیگر کفارِ مکہ معظمہ کو طعنہ کا بھی موقعہ مل جاتا کہ واہ کیسا نبی و رسول تھا خود تو خویش و اقارب بچا کے ہجرت کر گئے اور باقی اصحاب کو جو رشتہ دار نہ تھے خطرے میں ڈال گئے۔ اگر نبی برحق ہوتا تو اپنے کسی رشتہ دار قریبی کو سُلا جاتا۔ پس طعن کو دُور کرنے اور اپنی نبوت کی صداقت اور اپنے ابنِ عم کو وصی و خلیفۃ اللہ بنانے کے لئے بسترِ نبوت پر سُلا گئے۔ کہ جس سے نبوت و رسالت کی تصدیق کر گئے۔ کہ آڑے اور مشکل وقت مصیبت میں اپنے عزیز اور حقیقی جاں نثار، وفادار مومن کامل ہی کام آیا کرتے ہیں۔ جناب امیرؑ کی حقیقی قربانی نے جناب سیدالابرار احمد مختار صلعم اور جناب یارِ غار کو بچا دیا۔ اور دینِ اسلام کی بنیاد قائم کر دی ✦

(۹) بائیس سال کی عمر میں کفار و مشرکین کے نرغہ میں محصور ہوکر جناب سید المرسلین صلعم پر جان قربان کرنا اور اس اوائل عمر میں بغیر مونس و مددگار مقابلہ کفار کو تیار رہنا۔ جناب امیرالمومنینؑ کے ایمان کی کمالیت اور فطرت امامت اور خلافت بلافصل کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ سب سے مشکل وقت جان فدا کرنا۔ امرِ عظیم کو جس پر وہ مامور کئے گئے تھے بلاخوف و خطر انجام دینا سب سے زیادہ جاں نثار، بہادر وفادار ہی کا کام ہے اُنکی شہادت و مثال آج تک کوئی نہ پیش کر سکا ✦

(۱۰) جناب مولانا علی المرتضیٰؑ کے قتل ہوجانے کیلئے بسترِ نبوت پر خوشی خوشی لیٹا رہنا۔ گو آپکا قتل واقع نہ ہوا ہو لیکن زندگی میں مرتبۂ شہادت و فنافی الرسولؐ کا حاصل کر لینا ہے۔ کیونکہ اقدام کسی فعل کا ارتکابِ فعل کے برابر ہوتا ہے ✦

(۱۱) ایک درجہ شہادت کا تو وہ ہے۔ کہ جو مسلمان جنگ میں اعلاءِ کلمۃ اللہ کیخاطر قتل ہوجائے۔ لیکن اس سے بھی بالاتر وہ درجۂ شہادت فضیلت رکھنے والا ہے۔ جو کوئی عوضِ جان پائے اسلام کے بہ نیتِ حقیقی اپنا قتل ہوجانا بخوشی گوارا کرے۔ گو قتل واقعہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور اسی درجۂ شہادت کے اجر کو اپنی پاک زندگی میں ہی جناب امیرؑ نے حاصل کیا ہے۔ جس وجہ سے گویا ذوالشہادتین ہیں ✦

(۱۲) جناب امیر علیہ السلام نے اپنی جان پر کھیل کر بہ طفیل پیغمبر صلعم جناب ابوبکر کی بھی جان بچا کر ان پر احسان فرمایا تھا جسے اُنہیں ہرگز نہ بھولنا چاہیئے تھا ✦

(۱۳) جیسا اطمینانِ قلب سرورِ دوجہاں صلعم کو خداوند کریم ایزد منان نے عطا فرمایا تھا۔ ویسا ہی جناب شاہِ مردان علیہ السلام کو قلبِ مطمئنہ حاصل تھا۔ اِس لئے وہ شبِ ہجرت میں نہ ڈرے ✦

(۱۴) بائیس سالہ جوان مکہ شریف کے کچے مکان کے اندر کفار و دشمنوں کے نرغے میں بلاخوف و خطر اطاعت اللہ

واطاعت رسولؐ اللہ میں اکیلا سوتا ہے۔ ادھر غارِ ثور میں چالیس سالہ بزرگ اونچے پہاڑ کی چوٹی پر سنگین قلعہ کے اندر پناہ و شوکت صلعم کے باوجود روتا ہے۔ فرمایئے ان دونوں میں افضل و شجاع و بہادر کون ہوتا ہے +

(۱۵) چونکہ حضرت ابوبکر صاحب چالیس سال تک بُت پرستی کرتے رہے اور جاہلیت کے تمام افعال میں مستغرق رہے۔ کفّار و مشرکین کے گھر بتوں میں پرورش پائی اور چالیس سال کے بعد اسلام نے انکے کفر و شرک کو دُور کر دیا تھا۔ مگر ابھی نو مسلم ہونیکے باعث اسرار و توحید و انوارِ نبوّت کا حقہ اثر پذیر نہ ہوئی تھی۔ اسلئے انکو ابھی تک قلبِ سلیم حاصل نہیں ہوا تھا۔ کہ باوجود مصاحبت جناب رسالتمآبؐ و حفاظت حقیقی حق تعالیٰ کے وہ ڈرنے لگ گئے اور فرمانے لگے اِنّ اللہ لمعنا کیا اللہ ہمارے ساتھ ہے؟ گویا اتنک یارِ غار کو اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے اور اس کی معیّت کی خبر تک بھی نہ تھی۔ ڈرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے اُدکھنا یا رسول اللہ اے اللہ کے رسولؐ کافروں نے ہمکو آلیا جس پر لَاتَحْزَن اِنّ اللہ معنا کا فرمان جاری ہوتا ہے۔ ادھر مکہ معظمہ میں قریشی الہاشی نوجوان تن تنہا اکیلا موت کے جنگل میں ہے۔ اُف تک نہیں کرتا۔ اور بڑی خوشی و متانت و دلیری سے کفّار کو جواب دیتا ہے جس پر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ کا تمغہ عطا ہوتا ہے۔ فرمایئے نورِ عرفان تزکیۂ نفس۔ ایمانِ کامل و قلبِ سلیم کس کو زیادہ حاصل تھا اور حقیقی خلیفہ و ولیعہد و وفادار یا غمگسار کون ہے؟ ڈرنے والا انسان بہادر اور سلیم الطبع انسان سے افضل نہیں ہوتا +

(۱۶) نواصب و خوارج و قادیانی حضرت ابوبکر کو معیّتِ غارِ ثور سے افضل الناس بعد النبیؐ شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ لاتحزن کے فرمانِ سرورِ دو جہان نے جناب ابوبکر کی بہادری۔ دلیری۔ جرأت۔ حوصلہ و صداقت و رفاقت پر کافی روشنی ڈالدی ہے۔ فضیلت اس وقت ثابت ہوتی ہے۔ کہ جب کسی دوسرے مقابل سے بڑھکر کام کیا جائے۔ فرمایئے جناب ابوبکر صاحب نے غارِ ثور میں فضیلت کا کونسا کام کیا۔ کیا مورچہ سنبھالے رہے یا تلوار لیکر سینہ سپر ہوئے یا سرورِ عالم صلعم کو تسلّی دی۔ بلکہ اُلٹا غار میں جاکر رونا شروع کر دیا۔ اگر کفّار کو معلوم ہوجاتا تو گرفتار ہو جاتے وہ تو خود اپنی جان بچانے کی فکر میں لگے رہے۔ اُلٹا سرورِ عالم صلعم کو بہلانا پڑا +

(۱۷) اِنَّ اللہَ مَعَنَا سے فضیلت ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ خداوند کریم ہر ایک کا محافظ حقیقی ہے۔ قرآن شریف میں لفظ انا جمع کا صیغہ اکثر تعظیم و عزت کیلئے آیا ہے نحن نزّلنا۔ انّا انزلنا۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید میں ہر ایک فردِ مسلم کو معیّتِ خداوندی حاصل ہے اور معنا جمع متکلم کی ضمیر سرورِ عالم صلعم کی طرف راجع ہے جس سے مُراد گروہِ انبیاءؑ ہے۔ جیسے السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصّالحین تشہد میں ہے۔ علینا سے مُراد

انبیاء و مرسلین ہے پس حضور انور صلعم نے فرمایا۔ کہ اے ابوبکر آپ ڈر نہ کھائیں۔ ہم پیغمبروں کا خدا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ اور حفاظتِ رسالت کے واسطے فرشتے موجود تھے۔ اللہ تعالٰے نے سکینہ یعنی تسلی و اطمینانِ قلب بھی سرورِ عالم صلعم پر نازل فرمائی تھی ✦

(۱۸) غارِ ثور یہ پہاڑ جبل (ثور) کے اوپر واقع ہے۔ جو مدینہ منورہ سے ۱½ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ بندہ صابر مؤلف کتاب ھذا اس تاریخی مقام کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے۔ ایک میل کے قریب پہاڑ کی چڑھائی ہے سلطنت ترکی نے راستہ پاٹ دیا ہوا ہے کہ بآسانی چڑھ سکتے ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک گول بلند پتھر پڑا ہے۔ جسکے اندر کھوکھلا سا مقام ہے۔ گویا ایک گنبد ہے۔ ایک طرف کو سوراخ ہے جسکے رستے سرورِ عالم صلعم اس جگہ داخل ہوئے تھے۔ مگر سلطنتِ ترکی نے اسکے دوسری طرف سے بھی راستہ نکالدیا ہے۔ اندر بالکل صاف و شفاف ہے۔ کوئی سوراخ نہیں۔ دو آدمی بخوبی اس میں بیٹھ سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں کے دامن میں جو لمبی سرنگیں ہوتی ہیں۔ غارِ ثور اس قسم کی سرنگ نہیں۔ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۵۵۶ پر لکھا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر پہلے غار میں گئے سوراخ بند کئے ازار بند پھاڑا۔ دو سوراخوں میں اپنے پاؤں ڈال دیئے جب سانپ نے کاٹا تو آنسو بہائے جس پر رسولخدا نے بیدار ہو کر پوچھا اور لعابِ دہن لگایا۔ کہ وہ اچھے ہو گئے۔ اسکو ناصبی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے جان نثاری کی۔ حالانکہ سانپ سے نہ ڈرے۔ مگر کفار کو دیکھ کر ڈر گئے ؎

بس کن حدیثِ غار کہ عار است نزدِ عقل — آں حُزنِ بے قراری شیخِ معمرم

امام من آنست کہ فرمانش بردہ مار — من ایں امام مار گزیدہ کجا برم

جناب ابوبکر کو تو غارِ ثور میں سانپ نے کاٹ کھایا جسپر رونے لگے۔ مگر جناب امیر علیہ السلام کا حکم ایک اژدہا نے مانا۔ بتایئے افضل کون ہے ✦

معجزۂ اوّل۔ صاحب شواہد النبوت۔ والسعدین ابراہیم اربلی حنفی کتاب اربعین میں فرماتے ہیں کہ ایکمرتبہ جناب علی المرتضیٰؑ کوفہ میں مصروفِ وعظ تھے۔ کہ ناگاہ ایک شور و غل ہوا۔ دیکھا کہ ایک اژدہا چلا آتا ہے۔ لوگ خوفناک ہوئے لیکن جناب علی المرتضیٰؑ نے فرمایا۔ کوئی خوف نہ کرے اور اسکو راستہ دیدو۔ اسکو مجھ سے کام ہے چنانچہ وہ اژدہا جناب علی المرتضیٰؑ کے قریب بالائے منبر پہنچا اور اپنا پھن گوشِ مبارک پر لگا دیا۔ پھر جناب امیرؑ نے کچھ کلمات اسکے پھن کے قریب فرمائے۔ وہ سنکر واپس چلا گیا۔ دریافت پر حاضرین سے جناب امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ میں جس طرح تمہارا امام ہوں۔ اسی طرح میری امامت کی معتقد تمام مخلوقِ خدا ہے۔

یہ فلاں شاہِ جنّ کا بیٹا تھا۔ اسکے باپ نے آج قضا کی۔ اور یہ اسکا جانشین ہوا ہے۔ مجھ سے بعض امورِ انتظامی سلطنت کے متعلق بعض حکم چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کو حکم دیا گیا۔ کوفہ میں جو ایک دروازہ بابِ ثعبان مشہور ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ یہی ہے۔ کہ اسی راستے سے اژدہا آیا تھا۔ اس زمانہ میں یہ معجزہ دُور دُور تک مشہور ہو گیا۔ انتھیٰ

معجزۂ دوم حضرت ابوبکر کو تو سانپ (مار) نے غار میں کاٹ کھایا اور آپکی رفاقت و صداقت کی پرواہ کی مگر یہاں سانپ و اژدہا آلِ سیدنا محمد صلعم حسنین الشریفین علیہما السلام کی حفاظت کرتے تھے۔ شنو:۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک وقت ہم جنابِ رسولخداؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ام ایمن نے آکر عرض کی یا رسول اللہ صلعم بہت دن آگیا ہے حسنین الشریفینؑ کہیں گم ہو گئے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میرے بچوں کو تلاش کرو۔ ہر ایک نے اپنے ناک کی سیدھ پکڑ لی میں آنحضرت صلعم کے ہمراہ گیا ہم نے ایک پہاڑ کے نیچے حسنین الشریفینؑ کو ایکدوسرے سے لپٹے ہوئے سوتا پایا۔ اور ایک سانپ کو ان پر سایہ کئے ہوئے دیکھا جسکے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ حضرت صلعم اسکی طرف دوڑے اور وہ حضرت صلعم کی طرف دوڑا۔ آنحضرتؐ سے کچھ باتیں کرنے لگا۔ پھر وہ لوٹ کر ایک سوراخ میں گھس گیا۔ آنحضرتؐ نے بڑھکر انکو جدا کیا اور انکے چہرے کے غبار کو پونچھا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم خدا کے بڑے پیارے ہو۔ پھر آنحضرتؐ نے ایک کو ایک کاندھے پر دوسرے کو دوسرے کاندھے پر اٹھا لیا میں نے کہا۔ اے صاحبزادو تمہیں مبارک ہو تمہاری سواری کیا اچھی ہے جنابِ رسولخدا صلعم نے فرمایا یہ سوار بھی تو اچھے ہیں۔ اور انکے ماں باپ ان سے بہتر ہیں (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسانید الحسن ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۳۵۵) نوٹ:۔ غارِ ثور میں کوئی سوراخ نہیں ہے۔ صاف جگہ ہے۔

(۱۹) ناصبی و خارجی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر جنابِ سیّد البشر صلعم کو کندھوں پر اٹھا کر غارِ ثور تک لے گئے۔ مصنف حملۂ حیدری اس واقعہ پر تعجب کرتا ہے۔ کہ ایسی طاقت حضرت ابوبکر میں کہاں سے آئی کہ بارِ نبوت کو اٹھا لیا ؎

ابوبکر انگہ بدوشش گرفت — ولے زیں حدیث است جائے شگفت
کہ در کس چناں قوتّت آمد پدید — کہ بارِ نبوّت تواند کشید

حضرت ابوبکر ایک معمّر دُبلے پتلے بزرگ جنکے ساتھ بروایت روضۃ الصفا جلد دوم و تاریخ خمیس پانچہزار درہم کی تھیلیاں بھی موجود تھیں۔ وہ جنابِ سرورِ دوجہاں صلعم کو کیسے مشکل پہاڑ کی چوٹی پر اٹھا کر لے گئے۔ حالانکہ ستّر جوان پہلوان کی طاقت جنابِ رسولخداؐ رکھتے تھے۔ یہ بار لوگوں کے دل خوش کن فسانے اور سادہ لوحوں کو پھسلانے کے بہانے ہیں۔ جنابِ امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کے مدارج و مہرِ نبوت پر چڑھکر خانۂ کعبہ کے بُت گرانے کے مقابل یہ

تراشے ہیں۔ مان لیا کہ حضرت ابوبکر بزازی کا کام کرتے تھے۔ اور کپڑوں کی گٹھڑیاں و بنڈل لیکر بازاروں میں پھیری لگاتے پھرتے تھے (تاریخ الاسلام جلد سوم۔ باب دوم صفحہ اوّل بحوالہ حیوۃ الحیوان) اس واسطے ان کو بوجھ اٹھانے کی عادت تھی۔ تو اگر سرورِ عالم صلعم کو اٹھا لیا ہو۔ تو ان سے کونسی فضیلت ثابت ہوئی۔ بوجھ اٹھانا کوئی فضیلت نہیں۔ اگر خسر نے اپنے داماد کو اٹھایا تو کس پر احسان کیا۔ یہ فطرتاً منصبی فرض تھا۔ مگر یہ نواصب کے جھوٹے قصّے کہانیاں ہیں ۔

(۲۰) فانزل الله سکینته علیه۔ اللہ تعالیٰ نے جنابِ رسولِ خدا پر سکینہ نازل فرمائی۔ تاکہ وہ بھی یارِ غار کے ڈرانے سے نہ ڈر جائیں۔ جنگ بدر میں اور حنین میں سکینہ تسلی سید المرسلین اور مومنین پر نازل ہو چکی ہے۔ اور ہمیشہ نصرت و استعانت پروردگار غزوات و جہاد میں مجاہدین مومنین کے شامل حال رہی ہے۔ قولہ تعالیٰ

ثُمَّ انزل الله سکینته علیٰ رسوله وعلی المؤمنین وانزل جنوداً لم تروھا۔

(۲۱) عن انسؓ ان ابابکر حدثه قال قلت للنبی صلی الله علیه وآله وسلم وھو فی الغار وان احدھم نظر الیٰ قدمیه لابصرنا تحت قدمیه قال فقال یا ابوبکر ما ظنك باثنین الله ثالثھما (دیکھو مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جزو اوّل۔ مسند ابی بکر الصدیق صفحہ ۴ سطر ۱۲ از اسلامیہ کالج پشاور لائبریری۔ بخاری پ ۱۴) ترجمہ:۔ حضرت انس سے روایت ہے۔ کہ حضرت ابوبکر نے انسے بیان کیا کہ جسوقت وہ جناب سرورِ عالم کیساتھ غار میں تھے۔ اور کفار مشرکین پہنچ گئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ اگر ان کافروں سے کوئی اپنے قدموں کیطرف نظر کرے تو ہم کو دیکھ پائیگا۔ جناب سرورِ عالم نے فرمایا۔ اے ابوبکر تیرا کہاں خیال ہے۔ ہم دونوں کے ساتھ تیسرا اللہ بھی ہے۔ جو محافظ و ناصر حقیقی ہے ۔

(ب) غار سے نکلنے کے بعد سفرِ مدینہ منورہ میں سراقہ بن مالک مشرک نے جب رسول اللہ صلعم کا پیچھا کیا۔ تو حضرت ابوبکر نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور کہا اُتینا یا رسول الله فقال لا تحزن ان الله معنا۔ یا رسول اللہ صلعم اب ہم پکڑے گئے۔ دشمن آ پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کاہیکو رنج کرتا ہے۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (بخاری مترجم پ ۱۴ صفحہ ۵۷ مطبع احمدی لاہور)

یہ جناب ابوبکر صاحب کا دوسرا حزن ہے۔ کہ باوجود سرورِ عالم صلعم کے تسلی و تشفی کے پھر بھی آپ کا حزن و غم دور نہ ہوا۔ اور تمام سفرِ مدینہ میں ڈرتے گئے ۔

باب دوم

ھجرتِ مدینہ منورہ و غزوات النبیؐ و شجاعت و جہاد العلی الوصی علیہما السلام

ا سنہ ہجری سفر مدینہ منورہ - جناب امیرؑ حضور سید خیر الانام و علیہ السلام و تمام صحابہ کرام کی ہجرت کے بعد مکہ معظمہ میں اکیلے رہ گئے۔ اور تمام کفار و مشرکین مکہ معظمہ کو تین روز تک امانتیں سونپتے رہے۔ بعدہٗ مع عیال و اطفال رسول کریم صلعم اور اپنی والدہ ماجدہ کو لیکر مدینہ منورہ کیطرف چلدیئے۔ راستے میں شریر لوگ مزاحم ہوئے اور جناح غلام حارث کو جناب امیرؑ نے قتل کیا۔ راتوں رات چلکر مدینہ منورہ میں پہنچگئے جب آنحضرتؐ کو جناب امیرؑ کے آنیکی خبر ملی۔ تو فرمایا کہ جناب علیؑ کو ہمارے پاس لاؤ۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ وہ حاضر ہونیسے معذور ہیں۔ کیونکہ پیدل چلنے سے تمام بدن چور چور ہوگیا ہے۔ اور پاؤں لہولہان ہیں۔ آنحضرت صلعم خود بدولت تشریف لیگئے اور بغلگیر ہو کر اُن کی حالت کو دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور اُنکے قدموں کو دیکھا کہ ورم کر آئے ہیں۔ اور ان سے خون ٹپک رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو لعاب دہن سے تر کر کے اُنکے پاؤں پر ملا اور صحت کی دعا مانگی۔ جس سے ورم جاتا رہا اور ایسی صحت ہوئی کہ تمام عمر کبھی پاؤں دُکھنے کی شکایت نہ ہوئی + (ارجح المطالب باب ۴ صفحہ ۱۷۰۔ تاریخ حبیب السیر جلد اول جزو سیوم صفحہ ۲۵ سطر ۳۱۔ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۱۶ - باب دوم - واقعہ اول جلد ثانی - تاریخ الاسلام علامہ عباسی صفحہ ۸۴)

(ب) مدینہ منورہ میں تشریف لاکر جناب رسولخدا صلعم نے مسجد قباء کی بُنیاد ڈالی۔ بعدہٗ مسجد نبوی کی تعمیر شروع کردی۔ تمام مہاجرین و انصار کام کرنے میں مصروف تھے اور حضرت عمار بن یاسرؓ دو دو اینٹیں اُٹھاتے تھے۔ جناب سرور عالم صلعم نے اُنکی سر و پیشانی سے غُبار دُور کر کے فرمایا ویح عمار تقتلہ الفئتہ الباغیہ عمار یدعوھم الی اللہ و یدعونہ الی النار ہائے عمار کو باغی لوگ قتل کرینگے۔ عمارؓ ان کو اللہ کی طرف بُلائیگا اور وہ لوگ عمارؓ کو دوزخ کی طرف بُلائینگے۔ (دیکھو صحیح بخاری۔ پارہ ۱۱۔ باب مسح الغبار عن الناس فی السبیل۔ کتاب الجہاد والسیر صفحہ ۴۸ سطر ۲ مطبع احمدی لاہور)

نوٹ:- حضرت عمار بن یاسرؓ جنگ صفین میں معاویہ شامیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اور معاویہ کی بغاوت اور سرکشی پر اس پیشین گوئی کی مہر صداقت لگ گئی +

(ج) **عقدِ مواخات**۔ جنابِ رسولخدا صلعم نے مدینہ منورہ میں اپنے صحابۂ کرام میں بھائی چارہ باندھا۔

حدیث شریف عن ابن عمر قال اٰخی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم بین اصحابہ فجاء علیؑ تدمع عیناہ فقال اٰخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ وآلہ وسلم انت اخی فی الدنیا والاٰخرۃ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب علیؑ صہ ۱۲۱)

روایت ہے عبداللہ ابن عمر سے کہ جنابِ رسولخدا صلعم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا پس جناب علیؑ آنسو بہاتے آگئے اور عرض کی کہ آپ نے اپنے یاروں کے درمیان بھائی چارہ کرادیا۔ لیکن میرا بھائی چارہ کسی اصحاب سے نہیں کیا پس جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ تو میرا دنیا اور آخرت میں بھائی ہے۔ یعنی تجھ کو کیا حاجت ہے کہ کسی اور سے بھائی چارہ کرادوں (حاشیہ مشکوٰۃ صہ ۱۲۱) اسکی وجہ یہ تھی کہ اہلِ دنیا کے تمام رشتے بقائے حیات تک قائم رہتے ہیں۔ موت ہر ذی حیات کے رشتے کو قطع کردیتی ہے مگر ہمارے پیغمبر صلعم کا رشتہ بعد ممات بھی دنیا و آخرت میں قائم رہتا ہے۔ قال النبی صلعم کل نسب وسبب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی (صواعق محرقہ فارسی صہ ۲۹۴) اسلئے حضور صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ سے فرمایا انت اخی فی الدنیا والاٰخرۃ۔ کہ آپکا رشتہ دنیا و آخرت تک قائم ہے (روضۃ الاحباب جلد اوّل صہ ۱۳۹ ذکر مواخات کنز العمال جلد ۶ صہ ۱۵۲)

فصل ۲ سنہ ہجری نکاح بتول بنت رسولِ مقبول صلعم جنگ بدر

(۵۔ جون سنہ ۶۲۳ء سے ۲۴۔ جون سنہ ۶۲۴ء تک)

نکاح سیّدہ معصومہؑ۔ جب جناب زکیہ سیّدہ معصومہ مطہرہ خیر النساء خاتونِ قیامت۔ فاطمۃ الزہراؑ بتول بنت رسولِ مقبول صلعم سولہ سال کی عمر کو پہنچ گئیں اکابر قریش نے انکے منگنی کیواسطے دلیری کی اور حضرت رسولخدا صلعم نے ان کی طرف خیال بھی نہ فرمایا۔ ایکدن حضرت ابوبکر نے بھی یہی اظہار کیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسکا نکاح خدائے تعالیٰ کے سپرد ہے میں وحی کا منتظر ہوں حضرت عمر ابن الخطاب نے بھی یہی درخواست کی اور وہی جواب پایا۔ صحابۂ کرام اور بی بی اُمِ ایمن نے جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ سے عرض کی کہ آپ کیوں نہیں عرض کرتے۔ فرمایا شرم آتی ہے۔ آخر کار جناب اُم المومنین اُمِ سلمہؓ کی وساطت سے عرض کی گئی۔ جو فوراً منظور ہو گئی۔ اور تمام مہاجرین و انصار کے روبرو مسجد نبویؐ میں جناب رسولخداؐ نے جناب علی المرتضیٰؑ سے سیدۃ النساءؑ کا نکاح کردیا۔ چار سو حق مہر مقرر ہوا۔ جناب علی المرتضیٰؑ کے پاس ایک زرہ اور ایک تلوار اور ایک گھوڑا تھا۔ زرہ کو فروخت کرکے اثاثہ طیار کیا۔ جب جناب معصومہ سیّدہؑ نے

اس حق مہر کو سُنا تو خدمتِ اقدس جناب رسالتمآبؐ میں عرض کی کہ عوام الناس کی لڑکیوں کا حق مہر بھی دینار و درہم ہوتا ہے۔ اور حضورؐ نے بھی یہی حق مہر باندھا۔ کیا فرق رہا۔ آپ حق تعالیٰ سے دعا فرماویں کہ مجھکو آپکی امت کی شفاعت نصیب کرے حضور انور صلعم نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ فی الفور حضرت جبرئیلؑ پروانۂ شفاعت لیکر آئے۔ جناب سیدہ معصومہؑ اس پروانہ کو تبرکاً حفاظت سے رکھا کرتی تھیں جب ارتحال حق کا وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ اس پروانہ کو میرے ہمراہ قبر میں دفن کر دینا۔ روز محشر کو اس پروانہ کو لیکر عاصی امتِ پدر بزرگوار کی شفاعت کرونگی۔ (دیکھو معارج النبوۃ۔ رکن چہارم صفحہ ۳۹۔ روضۃ الصفا جلد دوم ص۴۳۔ تاریخ الاسلام جلد دوم ص۴۸)

(ب) آنحضرت صلعم نے جناب سیّدہ معصومہؑ کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمام زمین سے دو مردوں کو منتخب کیا۔ ایک ان میں سے تیرا باپ ہے۔ اور ایک تیرا شوہر ہے۔ (دیکھو منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد۵ ص۳۹ سطر اوّل۔ کنز العمال جلد۶ ص۳۹۱ نمبر حدیث ۵۹۹۲ دیکھو)

(ج) جناب ام المومنین ام سلمہؓ روایت فرماتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر جناب علیؑ پیدا نہ ہوتے۔ تو جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السّلام کے لئے کوئی جوڑ نہ ہوتا (ارجح المطالب ص۲۵۳)

(د) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے۔ کہ جناب معصومہ سیدہؑ کا نکاح جناب علی المرتضیٰؑ سے کر دوں (اخرجہ الدیلمی وطبرانی۔ ارجح المطالب ص۲۹۸ روضۃ الاحباب۔ تاریخ الاسلام جلد۲ ص۷ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم ص۳۹ سطر۲۱ باب فضائل سیدنا علیؑ و نکاح سیدہ معصومہؑ۔ کنز العمال جلد۶ ص۱۵۲ نمبر حدیث ۲۵۰۹: دیکھو)

(ه) حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا یا علیؑ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ سے جناب فاطمہؑ کا نکاح کر دیا ہے۔ اور تمام زمین کو اس کا مہر قرار دیا ہے۔ پس جو شخص بہ حالت تیرے بغض کے اُس پر چلتا ہے اُس پر اسکا چلنا حرام ہے (اخرجہ دیلمی بہ حوالہ ارجح المطالب ص۲۹۹)

(و) حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ ایکدن ہم جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت میں مسجد میں بیٹھے تھے کہ آنحضرتؐ نے جناب علیؑ سے فرمایا۔ کہ جبرئیلؑ نے مجھے یہ خبر دی ہے۔ کہ اللہ عزّوجل نے تیرا نکاح جناب فاطمۃ الزہراؑ سے کیا ہے۔ اور انکے نکاح پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ کیا ہے۔ اور طوبےٰ درخت کو اشارہ کیا کہ اُن پر دُر و یاقوت نثار کرے پس اُس نے دُر و یاقوت ان پر نثار کئے۔ (ارجح المطالب ص۳۰۰ باب سوم۔ تاریخ حبیب السیر۔ جزو سوم۔ جلد اوّل ص۲۸)

(ذ) نکاحِ آسمانی۔ مناقبِ خوارزمی میں ہے۔ کہ جناب رسولخدا صلعم ام سلمؓ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ شاہِ ولایت پناہ خواستگاری جناب معصومہ علیہا السلام کیلئے حاضر ہوئے اور مدعا بیان کیا جناب رسول بشیر و نذیر نے فرمایا کہ اے علیؑ مجھ کو بشارت ہو کہ خدا تعالیٰ نے آسمان پر تیرا نکاح فاطمہ سے کیا ہے۔ تیرے آنے سے پہلے جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور حریرِ بہشت کا ایک پارۂ سفید میرے آگے رکھدیا کہ جس میں دو سطریں قلمِ نور سے لکھی ہوئی تھیں میں نے اپنے حبیب جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ حریر کیا ہے اور اس پر کیا لکھا ہوا ہے۔ جواب دیا۔ بدرستیکہ حق تعالےٰ نے نظر کی طرف اہلِ زمین کے بعد آپکو تمام مخلوق میں برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کیساتھ مبعوث کیا۔ دوبارہ پھر خطۂ زمین پر نظر ڈالی اور آپکے واسطے ایک بھائی اور وزیر اور مصاحب اور داماد اختیار کیا اور آپ کی دختر جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کا اس سے نکاح کیا۔ میں نے پوچھا وہ کون شخص ہے۔ کہا کہ یا محمدؐ تمہارا بھائی دنیا اور آخرت میں۔ اور تمہارا ابن عم نسب میں یعنی علیؑ ابن ابی طالبؑ۔ اسوقت جبرئیلؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ اشجارِ بہشت اور درخت طوبیٰ میں حکمِ الٰہی سے پھل لگے ہیں۔ اور مزین و آراستہ ہوئے ہیں۔ اور حوروں نے اپنے کو زیور سے آراستہ کیا ہے۔ اور ملائکہ حوالۂ بیت المعمورہ میں جمع ہوئے ہیں۔ اور رضوان نے منبر نور نصب کیا ہے۔ اور راحیل فرشتے نے جو طاقتِ لسان اور حسنِ بیان سے متصف ہے۔ اس منبر پر آکر حمد و ثنائے باری تعالےٰ بیان کر کے ساکنانِ سمٰوات کو مسرور کیا ہے۔ پھر باری تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی میں نے اپنی کنیز اپنے حبیب محمد صلعم کی بیٹی فاطمۃ الزہراؑ کی اپنے بندے علیؑ ابن ابی طالبؑ سے تزویج کی تو نکاح پڑھا دے پس میں نے نکاح پڑھادیا اور اس پر تمام ملائکہ کی گواہی کرائی۔ ان کی گواہی اس حریر میں لکھی ہوئی ہے۔ اور میرے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ اس حریر کو آپکے سامنے پیش کروں۔ اور اس پر مشک کی مہر لگا کر رضوان کے حوالہ کردوں اور جب خدا تعالےٰ ملائکہ کو جناب علی المرتضیٰؑ و جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے نکاح پر گواہ کرچکا۔ تو شجرِ طوبےٰ کو حکم دیا کہ اپنے پھلوں کو نچھاور کرے۔ ملائکہ اور حوروں نے ان پھلوں کو چن لیا۔ اور وہ قیامت تک اس پر فخر کرینگے۔ یا محمدؐ مجھ کو خداوند تعالیٰ نے یہ حکم دیکر بھیجا ہے۔ کہ زمین پر بھی آپ جناب علی المرتضیٰؑ و جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کا عقدِ زوجیت منعقد کر دیجئے۔ پس آنحضرت صلعم نے عقد پڑھا دیا (نزہتہ المجالس علامہ صفوری جلد دوم۔ تاریخ الاسلام جلد دوم صلا۔ ارجح المطالب باب سوم ص۳۰۔ معارج النبوۃ رکن چہارم ص۳۲)

(ر) صاحب حبیب السیر لکھتے ہیں کہ جس شب کو جناب علی المرتضیٰؑ و جناب فاطمۃ الزہراؑ کو ایکدوسرے کے سپرد کیا گیا۔ تو سید عالم مختار بر گزیدہ سرورِ کائنات صلعم ایک مشکیزہ آب لیکر داماد و دختر نیک اختر کے حجلہ میں تشریف لائے اور اپنا لعابِ دہن پانی

ہیں ڈاکر اور معوذتین اور ادعیہ پڑھکر اس میں سے تھوڑا پانی جناب بی بی پاک کے سر پر اور صدر مبارک کے درمیان چھڑک دیا۔ اور تھوڑا سا اور لیکر جناب علیؑ کے سر پر اور انکے دونوں شانوں کے درمیان ڈالدیا اور فرمایا۔ اللّٰھم انھما منی وانا منھما اللّٰھم کما اذھبت منی الرجس وطھرتنی طھرھما۔ بار الہا یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ بار الہا جس طرح تو نے مجھ سے ناپاکی اور پلیدگی کو دور کیا ہے اور مجھ کو پاک کیا ہے۔ اسی طرح ان دونوں کو بھی پاک کر دے۔ (تاریخ الاسلام جلد دوم ص۷ عن علیؑ قال خطب ابوبکر و عمر فاطمۃ الی رسول اللہ صلعم۔ قال رسول اللہ صلعم علیھما فقال عمر انت لھا یا علیؑ فقال ما لی من شیئ الا درعی وجملی وسیفی فتعرض علیؑ ذات یوم لرسول اللہ صلعم فقال یا علیؑ ھل لک من شیئی قال جملی ودرعی قال فزوجنی رسول اللہ صلعم فاطمۃ فلما بلغ فاطمۃ ذلک بکت فدخل علیھا رسول اللہ صلعم فقال ما لک تبکین یا فاطمۃ واللہ لقد انکحتک اکثرھم علماً وافضلھم علماً واقدمھم سلماً (ابن جریر وصححہ والدولابی فی الذریۃ الطاہرۃ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۳ نمبر حدیث ۲۵۴۲ تا ۲۵۴۸۔ کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ ص۳۸ و ۳۹)

ترجمہ۔ جناب علیؑ کا فرمان ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے جناب فاطمہؑ کی منگنی کیواسطے جناب سرور دو جہانؐ کو عرض کی سو حضور اقدس صلعم نے انکار کر دیا پھر حضرت عمر نے کہا اے علیؑ آپ کیوں نہیں عرض کرتے۔ فرمایا میرے پاس سوائے ذرہ۔ تلوار اور اونٹ کے اور کوئی چیز نہیں۔ یہ خبر جناب رسولخدا صلعم تک پہنچی۔ فرمایا یا علیؑ تمہارے پاس کیا چیز ہے۔ عرض کیا ذرہ و تلوار پھر فرمایا یہ چیزیں لاؤ اور سرور عالمؐ نے نکاح کر دیا جب یہ خبر جناب سیدہؑ کو پہنچی۔ تو رونے لگ گئیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا آپ کیوں روتی ہیں۔ میں نے تم کو ایسے شخص سے بیاہا ہے۔ جو علم و حلم میں سب سے زیادہ ہے۔ اور سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے۔

(ط) درحین مراجعت حضرت رسولؐ جناب فاطمہؑ گریاں شد و حضرت رسول صلعم ملتفت او شدہ فرمود کہ اے دختر من سبب گریہ چیست ترا بزنے بکسے دادہ ام کہ در اسلام برہمہ فائق است و در معرفت کردگار برہمہ سابق (دیکھو تحفۃ الصفا جلد دوم ص۴۲ مطبوعہ بمبئی منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۸۔ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۲ نمبر حدیث ۶۰۰۷)

(ی) قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لفاطمۃ ان علی بن ابی طالب ممن عرفت قرابتہ وفضلہ فی الاسلام وانی سالت ربی ان یزوجک خیر خلقہ واحبھم الیہ وقد ذکر من امرک شیئاً فما ترین فسکتت فقال رسول اللہ صلعم ھا خارج من عندھا اللہ اکبر سکوتھا اقرارھا (جزو سیم جلد اول ص۳۸ حبیب السیر جلد اول) ترجمہ جناب نبی اکرم صلعم نے جناب فاطمۃ الزہراؑ سے فرمایا۔ کہ جناب علیؑ ابن ابی طالبؑ کی قرابت اور انکی فضیلت جو اسلام میں ہے

اس سے تم واقف ہو۔ اور میں نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ جناب فاطمۃ الزہرا کا نکاح ایسے شخص سے کرے جو اس کی خلقت میں اسکے نزدیک سب سے افضل اور محبوب تر اور اسلئے تیرے معاملہ میں کچھ کہا ہیں تیری کیا رائے ہے۔ جناب فاطمہؑ خاموش ہو رہیں۔ پس جناب رسول خدا صلعم جناب فاطمہؑ کے پاس سے باہر آگئے اور فرمایا اللہ اکبر اس کا سکوت اس کا اقرار ہے ٭

(ک) **زمین کا بولنا**۔ بی بی اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب سید المرسلین و خاتم النبیین صلعم سے جناب سیدہ معصومہ بتول بنت رسول مقبولؐ نے عرض کی۔ کہ میں نے رات کو دیکھا کہ زمین میرے ابن عم جناب علی المرتضیٰؑ سے باتیں کر رہی تھی۔ اس سے میں ڈر گئی جناب رسولخدا صلعم نے سجدۂ شکر ادا کیا پھر سر مبارک اٹھا کر فرمایا اے فرزند تمکو پاکیزگی نسل کی خوشخبری ہو کہ خدا تعالیٰ نے تمام خلائق پر فضیلت دی اور یہ رتبۂ عظیم عطا کیا ہے۔ کہ زمین کو حکم دیا ہے۔ کہ جو واقعات اس پر مشرق سے مغرب تک گذریں سب جناب علی ابن ابی طالبؑ سے بیان کرے۔ (دیکھو شواہد النبوۃ ملا جامی صفحہ ۱۶۰ مطبع نولکشور لکھنؤ)

کنیتِ ابوتراب۔ حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے۔ کہ غزوہ عشیرہ میں جناب علی ابن ابی طالبؑ اور میں درخت خرما کے نزدیک سو رہے تھے۔ اور ریگستانی زمین میں گرد آلود ہو رہے تھے آنحضرت صلعم نے کنیت ابوتراب سے جناب امیرؑ کو یاد فرمایا۔ قُم یَا اَبَا تُرَاب اُٹھ کھڑے ہو اے مٹی کے باپ۔ بعدہٗ فرمایا کہ اے علیؑ تجھ کو خبر دوں کہ بدبخت ترین مردم کون ہے۔ امیر المومنین علیؑ نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ۔ حضور انورؐ نے فرمایا دو شخص ہیں۔ ایک وہ جس نے ناقۂ حضرت صالحؑ کو لنگڑا کیا۔ اور دوسرا شقی وہ ہے۔ جو تمہارے منہ اور داڑھی کو خون سے رنگین کریگا۔ یہ فرما کر دست مبارک آپکے چہرہ و سر پر پھیرنے لگے (دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۳۴ مسند امام احمد حنبل۔ خصائص نسائی۔ حاکم۔ تاریخ خمیس جلد اوّل صفحہ ۳۶۴ تفسیر عزیزی پارہ تیسواں مشابہت ناقہ صالح۔ طبرانی۔ ابو نعیم بسند ثقات صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۲۴ کنیت ابوتراب دیکھو بخاری مترجم پارہ چودہ صفحہ ۱۰۱ کتاب المناقب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۶۶ حدیث نمبر ۵۹۷۵ تفسیر مظہری سورۂ اعراف صفحہ ۲۹ تاریخ الاسلام علامہ عباسی گورکھپوری منتہی المذہب صفحہ ۹۵)

(ب) مروان اور تمام بنی امیہ ابوتراب کے لفظ کو حقارت اور ٹھٹھہ سے لیکر منبر نبویؐ پر جناب امیر علیہ السلام پر معاذ اللہ لعن کرتے تھے ٭ (تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۴)

غزوۂ بدر اولیٰ۔ غزوۂ ذوالعشیرہ سے واپس آکر دس روز کے بعد چشمۂ بدر تک سرور عالم صلعم ابن جابر فہری کے تعاقب میں تشریف لیگئے۔ جو مدینہ سے آنحضرت صلعم کے اونٹ ہنکا لیگیا تھا۔ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام

علمدار رسول مقبول صلعم تھے۔ (تاریخ الاسلام صفحہ ۸۵)

غزوہ بدر الکبریٰ رمضان ۲ سنہ ہجری۔ ابوجہل ملعون ۹۵۰ اکابر قریش کفار و مشرکین مکہ معظمہ کو لیکر چشمۂ بدر پر چڑھ آیا۔ اِدھر جناب رسولخدا صلعم ۳۱۳ مہاجرین و انصار کے ہمراہ مقابل ہوئے حضرت عثمان بن عفان بوجہ علالت اہلیہ محترمہ خود اس لڑائی میں شامل نہ ہو سکے۔ عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ پہلوان کفار میدان جنگ میں نکلے اِدھر سے جناب امیر حمزہؓ حضرت علی المرتضیٰؑ اور عبیدہ بن الحارثؓ شجاعان سید الابرار میدان میں داخل ہوئے حضرت امیر حمزہؓ نے شیبہ کو جناب امیرؑ نے ولید کو قتل کیا جو معاویہ بن سفیان کا ماموں تھا۔ اور عطر و خوشبو لگا کر آیا تھا۔ چونکہ حضرت عبیدہؓ کو اپنے دشمن سے زخم کاری لگا تھا۔ اس سے جناب امیر حمزہؓ و جناب علی المرتضیٰؑ نے اسکو بھی قتل کر ڈالا۔ اس سے جنگ کی آگ تیز بھڑکی اور گھمسان کا معرکہ ہوا۔ جناب سرور عالم صلعم نے عریش کے اندر گڑگڑا کر دعا مانگی اور مٹھی کنکریوں کی کفار کیطرف پھینکی۔ جو ہر ایک کافر کی آنکھ و کان کو چھید کر گئی۔ ابلق گھوڑوں پر سوار عمامہ باندھے ہوئے فرشتے بھی مدد کو آئے۔ کفار کو سخت شکست ہوئی۔ ستر آدمی کفار کے مقتول ہوئے اور ستر ہی اسیر ہوئے۔ ابوجہل ملعون فرعون ثانی مارا گیا حضرت عباسؓ عم سید مختار و حضرت عقیلؓ برادر حضرت حیدر کرارؑ قید ہو کر آئے حضرت ابوبکر نے اسیران بدر کو فدیہ لیکر چھوڑ دینے کی رائے دی۔ مگر حضرت عمر نے قیدیوں کو قتل کرنے کی رائے دی۔ کہ حضرت عقیل کو حضرت علیؑ قتل کریں اور حضرت عباس کو حضرت امیر حمزہؓ مار ڈالیں لیکن حضور انور صلعم نے اس رائے کو پسند نہ کیا جناب امیرؑ کی عمر اس وقت ۲۷ سال کی تھی۔ آپنے اکیس کفار نامدار کو فی النار کیا۔ شاید حضرت علیؑ کو یہ پہلا موقعہ جنگ کا تھا۔ اوسط بدن۔ میانہ قد۔ استقلال چستی اور چالاکی حد سے زیادہ تھی۔ آپکی لڑائی پر لوگ عش عش کرتے تھے۔ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب نے کوئی پانچ چھ کفار ہلاک کئے۔ ان کا طرز جنگ بھی بہت اچھا تھا لیکن حضرت علیؑ کی تیزی اور صفائی اور وہ بھی نو آموزی کی حالت میں قابل داد تھی۔ (دیکھو تاریخ الاسلام عباسی باب سوم فصل چہارم صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۳ ابو الفدا جلد اوّل صفحہ ۱۳۵ محمد صفحہ ۱۴۰ تاریخ خمیس عربی جلد اوّل صفحہ ۴۰۳ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۹۲ مطالب المطالب صفحہ ۲۱ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۹۶-۹۹ غزوہ بدر دیکھو)

(ب) جنگ بدر کے روز علمدار حضرت رسول مختار صلعم جناب حیدر کرارؑ تھے۔ (منتخب کنز العمال جلد چہارم صفحہ ۱۳ آپؑ نے اکیس کفار جنگ بدر میں قتل کئے (مطالب السئول صفحہ ۳۵)

(ج) طلحہ علمدار مشرکین کفار کو جناب حیدر کرارؑ نے قتل کیا۔ (منتخب کنز العمال صفحہ ۱۳ ابو الفدا جلد اوّل صفحہ ۱۳۱)

(د) اس جنگ بدر میں حضرات شیخین کی بہادری و شجاعت و شمشیر زنی کا کسی تاریخ سے پتہ نہیں ملتا ہاں حضرت ابوبکر عریش یعنی چھپر کے نیچے ظل الٰہی کے ہمراہ تھے۔ اور انکی پناہ میں تھے اور حضرت عمر قیدیوں کے مار ڈالنے کے واسطے تلوار گھماتے پھرتے تھے۔ میدان جنگ میں خدا جانے کہاں تھے حضرات شیخین نے اس جنگ میں کسی کافر کو نہیں مارا۔ نہ کوئی بہادری دکھائی ۔

(ھ) قیدیوں میں حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔ ان کے ہاتھ بہت سخت بندھے تھے۔ یہ انکو بےچین تھے۔ ادھر انکی آواز سے آنحضرتؐ بےچین تھے کسی صحابی نے آنحضرتؐ کی بےچینی دریافت کرکے حضرت عباس کے ہاتھ ڈھیلے کر دیئے جس سے حضرت عباس کو سکون ہوا۔ آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ حضرت عباس کیساتھ رعایت کیگئی ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ سب قیدیوں کے بند کھول دو (تاریخ الاسلام علامہ عباسی صفحہ ۱۰۶)

(کیوں حضرات مومنین جب جناب امام زین العابدین علیہ السلام و اہلبیت رسالت کے ہاتھ باندھے تھے اور انکو زنجیر ڈالی گئی تھی۔ اُس وقت جناب رسالت مآب صلعم کی کیا حالت ہوئی ہوگی اور کیا کوفیوں اور شامیوں میں ایسا کوئی رحمدل و اہل ترس مسلمان نہیں تھا جو ان اسیران اہلبیت نبوتؐ پر ترس و رحم کھاتا) شجاعت جناب علی المرتضیٰؑ جنگ بدر میں دیکھو مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۷۰ خصائص سیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۰۲

غزوہ قرقرۃ الکدر شوال ۲ھ۔ عراق اور مکہ معظمہ کی راہ میں مدینہ سے تین منزل کے فاصلہ پر یہ مقام واقعہ ہے۔ یہاں کے باشندگان بنو سلیم اور بنو غطفان فساد کیواسطے جمع ہوئے آنحضرتؐ نے ان پر چڑھائی کی لوائے اسلام جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا۔ یہ لوگ بھاگ گئے مگر انکے چرواہے ۵ سو اونٹ سمیت گرفتار ہوئے (تاریخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۹۲ تاریخ الاسلام علامہ عباسی صفحہ ۱۱۱) مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ علم دار جناب علی المرتضیٰ حیدر کرار علیہ السلام تھے ۔

۳ھ ولادت باسعادت سیدنا امام حسنؑ و واقعہ سد الباب جنگ احد

(۲۴ جون ۶۲۴ء سے ۱۱ جون ۶۲۵ء تک)

(الف) ماہ رمضان المبارک میں جناب سیدنا و امامنا حضرت امام حسن المجتبیٰؑ نواسہ اکبر سیدنا المصطفیٰؐ ابن علی المرتضیٰؑ پیدا ہوئے ۔

(ب) اسی سال تمام صحابہ کبار کے دروازے مسجد نبویؐ سے بند کر دیئے گئے صرف جناب امیرؑ کا دروازہ کھولا گیا۔

اور حالتِ جنب میں جناب امیرؑ کو مسجد نبویؐ میں رہنے اور آنے جانے کی اجازت ہوئی۔ یہ مماثلت موسوی ہے کہ خدا تعالےٰ جل و علا نے حضرت موسیٰؑ کو فرمایا۔ کہ ایک مسجد پاکیزہ بنائے اور سوائے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ اور اُنکے لڑکوں حضرت شبر اور حضرت شبیر کے کوئی دوسرا اس میں نہ رہنے پائے۔ اسی طرح سوائے پنجتن پاکؑ کے مسجد نبویؐ میں کوئی نہ رہنے پایا۔ (دیکھو ارجح المطالب باب چوتھا۔ ۹ ۷ ۴ احادیث سد والابواب۔ مشکوٰۃ شریف باب مناقب علیؑ)

جنگِ اُحد و تمغۂ لافتیٰ - جوں جوں مدینۂ منورہ میں آنحضرتؐ کا اقتدار بڑھتا جاتا تھا۔ مکّہ والوں کی دشمنی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ ابوسفیان مکّہ کا سردار تھا۔ اُس کی بیوی ہندہ ہمیشہ اس کو لڑنے کے واسطے اُکساتی رہتی تھی۔ کیونکہ اسکے باپ۔ بھائی اور چچا جنگِ بدر میں جناب علی المرتضیٰؑ کے ہاتھ سے قتل ہو چکے تھے۔ وہ اُنکے خون کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔ ادھر عکرمہ بن ابوجہل اپنے باپ ابوجہل کے انتقام پر تلا ہوا تھا۔ پس ابوسفیان نے تین ہزار فوج لیکر مدینہ پر چڑھائی کی فوج کے پیچھے پیچھے غضبناک ہندہ مکہ معظمہ کی پندرہ اشراف زادیوں کیساتھ چلی آتی تھی۔ جنکے رشتہ دار جنگ بدر میں مارے گئے تھے۔ یہ عورتیں دف ہاتھوں میں لئے مقتولین جنگ بدر پر روتی اور مسلمانوں سے لڑنے کے لئے مردوں کو برانگیختہ کرتی جاتی تھیں جب قصبۂ ابوار کی طرف سے ان کا گذر ہوا جہاں کہ آنحضرتؐ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ خاتونؑ مدفون ہیں۔ تو ہندہ نے قبر سے حضرت آمنہ کی ہڈیاں نکالنی چاہیں مگر بدشواری اس فعل بد سے باز رکھی گئی (تاریخ الاسلام جلد دوم ص۹۲)

کفّار مکّہ معظمہ بدھ کے روز ۴۔ ماہ شوال ۳ھ کو احد کے قریب ذوالحلیفہ میں اُترے۔ اِدھر آنحضرتؐ قریب ایک ہزار صحابہ کبار کو لیکر احد کے پہاڑ کے قریب مقابلہ میں تشریف لائے۔ دونوں فوجوں کا سخت مقابلہ ہوا طلحہ بن طلحہ علمدار لشکر کو جناب حیدر کرّار علمدارؑ نے ایک تلوار سے فی النّار کیا۔ اور پے در پے (۹) علمدار کفّار جناب شیر خدا غیر فرّار کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ کفّار فرار ہوئے۔ مگر مسلمانوں نے ارشاد و حکم رسول اکرم صلعم کے برخلاف مورچۂ احد کو چھوڑ دیا۔ اور مالِ غنیمت کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ خالد بن ولید نے موقعہ پا کر اس تنگ درہ سے نکلکر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ ہل چل پڑ گئی اور مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے شیطان نے پکار کر کہا۔ کہ تحقیق محمدؐ قتل کیا گیا۔ اور یہ آواز مدینۂ منورہ تک پہنچ گئی۔ یہاں تک کہ جناب خاتونِ قیامت صلوات اللہ علیہا بمعہ زنانِ ہاشمیہ نوحہ و گریہ کرتی ہوئی میدان میں تشریف لائیں۔ جناب سرورِ عالم صلعم کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور سرِ مبارک میں زخم کاری لگا۔ اور خود کی کڑیاں چہرہ مبارک

میں گھس گئیں۔ اور حضور انورؐ ایک غار میں جا گرے۔ حضرت عمر بھاگ کر پہاڑ کی چوٹی پر جا چھپے۔ اور حضرت عثمان نے بھاگ کر مدینہ میں جا دم لیا۔ حضرت ابوبکر کا پتہ نہ لگا۔ کہ جنگ کے موقعہ پر وہ کس مورچہ پر تھے۔ کل چودہ اصحاب بنی ہاشم ثابت قدم رہے۔ جن میں سے جناب علی المرتضیٰؑ۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص۔ زبیر بن العوام۔ طلحہ بن عبیداللہ۔ ابو عبیدۃ الجراح۔ حضرت ابو دجانہ۔ حضرت امیر حمزہ۔ حضرت حارث۔ جناب بن منذر۔ حضرت عاصم۔ حضرت سہل وغیرہ تھے۔ (دیکھو روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۹۱ مطبوعہ بمبئی معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۹۵۔ مدارج النبوۃ جلد دوم ص۱۶۹۔ وسیلۃ النجاۃ ص۸۳۔ کامل التواریخ جلد دوم ص۷۴۔ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم ص۳۷ سطر ۹ منتخب کنز العمال جلد ۴ ص۱۱۴ اور کنز العمال جلد ۵ ص۲۷۶ حدیث نمبر ۴۲۹۸) بعض سُنّی مورخین کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ثابت قدم رہے۔

(ب) اس جنگِ اُحد میں جناب امیرؑ کو اٹھارہ زخم آئے۔ ان میں سے چار زخموں کیساتھ زمین پر گرنے کے قریب ہو گئے تھے۔ کہ ناگہاں ایک خوبصورت خوشبو سے مہکتے ہوئے آدمی نے آپ کا کندھا پکڑ کر گھوڑے پر بٹھا دیا اور کہا کہ بڑھ کر دشمنوں پر حملہ کر کہ تو خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت میں ہے۔ اور وہ دونوں تجھ سے راضی ہیں جناب امیرؑ صفوں کو چیرتے ہوئے حضور انور صلعم تک پہنچ گئے۔ جب جناب سالتمآب نے دیکھا۔ کہ تمام صحابۂ کبار فرار ہو گئے اور جناب امیرؑ ثابت قدم رہے۔ اور آپکے پہلو میں کھڑے ہیں۔ تو فرمایا تم کیوں نہیں اپنے بھائیوں کیساتھ چلے گئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ لَا اَکْفُرُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ان لی بک اسوۃ۔ ایمان لانے کے بعد کفر کا کوئی کام نہیں۔ مجھے تو آپ سے واسطہ ہے۔ دوسروں سے کام نہیں ہے حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب تک میرے بدن میں طاقت ہے پیٹھ نہ موڑونگا۔ یہ کہہ کر کفار پر حملہ کر دیا (معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۹۵۔ مدارج النبوۃ جلد دوم ص۱۶۷ وسیلۃ النجاۃ صفحہ ۸۰۔ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۳۷۔ سطر ۹۔ تاریخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۹۸)

(ج) حضرت عبداللہ بن عباسؓ راوی ہیں کہ جنگِ اُحد میں صرف چار آدمی بھاگنے سے رہ گئے تھے۔ جن میں حضرت عبداللہ ابن مسعود بھی تھا۔ (منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۴ ص۱۱۶) اس وقت جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کی عمر شریف اٹھائیس سال کی تھی (مطالب السئول ص۳۸)

(د) اس وقت ایک گروہ آنحضرتؐ کی طرف متوجہ ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ مجھے اس گروہ سے بچا حق خدمت بجا لا۔ کہ وقت یاری ہے۔ حضرت علیؑ نے حملہ کر کے انکو منتشر کر دیا۔ اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا حضرت علیؑ

کی تلوار ٹوٹ گئی۔ توآنحضرتؐ نے ذوالفقار عطا کی تین دفعہ ایسا ہی ہوا جس وقت حضرت علیؑ نے یہ مردانگی دکھائی۔ اور آنجنابؐ کی اس طرح نصرت کی۔ توحضرتؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ اپنی تعریف سنتے ہو۔ کہ رضوان فرشتہ کہہ رہا ہے۔ آسمان پر لافتیٰ الّا علیؑ لاسیف الّا ذوالفقار اور اسکے بعد جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ سے کہا۔ یا محمدؐ یہ کمالِ مواسات وجوانمردی ہے۔ جو جناب علی المرتضیٰؑ آپ سے کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیوں نہ ہو علی منّی وانا منہ یعنی جناب علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں یعنی ہم دونوں تو ایک ہی ہیں۔ اس پر جبرئیلؑ بولے۔ وانا منکما میں تم دونوں سے ہوں (معارج النبوۃ رکن چہارم ص۹۵ اور معارج النبوۃ جلد دوم ص۱۶۸ اور روضۃ الصفا جلد دوم ص۹۱ اور کامل التواریخ جلد دوم ص۷۴ ۵۸ اور تاریخ حبیب السیر مطبوعہ بمبئی جلد اوّل جزو سیوم ص۳۷ سطر ۹ اور تاریخ الاسلام دہلوی جلد دوم ص۹۵۔ روضۃ الاحباب جلد اوّل ص۱۷۷ مطالب السئول ص۳۸ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۴ ۹۰۸۲ حدیث تذکرہ خواص الامۃ ص۲۳ بحوالہ مسند امام احمد حنبل نجم زاہدی دیکھو مطالب السئول ص۳۸)

(ھ) جب کفار میدان چھوڑ کر چلے گئے۔ تو فراری اصحاب پھر جمع ہونے لگے اور جناب امیرؑ اور حضرت طلحہ نے جناب سرورِ عالم صلعم کو اس غار سے نکالا اور پہاڑ پر لائے۔ جناب علی المرتضیٰؑ اپنی ڈھال میں ایک چشمہ سے پانی لاکر آنحضرتؐ کے زخموں پر ڈالتے تھے اور جناب بتول فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا انکو دھوتی جاتی تھیں۔ جب دیکھا کہ پانی سے خون نہیں تھمتا۔ تو ریشمی کپڑا جلا کر زخموں میں بھر دیا گیا اور خون بند ہو گیا (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب لبس البیضہ ۱۱/۱۲۸۔ معارج النبوۃ رکن چہارم ص۱۰۹ المعلم ترجمہ صحیح مسلم ص۱۸ ۱۹ روضۃ الاحباب جلد اوّل ورق ص۱۶۴ تاریخ الاسلام دہلوی جلد دوم ص۱۰۰ دیکھو)

نوٹ:۔ آنحضرت صلعم کے چہرۂ مبارک پر ابن قمیہ نے زخم دیا۔ اور دانت مبارک عتبہ بن ابی وقاص نے توڑا۔

(و) **شہادت سیدنا امیر حمزہ علیہ السلام**۔ جناب سیدنا امیر حمزہؑ نے جنگ احد میں سخت بہادری و شجاعت دکھائی تھی۔ وحشی حبشی کو ہندہ زوجۂ ابوسفیان و مادرِ معاویہ نے بہت سے روپے کا لالچ دے کر اس امر پر تعینات کیا تھا۔ کہ سیدنا محمد رسول اللہؐ۔ سیدنا امیر حمزہؑ۔ سیدنا علی المرتضیٰ علیہم السلام کا سر لائے۔ چنانچہ وہ غلام حبشی موقعہ جنگ میں ایک پتھر کی آڑ میں ہو بیٹھا۔ اور موقعہ پاکر نیزہ سے حضرت حمزہؑ کا کام تمام کیا۔ لڑائی کے بعد ہندہ نے حضرت حمزہؑ کا کلیجہ شکم مبارک سے نکلوا کر دانتوں سے چبایا اور ہندہ جگر خوار کا لقب پایا۔ اور ناک۔ کان اور عضو تناسل کاٹ کر گلے کا ہار بنایا۔ سیدنا امیر حمزہؑ کی عمر اسوقت ۵۹ سال کی تھی

جب قریش چلے گئے۔ آنحضرتؐ پہاڑ سے اترے اور میدانِ جنگ ملاحظہ کیا۔ جناب امیر حمزہؓ کی لاش کو دیکھا۔ کہ ناک۔ کان کٹے ہوئے کلیجہ چرا ہوا پڑی ہے۔ کمال رنج ہوا حکم دیا۔ کہ امیر حمزہؓ کی لاش پر چادر ڈالدو۔ کہ ان کی بہن صفیہ اس حال سے نہ دیکھیں جناب امیر حمزہؓ پر ستر تکبیر سے جنازہ پڑھا گیا۔ اور علیحدہ دفن ہوئے۔ تاریخ مدینہ مؤلفہ امام تاج الدین سبکی نے نقل کیا ہے۔ کہ جب معاویہ نے نہر نکالی اور شہیدوں کو ان کی قبروں سے نکالنے کا حکم دیا۔ تو ایک پھاوڑہ حضرت امیر حمزہؓ کے قدم پر لگا۔ اور خون اس سے جاری ہوا (تاریخ خمیس جلد اوّل صفحہ ۴۹۵ تاریخ الاسلام جلد دوم دہلوی صفحہ ۱۰ تاریخ الاسلام علامہ عباسی صفحہ ۱۱۹ منہاج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۹۴)

صحابۂ کبار کی فراری۔ پہلے حملہ کی شکست میں ۱۴ اصحاب ثابت قدم رہے جس میں حضرت ابوبکر شامل تھے۔ اور حضرت عمر اور حضرت عثمان بھاگ گئے۔ مگر دوسرے حملۂ کفار سے صرف آٹھ صحابۂ کرام جناب رسول کریم صلعم کی خدمت میں ثابت قدم رہے۔ اِس دفعہ حضرت ابوبکر بھی بھاگ نکلے۔ اور حضرت علی المرتضیٰؑ۔ حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر۔ حضرت ابو دجانہ۔ حضرت حارث۔ حضرت حباب بن منذر۔ حضرت عاصم۔ حضرت سہل جانثاران سرورِ دوجہانؐ کی خدمت میں رہ گئے۔ ان جاں نثاروں نے قسم کھائی تھی۔ کہ ہم لوگ نہ بھاگینگے۔ اور رسولِ مقبول صلعم پر جان فدا کرینگے۔ (تاریخ الاسلام صفحہ ۹۹ مناقب امیر المومنین عربی صفحہ ۴۵ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۷۶ نمبر ۵۴۲۳)

(ب) حضرت ابوبکر فراری اصحاب میں سب سے اوّل واپس آئے۔ (ازالۃ الخفا۔ مقصد دوم صفحہ ۱۲) تفسیر ابن کثیر جلد پنجم صفحہ ۳۰ کُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَاءَ۔ میں سب سے اوّل واپس ہوا۔ تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۹۷ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۹۱ مطبوعہ بمبئی سطر ۲۵۔ تاریخ خمیس۔ دیار بکری عربی جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۴۳۱۔۴۸۵۔ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل۔ جزو سیوم صفحہ ۳ سطر ۲۹۔ تاریخ طبری صفحہ ۱۸۵ اکنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۷۴ نمبر ۵۴۱۰

(ج) حضرت عمر ابن الخطاب جنگِ اُحد سے بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور پہاڑی بکری کی طرح اُچھلتے کودتے پھرتے۔ (دیکھو تفسیر نیشاپوری جلد چہارم صفحہ ۱۱۰ تفسیر کبیر جلد ۳۔ صفحہ ۱۰۵ (من المنہزمین عمر) علامہ سیوطی در منثور جلد دوم صفحہ ۸۸ میں پہاڑی بکری بنا لکھا ہے۔ مغازی الصادقہ صفحہ ۲۱۹ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم صفحہ ۴ سطر ۱۸۔ نہایہ ابن اثیر (لفظ وقل) تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۹۰۔ تاریخ الاسلام جلد دوم دہلوی صفحہ ۹۹ مع نوٹ دیکھو۔ تفسیر روح المعانی جلد اوّل صفحہ ۱۰۴۔ ازالۃ الخفا جلد اوّل صفحہ ۱۲۹)

(د) حضرت عثمان ابن عفان جنگِ اُحد سے بھاگے تیسرے روز سرورِ عالم صلعم کے سامنے آئے۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۹۱ مطبوعہ بمبئی۔ تاریخ حبیب السیر جلد دوم مطبوعہ بمبئی۔ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۴۵ تفسیر کبیر

جلد سوم صـ۴۲ بحوالہ تاریخ اسلام جلد دوم دہلوی صـ۹۷ طبری جلد سوم صـ۲۱ ازالۃ الخفاء مقصد اوّل صـ۴۶ سطر ۱۵ بحوالہ صحیح بخاری۔ کتاب المغازی۔ تفسیر در منثور سیوطی جلد ۲ صـ۸۹ تذکرہ خواص الامۃ صـ۲۳

اوّل من فرّ و دخل المدینۃ

(۴) حضرت انس بن مالکؓ کے چچا حضرت انس بن نضر ایک مقام سے گذرے کہ وہاں حضرت عمر ابن الخطاب اور طلحہ بن عبید اللہؓ بعض دیگر مہاجرین و انصار کے ساتھ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے۔ پس کہا کہ تم لوگ کیوں بغلوں میں ہاتھ دبئے بیٹھے ہو۔ بولے کیا کریں۔ رسول اللہؐ تو شہید ہو گئے۔ کہا پھر تم جی کر کیا کرو گے ان کے بعد۔ اٹھو جس طرح وہ دین کی حمایت میں شہید ہوئے ہیں تم بھی مر جاؤ یہ کہہ کر دشمن پر حملہ کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ بروایت ابن ہشام اُن کو ستّر زخم لگے تھے۔ اکھتر ہویں زخم میں شہید ہو گئے (دیکھو تاریخ خمیس دیار بکری جلد اوّل صـ۴۸۸ اور تاریخ طبری جلد سوم صـ۱۹ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم صـ۳۵ تاریخ اسلام جلد دوم دہلوی صـ۹۷ فٹ نوٹ) زاد المعاد ابن القیم الجوزی حنبلی مطبوعہ مطبع نظامی کانپور جلد اوّل صـ۳۴۷ سطر ۱۶۔ تقطیع کلاں۔ تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۲ سورہ آل عمران حاشیہ تفسیر فتح البیان صـ۲۹۶ سطر ۲۴ حاشیہ بخاری ۱۶/۱۵

ثبوت پہاڑی بکری ۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (آل عمران ع ۱۶)

ترجمہ:۔ جس دن مقام احد میں مسلمانوں اور کافروں کی دو جماعتیں آپس میں بھڑ گئیں اور تم مسلمانوں میں سے بہت لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو اُن کا بھاگنا شیطان کی وجہ سے تھا۔ بیشک خدا نے ان کے اس قصور سے درگذر کی البتہ اللہ بخشنے والا بُردبار ہے۔ تفسیر اخرج ابن جریر عن کلیب قال خطب عمر یوم الجمعہ فقرأ آل عمران وکان یعجبہ اذا خطب ان یقرأھا فلما انتھیٰ الی قولہ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ۔ قال لما کان یوم احد ھزمنا ھم ففررت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی انزو کانّنی اروی

ترجمہ:۔ ابن جریر کلیب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب نے جمعہ کے روز سورۃ آلِ عمران پڑھا اور خطبہ کے وقت متعجب تھا جب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر پہنچا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ۔ فرمایا کہ جنگِ اُحد میں ہم لوگوں نے شکست اُٹھائی اور میں بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ تو مجھے دیکھتا کہ پہاڑی بکری کی طرح میں کودتا اچھلتا جاتا تھا (دیکھو تفسیر در منثور سیوطی علامہ سیوطی جلد ثانی صـ۸۸ سطر ۲۹ مطبوعہ مصر) (۲) تفسیر روح المعانی علامہ شہاب الدین الوسی بغدادی جلد اوّل صـ۱۰۷

سطر اوّل پر حضرت عمر ابن الخطاب کا جنگِ اُحد سے فرار دیکھو +

(۳) کنز العمال جلد اوّل۔ کتاب الاذکار۔ صفحہ ۲۳۸ نمبر حدیث ۴۳۰۲)

(۴) زید بن اسید وہب از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پرسیدکہ چناں شنیدیم کہ درروزِ اُحد بغیر از علی علیہ السلام وابودجانہ وسہل بن حنیف کسے نزدِ پیغمبر نماندہ بود۔ بعد از ساعتے عاصم بن ثابت وطلحہ بن ثابت آمدہ درخدمتِ خیر البشر کمربستند آیا خبر بیان واقع ہست؟ گفت بلے۔ پرسیدم کہ ابوبکر وعمر کجا بودند۔ گفت ایشاں نیز بگوشہ رفتہ بودند در روزِ سیوم از جنگ بخدمت آں سرور فائز شدند (دیکھو روضۃ الصفا جلد دوم ذکر غزوۂ اُحد صفحہ ۹۱ سطر ۲۹ اسلامیہ کالج پشاور لائبریری) تاریخ خمیس دیار بکری عربی جلد اوّل مصری صفحہ ۴۸۵

(۵) لما کان یوم احد کنت انوقل کما تنوقل الاروی یما ای اصعد فیہ کما تصعد الا نثی الوعول۔ (نہایہ ابن الاثیر جزری۔ باب الواؤ مع القاف صفحہ ۳۴ سطر ۱۷۔ الجزو الرابع مطبوعہ مصر (لفظ و نقل) حضرت عمر ابن الخطاب فرماتے ہیں۔ کہ جس روز جنگ اُحد کا تھا۔ تو میں پہاڑ پر ایسا جلدی و تیزی سے چڑھتا تھا جیسا کہ پہاڑی بکری چھلانگیں مارتی ہے۔ زیادہ دیکھو تاریخِ اسلام جلد دوم فٹ نوٹ صفحہ ۹۹ تفسیر طبری جلد چہارم صفحہ ۹۰ اور منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد اوّل صفحہ ۴۲۹

پس حضرت عمر جناب خیر البشر صلعم کو میدانِ جنگ میں چھوڑ کر اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ اور اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر نہ دکھا گئے۔ جہاد فی سبیل اللہ کا فرار خلیفۂ سیدنا احمد مختار نہیں ہو سکتا +

(و) **شجاعتِ مرتضوی ع**۔ باتفاق جمہور اہل سیر امیر المومنین حیدر ع درآں روز بیشتر از جمیع اصحاب خیر البشر لوازمِ شجاعت و تہوّر بہ تقدیم رسانید و مشرکان را منہزم گردانید (دیکھو جنگ اُحد۔ تاریخ حبیب السیر جزو سیوم جلد اوّل صفحہ ۲۳۶ سطر ۲۶ مطبوعہ بمبئی و تاریخِ اسلام جلد دوم دہلوی صفحہ ۹۶)

(ب) خداوند کریم نے اس جنگ میں جناب امیر علیہ السلام کی بہادری کا فرشتوں پر فخر کیا + (دیکھو تاریخ خمیس عربی دیار بکری جلد اوّل صفحہ ۴۳۶ مطبوعہ مصر ۱۲۸۳ھ

(ج) جناب امیر علیہ السلام کی بہادری و شجاعت پر فرشتوں نے شاباش کہی (تاریخ حبیب السیر جزو سیوم جلد اوّل صفحہ ۲۴) (د) محمد بن اسحاق اپنی سیرت میں لکھتے ہیں کہ اُحد کے روز جناب امیر المومنین علی کے رنج پر صبر کرنے اور آپ کے ثباتِ نفس اور تکلیف کو اچھی طرح برداشت کرنے سے فتح حاصل ہوئی (ارجح المطالب باب ۳ صفحہ ۲۱۶)

(و) فتاوےٰ عزیزی مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۹۲ میں ہے۔ چہ تفضیل حضرت مرتضیٰ علی ع در جہادِ سیفی و سنانی و

فنِ قضا و وکثرتِ روایتِ حدیث و ہاشمیہ و حنیفیہ لاسیما زوجیت بر حضرت صدیق اکبرؓ قطعی است ٭

(ن) جب آنحضرت صلعم مدینہ میں تشریف لائے اور اپنی شمشیر ذوالفقار کو جناب فاطمہ علیہا السلام سے دیکر فرمایا۔ بیٹی اس سے لہو دھو ڈالو۔ اس نے آج مجھے سچا کیا ہے۔ اور جناب علی المرتضیٰؑ نے بھی ان کو اپنی تلوار دیکر کہا۔ اس سے لہو دھو ڈالو۔ اس نے آج مجھے سچا کیا ہے۔ (دیکھو کتاب حسنی المذہب ایچ المطالب باب سوم صفحہ ۲۱۵ سطر ۱ مطبوعہ نولکشور پریس لاہور۔ بار دوم۔ اور منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ مطبوعہ مصر باب فضائل سیدنا علی علیہ السلام۔ مناقب امیر المومنین عربی مبیئی صفحہ ۲۷ مطالب السئول صفحہ ۳۸)

(ح) فیصلۂ حقانی - فرمایئے مولوی صاحبان! حضرات اصحاب کبار جو جنگِ احد میں جناب سرور عالم صلعم کو نرغۂ کفار میں مجروح و لاچار چھوڑ کر بھاگ جانے والے۔ اللہ تعالیٰ سے ثم ولیتم مدبرین کا خطاب پانیوالے۔ عہد بیعت رضوان توڑنے والے حضرت عمر ابن الخطاب جیسے صلح حدیبیہ میں نبوّتِ محمدیہ صلعم پر شک کرنیوالے۔ اور ولقد عفا اللہ عنہم کے ماتحت آنے والے تھے وہ جناب امیر المومنین و امام المتقین مظہر العجائب والغرائب اسد اللہ الغالب سیدنا علیؑ ابن ابی طالبؑ سے کس طرح افضل قرار دیئے گئے۔ اور خلیفہ رسول مقبول صلعم بنائے گئے۔ جو ہر ایک جنگ میں غازی جنگ بہادر کرار غیر فرار۔ مجاہد فی سبیل اللہ تھے اور لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار کا تمغہ پانے والے تھے۔ مان لیا کہ جنگِ احد کے فراری صحابہ کا گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا لیکن جب موحد حقیقی مومن کامل سردلاور شیرِ خدا علی المرتضیٰؑ نے فرار ہی نہیں کیا۔ اور کسی جنگ میں پیٹھ نہ دکھائی تو ان سے بھاگنے والے اصحاب کسطرح افضل و اعلیٰ بن گئے ٭ بینوا و توجروا؟

۴ سنہ ہجری غزوۂ بنی نضیر ملِ فی ولادت باسعادت سیدنا امام حسینؑ

غزوۂ بنی نضیر ماہ صفر سنہ ۴ھ - غزوۂ بنی نضیر میں سپہ سالار و علمدارِ لشکر سید الابرار جناب حیدر کرارؑ مقرر ہوئے۔ کیونکہ یہود کے قبیلہ بنی نضیر نے جناب رسول خداؐ سے بدعہدی کی تھی۔ انکے مضبوط قلعہ کا پندرہ روز تک محاصرہ کیا گیا۔ ایام محاصرہ میں غزورا نامی یہودی نے آنحضرتؐ کے خیمہ مبارک پر تیر مارا۔ رات ہوئی۔ تو جناب علی المرتضیٰؑ لشکر سے غائب ہو گئے۔ بعض اصحاب نے آنحضرتؐ کو خبر دی حضور انور صلعم نے فرمایا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری کسی مہم کی کفایت کے واسطے گئے ہونگے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ حضرت علیؑ نے غزورا کا سر لا کر آنحضرت صلعم کے پاؤں میں ڈالدیا۔ اور عرض کی۔ کہ حضور اسی ملعون نے آپکے خیمہ پر تیر مارا تھا۔ آنحضرت صلعم نے

جب واقعہ دریافت فرمایا۔ تو عرض کی کہ مَیں نے اس ملعون کو بڑا بہادر پایا تھا خیال کیا۔ کہ کہیں جرأت کے سبب سے قلعہ سے نکل کر کسی کو غافل پا کر لیجائے۔ مَیں اسی ٹوہ میں تھا۔ کہ وہ ملعون تلوار ہاتھ میں لیے نو آدمیوں کیساتھ نکلا۔ مَیں نے حملہ کرکے اس کا سر کاٹ لیا۔ اور اس کے موافقین ایسے قریب ہیں۔ اگر کچھ لوگ میرے ساتھ کر دیجئے۔ تو اُمید رکھتا ہوں کہ اُن پر فتح پاؤں۔ آنحضرتؐ نے حضرت ابو دجانہ۔ اور حضرت سہل بن حنیف کو معہ آٹھ آدمیوں کے ساتھ کر دیا۔ حضرت علیؑ نے جا کر اُن سب کو قتل کیا۔ ان کے سر لائے اور وہ سر سرائے بنی خطمہ کے دروازے پر لٹکائے گئے۔ بنی نضیر نے محاصرہ سے تنگ آکر صلح کر لی۔ ان کا تمام مال و اسباب مالِ فَی میں داخل ہوا۔ اور جناب رسولِ خدا صلعم کی خاص ملکیت میں داخل ہوا جس سے سرورِ عالم اپنے عیال اور خویش و اقارب کا ایک سال کا خرچ نکال کر باقی مساکین پر تقسیم فرماتے تھے ۔ (دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم ص۱۲۳ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ بمبئی ص۱۰۱ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم ص۴۴ تاریخ اسلام جلد دوم دہلوی ص۱۰۳ فٹ نوٹ

ولادت سیّدنا امام حسینؑ ۔ چوتھی ماہ شعبان المعظّم سنہ ۴ ہجری میں جناب سیّدنا امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے جن کا نام نامی حضرت ہارون علیہ السلام کے فرزند شبیر کے نام پر رکھا گیا جنھوں نے اپنی ڈھلتی جوانی میں دریائے فرات کے کنارے سرِ اطہر کو جناب سیّد البشر کے دینِ اسلام پر فدا کر دیا ۔

وفاتِ والدۂ ماجدہ جناب امیرؑ ۔ اسی سال والدۂ ماجدہ جناب علی المرتضیٰؑ نے مدینۂ منوّرہ میں مہاجرہ ہو کر رحلت فرمائی۔ یہ ہاشمی و قریشی خاندان سے تھیں۔ اور جناب سرورِ عالم صلعم کی چچی صاحبہ جن کی زیرِ کفالت حضورِ انور صلعم نے پرورش پائی تھی۔ یہ اوّل ہاشمیہ بی بی ہیں۔ جن سے سیّدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نجیب الطرفین ہاشمی پیدا ہوئے۔ آپ نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔ اور مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ جناب رسولِ خدا صلعم نے ان کا جنازہ اپنے دوشِ مبارک پر اُٹھایا تھا۔ لحد قبر کو اپنے دستِ مبارک سے دُرست کیا پھر لحد سے چمٹ کر قرآن شریف پڑھا۔ اپنا پیرہن مبارک اُتار کر اُن کے کفن کے لئے عطا فرمایا تھا۔ اور ستّر تکبیریں نماز جنازہ میں پڑھیں۔ اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ستّر ہزار فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی (کنز العمال کتاب الفضائل جلد ہفتم ص۱۰۱ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم ص۴۳ تاریخ خمیس جلد اوّل ص۴۶۸ مدارج النبوۃ ۔ جلد دوم)

—— + ——

۶۲۶ء ۵ سنہ ہجری غزوۂ بنی مصطلق واقعۂ افک بی بی عائشہ جنگِ خندق

غزوہ بنی مصطلق - ۲ شعبان ۵ سنہ ہجری کو آنحضرتؐ کو خبر ملی۔ کہ بنی مصطلق کا سردار حارث بن ابی ضرار مسلمانوں پر لشکر کشی کا ارادہ رکھتا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے ان سے لڑائی شروع کی۔ یہود کے دس آدمی مارے گئے۔ حارث کے مارے جانے پر یہود بھاگے۔ مالک مع فرزند کے جناب مولانا مرتضیٰؑ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور دشمنوں کا علمدار بھی آپکے ہاتھ سے قتل ہوا۔ (حبیب السیر جلد اوّل۔ تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۱۰۵۔ مدارج النبوۃ صفحہ ۲۱۲ جلد ۲)

واقعہ افک بی بی عائشہ - اس جنگ سے واپس ہوتے ہوئے جناب اُم المومنین بی بی عائشہ لشکر سے پیچھے رہ گئیں۔ ان کا ایک گلوبند زیور گر گیا۔ صفوان ابن معطل سلمی جو ساقہ لشکر پر مقرر تھا۔ اس نے بی بی صاحبہ کو اونٹ پر سوار کرا کر خود مہار ناقہ تھامے چلا۔ منافقین نے ان پر زنا کی تہمت لگائی۔ حضور انورؐ کو اس کا کامل ایک ماہ تک رنج رہا۔ آخر خداوند تعالیٰ نے بی بی صاحبہ کی بریت کر دی۔ اور تہمت لگانے والوں پر حد قذف لگائی گئی۔ چونکہ جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ نے حضور انور صلعم کی تسلّی و تسکین کی خاطر عرض کیا تھا۔ والنساء مسواھا کثیرۃ۔ یعنی بی بی عائشہ کی طرح اور بہت سی عورتیں مل سکتی ہیں آپ کیوں غمگین ہوتے ہیں۔ آپ بریرہ لونڈی سے دریافت فرما دیں۔ وہ سچ سچ حال بتا دیگی (بخاری بیبپارہ سولھواں صفحہ ۹۹) اس کلام سے جناب بی بی عائشہ جناب شیرِ خدا علی المرتضیٰؑ سے خفا ہو گئیں اور مرتے دم تک رنج رکھا۔ خاصکر جنگ جمل میں بی بی عائشہ کا مقابلہ کرنا اسی رنج کا نتیجہ ہے۔ اور جناب بی بی صاحبہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰؑ کا نام نہیں لیتی تھیں۔ بلکہ فلاں فرمایا کرتی تھیں۔ جب سیدنا علی المرتضیٰؑ کی وفات کی خبر بی بی عائشہ کو پہنچی۔ تو علامہ دمیری حیات الحیوان میں لکھتے ہیں۔ کہ جناب عائشہ نے فرمایا ؎

فالقت عصاھا فاستقربھا النوٰی کما قر عینا بالایاب المسافر

ترجمہ:- ڈالدیا اس نے اپنا عصا اور جائے اطمینان مل گئی جیسا کہ مسافر کا دل منزل پر پہنچ جانے کے بعد خوش ہوتا ہے۔ (تاریخ اسلام جلد دوم دہلوی صفحہ ۱۸۲ مناقب مرتضوی صفحہ ۲۷)

(ب) ابن جوزی کے تذکرہ خواص الامہ اور تاریخ ابو الفدا اور روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب میں ہے۔ کہ جب امام حسنؑ کیواسطے ایک قبر رسول اللہ صلعم کی قبر کے قریب کھودی گئی اور جنازہ آنجناب کا اسپر لا کر رکھا گیا۔ مگر دفن کرنے سے پہلے حضرت عائشہ کو اس بات کی خبر لگ گئی۔ وہ ایک خچر پر سوار ہو کر اس مقام پر پہنچیں اور منع

کرنے لگیں۔ جناب امیرؑ کے شیعہ غل مچانے لگے۔ اور کہا۔ کہ کبھی تو اونٹ پر بیٹھ کر جناب امیرؑ سے لڑتی ہو۔ اور کبھی خچر پر سوار ہو کر پیغمبر خدا صلعم کے نواسے کے جنازے پر جھگڑتی ہو۔ اور دفن نہیں کرنے دیتیں۔ بہت کوشش کی۔ مگر مفید و کارگر نہ ہوئی۔ کیونکہ لوگ دو گروہ ہو گئے اور ایکدوسرے کی طرف تیر پھینکنے لگے۔ یہاں تک کہ چند تیر جنازے میں بھی آ لگے۔ اسوقت سیّدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنے برادرِ بزرگوار کی وصیت کے موافق جنازہ کو جنت البقیع میں لے گئے (تاریخِ اسلام جلد دوم صہ ۱۸۲)

(د) جناب بی بی عائشہ آنحضرت صلعم کی اولاد سے بغض و عداوت و رشک رکھتی تھیں۔ ام المومنین بی بی خدیجہ صدیقۃ الکبریٰ صلوات اللہ علیہا کے نام پر رشک کرتی تھیں۔ جناب بی بی فاطمۃ الزہرا ؑ بنت خدیجۃ الکبریٰ اور سیّدنا علی المرتضیٰؑ سے ہمیشہ نفرت و کراہت رکھتی تھیں۔ تاریخ الخمیس و جذب القلوب الی دیار المحبوب صہ ۹۸ میں لکھا ہے۔ کہ درمیان دولت خانۂ سیّدہ و جناب رسول خدا صلعم جس میں بی بی عائشہ رہتی تھیں۔ ایک کھڑکی تھی۔ اور اس راہ سے اکثر آنحضرت صلعم بھی آجایا کرتے تھے۔ اور ہر دفعہ خیریت حسنین الشریفینؑ و جناب سیّدہؑ و جناب امیرؑ دریافت کرتے تھے۔ ایکدفعہ آدھی رات کو بی بی عائیشہ اس کھڑکی سے جناب سیّدہؑ کے ہاں آئیں اور لڑائی لڑنے لگیں۔ اس گفتگو سے جناب سیّدہؑ کو اس قدر ملال ہوا۔ کہ خود جناب رسول اللہؐ سے عرض کیا۔ یا حضرتؐ اس دریچہ کو بند کرا دیجئے۔ پس آنحضرت صلعم نے وہ دریچہ بند کرا دیا۔ (تاریخِ اسلام جلد دوم صہ ۱۸۱ و جذب القلوب صہ ۹۸ مطبوعہ نولکشور)

(ہ) شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ کہ جناب سیّدہؑ نے اسماء بنت عمیس سے وصیت کی کہ بی بی عائیشہ کو میرے جنازہ پر نہ آنے دینا۔ (تاریخِ اسلام جلد دوم صہ ۱۸۱ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ و جذب القلوب الی دیار المحبوب) (و) بی بی عائیشہ کو معاویہ بن ابو سفیان نے ایک کنوئیں کے اندر گرا کر قتل کیا۔ اس کا منہ چونے سے بند کر دیا۔ (حبیب السیر جلد اوّل بحوالہ تاریخِ اسلام جلد دوم دہلوی صہ ۱۸۱)

اس بی بی صاحبہ کے فضائل و مناقب میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔ چنانچہ مشہور یہ ہیں:۔

حدیث شریف ۔ حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل حدثنا جویریہ عن نافع عن عبد اللہ قال قام النبیؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خطیباً فاشار نحو مسکن عایشۃ فقال ھنا الفتنۃ ثلثا من حیث یطلع قرن الشیطان (رواہ البخاری۔ بارہواں پارہ۔ کتاب الجہاد والسیر صہ ۶۹ احمدی پریس لاہور)

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے۔ کہ ایکروز سرورِ عالم صلعم خطبہ فرمانے لگے۔ اور بی بی عائیشہ

کے مکان کی طرف، اشارہ کرکے فرمایا کہ اِس گھر سے فتنے نکلینگے۔ فتنے شروع ہونگے۔ فتنے شروع ہونگے (تین بار) فرمایا۔ اور اس طرف سے شیطان کا سینگ نکلیگا۔ یا (اِس گھر سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے)

(ت) یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ کے شانِ نزول میں حضرت عائشہ نے فرمایا ایسا ہوا آنحضرت صلعم ام المومنین زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتے وہاں ٹھیرے رہتے۔ مَیں نے اور اُم المومنین حفصہ دونوں نے یہ صلاح کی کہ ہم میں سے جس کے پاس آپ تشریف لائیں۔ وہ یوں کہئے کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ اور آپ کے جسم سے اُسی کی بدبُو آرہی ہے۔ اور پھر ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا نہیں مَیں نے مغافیر نہیں کھایا۔ بلکہ زینب کے پاس شہد پیا ہے۔ اور آج سے مَیں نے قسم کھالی ہے۔ اب شہد نہیں پیوں گا لیکن تو اس کی خبر کسی کو نہ کیجیو۔ (رواہ البخاری کتاب التفسیر سورۃ التحریم بیسواں پارہ ص۹۹ سطر اوّل مطبع احمدی لاہور)

(ح) حدثنا علی حدثنا سفیان حدثنا یحیٰی بن سعید قال سمعت عبید ابن حنین قال سمعت ابن عباسؓ یقول اردتُ ان اسال عمر فقالت یا امیرالمومنین مَن المرأتان اللتان تظاھرتا علی رسول اللّٰہ صلعم فما اتممتُ کلامی حتیٰ قال عائشۃ وحفصۃ۔ ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس کہتے تھے۔ کہ مَیں نے چاہا حضرت عمر سے پوچھوں مَیں نے پوچھا امیرالمومنین یہ دو عورتیں کونسی ہیں جنھوں نے آنحضرتؐ کے ستانے کیلئے ایکا کیا تھا۔ (جن کا ذکر قرآن میں ہے ان تظاھرا علیہ) ابھی میری بات پوری نہ کی تھی۔ فرمایا عائشہ اور حفصہ (بخاری مترجم مطبع احمدی ۲/۲ سطر اخیر کتاب التفسیر)

جنگِ خندق یا احزاب - یہ غزوہ شوال ۵ھ ہجری کو ہوا ہے۔ بنی نضیر جلاوطن شدہ قوم نے اُمرا و سرداران قریش مکہ معظمہ کو اُبھارا۔ اور دس ہزار کی تعداد سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ کیا۔ اِس لشکرِ کفار کا سردار ابو سفیان تھا جناب رسول خدا صلعم نے اطلاع پاکر تین ہزار مہاجرین و انصار کے ہمراہ سلع پہاڑی کے درمیان حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے ایک خندق (ٹرنچ Trench) کھودی۔ دشمنوں نے محاصرہ ڈالدیا۔ سخت کڑاکا تا جاڑا تھا۔ کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر نے باوجود فرمان رسول مقبول صلعم کے دشمنوں کی خبر لانے سے صاف انکار کردیا۔ اور استغفراللہ پڑھ دیا۔ حتیٰ کہ حضرت حذیفہ یمانی دشمنوں کی خبر لائے (درمنثور سیوطی جلد ۵ ص۸۵۔ کنز العمال جلد ۵ ص۲۷۹ مواہب لدنیہ جلد دوم ص۱۱۸ مسند احمد حنبل جلد ۵ ص۳۹۲ تاریخ کامل جلد ۲ ص۶۹) دشمن کا نامی گرامی پہلوان وسپہ سالار عمر ابن عبدوُد جو جنگِ بدر میں

زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا۔ آج پھر اپنی بہادری کے جوہر دکھانے کو لشکرِ کفار میں آیا۔ اور گھوڑا دوڑاتا ہوا خندق کے تنگ مقام سے پار آگیا۔ یہ ہزار آدمی کے ساتھ تنہا لڑائی کرسکتا تھا۔ میدان میں آکر ہل من مبارز کا نعرہ مارنے لگا۔ لشکرِ اسلام میں جو اس کی دلیری و مردانگی سے واقف تھے۔ اس کی بہادری و شجاعت سے ایسے ڈر گئے گویا خون اُن کے بدن میں نہیں رہا۔ سر ڈال کر خشک ہو گئے۔ کانما علی رؤسہم الطیر گویا اُن کے سروں پر پرند بیٹھے ہیں۔ اور یہ ضرب المثل محاورہ ہے۔ کہ ولایتِ عرب میں اونٹوں میں چیچڑ زیادہ ہوتے ہیں۔ کوّے اُڑ کر اونٹ کے سر پر بیٹھتے ہیں۔ اور اُن کو اپنی چونچ سے چُن کر کھاتے ہیں۔ اور اونٹ سر نہیں ہلاتے۔ مبادا کوّے اُڑ جائیں اور چیچڑ رہ جائیں۔ جب عمر ابن عبدوُد نے لشکرِ اسلام کو دوبارہ للکارا اور ہل من مبارز پکارا۔ تو جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی ہے۔ جو اس شخص کے شر کو مٹائے جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰؑ نے فرمایا۔ یارسول انا بارزہ۔ اے رسول خداؐ میں لڑونگا اس کے جواب میں سرورِ عالم صلعم نے کچھ نہ فرمایا۔ اس موقعہ پر حضرت عمر ابن الخطاب نے لشکریوں کو یہ قصہ سُنا کر اور بھی ڈرایا۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ کہ ایکدن ہم طائفہ قریش کیساتھ جن میں عمر ابن عبدوُد بھی تھا۔ بہت سامالِ تجارت لیکر شام کی طرف جارہے تھے۔ کہ ناگاہ ہزار کے قریب رہزنوں نے ہمارا راستہ روک لیا۔ اہل قافلہ نے جان و مال سے ہاتھ دھولئے۔ اسی اثنار میں عمر ابن عبدوُد نے ایک شتر بچہ برائے ڈھال ہاتھ میں لے کر شیر ژیاں اور پیل دماں کی طرح مخالفوں پر حملہ کیا۔ اس کا اُن کی طرف مُنہ کرنا تھا۔ کہ وہ سب کے سب بھتری ہو گئے۔ اور قافلہ سلامتی سے گذر گیا۔

پھر عمر ابن عبدوُد نے مبارز طلب کیا جناب علی المرتضیٰؑ نے رخصت طلب کی۔ آنحضرتؐ نے تین مرتبہ اپنے اصحاب سے پوچھا۔ اور تینوں مرتبہ حضرت علی المرتضیٰؑ ہی بولے۔ آنحضرت صلعم نے اپنی تلوار جناب علیؑ کی کمر میں باندھی۔ اپنی زرہ اُن کو پہنائی اور عمامہ اپنا سر پر رکھ کر کہا۔ خدایا ابو عبیدہؓ بدر میں مجھ سے جُدا ہو گئے اور امیر حمزہؓ اُحد میں مارے گئے۔ صرف ایک علیؑ رہ گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو آج میں اُن سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں۔ لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین (تاریخ الاسلام علامہ عباسی صفحہ ۱۳۱ تاریخ اسلام جلد دوم دہلوی صفحہ ۱۰۹ روضۃ الصفار جلد دوم صفحہ ۱۰۹ سطر ۲۶ تاریخ خمیس عربی دیار بکری مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۵۱۷ مناقب امیرالمومنین صفحہ ۵۵ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۸۲ نمبر حدیث ۵۴۸۹

(ب) الغرض جناب امیرؑ سید خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت ہو کر پاپیادہ روانہ ہو گئے۔ اور

عمر ابن عبدوُد سوار تھا۔ مقابلہ میں آکر جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کیا یہ تیرا قول نہیں۔ کہ اگر قریش کا آدمی تین سوال کرے۔ تو ایک قبول کریگا۔ عمر ابن عبدوُد نے کہا ہاں ایسا ہی ہے ✦

جناب علیؑ۔ مَیں تمہیں خُدا اور اسکے پیغمبرؐ اور اِسلام کی طرف بُلاتا ہوں ✦

عمر ابن عبدوُد۔ مجھے اس کی کچھ ضرورت نہیں ✦

جناب علیؑ۔ مُسلمانوں کے ساتھ لڑائی نہ کر اور اپنے ملک کو واپس چلا جا ✦

عمر ابن عبدوُد۔ یہ عار اور بدنامی گوارا نہیں کرسکتا قریش کی عورتیں بھی ایسا نہیں کرتیں اور وہ طعنہ دینگی ✦

جناب علیؑ۔ جب تُو نے دونوں کام سے انکار کیا۔ تو اَب لڑائی باقی ہے ✦

عمر ابن عبدوُد ہنسکر۔ یہ ایک خصلت ہے۔ مَیں گمان نہیں کرتا کہ دلیرانِ عرب میں سے کسی نے سوال کئے ہوں۔ واپس چلا جا۔ کہ تو کم عمر ہے۔ ابھی تیرا وقت بہادروں کے ساتھ لڑنے کا نہیں آیا۔ میرے اور تیرے باپ کے درمیان دوستی تھی۔ مَیں تیرا خون بہانا نہیں چاہتا ✦

جناب علیؑ۔ اگر تجھے میرا خون بہانا منظور نہیں۔ تو مَیں تیرا خون بہا کر اللہ اور اُسکے رسولؐ کو خوش کرنا چاہتا ہوں

یہ کلام سُن کر عمر ابن عبدوُد غصہ میں بھر گیا۔ اور گھوڑے سے اُتر کر اسکو لنگڑا کر کے تلوار نکال کر جناب امیرؑ پر حملہ آور ہوا۔ عمر کی تلوار جناب مولا مرتضیٰؑ کی ڈھال کاٹتی ہوئی سر تک پہنچی۔ کوئی ایسا زخم نہ آیا۔ لیکن جب سنبھل کر شیرِ خدا مولا مرتضیٰؑ نے ہاتھ مارا۔ تو عمر کا سر کٹ کر کئی قدم کے فاصلہ پر جا پڑا۔ جناب مولا مشکلکشا شیرِ خُدا نے باوازِ بلند تکبیر فرمائی۔ مسلمانوں نے کہا وہ مارا۔ اس کے قتل کے بعد ضرار ابن الخطاب وسرہ و نوفل نے راہ فرار لی۔ بھاگتے ہوئے نوفل کا گھوڑا خندق نہ پھاند سکا۔ وہ خندق میں گر کر مر گیا۔ جب شاہِ مردان شیر بیشۂ ہیجا مولانا علی المرتضیٰؑ نے عمر ابن عبدوُد کو قتل کیا۔ تو اسکی زرہ۔ جامہ اور ہتھیار نہ اُتارے۔ حالانکہ اُس زمانہ میں دستور تھا۔ کہ قاتل مقتول کا اسباب لوٹ لیتا تھا۔ عمر ابن عبدوُد کی ہمشیرہ اپنے بھائی کی نعش پر آئی۔ اور اُس کو کپڑوں اور ہتھیاروں سے ملبوس دیکھ کر کہا۔ کہ مجھ کو کفوِ کریم کے سوائے اور کسی نے قتل نہیں کیا۔ پوچھا کہ اس کا قاتل کون ہے لوگوں نے کہا کہ جناب علی ابن ابی طالبؑ۔ عمر ابن عبدوُد کی بہن نے اپنے بھائی کی لاش پر یہ اشعار کہئے۔

لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ لکنت ابکی علیہ الی الابد الابد

لکن قاتلہ من لا یعاد نسب فیہ من کان یدعی قدیما بیضۃ البلد

اگر عمرو کا قاتل سوائے اِس قاتل کے کوئی اور ہوتا تو مَیں ہمیشہ اُس پر رویا کرتی لیکن اسکا قاتل وہ ہے۔ جس کے نسب میں کوئی عیب نہیں۔ اور وہ ہمیشہ سے شہر کا سردار پکارا گیا ہے۔ القصہ جناب امیرؑ نے عمرو کے سرِ ناپاک کو قدمِ صاحبِ لولاکؐ میں لاکر ڈال دیا حضرت ابوبکر و عمر جو اسوقت موجود تھے۔ دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیرؑ کی سرِ مبارک کی (سر) چوٹی کو چوما اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے یہ آیت پڑھی۔ قولہ تعالیٰ وکفی باللہ المومنین القتال وکان اللہ عزیزا حکیماہ (احزاب) اور جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ لمبارزۃ علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال اُمتی الی یوم القیامتہ۔ یعنی حضرت علیؑ کی خندق کے روز کی لڑائی میری اُمت کے اعمال سے جو وہ قیامت تک کرتے رہینگے۔ افضل ہے (دیکھو معارج النبوۃ۔ رکن چہارم صـ۱۴۷ تاریخ الاسلام علامہ عباسی صـ۱۳۱۔ روضۃ الصفا جلد دوم صـ۱۰۹ سطر ۲۹ مطبوعہ بمبئی۔ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل۔ جزو سیوم صـ۳۶ مطبوعہ بمبئی تاریخ خمیس صـ۴۸۶۔ مدارج النبوۃ جلد دوم صـ۲۳۳ مطبوعہ نولکشور۔ وسیلۃ النجات صـ۱۰۴ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند احمد جلد ۴ صـ۱۲۵ روضۃ الاحباب جلد اوّل صـ۲۱۸ مطالب السئول صـ۳۹ وکنز العمال جلد ۵ صـ۲۸۱/۲۸۲ نمبر حدیث ۴۸۴ و شرح مقاصد تفتازانی جـ۳ صـ۱۰۴ وخصائص سیوطی جلد ۱ صـ۲۳۱)

(ج) ایک روایت میں بجائے اعمالِ اُمتی کے من عبادۃ الثقلین (جنّ و انس) آیا ہے (دیکھو ارجح المطالب صـ۲۱۹)

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کا عمرو کو قتل کرنا بالکل حضرت داؤدؑ اور جالوت کے قصّہ کے مُشابہ ہے جس کا ذکر خدا نے اِس طرح کیا ہے۔ فہزموھم باذن اللہ وقتل داؤد جالوت وہ خدا کے حکم سے بھاگ گئے اور حضرت داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا (دیکھو ارجح المطالب باب سیوم صـ۲۱۹ مطبوعہ بار دوم۔)

(د) عن عبداللہ بن مسعود قال کان یقرأ وکفی باللہ المؤمنین بعلیؑ وکان اللہ قویا عزیزا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ لڑائی میں مومنوں کے لیے حضرت علیؑ کی وجہ سے کفایت کی اور اللہ غالب و مہربان ہے (ارجح المطالب باب سوم صـ۲۱۹ روضۃ الصفا جلد دوم صـ۱۰۹ بروایت ابن مردویہ و ابونعیم و ابن ابی حاتم و ابن عساکر در منثور جلد پنجم صـ۱۹۲)

(ہ) فضل اللہ بن روزبھان کشف الغمہ میں ناقل ہیں کہ جمہور اہلِ سیر متفق ہیں۔ کہ جب جناب امیرؑ عمرو کے مقابلہ کو نکلے۔ تو جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ یعنی پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے۔ (حیوۃ الحیوان لغت حیدرا۔ تاریخ اسلام جلد دوم صـ۱۱۲)

(۹) صاحب حبیب السیر نے عمرو بن عبدوُد کے مارے جانے کا حال لکھ کر یہ اشعار لکھے ہیں ؎

زتیغ علیؑ چوں عمرو کشتہ گشت — فلک نامہ دولتش در نوشت
رسولِ خداؐ گفت از یک دلی — کہ در روزِ خندق مصافِ علیؑ
بہ از ہر عمل کاندر این روزگار — کنند اہلِ دیں تا بروزِ شمار

(تاریخ حبیب السیر جزو سیوم جلد اوّل صفحہ ۴۷ سطر ۱۳ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۵ء۔ اسلامیہ کالج پشاور لائبریری)
نوٹ: جناب امیرؑ کی کمال بہادری و شجاعت سے اسلام کو فتح ہوئی اور رعب پھیلا ✦

(۱۰) تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۸ صفحہ ۶۳ سطر اخیر مطبوعہ مصر میں ہے۔ قوله علیه السلام لمبارزة علي علیه السلام مع عمرو بن عبد ود افضل من اعمال امتي الى يوم القيامة۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ حضرت علیؑ کی عمرو بن عبدوُد سے لڑائی کرنا میری امت کے عمل سے جو قیامت تک کرتے رہیں افضل ہے ✦

غزوہ بنی قریظہ ۔ اس لڑائی میں بھی جناب حیدر کرارؑ علمدار سید الابرار احمد مختارؐ تھے۔ جب جناب شیرِ خدا مولا مرتضیٰؑ قلعہ کے سامنے پہنچے۔ تو سنتری قلعہ نے دیکھ کر پکارا۔ دیکھو قاتل عمرو آرہا ہے۔ دوسرے نے کہا حضرت علیؑ نے عمرو کو قتل کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ الحمد لله الذي اظهر الاسلام وقمع الشرك والظلام۔ خدا کا شکر ہے جس نے اسلام ظاہر کیا۔ اور شرک و کفر کو اکھاڑ دیا پچیس روز تک یہودیوں کا محاصرہ رہا۔ آخر قلعہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور بنی قریظہ کے لڑنے والے مرد مقتول ہوگئے۔
(دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ $\frac{155}{173}$۔ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۱۴ سطر ۹۔ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم صفحہ ۴۸ مطبوعہ بمبئی سطر ۱۵۔ وسیلۃ النجاۃ صفحہ ۵۵۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ تاریخ ابو الفدا جلد اوّل صفحہ ۱۳۵)

واقعات سنہ ۶ ہجری مطابق سنہ ۶۲۷ عیسوی صلح حدیبیہ جناب امیرؑ کا صلحنامہ تحریر فرمانا

سریہ فدک ۔ شعبان سنہ ۶ ہجری میں آنحضرتؐ کو خبر ملی کہ بنو بکر بن سعد خیبر کے یہودیوں کے ساتھ سازش کر کے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ باغیوں کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیے گئے۔ بمقام فدک دشمنوں سے مقابلہ ہوا۔ دشمنوں کو شکست ہوئی اور مسلمان مالِ غنیمت کے ساتھ کامیاب واپس آئے۔ (تاریخ الاسلام عباسی صفحہ ۱۳۶۔ تاریخ الاسلام دہلوی جلد دوم صفحہ ۱۱۴ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۱۶۷ باب نہم سطر ۲۰ مطبوعہ لاہور۔ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۵۰ سطر ۲۸

تاریخ خمیس عربی جزو ثانی مطبوعہ مصر ص۱۲ سطر ۵۔ روضۃ الاحباب ص۳۳۲

صلح حدیبیہ ۔ آنحضرت صلعم نے خواب میں اپنے کو اصحاب کے ساتھ حج کرتے دیکھا۔ صبح کو حج کا ارادہ کیا۔ کچھ تو زیارتِ کعبہ کا شوق اور کچھ وطن میں جانے کی خوشی۔ اکثر مہاجر اور ان کے ساتھ انصار بھی سامان سفر میں مشغول ہوئے۔ پندرہ سولہ سو مسلمان آنحضرت صلعم کیساتھ چلے۔ اور ستر اونٹ قربانی کے لئے ساتھ ہوئے۔ یہ خبر قریش کو پہنچی۔ اور انہوں نے مزاحمت کا ارادہ کیا۔ آنحضرت صلعم کو بھی قریش کا ارادہ معلوم ہوا۔ تو مکّہ کے قریب ایک منزل پر چاہِ حدیبیہ کے پاس مسلمان ٹھیر گئے۔ اور وہیں سے ایلچیوں کی آمد و رفت ہوئی (تاریخ الاسلام علامہ عبّاسی ص۱۳۷)

(ب) **حضرت عمر کا انکار** ۔ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر خطاب کو بُلا کر فرمایا کہ تم قریش کے پاس جاکر کہو۔ کہ رسول اللہؐ تم سے لڑنے کو نہیں بلکہ صرف حج کے ارادہ سے آئے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا ۔ یا رسول اللہؐ قریش میرے دشمن ہیں مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ مکّہ میں میرا کوئی حمایتی نہیں ۔ اگر حضرت عثمان کو بھیجئے۔ تو بہتر ہے۔ کیونکہ قریش اُن کو عزیز رکھتے ہیں۔ (ابن اثیر۔ روضۃ الاحباب حبیب السیر۔ معارج النبوۃ بحوالہ تاریخ الاسلام جلد دوم ص۱۱۵۔ معارج النبوۃ رکن چہارم ص۱۸۰ روضۃ الصفا جلد دوم ص۱۲۳۔ حبیب السیر جلد اوّل ص۵۲۔ ابو الفدا جلد ا ص۱۳۸۔ سیرۃ النبی حصّہ اوّل ص۳۳۲)

(ج) **بیعت رضوان و اصحاب السمرۃ** ۔ جب حضرت عثمان اور دس مہاجرین کے قتل کی خبر مشہور ہوئی۔ اس پر جناب رسول اکرم صلعم نے درخت کیکر سے پشت مبارک لگا دی اور صحابہ کرام سے بیعت لینی شروع کر دی کہ وقتِ جنگ نہ بھاگیں۔ کبھی لڑائی سے مُنہ نہ موڑیں۔ چودہ سو اصحاب النبی صلعم نے اس شرط پر بیعت کی جس پر یہ آیت شریف اُتری۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۲۶ پ﴾ **ترجمہ**:۔ اے پیغمبر جو لوگ صلح حدیبیہ کے وقت تمہارے ہاتھ پر لڑنے کی بیعت کر رہے ہیں۔ وہ تم سے نہیں بلکہ خدا ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ تمہارا نہیں بلکہ خُدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ جو (ایسا پکا قول و قرار کئے پیچھے) اس کو توڑ دیگا۔ تو توڑنے کا وبال خود اُسی پر پڑیگا۔ اور جو اس عہد کو پورا کر نا رہیگا۔ جو اُس نے خدا کے ساتھ کر لیا ہے۔ تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دیگا۔ (ترجمہ مولوی حافظ نذیر احمد صاحب ص۸۱۸)

قولہ تعالیٰ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (پ۲۶ ع۹) ترجمہ۔ اے پیغمبر جب مسلمان ایک کیکر کے درخت کے تلے تمہارے ہاتھ پر لڑنے مرنے کی بیعت کر رہے تھے۔ خدا یہ حال دیکھ کر ضرور ان مسلمانوں سے خوش ہوا اور اس نے ان کی دلی عقیدت کو جان لیا اور ان کو اطمینانِ قلب عطا کیا اور اس کے بدلے میں ان کو سردست خیبر کی فتح دی اور فتح کے علاوہ بہت سی غنیمتیں جن پر ان لوگوں نے بیجا قبضہ کیا۔ اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

صلح نامہ۔ قریش نے جب اس بیعتِ رضوان کی خبر پائی۔ ان کے دل میں خوف اور رعب طاری ہو گیا حضرت عثمان ابن عفان اور دس مہاجرین اصحاب کو واپس کر کے صلح کی ٹھانی اور سہیل بن عمرو مشرکین کی طرف سے ثالث بالخیر پنچ مقرر ہوئے اور صلح نامہ کے کاتب جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ تھے۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علیؑ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سہیل بن عمرو مشرک۔ قسم ہے خدا کی ہم رحمان کو نہیں پہچانتے کہ وہ کون ہے۔ لکھو باسمک اللّٰھم

مسلمان اصحاب۔ ہم بغیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور کچھ نہ لکھینگے۔

جناب رسول خدا صلعم۔ اے علیؑ لکھو باسمک اللّٰھم۔ جناب علی المرتضیٰؑ نے بموجب فرمان لکھا۔ اور حضور انور صلعم نے فرمایا لکھو۔ ھذا ما قضٰی علیہ محمد رسول اللہ صلعم۔

سہیل بن عمرو۔ ہم آپ کی رسالت کو نہیں مانتے اگر مانتے ہوتے کہ آپ رسول خدا ہیں۔ آپکو زیارت خانہ کعبہ سے کب منع کرتے۔ سہیل نے کہا۔ یا علیؑ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دو۔ ورنہ میں اس مصالحت سے بیزار ہوں۔ لکھو محمد ابن عبداللہ صلعم۔

جناب علیؑ۔ صحیفہ کو ہاتھ سے پھینک کر اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا۔ تاکہ مشرکین کو اس حکومت سے دور کریں۔ فرمایا میں وصفِ رسالت کو کس طرح مٹاؤں۔

جناب رسول اللہ صلعم۔ یا علیؑ اس کو جانے دیجئے میں رسول اللہ بھی ہوں ابن عبداللہ بھی ہوں

امیر المومنین علی المرتضیٰؑ۔ یارسول اللہ صلعم مجھ کو مراعاتِ ادب و تعظیم حضور انور صلعم کی منع کرتی ہے۔ کہ میں اس کلمہ کو مٹا دوں۔ جناب رسول خدا صلعم نے اس صحیفہ کو لیکر لفظ رسول اللہ کا اپنے دستِ مبارک سے مٹا دیا اور اس جگہ ابن عبداللہ لکھوا دیا اور صحابۂ کبار کے اس پر دستخط کرا دیئے۔

پیشین گوئی جب صلحنامہ مرتب ہو چکا جناب رسول خدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ کو فرمایا کہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آئیگا۔ (چنانچہ جنگ صفین میں عمرو بن عاص وزیر معاویہ بن سفیان لکھانے بیٹھا۔ تو لفظ امیر المومنین کٹوا دیا۔ اور اس کی بجائے علیؑ ابن ابی طالب لکھوایا اور کہا کہ جب ہم آپکو امیر المومنین جانتے تو بغاوت نہ کرتے۔ اس وقت جناب علی المرتضیٰؑ نے فرمایا۔ صدق رسول اللہ جناب رسول خدا صلعم نے سچ فرمایا تھا۔ پس کاتب کو فرمایا جس طرح معاویہ اور اس کا وزیر کہتے ہیں وہی لکھو (مدارج النبوۃ جلد دوم ـ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۱۸۰۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۳۳ حبیب السیر جلد اوّل صفحہ ۵۲ تاریخ الاسلام جلد دوم دہلوی صفحہ ۱۱۶ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد چہارم صفحہ ۱۳۶ تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی صفحہ ۵۶) تاریخ ابو الفدا جلد اوّل صفحہ ۱۳۹ پر جناب علیؑ کا لفظ رسول اللہ کے نہ مٹانیکا واقعہ نہیں ہے۔ محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ کہکر جناب علیؑ ہاتھ قبضہ شمشیر پر لیگئے اور امتناع کرنا ہے اسد اللہ الغالب کا لفظ رسول اللہ کے محو کرنے سے ترک امتثال سے نہ تھا۔ کہ یہ بات مستلزم ترکِ ادب ہو۔ بلکہ عین امتثال یعنی حکم برداری اور ادب ہے۔ اور تاسی ہے۔ نہایت عشق و ادب سے +

(ب) حضرت علیؑ سے زیادہ کون فرمان گذار ہو سکتا تھا۔ لیکن عالم محبت میں ایسے مقام پیش آتے ہیں۔ جہاں فرمانبرداری سے انکار کرنا پڑتا ہے + صفحہ ۳۲۴ سیرۃ النبیؐ

نوٹ:۔ یہ جناب امیرؑ کے یقینِ رسالت کا کامل امتحان تھا جس میں وہ پاس نکلے اگر جناب لفظ رسول اللہ کو مٹا دیتے تو معاذ اللہ تکذیب نبوت کرتے۔ مگر جنابؑ نے ثابت کر دیا کہ سیدنا محمد رسول اللہ برحق رسولؐ ہیں +

(ج) **حضرت عمر کا مکالمہ و رسالت پر شک کرنا اور فرمانا کہ اگر ستر آدمی مجھ کو ملتے تو میں یہ صلح بگاڑ دیتا۔ دیکھو سیرت الفاروق** بعض مسلمانوں کے دلوں میں شیطان نے شبہ ڈالا جو انکے عقیدہ کے مناسب نہ تھا۔ (روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۲۴ مدارج النبوۃ جلد دوم۔ معارج النبوۃ رکن چہارم۔ سطر ۱۲)

(د) **حضرت عمر کا جناب سرورِ عالم صلعم سے بے ادبانہ و گستاخانہ مکالمہ دیکھو باب سیرت الفاروق** اور حیات النبیؐ۔ اور معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۱۸۰۔ روضۃ الاحباب جلد اوّل مدارج النبوۃ جلد دوم۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۲۴ سطر ۹۔ المعلم ترجمۂ صحیح مسلم صفحہ ۱۹۱۲ کتاب الجہاد و السیر تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم صفحہ ۵۳ سطر ۱۹۔ تاریخ خمیس شیخ حسین دیار بکری عربی مصری صفحہ ۲۲ اغاثۃ ابن القیم صفحہ ۶۸ بخاری مترجم پ ۹ صفحہ ۱۰۹

(ہ) **اصحاب السمرہ مسلمان ہیں**۔ جنہوں نے درختِ کیکر کے نیچے جناب سرورِ عالم صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی

غنی۔ جن میں حضرت عمر ابن الخطاب بھی تھے۔ جو اس بیعت کے تھوڑی دیر بعد رسالت پر شک کرنے لگے۔ اور ہر ایک غزوہ وجنگ میں بھاگ نکلے۔ جناب رسول خدا صلعم کو چھوڑ کر اپنی جان بچاتے رہے۔ بیعتِ رضوان میں وہی شامل ہے۔ جو بیعت پر ثابت رہا۔

(۵) قال عمر ابن الخطاب واللہ ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے کہا۔ کہ قسم ہے خدا کی ایسا شک نبوتِ محمدیہ پر کبھی نہیں ہوا۔ جب سے کہ میں مسلمان ہوا ہوں مگر آج کے روز زیادہ شک ہوا۔ (دیکھو تفسیر ابن جریر جزو سادس والعشرون ص۵۵ سطر اوّل مطبوعہ مصر۔ زاد المعاد ابن قیم حنبلی۔ مطبع نظامی کانپور جلد اوّل ص۳۷۶ سطر اوّل۔ تاریخ خمیس جلد دوم ص۲۲ مطبوعہ مصر

نوٹ:۔ جناب امیر علیہ السلام تو لفظ رسالت کو نہیں مٹاتے۔ مگر حضرت عمر نبوت پر شک کرتے ہیں۔ ہر دو بزرگواروں کے ایمان کا مقابلہ کرو۔

فصل واقعات سنہ ۷ھ۔ جنگ خیبر۔ ردّ الشمس۔ مصالحہ فدک۔

جنگِ خیبر۔ اہل خیبر (یہودی) ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کی تیاریاں کرتے تھے اور یہ لوگ اپنی بہادری وشجاعت میں تو مشہور تھے ہی۔ مگر زیادہ تر ان کو اپنے سات سنگین قلعوں پر بڑا ناز تھا۔ جناب رسول خدا صلعم نے انکے حملوں کو روکنے کے واسطے ۱۴ سو پیدل اور دو سو سوار کے ساتھ خیبر پر چڑھائی کی۔ اس لڑائی میں جو ناموری وشہرت جناب علی المرتضیٰ کو ہوئی۔ وہ پہلے غزوات سے بڑھ چڑھ کر تھی۔ ایک ماہ تک لڑائی ہوتی رہی۔ سب قلعے فتح ہو گئے۔ لیکن قلعہ قموص نہ فتح ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ بڑا سخت ومضبوط تھا اور اس کے گرد بڑی خندق تھی۔ مسلمانوں نے بڑا زور لگایا۔ مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ دو دفعہ حضرت عمر ابن الخطاب علم لشکر محمدی صلعم لیکر گئے۔ مگر ناکامیاب واپس پھرے۔ اُلٹا وہ لوگوں کو اور لوگ اُن کو بزدل کہتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر جھنڈا اسلام لیکر گئے۔ مگر وہ بھی بلا فتح واپس ہوئے۔ شام ہوتے ہی جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ لاعطین الرایۃ غداً رجلاً کراراً غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ۔ کل جھنڈا اس شخص کو دیا جائیگا۔ جو ثابت قدم ہو کر حملہ کرنیوالا ہے۔ اور بھاگنے والا نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ (کنز العمال۔ روضۃ الصفا۔ خصائص نسائی وغیرہ) جن قریشیوں کے دلوں میں جناب علیؑ کی طرف سے کچھ خیال تھا

اُن کا گمان تھا۔ کہ اس سے علیؑ تو ہرگز مُراد نہیں ہو سکتے کیونکہ انکی آنکھیں ایسی دُکھتی ہیں۔ کہ اُنہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اور یہ بھی تھا کہ جناب علیؑ اس وقت خیبر میں موجود نہ تھے۔ آشوبِ چشم کی وجہ سے مدینہ میں رہ گئے تھے۔ مگر اتفاق یہ ہوا کہ جناب سرورِ عالم صلعم کے نادِ علیاً مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب۔ کل ھم وغم سینجلی بولایتک یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ (مدارج) کے پڑھنے پر جناب امیرؑ خیبر میں پہنچ گئے۔ تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ کہ جب آنحضرت صلعم نے حدیثِ رایت ارشاد فرمائی تو صحابہ نے ساری رات اس فکر میں بسر کردی۔ کہ دیکھئے یہ فضیلت کس کو نصیب ہوتی ہے۔ اور یہ عَلم کس کو ملتا ہے۔ ہر شخص جو آنحضرت صلعم کے ساتھ کچھ بھی منزلت رکھتا تھا۔ اس سعادت کا آرزو مند تھا۔ حضرت عمر ابن الخطاب سے منقول ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ہرگز امارت کو دوست نہیں رکھتا تھا۔ مگر اس روز۔ وہ رات صحابہ کو مارے اشتیاق کے کمال بےچینی میں گذری۔ مگر جناب علی المرتضیٰؑ یہی فرماتے تھے۔ اللّٰھم لا معطی لما منعت ولا مانع لما اعطیت۔ بارخدایا۔ جس چیز کو تو منع کرے کوئی نہیں دے سکتا۔ اور جس چیز کو تو دے اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔

صبح سویرے تمام اصحاب آنحضرت صلعم کے سامنے اکھٹے ہوئے۔ ہر ایک اپنے کو دکھاتا اور جتاتا تھا۔ حضرت سعد بن وقاص نے تو غضب ہی کیا کہ جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پہنچکر دو زانو کے بل دھم سے گر پڑے اور کھڑے ہوئے کہ جناب رسولخدا صلعم کسی طرح متوجہ ہو کر اپنا بڑا وعدہ پورا فرماویں۔ مگر اُن کا خیال ٹھیک نہ تھا۔ کیونکہ جناب رسولخدا صلعم ہر شخص کی طبیعت و قابلیت سے خوب واقف تھے۔ غرض تمام صحابی صف باندھے ہوئے عَلم ملنے کی اُمید میں جنابِ رسولِ خداؐ کے سامنے کھڑے ہیں۔ مگر جناب رسول خدا صلعم کسی کی طرف مخاطب نہیں ہوتے اور پوچھتے ہیں کہ **حضرت علیؑ کہاں ہیں؟** اس سوال پر ہر طرف سے شور ہوتا ہے۔ کہ اُن کی آنکھیں تو دُکھتی ہیں۔ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ فرمایا۔ بلاؤ۔ حضرت سلمہ بن اکوع گئے اور جناب علیؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر کیا۔ پوچھا کیا حال ہے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آنکھیں بہت دُکھتی ہیں۔ جناب رسولِ خدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ کا سرِ مبارک گود اقدس میں رکھ کر اپنا لعابِ دہن آنکھوں میں لگا دیا۔ فوراً اچھی ہو گئیں گویا دکھتی ہی نہ تھیں۔ پھر اسکے بعد تمام عمر جناب شیرِ خدا علی المرتضیٰؑ کی آنکھیں کبھی نہ دُکھیں۔ اس کے بعد جناب رسول خدا صلعم نے اُن کے واسطے دعا فرمائی۔ اللّٰھم اذھب عنہا الحر والبرد۔ بارخدایا

ان سے گرمی اور سردی ہٹائے رکھ۔ اس دعا کی برکت سے جناب امیرؑ کو گرمی اور سردی محسوس نہ ہوتی تھی۔ جاڑے میں سرد اور گرمیوں میں گرم کپڑے پہنا کرتے تھے +

ابن ابی لیلےٰ کہتا ہے کہ جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰؑ سخت گرمیوں میں روئی دار کپڑے پہنا کرتے تھے مگر گرمی معلوم نہ ہوتی تھی۔ اور کڑکڑاتے جاڑے میں باریک کپڑے اوڑھا کرتے تھے لیکن سردی ان کو نہ ستاتی تھی۔ القصہ جناب علی المرتضیٰؑ کو جناب سید خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام جھنڈا عطا کر کے تمام صحابۂ کرام پر سرافراز فرمایا اور سپہ سالار مقرر فرمایا۔ اپنی زرہ ان کو پہنائی اور ذوالفقار اپنے ہاتھ سے ان کی کمر سے باندھی اور فرمایا جاؤ واپس نہ آنا جب تک کہ خدا فتح نصیب نہ کرے۔ علم لیکر جناب علی المرتضیٰؑ نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ صلعم کب تک لڑوں۔ فرمایا جب تک وہ وحدانیت کا اقرار نہ کریں۔ یا علیؑ اگر تیری بدولت ایک شخص کی بھی ہدایت ہو تو تیرے سُرخ اونٹوں کی خیرات سے بہتر ہے۔ جناب امیرؑ کی عمر ۳۱ سال کی تھی +

جب جناب امیرؑ قلعہ قموص کے نزدیک پہنچے۔ تو ایک چٹان پر قلعہ کے دروازہ کے قریب عَلم کو پتھر میں گاڑ دیا۔ ایک یہودی قلعہ نے دیکھ کر دریافت کیا۔ اے صاحبِ عَلم تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے؟

جناب علیؑ نے فرمایا میرا نام حیدرؑ ہے۔ یہ سُنکر وہ یہودی اپنی قوم سے بولا۔ کہ قسم توریت کی اب تم مغلوب ہوئے اور یہ جوان مردِ فتح کے بغیر یہاں سے نہ پھریگا۔ صاحب مدارج ظاہری سبب اسکا یہ لکھتے ہیں۔ کہ وہ یہودی صفات حضرت علیؑ سے واقف تھا اور شجاعت اس شجاعِ بے مثل کی اور اوصاف اسکے توریت میں پڑھے تھے۔ اور وصف سرورِ عالم صلعم اور اصحاب خاص کے کتب سلف میں مذکور و مسطور تھے۔ اُس روز اوّل جو شخص جنگ کے واسطے قلعہ سے باہر نکلا۔ وہ مرحب کا بھائی حارث یہودی تھا کہ نیزہ اسکا تین من کا تھا کئی مسلمانوں کو شہید کر چکا تھا۔ یہ دیکھکر جناب علی المرتضیٰؑ نے اسکو قتل کیا۔ اس پر اس کا بھائی مرحب غصہ میں آگ بگولا ہو کر آیا۔ یہ شخص نہایت تنومند بلند بالا تھا۔ اور شجاعت و مبازرت میں اُس گروہ کے پہلوانوں میں کوئی اُس کا ثانی اور ہمتا نہ تھا۔ اس روز دو زرہیں پہنے تھا۔ دو تلواریں حمائل کئے ہوئے تھا۔ دو پگڑیاں سر پر پیچکر ایک خود آہنی اور اس کے اوپر ایک پتھر سوراخ کر کے رکھا تھا۔ اس کا نیزہ تین من کا تھا۔ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا اور اپنا تکبر و فخر جتانے لگا۔ جناب علی المرتضیٰ شیرِ خداؑ بھی اُس کے مقابلے میں یہ رجز پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے ؎

اَنَا الّذی سمّتنی اُمی حیدرہ ضرغام آجام ولیث قسورہ

میں وہ ہوں کہ میری والدہ صاحبہ نے میرا نام حیدر یعنی شیر رکھا ہے۔ میں بہادری کے جنگل کا شیرِ درندہ ہوں۔ یہ رجز سُن کر مرحب ڈر گیا۔ کیونکہ اس نے خواب میں دیکھا تھا کہ اُسے شیر پھاڑ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام جناب علی المرتضیٰؑ کو مرحب کے خواب سے اطلاع دی تھی۔ اس رجز میں جناب شیرِ خداؑ نے مرحب کو اس کا خواب یاد دلایا تھا تاکہ اس کے دل میں خوف اور ہیبت بیٹھ جائے۔ اور ہتھیار چلانے کی ہمت نہ رہے۔ ایرونگ واشنگٹن کے قول کے مواقف مرحب نے آتے ہی اپنے تین بھال کے نیزے سے حملہ کیا۔ مگر جناب شیرِ خدا علی المرتضیٰؑ نے رد کرکے اس کے سر پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ ذوالفقار اسکے سر۔ خود۔ عمامے کو کاٹتی ہوئی دانت مُنہ اور بدن کو چیرتی ہوئی قربوس زین پر جا چکی اور مرحب کا تن دو تن ہو کر گر پڑا۔ جناب علی المرتضیٰؑ نے اللہ اکبر کی تکبیر کا نعرہ مارا۔ صاحب مدارج لکھتے ہیں۔ کہ جس پر یداللہ کے غضب کا ہاتھ پڑے وہ دو ٹکڑے کیونکر نہ ہو۔ مرحب کے مارے جانے سے یہودیوں کا دل ٹوٹ گیا مگر لڑائی جاری رہی۔ یہاں تک کہ چھ اور نامی سردار جن میں عنتر پہلوان۔ ربیع اور یاسر بہت ہی مشہور ہیں جناب اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالبؑ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ یہودی قلعہ کی طرف بھاگے۔ جناب علیؑ اُن کو مارتے چلے جاتے تھے کہ ایک یہودی نے آپکے ہاتھ پر اس زور سے قلعہ سے پتھر مارا کہ دستِ مبارک سے ڈھال چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔ دوسرے یہودی نے دوڑ کر وہ ڈھال اٹھالی اور بھاگ گیا۔ جناب امیرؑ کو غصہ آیا۔ اور ایک حالت عالمِ قدرتِ ربانی سے بقوت روحانی وارد ہوئی کہ خندق سے جست کرکے قلعہ کے دروازہ پر جا پہنچے اور قلعہ کا دروازہ آہنی دستِ ولایت کی قدرت سے اکھاڑ لیا۔ اور اُسے اپنی ڈھال بنا کر جنگ میں مشغول ہوئے۔ صاحب حبیب السیر لکھتے ہیں ؎

سپر در زمانِ جدال و قتال بیفتاد از دستِ شاہِ رجال
بر آشفت آں شاہ عالی اختر درِ قلعہ را کند و گردش سپر

(۳۳) روضۃ الصفا اور مدارج میں ہے۔ کہ دروازہ اکھاڑنے سے قلعہ میں ایسا تزلزل پیدا ہوا۔ کہ صفیہ بنت حی انخطب شہزادی تخت پر سے گر پڑی اور مُنہ اس کا مجروح ہوگیا۔ جابر انصاری لکھتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے درِ خیبر کو ہاتھ میں لیکر خندق کا پُل بنا دیا کہ مسلمان اس پر سے گذر کر داخل قلعہ ہوئے اور جنگ سے فارغ ہو کر اس پٹ کو دو بالشت کی مقدار پر تاخت کیا اور پیٹھ کے پیچھے پھینکا کہ چالیس گز کے فاصلہ پر جا کر پڑا۔ چالیس شخص اس دروازے کو نہ ہلا سکے۔ طبری۔ روضۃ الصفا۔ مدارج اور مواہب میں ہے۔ کہ اس

دروازہ کو ستر شخص نہ ہلا سکے۔ وزن اس کا آٹھ سو من بقول روضۃ الصفا تین ہزار من کا تھا ؛
جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس دروازے کو قوتِ روحانی سے اکھاڑا نہ قوتِ جسمانی سے
اور ظاہر ہے کہ یہ بات عالم قدرت سے تھی نہ عادت سے اور عالم حقیقت سے تھی نہ مجاز سے ؛
الغرض جب اہل قلعہ نے یہ قوت اور قدرت دیکھی۔ فریاد الامان الامان ان سے بلند ہوئی اور جناب امیر علیہ السلام
نے بہ اجازت رسول بشیر و نذیر ان کو امان دی ؛
(۴) مدارج و معارج حبیب السیر و روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب میں ہے کہ جناب علی المرتضیٰ قلعہ خیبر کو فتح
کر کے جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ان کو آتے ہوئے دیکھ کر اسقدر مسرور ہوئے
کہ اپنے خیمے سے باہر نکل آئے ان کا استقبال فرمایا۔ چھاتی سے لگایا اور آنکھوں کا بوسہ لیکر فرمانے لگے۔ یا علیؑ
میں تیری سعی مشکور سے نہایت خوش ہوا۔ خدا بھی خوش ہے اور اسکے تمام فرشتے بھی۔ یہ سُنکر جناب امیر المومنینؑ
کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جناب رسول خدا صلعم نے پوچھا۔ یا علیؑ یہ گریہ شادی ہے یا گریہ غم۔ عرض کیا
یا رسول اللہ گریہ شادی ہے اور کیونکر خوش نہ ہوں کہ خدا اور اس کا رسول مجھ سے خوش ہوا۔ انتہٰی
(یہ تمام واقعات خیبر دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۲۰۳ تاریخ حبیب السیر جلد اول صفحہ ۵۶ تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۶
مدارج النبوۃ جلد دوم۔ روضۃ الاحباب صفحہ ۳۶۳/۲۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۳۳ المعلم ترجمہ صحیح مسلم جلد خامس صفحہ ۱۹۳۹
کتاب الجہاد والسیر۔ تاریخ الاسلام جلد دوم مطبوعہ مقبول پریس دہلی صفحہ ۱۲۱ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۴
منتخب کنز العمال حاشیہ مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۷ مطالب السئول صفحہ ۳۹ صواعق محرقہ صفحہ ۷۲

(ب) حضرات شیخین کی جنگ خیبر سے ناکامیابی اور فراری و شکست کے احوال دیکھو۔

مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۲ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۳۲ کنز العمال جلد ۵
صفحہ ۲۸۳ نمبر ۱ ۵۰۱۔ ۵۰۴ ۔ ۵۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۴ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مقصد دوم صفحہ ۴۹)
کرار غیر فرار کے زبان سے صاف ظاہر ہے جو صحابۂ کبار پہلے قلعہ فتح کرنے گئے تھے وہ سب کے سب بھاگ آئے
تھے۔ اور حدیث رایت سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ جناب امیرؑ سے زیادہ کوئی اصحاب نہ محب خدا و رسول تھا۔ اور
نہ ہی محبوب خدا و رسول مقبول۔ (دیکھو صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب سیدنا علیؑ منتخب کنز العمال
حاشیہ مسند احمد حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۲۷ پر حضرت عمر کی شکست دیکھو۔ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۶ تاریخ الفدا جلد اول صفحہ ۱۴۱
مطبوعہ مصر۔ لائبریری نواب صاحب خمیری تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۹

رَدّالشمس آفتاب کا لَوٹنا ۔ جنگِ خیبر سے واپسی کے بعد منزلِ صہبا میں جناب رسول خدا صلعم کا سر مبارک جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کی گودِ اقدس میں تھا۔ کہ وحی کے آثار حضور سید الابرارؐ پر ظاہر ہوئے اور وحی کا زمانہ دیر تک رہا۔ سورج غروب ہوگیا۔ جب وحی ختم ہوئی۔ تو آنحضرتؐ نے دریافت کیا کہ یا علیؑ تم نے عصر کی نماز بھی پڑھی۔ عرض کی نہیں۔ جناب رسول خدا صلعم نے دُعا کی کہ بارِ خدایا۔ علیؑ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں تھا۔ سورج کو اُلٹا پھیر دے تاکہ وہ عصر کی نماز پڑھ لے۔ اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں۔ کہ آفتاب غائب ہونے کے بعد پھر نکل آیا اور میں نے دیکھا کہ پہاڑ اور جنگل پر چمکنے لگا۔ یہاں تک کہ سب نے سورج اور روشنی کو آنکھوں سے دیکھ لیا اور جناب علی علیہ السلام نے نمازِ عصر پڑھی ہے

مولا علیؑ نے واری تیری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب میں جو اعلیٰ خطر کی ہے

(واقعہ رَدّالشمس دیکھو معارج النبوۃ۔ رکن چہارم ص۲۱۲۔ روضۃ الصفا جلد دوم ص۱۳۵ مدارج النبوۃ جلد دوم ارجح المطالب باب چہارم ص۳۳۲ تاریخ خمیس عربی دیار بکری مطبوعہ مصر جلد دوم ص۵۸ ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ مقصد دوم ص۲۷۰ تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی مطبوعہ محمدی لاہور ص۵۸ کتاب اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ تالیف علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی مطبوعہ مصر ص۱۷۴-۱۷۵)

(ب) جنگ صفین میں بابل کی طرف جاتے ہوئے عصر کی نماز کے وقت دریائے فرات سے تمام اصحاب جناب امیرؑ گھوڑوں کے عبور کرانے میں مصروف تھے۔ کہ سورج ڈوب گیا۔ اور عصر کی نماز فوت ہوگئی۔ لوگ اس میں قیل و قال کرنے لگے۔ جب امیر المومنین علیؑ نے یہ بات سُنی۔ خدائے تعالیٰ سے دعا مانگی۔ کہ سورج کو واپس کرے۔ تاکہ لوگ وقت پر نماز ادا کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جناب امیرؑ کی دعا قبول فرمائی اور آفتاب نمازِ عصر کے برابر پھر چڑھ آیا۔ جب لوگوں نے نماز کا آخری سلام کیا آفتاب ڈوب گیا اور ایسی سخت ہیبتناک آواز نکلی کہ لوگوں پر ڈر چھا گیا۔ تسبیح و تہلیل اور استغفار میں مشغول ہو گئے۔ (دیکھو شواہد النبوۃ مُلّا عبد الرحمٰن جامی ص۱۶۷ مطبوعہ نولکشور۔ و تاریخ حبیب السیر جلد دوم جزو اوّل ص۱۱)

(ج) انبیائے سلف میں وصی موسیٰؑ حضرت یوشع بن نونؑ کے واسطے بھی جنگ اریحا میں سورج روکا گیا تھا۔ پس جناب امیرؑ کو بھی مماثلت انبیائے سلف معجزات و کرامات عطا ہوئے آپ وصیٔ رسول مقبولؐ مقرر ہوئے۔ اور یہ امامت و خلافت النبوۃ کے واسطے ضروری شرط ہے۔ کہ نائب رسول مقبول صلعم کا حکم اجرامِ فلکی پر بھی ہو جیسا کہ جناب سرور عالم صلعم کا نظامِ فلکی پر تھا کہ انگشت کے اشارہ سے شق القمر ہوا +

ثبوت ردّ الشمس حضرت یوشع بن نون۔ توریت کتاب یشوع۔ باب دسواں آیت بارہ میں ہے۔ "اور جس دن خداوند نے اموریوں کو بنی اسرائیل کے آگے لاکے اُس کے قابو میں کردیا۔ اس دن یشوع (یوشع) نے خداوند کے حضور بنی اسرائیل کے سامنے یوں کہا۔ کہ اے جبعون پر ٹھیرا رہ۔ اور اے آفتاب تو بھی وادی ایا کے درمیان۔ تب آفتاب کھڑا رہا اور مہتاب ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا (کتاب یشوع ص۲۷۴ دیکھو بخاری مترجم۔ کتاب الجہاد والسیر پ۱۲ ص۴۶ مطبع احمدی لاہور)

مصالحہ فدک۔ بعد فتح خیبر جناب رسول خدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰ کو فدک پر روانہ فرمایا (جو مدینہ سے دو تین منزل دُور تھا) وہاں کے لوگوں نے واقعہ خیبر سے خوف زدہ ہو کر جناب امیرؑ سے اس شرط پر صلح کرلی کہ انہیں جان کی امان دی جائے اور فدک کے ارد گرد کے گاؤں خاص رسول اللہ کی ملکیت قرار پائیں اس مصالحہ کے بعد حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وآت ذا القربیٰ حقہ اے رسولؐ قرابت دار کو اس کا حق دیدے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ قرابت دار سے کون مراد ہے۔ اور اس کا حق کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا ہے۔ فدک اس کے حوالے کردو۔ اور جو کچھ فدک میں خدا و رسولؐ کا ہے وہ بھی اس کو دیدو۔ پس حضرت صلعم نے جناب فاطمہؑ کو بلایا اور اس کے واسطے ایک حجت لکھدی۔ اور وہ وہی وثیقہ تھا۔ جو رسولؐ اللہ کے بعد جناب فاطمہؑ حضرت ابوبکر کے پاس لائی تھیں اور فرمایا تھا یہ نوشتہ رسول صلعم ہے۔ کہ میرے اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے واسطے لکھ گئے ہیں۔ (دیکھو تاریخ الاسلام جلد دوم دہلوی ص۱۲۵ معارج النبوۃ رکن چہارم ص۲۱۱ جلد ثانی۔ روضۃ الصفا جلد دوم ص۱۳۵ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم ص۸۵ سطر ۱۷۔ تاریخ الاسلام علامہ عباسی ص۱۳۶)

فصل واقعات ۸ھ فتح مکہ معظمہ خیبر شکن غزوہ حنین طائف و سریہ موتہ

فتح مکہ معظمہ رمضان ۸ھ۔ جب قریش مکہ معظمہ نے صلح حدیبیہ کا عہدنامہ بنی خزاعہ سے لڑکر خود فسخ کیا۔ تو لاچار جناب رسول خدا صلعم نے دس ہزار فوج سے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی۔ اس خبر کو مہاجرین میں سے ایک شخص حاطب بن ابی بلتعہ تھا کہ اسکی بیوی بچے مکہ ہی میں رہ گئے تھے۔ اور ان کا کوئی نگران حال نہ تھا۔ حاطب نے لڑائی کا تمام حال لکھ کر ایک عورت مسماۃ سارہ کے ہاتھ قریش مکہ کے پاس روانہ کیا۔ آنحضرت صلعم کو یہ راز کھل گیا۔ تو حضرت علیؑ حضرت مقداد حضرت زبیر بن العوام کو سارہ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ انہوں

نے اُسے جا لیا۔ مگر تلاشی پر کچھ نہ نکلا۔ اور لوگ تو چھوڑنے پر تھے۔ مگر جناب علی المرتضیٰؑ کو کامل یقین تھا۔ کہ خط اُس کے پاس سے ضرور نکلیگا۔ رسول اللہ صلعم غلط نہیں کہہ سکتے۔ پس تلوار کھینچکر سارہ سے کہا۔ خط نکال نہیں تو تیرا سر قلم کرتا ہوں۔ اُس نے فوراً اپنے بالوں میں سے وہ خط نکال کر حوالہ کر دیا۔ یہ خط آنحضرت صلعم کی خدمت میں لایا گیا (تاریخ الاسلام جلد دوم طبوعہ دہلی صفحہ ۱۳ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۲۳ بخاری مترجم پ ۱۵ صفحہ ۱۴ و ۱۵ کتاب المغازی فصل من شہر بدر)

(ب) ۱۰۔ رمضان المبارک مطابق ۱۲ جنوری ۶۳۰ء کو اللہ کا پیارا اور مقدس و معصوم نبی مکرم صلعم مدینہ منوّرہ سے روانہ ہُوا اور جناب علی المرتضیٰؑ کو علمدار لشکر مقرر فرمایا۔ ابوسفیان بن حرب جو ۲۱ سال تک جناب سرور عالم کا مخالف و جانی دشمن بن رہا تھا حضرت عباس عمّ نامدار سید احمد مختار صلعم کے ذریعہ امان پاکر مسلمان ہُوا۔ اور حضور انور سرور عالم صلعم بڑی شان و شوکت وجاہ و جلال سے اونٹنی قصوہ پر سورۂ فتح تلاوت فرماتے ہوئے فاتحانہ و رحیمانہ طور پر داخل مکہ معظمہ ہوئے اور اپنے مخالفین کفار و مشرکین پر قابو پاکر ان کو چھوڑ دیا اور تمام قصور سابقہ معاف کر دیئے اور وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین کا بیّن ثبوت پیش کیا۔ اس اعلیٰ چشم پوشی اور معافی اور رحمدلی کی نظیر دنیا کے کسی فاتح بادشاہ کی زندگی میں نہیں مل سکتی (اور مہاجرین کے جھنڈے کے علمدار جناب حیدر کرارؑ تھے۔ کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۹۵)

کعبہ کی بُت شکنی ۔کعبہ شریف کے اندر ۳۶۰ بُت لگے ہوئے تھے جن میں ہبل بہت مشہور تھا۔ جو بُت نیچے تھے۔ اُن کو خود آنحضرتؐ لکڑی سے مارتے تھے اور فرماتے تھے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ بُت سنگین اوندھے گر پڑتے تھے۔ جناب امیرؑ کو فرمایا کہ اساف اور نائلہ دو بڑے بتوں کو توڑ ڈالیں جب وہ دونوں بُت ٹوٹ گئے تو ایک بُت سے سیاہ فام ننگی عورت نکلی۔ چند بُت اونچے تھے کہ ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ جناب علی المرتضیٰؑ نے عرض کی۔ کہ آپ اپنا پائے مبارک میرے شانہ پر رکھیئے اور ان بتوں کو نیچے گرا دیجیئے۔ فرمایا یا علیؑ تم کو طاقت نبوت کے بوجھ اُٹھانے کی نہیں۔ تم اپنا پاؤں میرے شانہ پر رکھو۔ حضرت علیؑ نے امتثالاً پاؤں جناب رسول خدا صلعم کے شانۂ مبارک پر رکھا اور ان بتوں کو نیچے پٹکا۔ اس وقت جناب سرور کائنات صلعم نے پوچھا۔ یا علیؑ اس وقت اپنے تئیں کیسا پاتے ہو۔ کہا یا رسول اللہؐ ایسا دیکھتا ہوں کہ تمام حجاب کے پردے مکشوف ہو گئے ہیں۔ اور گویا سر میرا ساقِ عرش کو پہنچا ہے۔ اور جس چیز پر ہاتھ دراز کروں۔ وہ چیز میرے ہاتھ آتی ہے۔ حضرت صلعم نے فرمایا یا علیؑ خوش ہو جیو

حال تمہارا کہ خدا کا کام کرتے ہو۔ اور خوش ہو جو حال میرا کہ بارِ حق اٹھاتا ہوں۔ پھر جب حضرت علیؑ اوپر سے کود ے تو ہنسنے لگے جناب رسول خدا صلعم نے پوچھا۔ کہ یا علیؑ کیوں ہنستے ہو۔ عرض کی اس لئے ہنسا کہ اتنے اونچے سے کودا اور کسی طرح کا الم مجھ کو نہ پہنچا۔ فرمایا کیونکر تم کو الم پہنچتا۔ کہ محمدؐ نے تم کو اٹھایا۔ اور جبرئیلؑ نے تم کو اتارا (تاریخ الاسلام جلد دوم دہلی ص۱۳۳ مدارج النبوۃ جلد دوم ص۳۸۵۔ معارج النبوۃ رکن چہارم ص۲۳۹ حبیب السیر جزو سیوم جلد اوّل مطبوعہ بمبئی ص۹۲ سطر ۲۷۔ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ بمبئی ص۱۴۷ تاریخ خمیس عربی جلد دوم ص۸۶ روضۃ الاحباب جلد اوّل ص۲۸۶ تذکرہ خواص الامۃ ص۱۷ عربی۔ مطالب السئول ص۱۲-۱۳ کنز العمال جلد ۶ ص۴۰۷ نمبر حدیث ۶۱۵۱)

ے
زہے نقشِ پائے کہ بر دوشِ احمدؐ ز مُہرِ نبوت مقدم نشسنید

ے
علیؑ بر دوشِ احمدؐ چشم بد دُور عیاں شد معنئ نورٌ علیٰ نور

ے

قیل لی قل فی علی مدحاً	ذکرہ یخمد ناراً موصدہ
قلت لا اقدم فی مدح امرئ	ضل ذوا للب الی ان عبدہ
والنبیّ المصطفےٰؐ قال لنا	لیلۃ المعراج لما صعدہ
وضع اللہ بظہری یدہ	فاحس القلب ان قد بردہ
وعلیؑ واضع اقدامہ	فی محلّ وضع اللہ یدہ

ترجمہ:۔ مجھ کو کہا گیا کہ جناب علی المرتضیٰؑ کی مدح بیان کر کیونکہ ان کا ذکر آتشِ دوزخ کو بجھا دیتا ہے میں نے کہا۔ بھلا ایسے بزرگوار کی مدح مجھ سے کیونکر ہو سکتی ہے۔ جبکہ عقلمند لوگ حیران ہو کر اسکی عبادت کرنے لگے۔ اور نبی اکرم صلعم نے ہم کو فرمایا کہ جب وہ معراج کو تشریف لیگئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی پشتِ مبارک پر ہاتھ رکھا۔ کہ جس سے دل کو ٹھنڈک پہنچگئی۔ اور جناب علی علیہ السلام نے اس جگہ قدم مبارک رکھا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ رکھا تھا ۔

(ب) جناب سیّدنا علی المرتضیٰؑ نے دوشِ نبوی صلعم پر سوار ہو کر جو بُت شکنی کی وہ ملّۃ ابیکم ابراھیم کے مصداق تھی۔ مگر فرق یہ تھا کہ جناب ابراہیم خلیلؑ اللہ بُت خانے میں چھپ کر گئے تھے اور جناب علی المرتضیٰؑ ظاہراً۔ اور جناب خلیلؑ زمین پر تھے اور جناب شیرِ خداؑ دوشِ نبوتؐ پر سوار تھے۔ بیدھڑک بُت شکنی حضرات اصحاب ثلاثہ سے ہرگز نہ ہو سکتی تھی۔ کیونکہ وہ بزرگوار آدھی عمر تک بُت پرست رہے تھے۔ اس لئے

بُت شکنی کرتے ہوئے اُن کو شرم آجاتی اور جھجک جاتے۔ جیساکہ حضرت عمرابن الخطاب کو جناب سرورِ کائناتؐ
نے خانہ کعبہ سے تصاویر مٹانے کا حکم دیا۔ مگر وہ دو تصاویر حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیلؑ کو چھوڑ کر واپس آگئے
اور خود سرورِ عالم کو دستِ مُبارک سے مٹانی پڑیں (معاریج النبوۃ رکن چہارم ص۲۴۲ و روضۃ الاحباب جلد اوّل ص۲۸۶)
(ج) جناب سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ نے نمرود ملعون کے بُت خانے کو توڑ کر ایک بڑے بُت کو رہنے دیا تھا مگر جناب امیر المومنینؑ
نے مسجد الحرام کو بُتوں کی آلائش سے ایسا پاک کیا کہ پھر مسجد کے قریب بُت نہ آنے پائے۔
(د) اِس علانیہ کندھے پر سوار کرا کے جناب امیرؑ کی بُت شکنی کی یہ علّتِ غائی تھی کہ تمام دُنیا و اصحاب سمجھ لیں۔
کہ نبوت کے بعد دوسرا قدم امامت ہے۔ ورنہ سیڑھی بھی موجود تھی اور لانبے لانبے قد کے اصحاب بھی موجود تھے۔
نہیں نہیں سرورِ عالم صلعم نے دس ہزار صحابۂ کبار کو دکھا دیا کہ صرف بُت شکن جناب حیدرِ کرارؑ ہی ہے۔ اور
خدائے تعالےٰ کے موحدانہ مشن کو وہ ہی پُورا کرسکتا ہے جس نے خود کبھی بُت پرستی نہ کی ہو۔

دعوتِ قریش میں سب سے اوّل قدم بڑھانے والا۔ ہر جنگ میں قدم ثابت رکھنے والا۔ بردیمانی کے اندر
شبِ ہجرت میں قدم پھیلانے والا۔ اُحد۔ بدر۔ خیبر کے روزِ فتح کے قدم جمانے والا اور پچھلے پڑے ہوئے قدم
سے ہجرت بجا لانے والا ہے۔ وہی مُہرِ نبوت پر قدم ٹھہرا سکتا ہے اور خلیفہ رسول صلعم کہلا سکتا ہے۔ (صابر)

خالد بن ولید و بنی خذیمہ - خالد بن ولید نے داخلۂ مکّہ معظمہ کے وقت بغیر اجازت جنابِ رسول مقبولؐ
بنی خذیمہ کے نومسلموں پر دھاوا کر دیا اور اُنکے ستر آدمی قتل کر ڈالے۔ سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ بار خدایا۔
جو کچھ خالد نے کیا ہے مَیں اس سے بری الذمہ ہوں۔ اسکے بعد جناب رحمۃ للعالمینؐ نے بہت سا روپیہ
جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کے حوالہ کیا کہ وہ بنی خذیمہ کو خون بہا دیکر راضی کریں۔ جناب امیرؑ نے مقتولین
کے وارثان کو روپیہ دیکر راضی کر لیا۔ جناب امیرؑ کے اخلاق و جود و سخا سے ہر شخص خوش ہو گیا۔ اور جناب
سرورِ عالم صلعم نے بھی اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ (تاریخ حبیب السیر جزو سیوم جلد اوّل مطبوعہ بمبئی ص۶۴
روضۃ الاحباب جلد اوّل ص۲۹۸ وسیلۃ النجاۃ ص۹۰ تاریخ الاسلام جلد دوم ص۱۳۶ تاریخ ابو الفدا جلد اوّل ص۱۴۵)

جناب امیرؑ کی بُت شکنی - جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے پاپیادہ بُت توڑے اور جناب امیر المومنینؑ
علی المرتضیٰ علیہ السلام نے سوار ہو کر۔ احکامِ جہاد کے رُو سے سوار کو دوچند ثواب ملا۔
(ش) واہ رے شانِ سواری۔ جناب امیرؑ کی سواری سے براق بھی اچھا نہ تھا۔ وہ شبِ معراج میں براق کا سوارؐ
یہ روزِ بُت شکنی رسول عربی مکی المدنیؐ کے کاندھے کا سوار۔ یہ کاندھا معمولی سواری نہ تھی۔ مہرِ نبوت کی

سواری۔ کاندھے کی زمین رفرف سے زیادہ شفاف تھی ✦

(ح) کعبہ کے بنانے کے واسطے حجرِ اسود مقام ابراہیم سے باہر جناب ابراہیم علیہ السلام کو ملا۔ جناب امیرؑ کی پیدائش کی جگہ خانہ کعبہ کے اندر ہے۔ جہاں مالکوں کے رہنے کی جگہ ہے ✦

(و) واخفض جناحك لمن اتبعك من المؤمنين (شعرا) تو اپنے شانے کو جھکا دے۔ تاکہ علیؑ قدم رکھ سکے۔ پر کعبہ میں اللہ تعالےٰ اپنے رسولؐ کے شانہ کو خم کراتا ہے اور اپنے ولی علیؑ کا قدم دھرتا ہے۔ لو کو شمع اٹھاتی ہے۔ شمع کو لو نہیں اٹھاتی۔ ہمیشہ جڑھ اپنی شاخ کو اٹھاتی ہے۔ جڑھ کو شاخ نہیں اٹھاتی۔ قدم علی الولی کیا نگینہ تھا جو مہرِ نبوت میں جڑ گیا اور زیبِ نظر ہوا۔ وہ قدم وہاں رکھا گیا۔ جہاں قدرت کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ وہ قدم بھی ید اللہ تھا۔ شبِ معراج بھی ید اللہ تھا۔ اگر علیؑ کے کاندھے پر جناب رسول اکرمؐ سوار ہو کر بُت توڑتے۔ اگر جناب علیؑ رسول کے بُت شکنی کے ذریعہ ہوتے تو نبی و رسول حضرت علیؑ بنتے۔ مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ رسول صلعم منصبِ رسالت سے ہٹائے جائیں۔ اسلئے جناب امیرؑ مدارج ذریعہ رسولؐ ظاہر ہوئے ✦

(ز) سوائے علیؑ کے اس مہرِ نبوت پر کوئی سوار نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ صلبِ رسولؐ میں تمام آئمہ اطہارؑ تھے۔ بیٹوں کے اوپر باپ کا قدم اچھا معلوم ہوتا ہے مگر دوسروں کا نہیں ✦

(ح) کوئی شخص سوائے معصوم کے مہرِ نبوت پر سوار نہ ہو سکتا تھا۔ تاکہ گناہ کا بار نہ پڑے۔ طہارت اور عصمت گناہوں کے بوجھ سے دب نہ جائے۔ جو اس کاندھے پر بیٹھا وہ معصوم ہی تھا۔ سیدنا علی المرتضیٰؑ سیدنا امام حسن علیہ السلام۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام بھی سوارانِ نبوت ہو چکے ✦

(ط) حضرت علیؑ نے جب رسول اکرم صلعم کے کاندھے پر چڑھنا چاہا۔ قدم کو جنبش نہ ہوئی۔ رسول کریمؐ کا کاندھا نہ ہلا۔ مگر خانہ کعبہ کی دیواریں ہل گئیں۔ ہبل بت ہشت دھات کے بُت کو ید اللہ نے توڑا اور شیشہ کی طرح ریزہ ریزہ ہو گیا ✦

(ی) خانہ کعبہ کے اندر جناب امیرؑ کی ولادت باسعادت کا آج راز کھل گیا۔ خانہ کعبہ کے بتوں کو اور ان کے پرستاروں کو دکھایا گیا۔ کہ آج وہی بُت شکن ہے۔ جو تمہارے پہلو میں پیدا ہوا۔ اے بُت پرستو! تمہارے معبودوں اور خداؤں کو پتہ نہ لگا۔ کہ یہی ہمارا دشمن ہے۔ اگر وہ حقیقی خدا ہوتے۔ تو اس مولودِ مسعود کو فوراً دبا لیتے ✦

اور جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے نمرود کے ہاں اور حضرت موسیٰ نے فرعون کے ہاں خدائی دعوے کرنے والوں کے گھر پرورش پائی۔ اور بڑے ہو کر انہوں کو مارا اور دریا میں غرق کیا۔ اسی طرح جناب امیر علیہ السلام نے بُت خانہ میں پیدا ہو کر بتوں کو توڑا ◆

(ک) تمام مسلمانوں کو بتایا گیا کہ اسلام کا حقیقی وارث اور امام برحق خلیفۂ رسولؐ وہی ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کے گھر میں پیدا ہوا ہو۔ اور اللہ کے گھر سے دستارِ امامت باندھ کر آیا ہو ◆

(ل) انوارِ الوہیت و بارِ نبوت و اظہارِ جلالت کی تاب کوئی جن و بشر یا حیوان۔ شجر و حجر نہیں لا سکتا۔ اور نہ کوئی بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے کئی بار کوہِ طور پر جناب ذاتِ باری جل جلالہٗ سے مکالمہ کیا۔ نہ ہی کوہِ طور جل اٹھا اور نہ ہی حضرت موسیٰؑ بیہوش ہوئے۔ مگر جب دیدار کی خواہش کی۔ اور انوار تجلّیٔ حق تعالیٰ نے چمکار دکھائی۔ نہ ہی کوہِ طور رہا۔ اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام (ب) حالانکہ وہی انوار درخت میں چمکتے رہے اور درخت سے کلامِ الٰہی پیدا ہو گئے جیسا کہ آج گراموفون میں سے آواز آتی ہے ◆

(م) جناب رسول اللہ صلعم کو اونٹ۔ گھوڑے و خچر ہمیشہ اٹھائے پھرتے تھے مگر نزولِ وحی کے وقت آپکی اونٹنی قصویٰ بیٹھ جاتی تھی اور جناب بیہوش ہو جاتے اور ٹھنڈے پسینہ سے تر بتر ہو جاتے۔ اور ہمیشہ تھوڑا نور بڑے نور کی تاب نہیں لا سکتا۔ دب جاتا ہے جیسا کہ تمازتِ آفتاب کا اثر باقی اعضاء پر اتنا نہیں پڑتا جتنا کہ آنکھ پر کہ آنکھ سبز و رنگدار عینک سے محفوظ کیا جاتا ہے۔ آفتاب کی تیزی ہاتھ روک سکتا لیکن آنکھ نہیں روک سکتی جس میں کم نورِ نبوت ہوگا۔ وہ بڑے نورِ نبوت سے دب جائیگا۔ جناب علیؑ میں تھوڑا حصّہ نورِ نبوت کا تھا۔ اِس واسطے اظہارِ شانِ نبوت کے وقت بڑے نورِ نبوت میں ٹھہر گئے۔ اور بارِ نبوت نہ اٹھا سکے جن میں نورِ نبوت کا حصّہ نہ تھا۔ وہ بارِ نبوت اٹھاتے تھے ◆

جنگِ حُنین ۱۰۔ شوال حُنین ایک جگہ کا نام ہے جو مکّہ و طائف کے درمیان واقع ہے۔ فتح مکّہ کے بعد جناب رسولِ خدا صلعم کو خبر لگی کہ کفار حُنین میں لڑائی کے لئے بکثرت جمع ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلعم بارہ ہزار اصحاب کبار لیکر اُن پر چڑھ گئے۔ لشکر کو ایک پہاڑ کی گھاٹی سے گذرنا پڑا تنگی راہ کی وجہ سے تھوڑے تھوڑے آدمی گھاٹی میں سے گذر سکتے تھے اور قوم ہوازن کے لوگ گھاٹی کے قریب مسلمانوں کی گھات میں لگے بیٹھے تھے۔ موقعہ پا کر اُن پر ٹوٹ پڑے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے یہانتک کہ لوگ پیغمبر خدا صلعم کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور تھوڑے اصحاب ثابت قدم رہے۔ حضرات اصحاب ثلاثہ کا بھاگتے ہوئے پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے

مگر حضرت عباس عم بزرگوار سیدالابرار نے بحکم احمد مختار صلعم ان کو للکارا۔ یا اصحاب السمرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ کہکر بلند آواز سے پکارا۔ ادھر خود سرورِ عالم صلعم نے اپنے سفید استر کو ایڑی لگائی اور فرمایا یا انصار اللہ وانصار رسولہ۔ انا النبی لا کذب وانا ابن عبدالمطلب۔ اے اللہ اور اس کے رسول کے مددگارو میں اللہ کا نبی ہوں جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ اس آواز پر ایک سو اصحاب واپس لوٹ آئے (دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۲۵۷ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۵۳ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم صفحہ ۶۴ غزوۂ حنین صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر جلد خامس صفحہ ۸۹۴ صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۂ حنین ستر ھواں پارہ)

(ب) جنگِ حنین میں مفصلہ ذیل اصحاب کبار جناب سیدالابرار سیدنا احمد مختار صلعم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ باقی سب کے سب فرار ہو گئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ[۱] حضرت عباس عم بزرگوار سیدالابرار[۲] حضرت عبداللہ[۳] بن مسعود۔ حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب[۴]۔ اولاد جعفر[۵]۔ حضرت ربیعہ[۶]۔ حضرت قثم بن عباس[۷]۔ حضرت فضل بن عباس[۸]۔ حضرت اسامہ بن زید[۹]۔ حضرت ایمن بن عبید[۱۰] (۱) دیکھو معارج النبوۃ جلد ثانی۔ رکن چہارم صفحہ ۵۶ مطبوعہ بمبئی (۲) حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم صفحہ ۶۵ (۳) منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۱۶۷ (۴) استیعاب مطبوعہ مصر صفحہ ۵۴ (۵) روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۵۴ مطبوعہ بمبئی (۶) تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۱۰۲ (۷) روضۃ الاحباب جلد اوّل صفحہ ۳۰۲ (۸) کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۳۰۴ نمبر $\frac{۵۵۹۷}{۵۵۹۸}$ (۹) مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۶۴ مطبوعہ نولکشور (۱۰) تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۱۳۵

(ج) ایک روایت میں ہے کہ مفصلہ ذیل چار اصحاب کبار جنگِ حنین میں ثابت قدم وجاں نثار رہے۔ باقی سب کے سب فرار ہوئے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؑ حضرت عباس عم نامدار رسول مختارؐ حضرت ابوسفیان بن حارث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ (تفسیر حسینی جلد اوّل صفحہ ۲۳۴) حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ سامنے لڑائی و حفاظت کرتے تھے حضرت ابوسفیان دُلدُل رسول اکرم صلعم کی باگ تھامے ہوئے تھے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ دائیں بائیں حفاظت کرتے تھے (تاریخ خمیس دیار بکری جزو ثانی صفحہ ۱۰۲ معارج النبوۃ جلد ثانی رکن چہارم صفحہ ۲۵۶ استیعاب مصری صفحہ ۵۴ روضۃ الصفا فارسی جلد دوم صفحہ ۱۵۴ تاریخ حبیب السیر فارسی جلد اوّل جزو سیوم صفحہ ۶۵ سطر ۴ مطبوعہ بمبئی۔ تاریخ الاسلام جلد ۲ صفحہ $\frac{۱۳۵}{۱۳۷}$)۔

(د) **حضرات شیخین کی جنگِ حنین سے فراری** ۔ دیکھو زاد المعاد ابن قیم جلد اوّل صفحہ ۲۵۵ تاریخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۱۳۷ تاریخ حبیب السیر و تاریخ روضۃ الاحباب وغیرہ۔ حضرت عمر کی فراری کا شاہد

محدث بخاری ہے۔ باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین اذ اعجبتکم۔ ص۲۹۸ صحیح بخاری مطبوعہ مصر۔ تاریخ الاسلام علامہ عباسی ص۱۶۶) حضرت ابوبکر کے فرار کی نسبت ابن ابی الحدید قصیدۂ رائیہ میں لکھتا ہے ؎

ولیس بنکر فی حنین فرارہ ففی اُحُدٍ قدفرّا خوفاً وخیبرا

جناب ابوبکر کا جنگِ حنین میں فرار کرنا کوئی انوکھی بات نہیں ہے وہ جناب اس سے پیشتر جنگِ اُحد و جنگِ خیبر میں بھی مارے خوف کے فرار ہو چکے ہیں) تاریخ الاسلام جلد دوم ص۱۳۷

قتل ابوجرول ۔ جنگِ حنین کے مشرکوں میں سے ایک نامی پہلوان ابوجرول تھا۔ جو بہادری وغرور سے رجز پڑھتا تھا۔ بڑا بہادر، سفاک عظیم الجثہ اور طویل القد تھا۔ کہ کوئی عرب اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ اس لڑائی میں مبارز طلب کرتا تھا۔ اصحاب کرام اس سے جی چراتے تھے۔ اس وقت تمام کفار و مشرکین بلندی سے میدان میں اُتر آئے تھے جناب علی المرتضیٰؑ نے مقابلہ میں آکر اس کافر کو فی النار کیا جس سے مسلمان قوی دل ہو گئے اور کفار کی ہمت ٹوٹ گئی اور شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ اس لڑائی میں بھی جناب سرورِ عالم صلعم نے ایک مشت سنگریزہ کی کفار کی طرف پھینکی تھی اور فرشتے مدد کو آئے۔ کفار کے ستر آدمی مقتول ہوئے جن میں سے چالیس صرف جناب علی المرتضیٰؑ کے ہاتھ سے مارے گئے (دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم ص۲۵۸ سطر ۱۸۔ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم ص۶۵/۶۶ تاریخ الاسلام جلد دوم۔ دہلی ص۱۳۸

(ب) عن انس قال لما کان یوم حنین قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الآن حمی الوطیس وکان علی ابن ابی طالب علیہ السلام اشد الناس قتالا بین یدیہ العسکری فی الامثال (دیکھو منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد چہارم ص۷۱ سطر ۴ مطبوعہ مصر) ترجمہ:- حضرت انس سے روایت ہے جس روز جنگِ حنین کا دن تھا جناب نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ الآن حمی الوطیس اور جناب علیؑ لشکریوں میں سے سب سے زیادہ جنگ کرتے تھے (کنز العمال جلد ۵ ص۳۰۶ نمبر ۵۰۰۷)

جنگ طائف شوال ۔ اس لڑائی میں جناب علیؑ علمبردار تھے۔ اس مضبوط قلعہ کا بیس روز تک محاصرہ رہا۔ محاصرہ کے ایام میں جناب علی المرتضیٰؑ کیساتھ ایک جماعتِ اصحاب نے آنحضرتؐ کے حکم سے اس علاقہ کے گرداگرد دشمنانِ دین سے محاربہ و مقاتلہ کیا اور وادی اور ثقیف اور ہوازن کے بتوں کو جو اس نواح میں تھے سب کو توڑ ڈالا۔ قبیلہ خثعم کا ایک نامی پہلوان شہاب نامی حضرت علی المرتضیٰؑ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ جب حضرت علیؑ اس کامیابی کے بعد آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے جناب علی مرتضےٰ

کو دیکھ کر تکبیر فرمائی اور جناب علی المرتضیٰؑ کے ساتھ ایک خلوت کی جس میں کسی غیر کو داخل ہونے کی مطلق اجازت نہ دی۔ بطریقِ رازِ خفیہ گفتگو آپس میں بہت ہوئی جب دیر لگی۔ تو حضرت عمر کہنے لگے۔ کہ پیغمبرؐ ایسے رازِ دور دراز اپنے چچیرے بھائی سے کہتا ہے۔ کہ کسی دوسرے سے نہیں کہتا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ مَیں راز نہیں کہتا بلکہ مجھے خدا حکم کرتا ہے۔ کہ اس سے راز کہوں *

ترمذی میں ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا مَیں نے اسکے ساتھ سرگوشی نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود راز کی باتیں کیں۔ (دیکھو مشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب علیؑ صـــ۱۲۱ معارج النبوۃ رکن چہارم صـــ۲۶۲ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم مطبوعہ بمبئی صـــ۹۶ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ بمبئی صـــ۱۳۹۔ روضۃ الاحباب ورق ۳۰۸ جلد اوّل۔ تاریخ الاسلام جلد دوم مطبوعہ دہلی صـــ۱۳۹)

حدیث خاصف النعل۔ اسی سفرِ طائف میں جناب رسول خدا صلعم نے جناب امیرؑ کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو عموماً بید وارِ خلافت اور ولیعہد سے کیا جاتا ہے۔ اور فرمایا اے قریش اللہ کی قسم مَیں تم پر ایسا مرد بھیجونگا۔ جسکے دل کا اللہ تعالیٰ نے امتحان کر لیا ہے۔ اور وہ تم کو مار یگا۔ حضرت ابوبکر نے کہا کیا وہ مَیں ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمر نے کہا مَیں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ بلکہ وہ مرد ہے جو جوتا سیتا ہے۔ اس وقت حضرت علیؑ نعلین شریفین گانٹھ رہے تھے۔ (دیکھو مناقب مرتضویؑ ترجمہ خصائص نسائی صـــ۲۵ محمدی پریس لاہور۔ تاریخ الاسلام جلد دوم صـــ۱۴۰ کنز العمال جلد ۶ صـــ۳۹۳ نمبر حدیث ۶۰۱۰ و صـــ۲۹۶ حدیث نمبر ۶۰۳۹

سریہ موتہ۔ سـ۸ـہ ھ مطابق ۶۲۹ء میں موتہ علاقہ شام میں لڑائی ہوئی جس میں آنحضرتؐ کے ابنِ عم جناب جعفر طیارؓ برادرِ بزرگ حیدر کرارؑ شہید ہوئے۔ وہ علمدار لشکر رسول کردگار تھے۔ آپکے ہر دو شانے جبتک نہ کٹے تب تک آپ نے علم کو نہ چھوڑا۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۱ سال کی تھی۔ ان کے جسم پر نوّے زخم نیزہ و شمشیر کے گنے گئے۔ اور سب زخم آگے کی طرف تھے۔ اہلِ فوج لاش مبارک مدینہ منورہ میں لے آئے (تاریخ اسلام جلد دوم صـــ۱۳۸) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے خطبہ سنایا۔ تو فرمایا۔ کہ موتہ کی لڑائی میں پہلے زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا۔ وہ شہید ہوئے۔ پھر حضرت جعفرؑ نے علم لیا۔ وہ شہید ہوگئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ شہید ہوگئے۔ پھر خالد بن ولید نے بغیر حکم کے جھنڈا لیا۔ اللہ نے اس کو فتح دی۔ فرمایا کیا ان شہیدوں کو ہمارے پاس رہنا اچھا نہیں لگتا اور جناب رسول اللہ صلعم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر باب الحور العین صـــ۴۸ مطبع احمدی لاہور)

فصل واقعات ۹ھ بتخانہ فلس غزوۂ تبوک سریہ وادی الرمل سورۂ برات

بُت خانۂ فلس ۔ قبیلۂ طے کا ایک بُت فلس تھا۔ جسکے توڑنے کے واسطے جناب علی المرتضیٰؑ ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ بھیجے گئے۔ انہوں نے اس بُت خانہ کو ماہ ربیع الآخر میں مسمار کیا۔ عدی بن حاتم جو فیاض عیسائی تھا۔ شام کی طرف بھاگ گیا۔ بہت سے قیدی اور مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ جناب علی المرتضیٰؑ نے مالِ غنیمت اور قیدیوں کو تقسیم کردیا۔ مگر عدی کی بہن سفانہ کو باعزت اپنے ساتھ مدینہ میں لائے اور سرورِ عالم صلعم دخترِ حاتم طائی کو آزاد کرکے لباس اور ناقہ دیکر فوراً قافلہ کے ساتھ شام میں اسکے بھائی کے پاس پہنچا دیا۔ اس رحمدلی و فیاضی کو دیکھ کر عدی بن حاتم طائی مسلمان ہوگیا۔ (تاریخِ اسلام جلد دوم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۴۳۔ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۳۷۲ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم صفحہ ۹۵ سطر ۸۔ تاریخ خمیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ مصر۔ روضۃ الاحباب جلد اوّل صفحہ ۳۲۳)

غزوۂ تبوک ۔ جناب سرورِ عالم صلعم نے بادشاہ روم کے دفعیہ کے واسطے غزوۂ تبوک کی طیاری فرمائی۔ تو اس دفعہ جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام اور خلیفہ مقرر فرمایا۔ منافقین مدینہ کہنے لگے کہ جناب محمد صلعم نے اپنے عزیز کو اس سخت سفر میں ساتھ نہیں لیا۔ اس لئے جناب علی المرتضیٰؑ بھی راستہ میں آنحضرتؐ سے جاملے اور کہنے لگے کہ جب میں تمام غزوات میں شریک رہا۔ تو اس میں کیوں پیچھے رہوں۔ اور عرض کیا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں خلیفہ بنائے جاتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو۔ کہ مجھ سے ایسے رتبہ پر ہو۔ جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھا۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب سیدنا علیؑ۔ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۲۸۱ تاریخ خمیس جزو ثانی صفحہ ۱۲۵ تاریخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۴۵۔ مسند احمد حنبل کتاب المناقب۔ تذکرہ خواص الامۃ وکنز العمال جلد ۶)

نوٹ :۔ ارونگ لکھتا ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین بنانا چاہا تھا۔ اس حدیث منزلت سے جناب امیرؑ کی کمال درجہ کی فضیلت ثابت ہوئی کہ آپ میں درجاتِ نبوت موجود تھے۔ گو وہ نبی نہ تھے۔ اور یہ ایسی فضیلت ہے کہ جس میں اور کوئی بشر شریک نہیں۔ جو خدماتِ اسلامی و اطاعتِ رسولؐ جناب امیرؑ نے کر دکھائیں۔ اتنی حضرت ہارونؑ سے بھی نہ ہوسکیں۔ تمام صحابہ کرام سیدِ خیر الانامؐ سے افضلیت جناب امیرؑ مانند نصف النہار چمکتی ہے۔ مگر دیدۂ بصیرت سے دیکھنی چاہیے۔

سریۂ وادی الرمل یا ذات السلاسل سے حضرات شیخین کی فراری ۔غزوہ تبوک کے بعد وادی الرمل میں عرب لوگ اکٹھے ہونے لگے اور مدینہ منورہ پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا جناب سرور عالم صلعم نے حضرت ابوبکر کو علم دیکر روانہ کیا۔ مگر وہ بہت مسلمانوں کو قتل کرا کر شکست کھا کر واپس ہوئے۔ پھر دوسرا جھنڈا حضرت عمر کے حوالے کر کے لڑائی پر بھیجا۔ وہ بھی شکست کھا کر واپس مدینہ منورہ ہوئے ۔ اس کے بعد عمرو بن عاص کو جو مکر و فریب میں مشہور تھا۔ لڑائی پر بھیجا وہ بھی شکست کھا کر لوٹے ۔چند روز کے بعد آنحضرت صلعم نے علم حضرت علیؑ کو عنایت کیا۔ اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر حضرت علیؑ کے واسطے دعا فرمائی ۔ اور مسجد احزاب تک حضرت علیؑ کو پہنچانے کے لئے تشریف لائے اور حکم دیا کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور عمرو بن عاص حضرت علیؑ کیساتھ اس سفر میں جائیں۔ اور آنجنابؑ کے حکم سے ہرگز تجاوز نہ کریں۔ اور جناب مرتضیٰ علیؑ طریق وادی الرمل کو چھوڑ کر عراق کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب دشمنوں کے قریب پہنچے حکم دیا کہ فوج آہستہ چلے اور خود لشکر کے آگے روانہ ہوئے ۔جناب امیرالمومنینؑ کی حرکات و سکنات سے عمرو بن عاص کو فتح کا یقین ہو گیا تھا۔ اس لئے کام بگاڑنے کی خاطر حضرات شیخین کو شبخون مارنے کی صلاح دی شیخین نے اس بارہ میں حضرت علیؑ سے گفتگو کی مگر حضرتؑ نے نامنظور کیا۔ عمرو عاص کے مشورہ کے برخلاف صبح ہوتے ہی دشمنوں کے سر پر جا پہنچے اور اس قوم بد کو تہ و بالا کر دیا۔ اس واقعہ کو خدا نے سورۂ والعادیات ضبحا فالموریات قدحا فالمغیرات صبحا الخ (ترجمہ) غازیوں کے ان گھوڑوں کی قسم جو دوڑتے دوڑتے ہانپ اٹھتے ہیں۔ پھر پتھروں پر اپنے ٹاپوں کے مارنے سے چنگاریاں نکالتے ہیں صبح کے وقت اپنے دشمنوں پر جا چھاپہ مارتے ہیں۔ الی آخر (خداوند تعالیٰ جل شانہٗ مجاہد فی سبیل اللہ مومن کامل۔ مطیع رسول اللہ کے دلدل کے سُم کی قسم کھاتا ہے۔ جب جناب امیر علیہ السلام کے گھوڑے کی یہ شان ہے۔ تو خود سوار جناب حیدر کرار علیہ السلام کا درجہ کہاں تک ہوگا ۔

الغرض اِس فتح کی خبر جناب سرور عالم صلعم نے اپنے اصحاب کو سُنائی جب علی المرتضیٰؑ مراجعت کر کے مدینہ کے قریب پہنچے ۔ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کبار کو جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کے استقبال کے واسطے حکم دیا۔ اور خود ان کے آگے آگے روانہ ہوئے اور جب جنابؑ ولایت مآبؑ کی نظر آنحضرتؐ کے چہرۂ مبارک پر پڑی گھوڑے سے اتر پڑے ۔حضور انور صلعم نے فرمایا کہ اے علیؑ سوار ہو کہ خدا اور رسولؐ خدا تجھ سے راضی ہیں۔ جناب امیر المومنینؑ زیادہ خوشی کے باعث رونے لگے ۔جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ اُمت تیری شان میں وہی بات کہنے لگیگی ۔ جو کچھ نصاریٰ عیسٰی بن مریمؑ کے باب میں کہتے ہیں۔ تو البتہ تیرے حق میں ایسی بات کہتا۔ کہ

کسی گروہ پر تو نہ گذرتا مگر یہ کہ خاک تیرے دونوں قدموں کے نیچے سے اٹھانے ؎

چنیں گفت آں روز خیر الانام | کہ اندیشہ دارم ز بعضے ہمام
دگر نہ حدیثے ز قدرِ علیؑ | ہمے گفتم از غایتِ یکدلی
کہ بر ہر کہ کردی ز اُمت گزر | نہادے بجائے قدمہاش سر
ز خاک قدمہاش برداشتے | ازاں ابروئے دگر داشتے

(دیکھو معارج النبوۃ جلد ثانی صفحہ ۲۹۵ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۷ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۶۴ تاریخ الاسلام جلد دوم مقبول پریس دہلی صفحہ ۱۵۴)

تبلیغ سورۂ برات ۔ جناب رسولِ خدا صلعم نے حضرت ابوبکر کو سورۂ برات کی اول کی چالیس آیات دیکر مکہ کی طرف روانہ فرمایا۔ جب وہ مقام عرج تک پہنچے تو جناب علیؑ کو اپنے تیز ناقہ غضبا پر سوار کر کے پیچھے روانہ کردیا کہ وہ سورۂ برات کو لیکر حاجیوں کو سنادیں حضرت ابوبکر کو ملال گذرا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھ پر وحی جبرئیلؑ نازل ہوا ہے۔ کہ میرے یا میرے اہلبیتؑ میں سے کوئی اسکو پہنچادے اور جناب علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں میری طرف سے کوئی سوائے علیؑ کے دوسرا ادا نہ کرے (احمد نسائی۔ ترمذی۔ ارجح المطالب صفحہ ۵۶۴ تاریخ الاسلام جلد دوم صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ دہلی مشکوٰۃ شریف باب مناقب سیدنا علیؑ ۔ خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۲۵ ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳/۲۵۳۱ ۔ ابو الفدا رجلد اوّل صفحہ ۱۵ مسند احمد حنبل بحوالہ تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۲۲)

(ب) جناب رسولِ خدا صلعم کا قائم مقام ناقہ سوار حیدر کرارؑ خانہ کعبہ میں داخل ہوا اور تلوار ذوالفقار کھینچ لی اور فرمایا قسم بخدا۔ جو شخص خانۂ خدا میں ننگا ہو کر طواف کرے گا قتل کیا جائیگا۔ اس وقت جو شخص برہنہ تھا۔ کپڑے پہن کر زیارتِ خانہ کعبہ کرنے لگا۔ (معارج النبوۃ۔ رکن چہارم صفحہ ۳۰۴)

(ج) اعلام الوریٰ میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت ابوبکر جناب رسالت مآب صلعم کی خدمت میں پہنچے۔ تو حضور انور صلعم سے عرض کیا۔ کیا گناہ مجھ سے صادر ہوا ہے۔ کہ سورہ برات کی قرائت سے منع کیا گیا۔ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ کوئی قصور تم سے ظاہر نہیں ہوا۔ ولکن الامین ہبط الیّ عن اللہ عزّوجل بانہ لا یؤدّی عنک الا انت اور جل منک وعلیؑ منّی وھو اخی ووصی ووارثی وخلیفتی فی اھلبیتی وامتی بعدی یقضی دینی وینجز وعدی ولا یودی عنّی الا علیؑ ۔ ترجمہ۔ اور لیکن حضرت وحی جبرئیلؑ امین

خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوا ہے کہ تحقیق کوئی شخص سوائے تمہارے اپنے آدمی کے اسکو ادا نہ کرے اور جناب علی میرا ہے اور وہ میرا بھائی، میرا وصی اور میرا وارث اور میرے اہلبیت اور میری امت کا خلیفہ ہے میرا قرض ادا کریگا۔ میرا وعدہ پورا کریگا اور سوائے علیؑ کے اور کوئی شخص میری طرف سے ادا نہ کرے۔ (دیکھو تاریخ حبیب السیر مطبوعہ بمبئی ہرمل نمبر ۱۸۵۷ء جزو سیوم جلد اوّل صفحہ ۲ سطر اوّل۔ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۶۷ تاریخ الاسلام جلد دوم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۵۲۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ دائرۃ المعارف دکن، تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۲۲ علی بقیفی دینی۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳ نمبر ۲۵۳۷ صفحہ ۱۵۴ نمبر ۲۵۷۰)

نوٹ:۔ جناب امیرؑ کی خلافت بلافصل کے واسطے یہ فرمان نصّ جلی ہے۔ جبکہ چند آیات قرآنی بھی حضرت ابوبکر سے چھین لی گئیں اور خلافت النبوۃ کے روحانی مشن کو ادا نہ ہونے دیا۔ تو وہ کیونکر ہمیشہ کے واسطے رسالت کے کام کے ۔۔۔لئے مقرر ہو سکتے تھے۔ جب فقط چالیس آیات سورۂ برات کی تبلیغ حین حیات سرور عالم صلعم میں حضرت ابوبکر نہ کر سکے۔ بعد وفات سرور کائنات صلعم وہ نیابت رسالت و تبلیغ احکام قرآن مجید انکو کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر حضرت ابوبکر حقیقی ولیعہد و خلیفہ و خلیفہ رسول مقبول صلعم ہوتے تو اُن سے ہرگز سورۂ برات چھینی نہ جاتی۔ اِس سے جناب امیرؑ کا خلیفہ رسول مقبول صلعم بلافصل اور حضرت ابوبکر سے فضل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر جناب رسول مقبول صلعم موجود نہ ہوں۔ تو جناب امیر علیہ السلام حقیقی وارث اور نائب رسولؐ نیابت کریں +

نکتہ۔ آئندہ علالت سرور عالم صلعم کے زمانے میں حضرت ابوبکر کی مشہور روایت کو واقعہ تبلیغ سورۂ برات ختم کر دیتا ہے۔ اور کافی روشنی ڈالتا ہے۔ کہ جناب رسول مقبول صلعم کے پاس جناب امیرالمومنین علیؑ کے موجود ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا امامت مسجد کرنا یہ حکم خدا و حکم رسول اللہ صلعم ہرگز نہیں تھا۔ اور نہ ہی اُس کا علم نبی اور وصی النبی صلعم دونوں کو تھا +

نکتہ نواصب و خوارج کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر امیر الحاج ہو گئے تھے۔ مان لیا مگر امارتِ حج کوئی خدائی عہدہ نہیں۔ ہر ایک قبیلہ کا سردار۔ شیخ امیر الحاج ہو سکتا ہے جیسا کہ ان بدوؤں کے سردار ہر ایک قافلہ کے امیر ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اُن کو امامت و روحانیت سے تعلق نہیں۔ نیابت رسالت اور چیز ہے۔ تبلیغ احکام شریعت اور شے ہے۔ چونکہ حدیث شریف ہے کہ قرآن شریف اور اہلبیتؑ ایکدوسرے سے جُدا نہیں ہو سکتے۔ اور القرآن مع علی و علی مع القرآن۔ اِس واسطے اس کی تصدیق کے واسطے جناب امیر علیہ السلام

کو قرآن شریف سُنانے کا حکم ہُوا۔ کیونکہ قرآن صامت اور جناب علی المرتضیٰؑ قرآن ناطق تھے۔ خداوند کریم نے اُن کو علیحدہ نہ ہونے دیا۔ سرورِ عالم صلعم نے اُمت مرحومہ کو تبلا دیا کہ اصلی مفسّر و حامل القرآن شاہِ مردان ع ہے۔ اور کوئی اصحاب اس منصب کے لائق نہیں۔ فافہم و تدبر۔

فصل واقعات سنہ ۱۰ھ آیت مباہلہ آیت تطہیر کا نزول سریہ یمن حجۃ الوداع خم غدیر

مُباہلہ۔ نصاریٰ نجران سے جناب رسولخدا صلعم کو مباہلہ کرنے کا حکم ہُوا۔ تو سرورِ عالم صلعم نے سیدنا امام حسنؑ کو اُنگلی سے لگا کر اور سیدنا امام حسینؑ کو بغل میں لیکر جناب سیدنا معصومہ بتولؑ اور جناب علی المرتضیٰؑ کو ہمراہ لیکر میدانِ مُباہلہ میں تشریف لائے۔ مگر نصاریٰ پر خوف غالب ہوا۔ تاب مُباہلہ نہ لا کر جزیہ دینا قبول کیا۔ آیت مباہلہ کے نازل ہونے پر سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ بارخدایا یہ میرے اہلِ بیتؑ ہیں۔ پس اس روز سے پنجتن پاک بجمہ طیبہ مخصوص ہوئے (صحیح مسلم مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہلِ بیت النبیؐ۔ معارج النبوۃ رکن چہارم صـ ۳۰۰ حبیب السیر جزو سیوم جلد اوّل صـ ۴۷ تاریخ الاسلام علامہ عباسی صـ ۱۷۶)

آیت تطہیر۔ اسی سال پنجتن پاکؑ کے حق میں آیہ تطہیر نازل ہوئی اور خداوند کریم نے اُمتِ مرحومہ کو پنجتن پاک کی معصومیّت کی خبر دی (حبیب السیر صـ ۴۷ جلد اوّل۔ جزو سیوم)

سریہ یمن۔ جمادی الاوّل سنہ ہجری میں خالد بن ولید چارسو صحابیوں کے ساتھ اہل یمن یعنی نجران اور اس کے اطراف و جوانب کی طرف بغرض دعوتِ اسلام روانہ کیئے گئے۔ یہ چھ مہینے تک وہاں کے لوگوں کو دعوت اسلام دیتے رہے۔ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا بلکہ اُن کی شکایتیں آنحضرتؐ کی خدمت میں وصول ہونے لگیں۔ تب آنحضرتؐ نے خالد کو معزول کیا اور جناب علی المرتضیٰؑ کو تین سو سواروں کے ساتھ یمن کی طرف روانہ فرمایا اور فرمایا کہ خالد بن ولید کو واپس بھیجدینا۔ اہل یمن سے لڑنا نہیں جب تک وہ نہ لڑیں۔ روانگی کے وقت جناب علیؑ نے کہا یارسولؐ اللہ آپ مجھے اہلِ کتاب کے مُلک میں بھیجتے ہیں۔ اور میں نوعمر اور علمِ قضایا سے بخوبی واقف نہیں ہوں۔ آنحضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دستِ مبارک کو جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کے سینۂ مُبارک پر رکھ کر کہا۔ اللّٰھم ثبت لسانہ واھدِ قلبہ بارخدایا ان کی زبان کو ثابت رکھ اور قلب کو روشن کر۔ اس دعا کی برکت سے جناب امیرؑ علم قضایا میں اس درجہ کو پہنچے۔ کہ جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ اقضاکم علیؑ تم تمام لوگوں سے حضرت علیؑ زیادہ قاضی ہے۔

الغرض ایک جھنڈا جناب امیرؑ کے حوالے کیا۔ جناب رسولخدا صلعم نے اپنے دستِ مبارک سے تین پیچ والی پگڑی اُن کے سر پر باندھی اور اسکے دو شملے چھوڑے۔ ایک سامنے کو ایک پیچھے کو۔ اور فرمایا یا علیؑ آپکو بھیجتا ہوں لیکن تمہاری جُدائی سے غم کھاتا ہوں اور فرمایا۔ اللّٰھم لا تمتنی حتیٰ ترینی علیاً (ترمذی) بارخدایا جبتک میں جناب علیؑ کو واپس نہ دیکھ لوں مجھے موت نہ دینا۔ جناب علیؑ نے مقامات یمن میں پہنچکر لوگوں کو جمع کیا۔ بعد حمد وثنائے الٰہی کے آنحضرتؐ کا فرمان پڑھکر سنایا پس قبیلہ ہمدان کے سب لوگ ایک ہی دن میں مسلمان ہوگئے۔ اور جناب علیؑ نے آنحضرتؐ کو تحریری اطلاع کی۔ تو آنحضرتؐ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور تین بار السلام علی ہمدان ارشاد فرمایا۔ اسکے بعد اہل یمن جوق جوق مسلمان ہوتے گئے۔ جناب علیؑ نے اہل نجران سے مال وجزیہ وصول کرکے مراجعت کی اور جناب رسولخدا صلعم سے حجۃ الوداع میں مکہ کے درمیان ملاقات کی۔

(تاریخ الاسلام جلد دوم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۵ معارج النبوۃ رکن چہارم صفحہ ۳۰ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۹ روضۃ الصفا جلد دوم۔ تاریخ الاسلام علامہ عباسی صفحہ ۱۷۰ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل۔ جزو سیوم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۳ ابوالفدا جلد اوّل صفحہ ۱۵ مغازی ابن سعد صفحہ ۱۲۲)

(ب) اسی سفر میں فتح وظفر کے بعد جناب امیر المومنین علیؑ خمس کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کو اپنے واسطے اختیار کیا تھا خالد بن ولید نے اس امر کی اطلاع رسول خداؐ کو لکھی اور وہ مکتوب بریدہ بن الحصیب کے ہاتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ کیا۔ بریدہ کہتے ہیں کہ اب تک میں جناب علیؑ کو دشمن رکھتا تھا۔ میں نے وہ مکتوب آنحضرتؐ کے ہاتھ میں دیدیا اور جناب علیؑ کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور فرمایا علیؑ کے بارے میں گمان مت کر علیؑ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی۔ علیؑ مجھ سے اور میں اُس سے ہوں اور میرے بعد وہ تمہارا سردار ہے جس کسی کا میں ولی ہوں علیؑ بھی اس کا ولی ہے۔ جناب علیؑ سے دشمنی نہ کر دوستی رکھ۔ مال غنیمت میں سے جو کچھ مجھ کو حلال ہے وہ علیؑ کو بھی حلال ہے۔ اور جناب علی ابن ابی طالبؑ سب آدمیوں سے بہتر ہے۔ تجھ سے بھی تیری قوم سے بھی اور تمام اُمت میں میرے بعد جتنے آدمی ہونگے ان سب سے بہتر ہے۔ اے بریدہ جناب علیؑ کی دشمنی رکھنے سے پرہیز کر ورنہ خدا تعالیٰ تجھے دشمن رکھیگا۔ بریدہ کہتے ہیں کہ اُس وقت مجھے یہ آرزو ہوئی کہ زمین پھٹ جائے اور میں سما جاؤں اور میں نے کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ اور اسکے رسولؐ کے غصہ سے۔ میرے لئے معافی کی دعا کیجئے کہ اب سے ہرگز جناب علیؑ سے عداوت نہ کرونگا۔ اور سوائے خیر و خوبی کے اُن کی شان میں کچھ نہ کہونگا۔ جناب رسول خدا صلعم نے میرے واسطے طلب معافی کی۔ اس کے

بعد سے ہیں شاہِ مرداںؑ کو تمام مخلوق سے زیادہ محبوب رکھنے لگا۔ (تاریخ الاسلام جلد دوم ص۱۵۵ و تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم مطبوعہ بمبئی ص۲۳ تاریخ الاسلام علّامہ عبّاسی ص۱۷۱ مختصراً۔ (ترمذی جلد دوم) بخاری مترجم پ۱۲ ص۲۳ ۔ باب بعث علی ابن ابی طالبؑ)

حجّۃ الوداع و حدیث ثقلین۔ حجّۃ الوداع اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اسکے بعد جناب رسولخدا صلعم نے کوئی حج نہیں کیا۔ ۲۵۔ ماہ ذیقعدہ کو حضور انور نے حج بیت اللہ شریف کا ارادہ فرمایا اور اعلان کیا گیا کہ یہ آخری حج ہے۔ اطراف و اکناف سے ایک لاکھ بیس ہزار یا کم و بیش لوگ جمع ہو گئے۔ جناب سرور عالم صلعم کوچ فرما کر چوتھی ذی الحجہ کو اتوار کے روز مکہ شریف پہنچ گئے۔ ادھر یمن سے جناب امیر المومنین علیؑ کا قافلہ بالا بالا آنحضرتؐ کی خدمتِ اقدس میں پہنچ گیا۔ حضور انور سرور عالم صلعم جناب امیرؑ کو احرام باندھے دیکھکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم نے کیا نیت باندھی ہے۔ عرض کیا کہ میری نیت آنحضرتؐ کی نیت پر منحصر ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا بیشک تم میری قربانی میں شریک ہو پس تو اپنے احرام پر قائم رہ۔ جناب امیرؑ قربانی کے واسطے ۳۴۔ اونٹنیاں۔ اور جناب رسول خدا صلعم ۶۶ اونٹنیاں قربانی کے لیئے لائے تھے۔ یہ اعجاز رسالت و امامت ہے کہ پوری سَو اونٹنیاں ہو گئیں جناب سرور عالمؐ نے اللہ اکبر کی تکبیر فرمائی۔ جناب رسول خدا صلعم بھی عرفات کے راستے ہی میں تھے۔ کہ سورۂ الم نشرح نازل ہوئی جس کی آیت یہ ہے۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ۔ پس اے رسولؐ جب تو اعمالِ حج سے فارغ ہو تو ولیعہد مقرر کر اور اپنے رب کیطرف راغب ہو (دنیا سے کوچ کر) جمعہ کی صبح کو جناب رسولخداؐ عرفات میں داخل ہوئے اور آفتاب ڈھلنے کے بعد جناب سردارِ دوجہاں صلعم نے اپنی اونٹنی قصویٰ نامی پر سوار ہو کر نہایت فصاحت و بلاغت سے خطبات و پند نصائح و آخری وصایا فرمائے اور سب سے اخیر قرآن شریف پر عمل کرنے اور اہلبیت رسالت کی اطاعت و تابعداری و محبت کرنے کی سخت تاکید فرمائی چنانچہ حدیث ثقلین مشہور و متواتر حدیث ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی (رواہ الترمذی بمشکوۃ شریف باب مناقب اہلبیتؑ نبی ص۱۳۳ جلد ہشتم) **ترجمہ**:۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم کو حج میں عرفہ کے روز اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر خطبہ فرماتے ہوئے سُنا کہ فرماتے تھے اے لوگو میں تم میں چھوڑنے والا ہوں اگر انکو تم لوگوں نے پکڑا تو گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور میرے خویش اہلبیت ہیں ❖

(ب) حضرت صلعم نے لوگوں سے کہا کہ قرآن و اہلبیت یہ دو چیزیں ہم تم لوگوں کے لئے سب سے بڑی چیز چھوڑتے ہیں۔ اس کا منشا بظاہر یہ تھا کہ قرآن تمہارے لئے ایسا عمدہ قانون چھوڑتا ہوں۔ جو ضروریات زندگی میں تمہارا سب سے بڑا رفیق ہے۔ اور قرآن کے سمجھانے کے لئے اہلبیتؑ یعنی میرے گھر والے عموماً سب سے زیادہ قابل ہیں۔ کہ فیضِ صحبت نے انہیں دوسرے اصحاب سے زیادہ تر فیضیاب بنا رکھا ہے (دیکھو تاریخ الاسلام علامہ عباسی گورکھپوری صفحہ ۱۸ سطر ۲۔ مطبوعہ رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز پریس لکھنؤ ۱۸۹۹ء)

پس اللہ کے حبیب خواجہ عالم صلعم حاضرین صحابہ کرام کو فرمانبرداری و اطاعت کتاب اللہ و اہلبیت صلعم عظام کی ترغیب دلا کر اپنے ناقۂ قصویٰ سے اُترآئے اور حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا فرمائی اور عرفات سے کوچ فرمایا۔ دوسرے روز منیٰ میں سو اونٹ کی قربانی کی جن میں سے ۳۴ اونٹ جناب امیرؑ نے اپنے دستِ مبارک سے ذبح کئے۔ اس طرح نبیؐ اور اسکے وصیؑ قربانی میں شریک ہوئے۔ بعدۂ اللہ تعالےٰ کے پیارے نبیؐ اور برگزیدہ معصوم و پاک خاتم النبیّین سیّد المرسلین صلعم نے بعد مناسک حج اور طواف الوداع بیت اللہ شریف کے مدینۂ منوّرہ کی طرف کوچ فرمایا (تاریخ الاسلام جلد دوم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۵۵)

فصل در بیانِ واقعاتِ خمِ غدیر۔ و امامت الامیر علیہ السلام

رسالت الغدیر۔ جب حج و قربانی و طواف کعبہ سے فارغ ہو کر جناب محبوبِ خدا سرورِ انبیاء سیّدنا و مولانا احمد مجتبیٰ و محمد مصطفےٰ صلعم نے ۱۴۔ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے مدینۂ منورہ کی طرف مراجعت کی اور ۱۸۔ ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری کو مقام خم غدیر میں پہنچے۔ جو حوالی جحفہ میں ہے اور جہاں مختلف راستے نکلتے ہیں اور وہاں ایک گڑھا ہے۔ مگر گھاس و سایہ نہ ہونے کے باعث قابلِ نزول نہ تھا۔ تو دوپہر کے وقت آنحضرتؐ نے سب کو اُترنے کا حکم دیا کیونکہ آثار وحی شروع ہوگئے۔ یہ دوسرا تاکیدی حکم حضرت جبرئیلؑ امین بحکم ربّ العالمین لے کر خدمت سیّد المرسلین و مولی المومنین میں حاضر ہوئے۔ **قولہ تعالیٰ**:۔ یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۝ (مائدہ) اے پیغمبر جو احکام تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔ بلا کم و کاست لوگوں کو پہنچا دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ تو سمجھا جائیگا کہ تم نے خدا کا کوئی پیغام بھی لوگوں کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو

جو کُفر کرتے ہیں ایسا رستہ ہی نہیں دکھائیگا کہ تم پر دست درازی کر سکیں (سیپارہ چھٹا سورۂ مائدہ رکوع ۱۴ ترجمہ مولوی نذیر احمد صفحہ ۱۸۵) پس خداوندکریم کے اس تاکیدی فرمان پر جناب رسول خدا صلعم نے فوراً میدان خم غدیر کو خس وخاشاک، کوڑا کرکٹ سے پاک کرایا۔ زمین پر جھاڑوں دلادی۔ اور تمام قافلہ والوں کو جو آگے نکل گئے تھے۔ واپس بلوایا حضرت بلالؓ کی آواز الصلوٰۃ جامعۃ و حیّ علیٰ خیر العمل کی آواز نے تمام حاجیوں کے علاوہ حسب تحقیق جان ڈیون پورٹ قرب وجوار کے یہودیوں اور نصرانیوں اور دیگر باشندوں کو بھی جمع کر دیا۔ اور زوال سے پیشتر تمام قافلے اکٹھے ہوگئے۔ ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ مجمع تھا (بقول سبط ابن جوزی) گرمی سخت شدت کی تھی۔ لوگوں نے درختوں کو کاٹ چھانٹ کر ان پر کپڑے ڈال دیئے۔ چادروں اور اونٹوں اور پالانوں اور کجاووں کے سایہ سے پناہ لی۔ لوگوں کے انبوہ۔ اونٹوں اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے پہاڑ گونج اُٹھے۔ دس اپریل ۶۳۲ عیسوی مطابق ۱۸۔ ذی الحجہ ۱۰ھ کا وہ مبارک دن تھا۔ کہ اللہ کا پیارا نبی اکرم سرورِ عالم صلعم ایک بلند ممبر پر تشریف فرما ہوئے جو اونٹوں کے پالانوں سے بنایا گیا تھا۔ اور اپنے برابر دائیں طرف جناب امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب سیدنا و مولانا علی ابن ابی طالبؑ کو بھی کھڑا کر دیا۔ تمام لوگوں نے جناب نبی القریشی الہاشمی اور سیدنا علی القریشی الہاشمی کو اس پانی کے کنارہ پر دیکھ لیا جیسے روزِ محشر کو بھی حوضِ کوثر پر سیدنا خیر البشرؐ و سیدنا علی المرتضیٰؑ ساقی کوثر کو دیکھ لیں گے +

خواجۂ عالم صلعم نے چند خطبات نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے بیان فرمائے اور عرفات کی طرح یہاں بھی دوبارہ قرآن شریف اور اہل بیت کرام علیہم السلام کے فضائل و مناقب و اطاعت و تابعداری پر تمام حاضرین کو ترغیب و تائید فرمائی +

حدیثِ ثقلین ۔ یزید بن حبان سے روایت ہے۔ میں اور حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم حضرت زید بن ارقمؓ کے پاس گئے۔ جب ہم اُن کے پاس بیٹھے۔ تو حصین نے کہا۔ اے زیدؓ تم نے تو بڑی نیکی حاصل کی تم نے جناب رسول خدا صلعم کو دیکھا۔ آپؐ کی حدیث سُنی۔ آپؐ کے ساتھ جہاد کیا آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تم نے بہت ثواب کمایا ہم سے کوئی حدیث بیان کرو۔ جو تم نے رسول خدا صلعم سے سُنی ہو۔ حضرت زید بن ارقمؓ نے فرمایا۔ اے میرے بھتیجے میری عمر بہت بڑی ہوگئی۔ اور مدت گذری اور بہت باتیں جن کو میں یاد رکھتا تھا۔ جناب رسول خدا صلعم سے بھول گیا۔ تو جو کچھ میں بیان کروں اُس کو قبول کرو۔ اور جو کچھ میں نہ بیان کروں اُس کے لئے مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر حضرت زید بن ارقمؓ نے فرمایا۔ قام رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

یوما فینا خطیبا بماء یدعی خمّا بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایھا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم ثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی الخ (صحیح مسلم باب مناقب اہل بیت ترجمہ المعلم مطبع صدیقی لاہور جلد پنجم صـ ۲۴۰۲)

ترجمہ۔ جناب رسولِ خدا صلعم ایکدن ہم کو خطبہ سنانے کے واسطے کھڑے ہوئے۔ ایک مقام پانی پر جس کو خم کہتے ہیں۔ اور وہ مکہ و مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی۔ اور وعظ اور نصیحت کی۔ اور پھر بعدہٗ فرمایا۔ اے لوگو میں آدمی ہوں۔ قریب ہے کہ میرے پروردگار کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) میرے پاس آوے اور میں اس کو قبول کروں۔ اور میں تمہارے درمیان دو بڑی بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ پہلے تو اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں ہدایت نور ہے تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو۔ اور اس کو مضبوط پکڑے رہو۔ غرض آپ نے رغبت دلائی اللہ کی کتاب کی طرف۔ پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہلبیتؑ ہیں میں خدا یاد دلاتا ہوں تم کو اپنے اہلبیتؑ کے باب میں حصین نے کہا۔ اہلبیت آپؐ کے کون ہیں اے حضرت زیدؓ۔ کیا آپؐ کی بی بیاں اہلبیت نہیں حضرت زیدؓ نے کہا بیبیاں بھی اہلبیت میں داخل ہیں لیکن اہلبیت وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے حصین نے کہا۔ وہ کون لوگ ہیں۔ حضرت زید نے کہا۔ وہ حضرت علیؑ حضرت عقیل حضرت جعفر اور حضرت عباسؓ کی اولاد ہیں حصین نے کہا۔ ان سب پر صدقہ حرام ہے حضرت زیدؓ نے کہا ہاں۔ (دیکھو المعلم ترجمہ صحیح مسلم۔ مطبع صدیقی لاہور صـ ۲۴۰۲ جلد خامس)

(د) خطبۂ خم غدیر اعنی تقریرِ پُرتنویر جنابِ رسول بشیر و نذیر فی امامت الامیر علیہم السلام

قرآن شریف اور اہلِ بیتِ کرام کی فرمانبرداری اور تابعداری کی تاکید فرمانے کے بعد حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین کو مخاطب فرما کر یوں فرمایا:۔

الحمد للہ علی آلائہ فی نفسی وبلائہ فی عترتی واھل بیتی استعینہ علی نکبات الدنیا وموبقات الآخرۃ۔ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ الواحد الاحد الفرد الصمد لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا ولا شریکا ولا عضدا۔ وانی عبد من عبیدہ ارسلنی برسالتہ الی جمیع خلقہ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بینۃ واصطفانی علی العالمین من الاولین والآخرین۔

وا عطانی مفاتیح خزائنہ۔ وکدّ علی بعزائمہ واستودعنی سرہ وامدنی فابصرت لہ فانا القائم وانا الخاتم۔ ولا قوۃ الّا باللہ۔ اتقوا اللہ ایھا النّاس حق تقاتہ ولا تموتن الّا وانتم مسلمون۔ واعلموا ان اللہ بکل شیئی محیط۔ وانہ سیکون من بعدی اقوام یکذبون علیّ فیقبل منھم ومعاذ اللہ ان اقول علی اللہ الا الحق او انطق بامرہ الا الصدق۔ وما امرکم الا ما امرنی بہ ولا ادعوکم الا الی اللہ۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ فقام الیہ عبادۃ بن صامت فقال ومتی یا رسول اللہ ومن ھؤلاء عرفنا ھم لنحذرھم قال اقوام قد ستعد ولنا من یومھم وسیظھرون لکم اذا بلغت النفس منی ھھنا واوما صلی اللہ علیہ وبارک وسلم الی حلقہ فقال عبادۃ اذا کان ذالک فالی من یا رسول اللہ۔ فقال صلعم علیکم بالسمع والطاعۃ للسابقین من عترتی والاخذین من نبوتی فانھم یصدونکم عن الغی ویدعونکم الی الخیر وھم اھل الحق ومعادن الصدق۔ یحیون فیکم الکتاب والسنۃ ویجنبونکم الالحاد والبدعۃ ویقمعون بالحق اھل الباطل لا یمیلون مع الجاھل ایھا النّاس خلقنی وخلق اھل بیتی من طینۃ لم یخلق منھا غیرھا۔ کنا اول من ابتدء من خلقہ۔ فلما خلقنا فوّر بنورنا کل ظلمۃ واحیٰ بنا کل طینۃ۔ ثم قال ھؤلاء خیار امتی وحملۃ علمی وخزانۃ سری وسادۃ اھل الارض الداعون الی الحق المخبرون بالصدق غیر شاکین ولا مرتابین ولا ناکصین ولا ناکثین۔ ھؤلاء الھداۃ المھتدون۔ والائمۃ الراشدون المھتدون من جاء نی بطاعتھم وولایتھم۔ والضال من عدل عنھم وجاء نی بعداوتھم۔

حبھم ایمان وبغضھم نفاق ھم الائمۃ الھادیۃ وعری الاحکام الواثقۃ بھم تتم الاعمال الصالحۃ وھم وصیۃ اللہ فی الاولین والآخرین والارحام التی اقسمکم اللہ بھا۔ اذ یقول واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ ثم ندبکم الی حبھم فقال قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ھم الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم من الرجس الصادقون اذا انطقوا العالمون اذا اسئلوا۔ الحافظون لما استودعوا۔ اجمعت فیھم الخلال العشر لا تجمع الا فی عترتی واھل بیتی۔ الحلم۔ والعلم۔ والنبوۃ۔ والنبل۔ والسماحۃ۔ والشجاعۃ والصدق۔ والطھارۃ۔ والعفاف والحکم فھم کلمۃ التقوی ووسیلۃ الھدی والحجۃ العظمیٰ والعروۃ الوثقیٰ ھم اولیاءکم عن قول ربکم وعن قول ربی ما امرتکم الا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اللّھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔ اوحی الی ربی فیہ ثلثا انہ سید المسلمین وامام الخیرۃ

المتقین وقائد الغرّ المحجّلین وقد بلغت من ربّی ما امرت واستودعہم اللہ فیکم واستغفر اللہ لی ولکم۔ (کتاب توضیح الدلائل سید شہاب الدین احمد حنبلی وعبقات الانوار وخم غدیر)

ترجمہ:- حاضرین! پہلے میں خدائے تعالیٰ کی اُن نعمتوں پر جو میری ذات میں پائی جاتی ہیں شکر کرتا ہوں۔ اور اسکے بعد خدا سے ہی اِس امتحان وبلا پر جو میری عترت اور اہلبیتؑ پر پڑنے والی ہیں اور دنیا کی ناگوار مصیبتوں پر اور روزِ آخرت کی جھنک زحمتوں پر مدد مانگتا ہوں۔ پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی لائقِ عبادت نہیں۔ وہ اکیلا اور بے نیاز ہے۔ اس کا کوئی مددگار۔ عورت۔ فرزند اور شریک نہیں۔ اور میں اُس کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں تمام مخلوق کی طرف مجھے پیغمبر کر کے بھیجا تاکہ جو ہلاک ہونیوالا ہے۔ وہ ایک حجت کیساتھ ہلاک ہوجائے اور جو نجات پانیوالا ہے وہ ایک حجت میں بچ جائے۔ خدا نے تمام اولین وآخرین سے مجھے چن لیا ہے اور مجھے اپنے خزانہ کی کنجیاں عطا کی ہیں اور مجھ سے اپنا عہد پختہ کیا ہے اور اپنے راز میرے پاس امانت رکھے ہیں۔ مجھے مدد دی ہے اسلئے مجھے بشارت حاصل ہوئی ہے میں فاتح اور خاتم ہوں۔ سوائے اللہ کے قوت حاصل نہیں ہوتی۔ اے لوگو خدا سے ڈرو جو حق ڈرنے کا ہے اور مسلمان ہو کر مرو اور جانو اللہ تعالیٰ سب پر حاوی ہے اور قریب ہے کہ میرے بعد کچھ قومیں ایسی آوینگی جو مجھ پر جھوٹ باندھینگے اور لوگ اُن کے جھوٹ کو قبول کرینگے اور بپناہ خدا اگر میں سوائے حق کے کچھ اور کہوں یا سوائے سچ کے بولوں۔ اس کے حکم کے برخلاف کچھ نہیں کرسکتا۔ اور سوائے خدا تعالیٰ کے کسی دوسری طرف تم کو نہیں بلاتا۔

اور جو لوگ ظالم ہیں وہ جان لینگے کہ کس کروٹ وہ بدلے جائینگے۔ یہ تقریر سُنکر حضرت عبادہؓ بن صامت نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ کب ہوگا۔ اور وہ کون لوگ ہیں ہمکو بتا دیجئے تاکہ اُن سے پرہیز کریں سرورِ عالمؐ نے فرمایا یہ کچھ لوگ ہیں جو ابتداء سے ہی ہماری دشمنی پر آمادہ ہو رہے ہیں۔ اور جب میری جان یہاں تک (گلوئے مبارک کی طرف ہاتھ رکھ کر فرمایا) پہنچیگی۔ اُس وقت یہ لوگ ظاہر ہونگے۔ عبادہؓ نے کہا جب ایسا وقت آئے تو ہم کس کی طرف رجوع کریں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تم لوگ میری عترت کی جو سب سے پیش قدم ہیں اطاعت کرنا۔ یہ میری نبوت کے علم کو لینے والے ہیں اور یہی تم کو گمراہی سے باز رکھینگے نیکی کیطرف بلائینگے۔ یہ اہلِ حق ہیں اور سچائی کی معدن ہیں۔ کتاب اور سنت تم لوگوں میں زندہ رکھینگے بدعت والحاد دُور کرینگے اور حق کے ذریعہ اہلِ باطل کو پست کرینگے اور کسی جاہل کی طرف میلان نہ کرینگے۔ اے لوگو خدا نے مجھے اور میری اہلبیتؑ کو ایک طینت سے پیدا کیا ہے اور دوسرے کسی کو پیدا نہیں کیا ہم لوگ ابتداءِ خلق میں تھے۔ جب خدا ہمارا نُور پیدا کرچکا تو

ہمارے نور سے تاریکی کو روشن کیا پھر ہر ایک طینت کو زندہ کرکے ہماری نسبت فرمایا۔ یہ لوگ بہترین افرادِ امت میرے سے ہیں اور میرے علم کے حامل اور میرے اسرار کے خازن اور سردارانِ اہل زمین ہیں حق کی طرف دعوت کرنے والے۔ راستی سے خبر دینے والے۔ نہ شک کرنے والے نہ پیچھے نہ ہٹنے والے۔ پاؤں نہ ڈگمگانے والے اور عہدِ خدا کو توڑنے والے نہیں۔

یہ وہ ہادی ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں اور نیک امام ہیں جو انکی اطاعت وولایت لیکر میرے پاس آ گئے۔ وہی ہدایت یافتہ ہے اور جو اُن سے پھر گیا اور انکی عداوت لیکر میرے پاس آیا وہ گمراہ ہے۔ انکی محبّت ایمان اور اُن کا بغض نفاق ہے یہی آئمہ ہدایت اور احکامِ خدا کی مضبوط رسیاں ہیں۔ ان سے اعمال صالحہ مکمل ہوتے ہیں۔ اور انہی کی محبّت کا خدا ہمیشہ اوّلین وآخرین سے عہد لیتا رہا ہے اور یہی وہ ارحام ہیں جن کی قسم خدا نے اپنے کلام پاک کی آیت واتقوا اللہ الذی الخ میں دلائی ہے پھر آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کے بموجب تم کو میرے اقربا سے محبّت رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ ان لوگوں سے ہر عیب ونجاست کو دُور کرکے پاک کیا ہے۔ یہ لوگ جب بولتے ہیں تو نہایت راست گو ہوتے ہیں۔ جب اُن سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے۔ اس وقت بڑے عالم ہیں۔ امانت کی نگہبانی کرتے ہیں اور میرے اہلبیتؑ میں دس خصلتیں ایسی ہیں جو سوائے اُن کے اور کسی میں جمع نہیں۔ بردباری علم نبوت۔ بزرگی سخاوت شجاعت راست گوئی۔ پاکیزگی عفت۔ فضائیت۔ یہ لوگ کلمۂ تقویٰ ہیں یہی وسیلۂ ہدایت ہیں۔ بڑی حجت ہیں۔ اور مضبوط رسّی ہیں۔ یہی لوگ بموجب ارشاد خدائے تعالیٰ کے تمہارے سردار ہیں اور جو کچھ میں کہتا ہوں (سنو سنو) وہ میرے خدا کا حکم ہے (جناب سیّدنا علی المرتضیٰؑ کا بازو پکڑ کر اس قدر بلند کیا کہ سفیدیٔ بغل مبارک ظاہر ہو گئی اور ساری قوم نے حضرت علیؑ کو دیکھ لیا) پھر فرمایا اے لوگو۔ آگاہ ہو جاؤ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہے۔ خدایا دوست رکھ اس کو جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو اُسے دشمن رکھے اور مدد کر اس کی جو اس کی مدد کرے اور ذلیل کر اس کو جو اس کو ذلیل کرے۔ اے حاضرین میرے اہلبیتؑ کے بارے میں تین مرتبہ یہی فرمان نازل ہوئے ہیں یہ مسلمانوں کے سردار ہیں نیکوکاروں کے امام۔ روشن پیشانی والوں کو جاننے والے ہیں۔ اے لوگو۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ وہ میں نے تمہیں پہنچا دیا۔ اور میں تم لوگوں میں ان کو سپردِ خدا کرتا ہوں۔ فقط (توضیح الدلائل)

(ج) **خطبۂ دوم** حضرت براء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں جناب رسالتمآب صلعم کے رکاب سعادت

ہیں تھے۔ پس ہم خم غدیر پر جا اُترے۔ ہم میں نماز جماعت کی منادی کرائی گئی اور آنحضرت صلعم کیلئے زمین پر جھالو دی گئی۔ پس آنحضرت صلعم نے ظہر کی نماز پڑھی اور جناب علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی فاخذ بید علیؑ فقال اللّٰہم من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ۔ اللّٰہم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ فلقیہ عمر ابن الخطاب بعد ذالک فقال ھینئًا لک یا بن ابی طالب اصبحت مولاء کل مومن ومومنۃ (اخرجہ احمد فی المناقب۔ وبیہقی وابو یعلی۔ ابن ماجہ۔ ابو نعیم ثعلبی کنز العمال حاکم۔ ابن ابی شیبہ۔ ارجح المطالب بار دوم صفحہ ۱۹۷۔ باب ۴۔ مشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب سیدنا علیؑ۔) آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولیٰ ہوں۔ سب نے عرض کیا بیشک آپ اولیٰ ہیں پھر فرمایا اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؑ مولا ہے۔ اے پروردگار دوست رکھیو اُسے جو اس کو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اُسے جو اس کو دشمن رکھے۔ حضرت عمر بن الخطاب جناب علیؑ سے مِل کر کہنے لگے۔ مُبارک ہو تجھے اے علیؑ ابن ابی طالبؑ کہ تو ہر ایک مومن اور مومنہ کا مولیٰ بن گیا ہے۔ (تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۸)

(د) **حدیث غدیر**۔ حضرت حذیفہ ابن سید الغفاریؓ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول اللہ صلعم نے خم غدیر میں ایک درخت کے نیچے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو مجھے پروردگار نے اعلام کیا ہے۔ کہ کسی نبیؐ نے عمر نہیں پائی۔ مگر اپنے نبیؐ کی عمر سے بقدر نصف کے اب بہ تحقیق گمان کیا جاتا ہے کہ مجھے بُلایا جائے گا۔ اور میں خدا کی دعوت کو اجابت کروں گا۔ مجھے پوچھا جائے گا۔ اور تم سے بھی پوچھا جائیگا پس کیا کہو گے۔ حاضرین نے عرض کیا ہم گواہی دینگے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور کوشش کی ہے اور نصیحت ادا کی ہے۔ پس خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ پھر حضرت صلعم نے فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور تحقیق محمد مصطفےٰ صلعم اس کے بندے اور رسولؐ ہیں اور خدا کا بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے۔ اور مرنا حق ہے اور مر کر جی اُٹھنا حق ہے اور بیشک قیامت آنیوالی ہے اور اس میں کوئی شُبہ نہیں ہے اور بیشک خدا قبر کے لوگوں کو زندہ کرنیوالا ہے۔ حاضرین نے کہا۔ ہاں ہم ان امور کی گواہی دیتے ہیں۔ سرکار والا تبار سید الابرارؐ نے فرمایا۔ اے میرے پروردگار گواہ رہیو۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اے لوگو اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں مومنوں کا مولا ہوں۔ اور انکے لئے انکی جان سے اولیٰ بالتصرف ہوں۔ فمن کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ۔ اللّٰہم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ پس جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علیؑ مولا ہے۔ اے میرے پروردگار دوست رکھ اسکو جو اسے دوست

رکھے۔ اور دشمن رکھ اس کو جو اسے دشمن رکھے۔ پھر ارشاد فرمایا اے لوگو میں تمہارے آگے جانیوالا ہوں۔ اور تم میرے حوض پر وارد ہونے والے ہو۔ وہ حوض اس سے زیادہ عریض ہے جو میری نگاہ کے مقام سے صنعا یمن تک ہے۔ ستاروں کی تعداد کے موافق اس پر پیالے چاندی کے رکھے ہوئے ہیں جب تم میرے پاس آؤ گے۔ تو میں تم سے دو بھاری چیزوں کے متعلق پوچھنے والا ہوں۔ دیکھو میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کرو گے۔ پہلے بڑی چیز خدائے تعالیٰ کی کتاب ہے جس کی رسی کا ایک سرا تمہارے خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ تم اس کو مضبوط پکڑ لو تم گمراہ نہیں ہو گے اور تم نہیں بدلو گے۔ اور میرے قریبی اہلبیت ہیں۔ مجھے خدائے مہربان خبر دینے والے نے خبر دی ہے کہ وہ دونوں جبتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہ ہوں ایکدوسرے سے علیحدہ نہیں ہونگے۔ (نوادر الاصول حکیم ترمذی۔ صحیح طبرانی اور بروایت حضرت زید بن ارقمؓ دیکھو مسند احمد حنبل۔ ابن جریر۔ ابونعیم خصائیص نسائی۔ ضیاء المقدسی۔ ابن ابی شیبہ۔ جامع الصغیر سیوطی اور بروایت حضرت بریدہ اسلمی دیکھو مسند و مناقب احمد حنبل۔ ابن جریر۔ ابونعیم۔ ابن حبان۔ حاکم۔ حافظ ابن بشیر اسمٰعیل ترمذی نسائی۔ طبرانی۔ ابن المغازلی۔ جامع الصغیر سیوطی۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۳۹ حدیث ۱۵۴ اور عبقات الانوار جلد خم غدیر اور دیکھو ارجح المطالب۔ طبع دوم۔ باب چہارم صفحہ ۱۹۴۔ تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۸)

(مؤلف صحت ترجمہ کا ذمہ دار ہے۔ اصل عبارت عربی دیکھنا چاہو تو دیکھو عبقات الانوار جلد غدیر۔ ارجح المطالب)

(ب) الحدیث نص صلی اللہ علیہ السلم علیٰ ذالک بصریح العبارۃ دون التلویح والاشارۃ (تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۹ سطر ۱)

(ج) اور ایک لاکھ بیس ہزار کا مجمع تھا (تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۸ سطر اخیر)

(۸) نزول آیہ الیوم اکملت لکم ۔ جناب سرور کائنات خواجۂ عالم صلعم اپنی فصیح و بلیغ تقریر فرما چکے اور در بارۂ ولایت و امامت جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؑ احکام الٰہی جل شانہ پہنچا چکے۔ تو ممبر سے نیچے تشریف لائے۔ ادھر بشارت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ) حضرت جبرئیل امین لیکر خدمت اقدس شفیع المذنبین و رحمت للعالمینؐ میں حاضر ہوئے۔ حضور انور صلعم نے تکمیل دین واتمام نعمت و پسندیدگی دین اسلام اپنی رسالت و ولایت و خلافت جناب امیرؑ سے خدا تعالیٰ کی رضامندی کی بشارت شکرا اللہ اکبر فرمایا اور سجدۂ شکر میں جھک گئے۔ (ابونعیم۔ ابن مردویہ۔ ابن عساکر۔ ابن جریر۔ درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۵۹ دیلمی۔ مفتاح النجاۃ۔ مناقب اخطب ابن مغازلی۔ توضیح الدلائل۔ فرائد السمطین۔ خصائص ابراہیم دیکھو) اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک تبلیغ ولایت نہ ہوئی تھی۔ دین اسلام مکمل نہ تھا۔ پس جو شخص ولایت کا منکر ہے اسکا اسلام

اُور ایمان ناقص ہے۔ کیونکہ تکمیل اِسلام ولایت پر ہوئی اُور جس کے باعث اسلام اُور دین مکمل ہُوا۔ وہ دیگر صحابہ سے فضل ہُوا۔ فافہم وتدبّر۔ (تذکرہ خواص الامتہ ص۱۸)

(و) تاکید وحی جبرئیلؑ حضرت عمر ابن الخطاب سے روایت ہے۔ کہ سرورِ عالم صلعم نے حضرت علیؑ کو کھڑا کرکے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علیؑ مولا ہے اَے میرے پروردگار دوست رکھ اسکو جو علیؑ کو دوست رکھے اُور دشمن رکھ اسکو جو اسے دشمن رکھے اُور خوار کر اسکو جو اسے خوار کرے اُور نصرت دے اُسے جو اسے نصرت دے اے میرے پروردگار تو میرا ان پر گواہ ہے۔ حضرت عمر ابن الخطاب فرماتے ہیں۔ کہ میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی خوشبو والا کھڑا۔ مجھ سے کہنے لگا۔ اے عمر۔ البتہ سرورِ دین پناہ صلعم نے ایک ایسی گرہ لگائی ہے کہ منافق کے سوائے کوئی اس کو نہیں کھولیگا۔ پس تو اس کو کھولنے سے ڈرتا رہ۔ حضرت عمر کا بیان ہے کہ پھر مَیں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم جبکہ حضور انورؐ نے حضرت علیؑ کے حق میں ارشاد فرمایا تھا۔ میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت سوندھی خوشبو والا موجود تھا۔ اُس نے مجھے ایسے ایسے کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر۔ وہ شخص آدمؑ کی اولاد میں سے نہیں تھا۔ وہ جبرئیلؑ تھا اُور میرے کہنے کی تم کو تاکید کرتے آیا تھا۔ جو کچھ مَیں نے تم سے حضرت علیؑ کی نسبت کہا تھا (دیکھو مودۃ القربےٰ سیّد علی ہمدانی شافعی المذہب نمبر ۵ ارجح المطالب باب چوتھا۔ صفحہ ۲۰۰ نمبر ۱۷)

نکتہ – ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع سے صرف حضرت عمر ابن الخطاب کو حضرت وحی جبرئیلؑ نے کیوں تاکید فرمائی۔ اسکا نکتہ بنی سقیفہ ساعدہ کے حالات میں سمجھ آجائیگا کہ خم غدیر میں جناب امیرؑ کو امیر قبول کرکے بعد وفات النبی صلعم حضرت ابوبکر سے بیعت کرکے انکو اپنا امیر تسلیم کرلیا۔ حضرت وحی جبرئیلؑ کے تاکیدی فرمان کو بھلا دیا +

(ز) مُبارکبادی۔ جب جناب رسالتمآب صلعم سجدۂ شکر سے فارغ ہوئے۔ تو حکم دیا کہ میرے خیمہ کے برابر فوراً خیمہ کھڑا کیا جائے جس میں میرے بھائی اُور خلیفہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ اجلاس کرینگے۔ حاضرین کو چاہئیے کہ خیمہ میں جاکر بہ لفظ امیر المومنینؑ کہکر انکو سلام کریں اُور انکو میرے جانشین ہونے کی مُبارکباد دیں۔ جب خیمہ کھڑا ہوگیا تو سردارِ دوجہاں شفیع عاصیاں صلعم نے اپنا عمامہ سحاب جناب سیّدنا علیؑ کے سرِ مبارک پر باندھا اُور حکم دیا کہ خیمہ میں تشریف لیجائیں۔ بہ تعمیل ارشادِ نبوی صلعم جمیع حاضرین نے خیمہ میں جاکر مُبارکباد دی۔ حتےٰ کہ امہات المومنین نے بھی یہ رسم ادا کی (تذکرہ خواص الامتہ ص۱۸۔ سیرت محمد بن اسحاق۔ معارج النبوۃ ص۳۱۸ وحبیب السیر جلد اول جزو سیوم مطبوعہ بمبئی ص۱۴۷ سطر ۳۱۔ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ بمبئی ص۱۷۳ سطر ۱۹ تاریخ اسلام جلد ۲

(ح) قصیدۂ مُبارک۔ و تہنیت حضرت حسّان بن ثابت رضؓ۔ حضرت ابو سعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلعم نے غدیرخم کے مقام پر ارشاد کیا من کنت مولاہ فعلی مولاہ حضرت حسّان بن ثابت رضؓ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ مجھے چند اشعار کے پڑھنے کی اجازت ہو۔ آپؐ نے فرمایا خدا کی برکت سے بیان کر حضرت حسّان کہنے لگے اے قریش کے لوگو جناب رسالتمآب صلعم کی ارشاد کی گواہی کو سنو۔ اور یہ اشعار بیان کئے ؎

یُنادیھم یوم الغدیر نبیّھمْ	بخمٍ واسمع بالرّسول منادیا
وقال فمن مولٰکم و ولیّکم	فقالوا ولم یبدوا ھناک معادیا
الٰھک مولانا وانت ولیّنا	ولن تجدنّ فی ذالک الیوم عاصیا
فقال لہ قم یا علیؑ فانّنی	رضیتک من بعدی اماماً وھادیا
فمن کنت مولاہ فھذا ولیّہ	فکونوا لہ انصار صدق موالیا
ھناک دعا اللّھمّ وال ولیہ	وکن للذی عادی علیاً معادیا
فخصّ بھادون البریّۃ کلّھا	علیّاً وسماہ الوزیرا لمواخیا

(اخرجہ ابوبکر بن مردویہ۔ وابونعیم والخطیب خوارزم۔ تذکرہ سبط ابن جوزی صفحہ ۲۰۔ سیوطی۔ محمد بن یوسف الگنجی حموینی ونطنزی عبقات الانوار جلد خم غدیر وارجح المطالب صفحہ ۲۰۶ باب چوتھا۔ طبع دوم۔ نولکشور پریس) اور آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی۔ یاحسّان لاتزال مویداً بروح القدس۔ (تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۲۰ سطر ۱۵)

ترجمہ اشعار:۔ خم غدیر کے روز انکے نبی صلعم نے انکو غدیرخم کے مقام پر پکارا اور جناب رسول کریم صلعم نے کیا عمدہ منادی کی۔ فرمایا تمہارا کون مولا اور ولی ہے۔ ان لوگوں نے جو اس مقام میں سرکشی نہیں کرتے تھے۔ عرض کیا تیرا خدا ہمارا مولا ہے اور تو ہمارا ولی ہے اور آج کے روز سے تو ہمیں نافرمان نہیں پائیگا۔ پس حضرت صلعم نے فرمایا اے علیؑ اٹھ کھڑا ہو بے تحاشہ میں نے تجھ کو اپنے بعد امام اور ہادی پسند کیا ہے پس جس کا کہ میں مولا ہوں اس کا یہ ولی ہے اور تم لوگ اس کے سچے مددگار بن جاؤ۔ وہیں آپ نے دعا کی کہ بار الٰہا جناب علیؑ کے دوست کو دوست رکھیو اور جناب علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھیو۔ پس تمام مخلوق میں جناب علیؑ کو خصوصیّت کے ساتھ مخصوص کیا اور ان کا نام وزیر اور بھائی رکھا ❊

(ط) حارث فہری کا واقعہ اور معجزہ رسول مقبول صلعم۔ امام ابو اسحاق ثعلبیؒ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلعم نے غدیرخم پر لوگوں کو جمع کر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی حدیث کو ارشاد

فرمایا اور یہ حدیث سب کہیں پہنچ گئی۔ تو حارث بن نعمان الفہری یہ سنکر حضرتؐ کی خدمت میں دوڑتا ہوا آیا۔ اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر حضور سے عرض کرنے لگا یا محمدؐ آپ نے ہمیں لاالٰہ الّا اللہ پر گواہی دینے کے لئے حکمدیا ہم نے اس بات کو بھی آپ سے مان لیا۔ پھر آپ نے ہمیں پانچوں نمازوں کا حکمدیا وہ بھی ہم نے آپ سے مان لیا۔ پھر آپ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کے لئے کہا ہم نے وہ بھی آپ کا کہنا قبول کیا۔ پھر آپ نے ہم کو حج کرنے کا حکمدیا ہم نے وہ بھی مان لیا۔ پھر آپ نے رمضان کے روزوں کے لئے کہا ہم نے وہ بھی قبول کیا۔ اس پر بھی آپ راضی نہ ہوئے اور آپ نے اپنے چچازاد بھائی (حضرت علیؑ) کے بازو کو پکڑ کر اٹھایا اور اُن کو ہم پر آپ نے فضیلت دی اور من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ ارشاد فرمایا۔ آیا یہ حکم آپ کی طرف سے ہے یا خدا نے حکمدیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ قسم ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ یہ خدا کا حکم ہے۔ حارث بن نعمان یہ کہتا ہوا اپنی اونٹنی کی طرف لوٹ آیا۔ اے خدا اگر جو کچھ محمدؐ فرماتے ہیں سچ ہے تو (معاذ اللہ) ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ ہمیں دردناک عذاب پہنچا۔ جب وہ اونٹنی کے پاس پہنچا۔ خدا تعالیٰ نے اس پر ایک آسمانی پتھر پھینکا جو اس کے سر پر لگا اور دُبر کی راہ سے نکل گیا۔ پس خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **قولہ تعالیٰ**

سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج (سورہ معارج) ایک مانگنے والے نے عذاب مانگا جو کافروں کے لئے ہونیوالا ہے اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں یہ عذاب صاحب معارج اللہ کی طرف سے ہے (دیکھو ارجح المطالب باراوّل ص۳۴) تفسیر ثعلبی۔ انسان العیون و نور الابصار تاریخ الاسلام جلد دوم ص۱۵۸ مطبوعہ دہلی۔ مناقب امیر المومنین عربی ص۲۸ مطبوعہ بمبئی۔)

یہی شان نزول دیکھو تفسیر سراج المنیر جلد چہارم ص۳۹۴ سطر ۸ مطبوعہ لائبریری نواب صاحب ٹیری۔ وقیل ھو الحرث بن النّعمان الفہری۔ دیکھو تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن جلد عاشر ص۴۷ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی ص۱۹ سطر اوّل)

القصّہ جب تمام امور متعلق تبلیغ احکام خداوندی خم غدیر میں ختم ہوئے اور تمام رسومات ولیعہدی وجانشینی وخلافت بلافصل وامامت وولایت شاہ ولایت علیہ السلام پوری ہو چکیں اور تمام صحابۂ کبار نے جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؑ کو مولی المومنین مان لیا تو اللہ کے پیارے رسول مقبول صلعم نے خوشی خوشی مدینہ منورہ کیطرف کوچ فرمایا اور تمام قافلے اس جگہ سے اپنے اپنے وطن کو سدھارے۔ اس واقعہ غدیر کے بعد جناب رسول نذیر و بشیرؐ صرف اکیاسی ۸۱ روز حیات رہے۔ (رواہ ابن جریر جلد ششم ص۴۵ - ۴۴ تفسیر نیشاپوری جلد ششم ص۵۲

درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۲۵۹

سب سے اعلیٰ سب[1] سے افضل ہیں علیؑ — آیا جنہیں اکملت وہ اکمل ہیں علیؑ
مُنہ کرکے سوئے خانۂ حق کہتا ہوں — کعبہ کی قسم قبلۂ[2] اوّل ہیں علیؑ
روزِ غدیر احمدؐ نے اُمت سے کہا سُن لو سبھی — جس جس کا مولا ہے نبیؐ اُس اُس کا مولا ہے علیؑ
حیدرؑ کو سینے سے لگا کر پھر پُکارے یوں نبیؐ
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی — تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری
قسم بہ خالقِ بیچوں و صدر بدرِ انام — کہ بعد سیّد کونین حیدر است امام
امام اوست بحکمِ خدا و قولِ رسولؐ — کہ مستحقِ خلافت بود بہ نصِ کلام
میانۂ حق و باطل چہ گونہ فرق کند — مقلّدے کہ نداند حلال را ز حرام
نوروز شد و جملہ جہاں گشت معطر — از بوئے خوش لالہ و نسرین و صنوبر
بر تختِ خلافت بہ نشست آں شہ سرور — دامادِ نبیؐ شیرِ خدا ۔ ساقئ کوثر
خدا کرد دینِ خود امروز کامل — کہ فرمود الیوم اکملت نازل
بشانِ علیؑ روزِ عیدِ غدیرش — نبی گشت بہ من کنت مولاہ قائل
رحمتِ حق نے کیا رُخ نورِ ایمان کی طرف — مہرِ امامت کا ہوا ہے داخل بُرجِ شرف
نعمتِ دین آج کی خالق نے بندوں پر تمام — ہو گئے قائم مقام احمدؐ کے سلطانِ نجف
کیا ہے مست جام بادۂ من کنت مولا نے — غدیرِ خُم کے میخانے کا متوالا شرابی ہوں۔
تیرا خادم ہوں یا مولا تیرا بندہ ہوں اے آقا — نہ تحقی ہوں نہ بابی ہوں نہ مرزائی وہابی ہوں

قطعہ
نے ذکر خفی و نے جلی را دانم — نے شیخ و مشائخ و ولی را دانم
مولائے خود و پیر خود و مرشد خود — اللہ و محمدؐ و علیؑ را دانم
گردو عالم پُر از ولی باشد — پیرِ ما مُرتضٰے علیؑ باشد
حدیثِ مصطفٰےؐ بروزِ غدیر — کرد بر شرعِ خود مر او را امیر
نوشتہ بر درِ فردوس کاتبانِ قضا — علیؑ امام علی امین علیؑ ایمان
نبیؐ رسول و لیعہد حیدرِ کرارؑ — علیؑ امین و علیؑ سرور و علیؑ سردار

[1] بعد از رسول صلعم [2] اوّل ما خلق اللہ نوری۔ خلقت انا و علی من نور واحد

بحقِ دینِ محمدؐ و خونِ پاکِ حسینؑ　　کہ نیست دینِ خدا رابقول پاک رسولؐ
بحقِ مردم نیک و مہاجر و انصار　　امام غیرِ علیؑ بعد احمدِ مختارؐ
بدشمنان غشیس حافظا تولّا کن　　نجاتِ خویش طلب بجان ہشت و چہار

(دیوان حافظ شیرازی)

یا علیؑ مرتضےٰؑ اے راز دانِ مصطفےٰؐ　　مصطفےٰؐ کے بعد تیرا ہے مکانِ مصطفےٰؐ
جس کا مولےٰ مصطفےٰؐ اُس کا مولیٰ تو بھی ہے　　بن گیا مولےٰ تو سب کا ہے بیانِ مصطفےٰؐ
شوہرِ زہراؑ ہے تو صلِّ علےٰ صلِّ علےٰ　　تجھ سے ہے قائم جہاں میں خاندانِ مصطفےٰؐ
حسنؑ ہے خورشید تیرا قمر ہے تیرا حسینؑ　　یہ ہے زوجِ مصطفےٰؐ اور وہ ہے جانِ مصطفےٰؐ
ہے تیرا دیدار دیدارِ حبیبِ ذوالجلال　　تیری کرتے ہیں زیارت عاشقانِ مصطفےٰؐ
لحمک لحمی تجھے اکثر محمدؐ نے کہا　　نفسِ پیغمبرؐ ہے تو روحِ روانِ مصطفےٰؐ
تو ہے بابِ مصطفےٰؐ اور مصطفےٰؐ ہے شہرِ علم　　بے ترے کیونکر ملے پھر آستانِ مصطفےٰؐ
کعبۂ ربِّ جہاں تیری ولادت گاہ ہے　　پاک اور طاہر ہے تو مثلِ دہانِ مصطفےٰؐ
نُور تیرا نُورِ احمدؐ نورِ احمدؐ نورِ حق[1]　　شان تیری شانِ حق[2] ہے یا ہے شانِ مصطفےٰؐ
بھر گیا علمِ لدنّی سینۂ پُر نور میں　　جب کہ تُو نے مہد میں چوسی زبانِ مصطفےٰؐ
جس طرح خورشیدِ تاباں سے منوّر ہے فلک　　اس طرح روشن ہے تجھ سے آسمانِ[3] مصطفےٰؐ
حامیٔ ملت ہے تو اے خسروِ خیبر شکن　　ہو گئے معدوم تجھ سے دشمنانِ مصطفےٰؐ
بسترِ خیر الورا پر سویا تو ہجرت کی شب　　خوف میں تو بن گیا دار الامانِ مصطفےٰؐ
تیری تیغِ کفر کش۔ اِسلام کی پہلی بناء　　تیرا علمِ پاک پھر فیضِ لسانِ مصطفےٰؐ
اے وصیٔ مصطفےٰؐ تو سابق الاسلام ہے　　ذاتِ اقدس ہے تیری جانِ جہانِ مصطفےٰؐ
خندق و بدر و اُحد میں تُو تنِ تنہا لڑا　　تیرا دَم گویا تھا اِک فوجِ گرانِ مصطفےٰؐ
چوم لیتا تھا پھریرا نصرتِ پروردگار　　جب اُٹھاتا تھا وغا میں تو نشانِ مصطفےٰؐ
کو نثری کے کام دو ہیں ایک ہے لیکن مآل　　ہے ثناء خواں تیرا اور مدح خوانِ مصطفےٰؐ

[1] خدا کا مخلوق نور۔ [2] خدا کی دی ہوئی شان یا سچی شان [3] شرعِ مصطفےٰؐ کا آسمان۔

فصل واقعات اهم لشکر اسامہ مرض وفات النبیؐ حدیث قرطاس چارج خلافت

لشکر اسامہ - سنہ ۱۱ھ ۲۶ - ماہ صفر روز سوموار کو علاقہ روم کیطرف جناب سرور عالم صلعم نے حضرت اسامہ بن زید بن حارث کو بعمر ۱۸ یا ۱۹ سال علم دیکر روانہ فرمایا۔ سوائے جناب علی المرتضیٰؑ کے باقی مہاجرین و انصار و حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان۔ ابو عبیدۃ الجراح۔ سعد بن ابی وقاص کو لشکر کے ہمراہ جانے اور حضرت اسامہ کے ماتحت کام کرنے کا حکم دیا۔ یہ بات لوگوں کو ناگوار گذری کہ ایک غلام کو اکابر مہاجرین و انصار پر امیر بنایا گیا ہے اور مجلسوں میں ان باتوں کا ذکر کرتے تھے۔ جب یہ خبر جناب رسولخدا صلعم کو پہنچی۔ کمال رنجیدہ اور غضبناک ہوئے اور باوجود تپ اور درد سر کے عصابہ سر مبارک پر باندھ کر گھر سے باہر تشریف لائے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی فرمایا کہ اگر تم لوگ اسامہؓ کی امارت پر طعن کرتے ہو تو تم اس کے باپ کی امارت میں بھی اس سے پہلے طعن کرتے تھے۔ اور قسم خدا کی اس کا باپ امارت کے لائق تھا اور مجھے سے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور یہ اسامہ میرے نزدیک اپنے باپ کے بعد محبوب ترین لوگوں سے ہے (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف - باب مناقب اہلبیت النبیؐ۔ تاریخ خمیس جلد دوم صـ۱۵۴ تاریخ الاسلام جلد دوم مطبوعہ دہلی صـ۱۶۴ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۴ صـ۱۸۲ سطر اوّل (ب) ان لوگوں پر جنہوں نے لشکر اسامہ سے انکار کیا اور واپس لوٹ آئے سرور عالم صلعم نے لعنت ڈالی جھزوا جیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنھا (ملل و نحل شہرستانی صـ۵ الخلاف ثانی) لشکر اسامہ کے ہمراہ جانے کی تیاری کرو جس نے اس سے انکار کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو +

(ج) حضرت ابوبکر و حضرت عمر لشکر اسامہ کے ہمراہ نہیں گئے تھے۔ (تاریخ الاسلام جلد دوم دہلوی صـ۱۶۵)

مرض وفات النبیؐ - حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔ کہ جس وقت جناب رسول اللہ صلعم کو وقت احتضار کا پہنچا۔ اس وقت گھر میں بہت آدمی تھے اور ان میں عمر ابن الخطاب بھی تھے جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا میرے پاس قلم اور دوات لاؤ کہ تم کو ایک کاغذ لکھ دوں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو پس عمر نے کہا اس پر درد نے غلبہ کیا ہے۔ اور تمہارے پاس قرآن شریف ہے تمہارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ گھر والوں نے اختلاف کیا اور جھگڑنے لگے۔ بعض قلم دوات لانے کو کہتے تھے اور بعض انکار کرتے تھے۔ پس لوگوں کے شور و غل کو سنکر جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ (قوموا عنی) حدیث قرطاس مشکوٰۃ شریف باب وفات النبیؐ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور صـ۴۲۹) حضرت عمر نے کہا اس شخص کو چھوڑ دو کیونکہ یہ بکواس کرتا ہے یا بڑبڑاتا ہے (تذکرۃ خواص الامۃ صـ۳۶)

(ب) جناب رسولِ خدا صلعم نے وقت قریب وفات حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اے چچا تم میری وصیت کو قبول کرو گے۔ اور میرے وعدے وفا کرو گے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں بوڑھا آدمی ہوں اور کثیر العیال ہوں تب جناب سرورِ عالم صلعم نے جناب علیؓ سے فرمایا اے علیؑ میری وصیت قبول کرتے ہو اور میرے وعدے کو وفا کرو گے۔ اوّل مرتبہ بوجہ گریہ کے جواب نہ دے سکے۔ جب سرورِ عالم صلعم نے دوبارہ فرمایا تو اس وقت جناب امیرؑ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ قربان بہت اچھا جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا کہ تو میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا وزیر اور میرا خلیفہ ہے۔ بعدہٗ حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ میری تلوار، مغفر، زرہ۔ ذات الفضول گھوڑا۔ ناقہ عضبا چابک۔ کمربند عصابہ لاؤ۔ جب حضرت بلالؓ نے تمام اشیاء لا کر حاضر کیں۔ تو جناب رسولِ خدا صلعم نے سب کو معہ اپنی انگشتری خاتم کے انگلی سے نکال کر جناب امیرؑ کے حوالے کر دیں اور فرمایا کہ یا علیؑ ان سب اشیاء کو لیکر گھر رکھ آؤ تاکہ کوئی اس پر دعویٰ نہ کرے چنانچہ جناب امیرؑ نے ان کو اپنے گھر میں لا کر رکھا۔ (مودۃ القربیٰ سیّد علی ہمدانیؒ شافعی المذہب)

(ج) جناب امیرؑ نے سرِ مبارک حضور انور صلعم کا اپنے زانوئے مبارک پر رکھا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں نے فلاں یہودی سے اتنے مبلغ تیاری لشکر اسامہ کے واسطے لئے تھے اس کا قرضہ اتار دینا اور فرمایا یا علیؑ تو سب سے پہلا شخص ہوگا کہ **حوضِ کوثر پر مجھکو ملیگا** اور میرے پیچھے تم کو مکروہات زمانہ پہنچینگی خبردار دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا اور جب تم دیکھو کہ لوگوں نے دُنیا کو اختیار کیا ہے تم کو چاہئے کہ آخرت اختیار کرنا (مدارج النبوۃ۔ جلد دوم۔ روضۃ الاحباب جلد اوّل ص۳۹۴۔ معارج النبوۃ۔ رکن چہارم جلد ثانی ص۳۴۱۔ تاریخ حبیب السیر۔ جلد اوّل۔ جزو سیوم صفحہ ۸۰ سطر ۳ مطبوعہ بمبئی۔ تاریخ الاسلام ص۱۷۱)

(د) جناب اُم المومنین بی بی عائشہ صاحبہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کا وقت قریب آگیا۔ فرمایا میرے حبیب کو بُلاؤ۔ میں نے جناب ابوبکر کو بُلا بھیجا جب وہ آئے تو حضرتؐ نے سر اٹھا کر ان کو دیکھا اور تکیہ پر رکھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بُلاؤ میں نے جناب عمر کو بُلایا آپ نے سر اُٹھا کر ان کو بھی دیکھا اور تکیہ پر رکھدیا اور فرمایا میرے حبیب کو بُلاؤ۔ میں نے لوگوں کو کہدیا افسوس ہے تم پر جناب علیؑ کو بُلاؤ۔ آنحضرتؐ ان کے سوائے اور کسی کو طلب نہیں فرماتے جب حضرت صلعم نے ان کو دیکھا تو وہ کپڑا جو آپ اوڑھے ہوئے تھے آپؐ نے اُٹھا دیا اور جناب علیؑ کو اس میں لے لیا اور جناب علیؑ آنحضرت صلعم سے بغلگیر رہے۔ جب تک کہ آنحضرت صلعم کا انتقال ہوگیا (اخرجہ الدارقطنی والطبرانی بحوالہ ارجح المطالب باب چوتھا ص۲۳۴ بار دوم نولکشور پریس۔ تاریخ الاسلام جلد دوم ص۱۷۱)

تجہیز و تکفین سیّد المرسلین - جب وفات حسرت آیات سرور کائنات علیہ افضل التحیات والصلوٰۃ ہو چکی تو اہل بیت کرام و صحابۂ عظام میں ایک کہرام مچ گیا حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ اور ابوعبیدہ الجراح خلافت کا فیصلہ کرنے کے واسطے سقیفۂ بنی ساعدہ کو چل دیئے اور اہلبیت کرام سے مردوں نے حجرۂ مبارک میں بروئیمانی سے پردہ ڈالدیا جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ حضرت عباس مع فرزندان حضرت اسامہ بن زید حضرت شقران آزاد غلام غسل دینے میں مصروف تھے۔ سیدنا علی المرتضیٰؑ بدن مبارک دھوتے جاتے تھے اور حضرت عباسؓ اور حضرت قشم بن عباسؓ پہلو بدلتے جاتے تھے۔ حضرت اسامہ و شقران پانی ڈالتے تھے پس یہی بزرگوار غسل سرورِ عالمؐ میں شامل تھے اور کوئی اصحاب حاضر نہیں تھا جناب امیرؑ نے غسل کے وقت گوشۂ چشم اور ناف کا پانی پی لیا جس سے آپ کو علم لدنی زیادہ حاصل ہوگیا اور انوار محمدی رگ و ریشۂ جسم مرتضوی میں چمکنے لگے جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کے ارشاد سے جس جگہ روح مقدس نبی اقدس صلعم نے پرواز کیا تھا۔ مرقد شریف کھودی گئی اور چہارشنبہ کی صبح کو حضور انور سرور عالم صلعم کو زیر زمین آرام سے لٹا دیا۔ سب سے اخیر جو قبر مطہرہ سے نکلے۔ وہ جناب امامنا و سیدنا علی المرتضیٰؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفۂ بلافصل تھے۔ (دیکھو حبیب السیر جلد اوّل جزو سیوم صـ۸۲ - تاریخ الاسلام جلد دوم مطبوعہ دہلی صـ۱۷۴)

امامیکہ بعد از وفات پیمبرؐ　　خلافت گذارد و بہ ماتم نشیند

تعزیت رسول مقبول صلعم - جب جناب رسول خدا صلعم نے وفات پائی تو لوگوں نے گھر کے کونے سے ایک آوازِ تعزیت السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفاً من کل ھالک ودرکاً من کل فائت فباللہ فاتقوا وایاہ فارجوا فانما المصاب من حرم الثواب فقال علی علیہ السلام اتدرون من ھذا ھوا لخضر علیہ السلام (مشکوٰۃ شریف باب وفات النبیؐ - ربع ۴ - جلد ۸ صـ۹۱ مطبع احمدی لاہور) **ترجمہ**:- اے اہلبیت رسالتؐ تم پر سلام اور رحمت اور برکت ہو، ہر مصیبت کیواسطے تسلی ہے۔ ہر فانی چیز کا خدا بدلہ دینے والا ہے۔ ہر فوت ہونیوالی چیز کا تدارک کرنے والا ہے پس اللہ سے ملو اور تقویٰ کرو اور اس سے امید رکھو مصیبت زدہ وہ شخص ہے جو ثواب (جنازہ) سے محروم رہگیا جناب علیؑ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے یہ حضرت خضرؑ ہیں۔ انتہیٰ

حضراتِ شیخین کی محرومی - جو اہلبیت کرامؑ و اصحاب عظام کفن و دفن شاہ زمنؐ میں شریک تھے انہی بزرگواروں نے سب سے پہلے جناب سیدہ معصومہؑ کے دروازہ پر آکر پرسا دیا۔ (تاریخ الاسلام جلد دوم مطبوعہ دہلی صـ۱۷۴)

(ب) کنز العمال جلد سوم صنہ۱۴ میں ہے۔ کہ ابن ابی شیبہ سے بروایت عروہ کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر دفن رسول اللہؐ میں شریک نہیں ہوئے۔ وہ انصار میں گئے ہوئے تھے۔ پس آنحضرت صلعم ان دونوں کے آنے سے پہلے دفن ہو چکے تھے ؂

(ج) ارجح المطالب باب چوتھا صنہ۷ میں ہے کہ حضرت ابوبکر سقیفہ سے لوٹے تو جناب سرورِ عالم صلعم دفن ہو چکے تھے۔ اس لئے شرکتِ جنازہ سے محروم رہے جس کا قلق اُن کو تا مدت العمر باقی رہا ؂

(د) صاحب المرتضیٰ لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات کے تھوڑے عرصے بعد جبکہ تجہیز و تکفین ہونے کو تھی۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق انصار کی شورش کا حال سُنکر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے جہاں رسول اللہ صلعم کی جانشینی کی تجویز ہو رہی تھی اور وہاں ان کے تنازع میں ایسے مصروف ہوئے کہ ادھر کا خیال ہی نہ رہا اس نازک حالت میں تجہیز و تکفین کا کام جناب علی المرتضےٰؑ نے بنی ہاشم کی امداد سے انجام دیا (تاریخ الاسلام جلد دوم۔ مطبوعہ دہلی صنہ۱۷۲)

(ﮦ) تاریخ صغیر بخاری صنہ۶۲ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حدیث فی کم کفنتم النبیؐ کی شرح میں کہ جب وقت وفات حضرت ابوبکر کا نزدیک آیا تو اُنہوں نے بی بی عائشہ سے پوچھا کہ تم نے جناب رسولخداؐ کو کتنے پارچہ میں کفن دیا۔ جواب دیا کہ تین پارچہ میں پھر پوچھا کہ کس روز آنحضرتؐ نے وفات پائی۔ کہا بروز دوشنبہ پس صاحب فتح الباری لکھتے ہیں کہ بعید ہے کہ باوصف قریب عہد کے حضرت ابوبکر کو تعداد پارچہ ہائے کفن حضرت رسالت پناہی یاد نہ رہی ہو لیکن اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ رسول اللہؐ کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر نہ تھے۔ کیونکہ اس وقت سقیفہ بنی ساعدہ میں اخذ بیعت میں مشغول تھے (تاریخ الاسلام جلد دوم۔ مطبوعہ مقبول پریس دہلی صنہ۱۷۱ بخاری پ۵ صنہ۵۲۔ کتاب الجنائز۔ باب موت یوم الاثنین ؂)

(و) ابن عبد البر نے استیعاب میں لکھا ہے۔ ابوذویب کہتے ہیں کہ ہم جو مدینہ میں آئے تو تمام مدینہ میں شور ماتم قائم تھا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہؐ نے انتقال کیا۔ مسجد میں گیا تو اس کو خالی پایا۔ حجرۂ رسول اللہؐ کی طرف گیا تو وہاں رونے کی آواز بلند تھی اور آنحضرت صلعم لٹائے ہوئے تھے اور صرف آپ کے اہلبیتؑ وہاں تھے میں نے پوچھا کہ اور لوگ کہاں ہیں کہا کہ سقیفہ میں۔ وہاں گیا تو سب کو پایا حضرت ابوبکر و حضرت عمر و ابو عبیدہ و سالم اور ایک گروہ موجود تھا۔ (تاریخ الاسلام۔ جلد ۲ مطبوعہ دہلی صنہ۱۷۴)

چوں صحابہ حُبِّ دُنیا داشتند مصطفےٰؐ را بے کفن بگذاشتند

باب (۳) سوم

نصوص خلافت

فصل اوّل آیات جلی فی شان مولانا علی علیہ السلام

مقدمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب ایت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یٰایھا الذین امنو کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے جناب علی المرتضیٰؑ اس خطاب کے امیر اور شریف ہیں۔ خدائے تعالےٰ نے آنحضرتؐ کے اصحاب پر بعض مقام عتاب کیا مگر جناب علیؑ کا ذکرِ خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔ (اخرجہ احمد طبرانی۔ ابن ابی حاتم ابن عبد البر صواعق محرقہ ص۱۷۱ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی زمیندار پریس لاہور ص۹۲ ارجح المطالب باب دوم ص۵۹ وسیلۃ النجاۃ ص۹۶ تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان جلد ۳ ص۲۶۵ بروایت ابن ابی حاتم و وثق علی ابن بذیمہ من ایتہ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد ۵ ص۳۵ وکنز العمال جلد ۶ ص۳۹۱)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔ جو کچھ حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوا ہے کسی کی شان میں نہیں ہوا چنانچہ صرف آپ ہی کیلئے تین سو آئتیں نازل ہوئی ہیں (اخرجہ ابن عساکر۔ ابن مردویہ۔ ابن حجر مکی صواعق محرقہ فارسی ص۷۲ ارجح المطالب باب دوم ص۵۹ وسیلۃ النجاۃ ص۹۶ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور ص۹۲)

(۳) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں یا ایھا الذین آمنو نازل نہیں ہوا مگر جناب علیؑ اس کے لب لباب تھے (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ ارجح المطالب باب دوم ص۵۵)

(۴) جناب امیرؑ سے مروی ہے کہ قرآن مجید چار حصوں میں نازل ہوا ہے۔ پس اس کا ایک ربع ہماری شان میں اور ایک ربع ہمارے دشمنوں کے حق میں ہے اور ایک ربع میں قصص اور امثال ہیں اور ایک ربع میں فرائض اور احکام ہیں اور ہماری شان میں قرآن مجید کی بزرگ آئتیں ہیں (ارجح المطالب باب دوم ص۵۶ مطبوعہ بار دوم)

(۵) اکثر جلیل القدر صحابیوں کا قول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ میں ایسی اٹھارہ صفات ہیں کہ اس امت میں اور کسی کو حاصل نہیں (دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور ص۹۳ سطر ۳۔ تذکرہ ص لا انتسبط ۱۲ ابن جوزی عربی)

آیت اوّل صلوٰۃ و درود ۔ صلوٰۃ و درود میں کون شامل ہے۔ **قولہ تعالیٰ**۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o احزاب ۲۲۔ تحقیق اللہ اور

اُس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے مسلمانو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجتے رہو۔

(۱) **شانِ نزول**۔ عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؓ قال لقینی کعب بن عجرۃ فقال الا اھدی لک ھدیۃ سمعتھا من النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فقلت بلیٰ فاھدھا لی فقال سألنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فقلنا یا رسول اللّٰہ کیف الصلوٰۃ علیکم اھل البیت فان اللّٰہ قد علمنا کیف نسلم علیک قال قولوا اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی صلعم۔ الفصل الاوّل ص۸۶ جلد دوم مطبع احمدی لاہور بخاری کتاب بدء الخلق ص۴۷۷)

ترجمہ:- عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ مجھ کو کعب بن عجرۃ سے ملاقات ہوئی اُس نے کہا کہ کیا مَیں تیرے پاس ایک تحفہ بھیجوں جس کو مَیں نے رسول خدا صلعم سے سُنا ہے۔ مَیں نے کہا کہ اس تحفہ کو میرے پاس بھیجو۔ کعبؓ نے کہا۔ کہ ہم نے جناب رسول خدا صلعم سے عرض کیا کہ آپ کے اہلبیتؑ پر کس طرح درود پڑھیں۔ کیونکہ آپ کو سلام کرنا تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو سکھا دیا۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ کہو یا الٰہی رحمت بھیج اوپر محمدؐ اور آل محمدؐ کے جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ اور اسکی آل پر رحمت بھیجی یا الٰہی برکت بھیج اوپر محمدؐ اور اُس کی آلؑ کے جیسا کہ تو نے برکت بھیجی اوپر ابراہیمؑ اور اُس کی آل کے (تفسیر کبیر رازی جلد ۶ ص۷۲۲ جامع الترمذی۔ کتاب التفسیر ص۱۷۰ موطا امام مالک ص۵۸ تفسیر کبیر رازی جلد ۶ ص۲۹۷ تفسیر نیشا پوری ص۲۱۵ اسعاف الراغبین ص۱۶ شفاء قاضی عیاض جلد ۲ ص۹۴ تفسیر جامع البیان ابن جریر طبری سیپارہ ۲۲ ص۲۵ مطبوعہ میمنیہ مصر۔ تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان الجزء السابع ص۳۱۳ سطر ۱۶ مطبوعہ مصر)

(۲) عن عمر ابن الخطاب قال الدعاء والصلوٰۃ معلق بین السماء والارض ولا یصعد الی اللّٰہ منہ شیئی حتّیٰ یصلی علی النبی جمعنا ہ وقال وعلی اٰل محمد (شفاء قاضی عیاض مالکی جلد ۲ ص۹۴)

ترجمہ:- حضرت عمر ابن الخطاب سے روایت ہے کہ دُعا اور نماز زمین اور آسمان کے درمیان لٹکتی رہتی ہے اور ان سے کوئی چیز بھی اللہ کی طرف نہیں جاتی۔ جب تک کہ جناب رسولؐ اور اولاد رسول مقبول صلعم پر درود وصلوٰۃ نہ بھیجی جائے۔

(۳) دیلمی نے روایت کی ہے کہ جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا کہ جب تک پیغمبرؐ اور اسکے اہلبیتؑ پر مسلمان درود وصلوٰۃ نہ بھیجیں اُن کی دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ اللّٰھم صل علی محمد واٰل محمد (صواعق محرقہ

فارسی محمدی پریس لاہور ص۲۵۵) قول شافعی اور اقوال حضرت عبداللہ ابن مسعود وابن عمر وجابر انصاری وابی مسعود البدری اور اسحاق بن راہویہ۔ امام احمد بن حنبل اور امام مالک سے ثابت ہے کہ تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے۔ کما قال الشافعی (صواعق محرقہ فارسی ص۲۵۵)

یَا اھل بیت رسول اللہ حبکم — فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم — من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ

اے اہلبیت رسالت تمہاری محبت و دوستی قرآن شریف میں خدا کی جانب سے فرض ہے اور خدا تعالےٰ کی طرف سے تمہارے واسطے یہ بزرگی وشان کافی ہے کہ جو مسلمان تم پر صلوٰۃ و درود نہ پڑھے۔ اس کی نماز بھی ادا نہیں ہوسکتی ۔ مگر بنی امیہ یہ درود پڑھتے تھے۔ اللھم صلِّ علٰی معاویہ وحدہ لقد لقینا من علی جُحیٰ سدہ ۔ (تذکرہ خواص الامۃ ص۲۲ سبط ابن جوزی)

(۴) قولہ تعالیٰ سلام علیٰ آل یٰسین (والصّٰفّٰت) آل یٰسین پر سلام ہو۔ اور جناب رسول خدا صلعم کا اسم مبارک یٰسین بھی ہے۔ پڑھو یٰسین والقرآن الحکیم۔ عن ابن عباسؓ قال فی قولہ تعالیٰ سلام علی ال یٰسین ای علیٰ آل محمد صلعم (اخرجہ الکلبی والامام فخرالدین رازی فی الاربعین والمسعودی الشافعی فی فضل الشرفین وابن جریر۔ اتقان ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والسیوطی فی الدرالمنثور جلد ۵ ص۲۸۲ تفسیر خازن جلد ۴ ص۲۶۔ تفسیر ترجمان القرآن مؤلفہ نواب سید صدیق حسن خاں ص۳۲۱ میں ہے۔ قرأت ابن مسعود صواعق محرقہ ص۲۵۵ میں سلامٌ علیٰ آل یٰسین ہے۔ اور مراد اس سے آل محمدؐ ہے۔ کذا فی تفسیر ابن کثیر۔ قرا سبعہ سے ابن عامر نافع یعقوب کی قرائت بھی آل یٰسین ہے) پس قرآن شریف سے ثابت ہوا۔ کہ ان آیات میں سیدنا محمد رسولؐ اللہ اور انکی اولاد طہر پر درود بھیجنا فرض ہے۔

(۵) **تحقیقاتِ آل سیّدنا محمد صلعم۔** آل اصل میں اہل تھا پس ہاء کو ہمزہ کے ساتھ تبدیل کیا گیا اور ہمزہ کو الف کے ساتھ تبدیل کرکے آل بنایا گیا اور آل النبی صلعم میں کئی اقوالِ علمارکرام اہلسنت ہیں :۔

(اوّل) آل وہ ہے کہ جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے۔ جیسے بنو ہاشم۔ بنو مطلب۔ امام شافعی۔ امام ابوحنیفہ امام احمد حنبل کا یہ قول ہے اور حضرت زید بن ارقمؓ کا یہ فرمان ہے آل کے معنی بیٹی کی اولاد (لغاتِ فیروزی)

(دوم) بفحوائے معانی مشہورہ یعنی اولاد و ذرّیت اولاد صلبی آنحضرت صلعم یعنی جناب فاطمۃ الزہراؑ و قاسم وعبداللہ و ابراہیم اور اولاد بتول علیہا السّلام حسنین الشریفین اور آئمہ اطہار و سادات عظام جو آپ کی

نسل مبارک سے ہیں تاقیامت داخل آل سیدنا محمد صلعم ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے امام محمد مہدی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ میری اولاد سے ہیں یعنی نسل سادات سے پیدا ہونگے (اسوۃ الصادقہ ص۱۱)

(ب لغت میں آل کے معنی کیا ہیں۔ اھل النبی صلی اللہ علیہ والسلم ازواج۔ دختران وصہران حضرت کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ست یا زنان آنحضرت و اولیاء وے از مردان۔ آل انسان کے اتباع یا قرابتی ہیں اور یہ اہل سے بدلا ہوا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب۔ فرعون کے پیروکار کو سخت عذاب میں داخل کرو۔ مرد کا اہل وہ ہے کہ اسکو اور ان کو ایک نسب یا ایک دین جامع ہو۔ بی بی سے بھی کبھی تعبیر کی جاتی ہے۔ بیٹی کی اولاد کو بھی آل کہتے ہیں (لغات القرآن منتہی الارب۔ لغات فیروزی)

(ج) قرآن شریف میں آل کے معنی کیا ہیں۔ پیروکار اور خاندان۔ اولاد۔ نسل۔

(۱) ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین ونقص من الثمرات۔ یہاں تابعداران فرعون مراد ہے +

(۲) وقال لہم نبیہم ان اٰیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ھارون (سیپارہ ۲۔ بقرع ۱۶) یہاں اولاد مراد ہے +

(۳) ان اللہ اصطفیٰ اٰدم ونوحا وآل ابرٰہیم وآل عمران علی العالمین ($\frac{۱۳}{۱۲}$) = اولاد مراد ہے +

(۴) فقد اٰتینا آل ابرٰہیم الکتاب والحکمۃ واٰتینٰہم ملکا عظیما (نساع ۵) نسل مراد ہے +

(۵) قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین الا آل لوط ($\frac{۱۴}{ع ۴}$) خاندان لوط مراد ہے +

(۶) فلما جاء آل لوط المرسلون قال انکم قوم منکرون ($\frac{۱۴}{۴}$ حجر) خاندان مراد ہے +

(۷) یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا۔ ($\frac{۱۶}{ع ۴}$) نسل مراد ہے +

(۸) فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اخرجوا آل لوط من قریتکم انہم اناس یتطہرون ($\frac{۱۹}{ع ۱۹}$) خاندان لوط مراد ہے۔

(۹) اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور ($\frac{۲۲}{سبا ع ۸}$) نسل داؤد مراد ہے +

(دیکھو قرآن شریف مترجمہ مولوی حافظ و ڈپٹی نذیر احمد صاحب سنی المذہب دہلوی)

پس جہاں لفظ آل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آیا ہے۔ وہاں خاندان نسل و اولاد مراد ہے۔ اس لئے آل سیدنا محمد صلعم کے صحیح معنی اہلبیت۔ خاندان۔ نسل و اولاد رسول مقبول صلعم ہیں۔ نہ کہ اصحاب یا دیندار امت۔ کیونکہ یہ بزرگ اولاد رسول مقبول صلعم میں داخل نہیں ہیں۔ ہاں پیروکار و مطیع ضرور ہیں۔ سو وہ اس جگہ آل رسول مقبول صلعم میں شامل نہیں +

(۱۰) مخبر صادق و مفسر حقانی محبوب یزدانی جناب رسول خدا صلعم نے آل کی بخوبی تفسیر و تشریح قولاً و عملاً کر دی ہے۔ اور آل کی تخصیص فرما دی ہے جب سرور عالم صلعم امتِ مرحومہ کو آل نام بنام بتا دیئے تو اس میں اپنی تاویل کرنی اور چون و چرا کرنی جہالت و کفر ہے۔ سنو۔ آل۔ اہل۔ اہل بیت۔ ذریت خاندان عترت نسل۔ ذوالقربیٰ۔ میں جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ۔ سیدتنا فاطمۃ الزہراؑ۔ سیدنا امام حسن المجتبیٰؑ۔ و سیدنا امام حسینؑ شہید کربلا اور ان کی اولاد پاک ساداتِ عظام تا قیام شامل و داخل ہیں اور کوئی اصحاب یا امتی داخل نہیں۔ جہاں جہاں محدثین و مورخین مصنفین نے اپنی اپنی کتب میں درود شریف لکھا ہے۔ وہاں آل النبیؐ کے بعد اصحاب و عامہ امت پر درود تحریر کیا ہے جیسا کہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ۔ اگر اصحاب یا ازواج النبیؐ آل سیدنا محمد صلعم میں داخل ہوتے تو اصحاب و ازواج و عامہ مومنین کو علیحدہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔

(ب) جناب رسول اکرم صلعم نے دنبہ کی قربانی کرتے وقت فرمایا۔ اللّٰہم تقبل من محمد و آل محمد و من امۃ محمد (صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۲۰۰) اس دعا میں آل محمد صلعم کو امت سے علیحدہ کیا گیا ہے۔

آل النبی صلعم کی تخصیص کے واسطے ذیل کی احادیث صحیحہ سنو اور ایمان لاؤ:۔

حدیث اوّل ۔ واخرج الطبرانی عن ام سلمۃؓ اَنّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قال لفاطمۃ رضی اللہ عنہا ائتنی بزوجک و ابنیہ فجاءت بہم فالقیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کساءً ثم وضع یدہ علیہم ثم قال اللّٰہم ان ھؤلاء اھل محمدؐ وفی لفظ آل محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علی آل محمد کما جعلتہا علی آل ابراھیم انک حمید مجید قالت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرفعت الکساء لادخل معہم فجذبہ من یدی وقال انک علی خیر (دیکھو درمنثور سیوطی جلد ۵ صفحہ ۱۹۹ صواعق محرقہ فارسی و عربی محمدی پریس لاہور صفحہ ۲۴۴ ومنتخب کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۹۶ حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵)

طبرانی نے جناب ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فاطمۃ الزہراؑ سے فرمایا کہ اپنے خاوند اور انکے بیٹوں کو بلاؤ جس وقت جناب علی المرتضیٰؑ و حسنین الشریفین تشریف لائے۔ پس جناب رسول خدا صلعم نے چادر ان پر ڈالکر اور اپنے دستِ مبارک ان پر رکھ کر فرمایا۔ اے پاک پروردگار یہی آل محمد صلعم ہیں پس تو اپنی رحمت اور برکت آل محمدؐ پر نازل فرما جیسا کہ تُو نے آل ابراہیمؑ پر رحمت و برکت رکھی۔ تو بزرگ اور بڑا ہے۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ میں نے چادر کو اٹھایا۔ تاکہ میں بھی اس میں داخل ہو جاؤں جناب رسول خدا صلعم نے میرا ہاتھ ہٹا کر فرمایا کہ تو نیکی پر ہے۔

(۲) **حدیث شریف** ۔ عن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم یقول ان ھذہ الصدقات انما اوساخ الناس و انھا لا تحل لال محمدؐ (مسلم ۔ نسائی ابوداؤد بحوالہ ارجح المطالب باب سوم ص۳۶۹) حضرت عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ یہ صدقات لوگوں کی میل ہیں اور آلِ محمدؐ پر حلال نہیں ۔ بخاری مترجم پ۶ ص۲۲۴)

نوٹ :۔ اس حدیث شریف سے تمام آئمہ اطہار و ساداتِ کبار اولادِ سید الابرار طاہر و مطہر و مقدس ثابت ہوئے اور آل رسولؐ میں داخل ہو کر مخصوص ہو گئے ۔ کیونکہ اُن پر صدقہ حرام ہے اور باقی تمام اُمتِ محمدیہ پر صدقہ حرام نہیں ۔ مُلّاں مولوی مُتقی لوگ صدقات کو ہڑپ کر جاتے ہیں اور یہ بڑی بھاری شناخت و تخصیص آل رسولِ مقبول صلعم ہے اور تمام مومنین پر لفظ آل کا حمل ہرگز نہیں ہو سکتا ۔

(۳) **حدیث شریف** ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم لا تصلوا علی الصلوٰۃ البتیرا فقالوا وما الصلوٰۃ البتیرا قال تقولون اللھم صل علی محمد وتمسکون بل قولوا اللھم صل علی محمد و علی ال محمد (صواعق محرقہ ص۲۲۴) جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا مجھ پر ناقص درود مت پڑھو صحابہ نے عرض کیا کہ صلوٰۃ ناقص کیا ہے ۔ فرمایا تم لوگ اللھم صل علیٰ محمدؐ کہہ کر پھر چُپ کر جاتے ہو بلکہ کہو اللھم صل علیٰ محمدؐ و علیٰ آل محمدؐ ۔

(ب) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلوا علی واجتہدوا فی الدعاء وقولوا اللھم صل علی محمدؐ و علی ال محمد و بارک علی محمد و علی آل محمدؐ کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید ۔ (کنز العمال جلد اوّل ص۲۲۴ سطر ۱۲ مطبوعہ مصر) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا مجھ پر درود پڑھو اور دعا میں کوشش کرو اور کہو اللھم صل علیٰ محمدؐ الخ

(۴) عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت مصحف عبداللہ بن مسعود ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحاً وال ابراھیم وال عمران وآل محمد علی العالمین (تفسیر ثعلبی بحوالہ ارجح المطالب باب ۳ ص۳۷) اعمش ابی وائل سے ناقل ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کے قرآن شریف میں اس آیت کو اس طرح پر پڑھا ہے ۔ کہ خدا نے آدمؑ ۔ نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمران اور آل محمدؐ کو سب جہان سے برگزیدہ کیا ہے ۔

(۵) وفی تفسیر قولہ تعالیٰ اھدنا الصراط المستقیم قال مسلم بن حبان سمعت ابا ھریرۃ یقول صراط محمد والہ ۔ (تفسیر ثعلبی و معالم التنزیل بحوالہ ارجح المطالب باب ۳ ص۳۷) اور اللہ تعالیٰ کے قول میں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم کو سیدھی راہ دکھا مسلم بن حبان کہتے ہیں ۔ کہ میں نے ابوہریرہ سے سُنا کہ

کہتے تھے کہ صراط مستقیم سے مراد محمد رسول اللہ صلعم اور ان کی آل کی راہ ہے ۔

(۶) عن علی ابن ابی طالب علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من صلّ علی محمد وعلی آل محمد مائۃ مرۃ قضی اللہ مائۃ حاجتہ۔ (اخرجہ الدیلمی بحوالہ ارجح المطالب ص۳۱۷)
جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جو شخص محمدؐ اور آل محمد صلعم پر سو دفعہ درود پڑھتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے ۔

(۷) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لو ان رجلاً قام علی قدمیہ بین الرکن والمقام وصلی ثم لقی اللہ تعالیٰ مبغضاً لآل محمد دخل النار (اخرجہ الدیلمی بحوالہ ارجح المطالب ص۳۱۷) حضرت عبداللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مابین رکن ومقام اپنے دونوں قدموں پر کھڑا ہو کر روزہ رکھے اور نماز پڑھتا رہے پھر خدا سے جا ملے درانحالیکہ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھتا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا ۔

(۸) تفسیر کشاف علامہ ابوالقاسم جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی المتوفی ۵۲۸ھ جلد ثالث ص۶۷ سطر ۱۹ مطبوعہ مطبعۃ الکبریٰ الامیریہ مصر پر ہے ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی حب آل محمد مات شہیدا۔ الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفوراً لہ الا ومن مات علی حب آل محمد مات تائبا ۔ الا ومن مات علی حب آل محمد مات مومنا مستکمل الایمان۔ الا ومن مات علی حب آل محمد بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر ونکیر۔ الا ومن مات علی حب آل محمد یزف الی الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجہا۔ الا ومن مات علی حب آل محمد فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنۃ الا ومن مات علی حب آل محمد جعل اللہ قبرہ مزار ملٰئکۃ الرحمۃ الا ومن مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ والجماعۃ الا ومن مات علی بغض آل محمد جاء یوم القیامۃ مکتوب بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ۔ الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافرا۔ الا ومن مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ ۔ ترجمہ :- جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جو شخص آل محمدؐ کی محبت میں مرا وہ شہید ہو کر مرا ۔ اور خبردار ہو جو آل محمدؐ کی محبت میں مرا وہ بخشا گیا اور خبردار ہو جو شخص محبت آل محمدؐ میں مرا وہ تائب ہو کر مرا خبردار ہو کہ جو شخص آل محمدؐ کی محبت میں مرا وہ کامل ایمان ہو کر مرا اور خبردار ہو کہ جو شخص محبت آل محمدؐ میں مر گیا اسکو فرشتۂ ملک الموت اور منکر ونکیر بہشت کی خوشخبری سناتے ہیں ۔ خبردار ہو جو محبت آل محمدؐ میں مرا اس کو

بہشت میں ایسا سنوار کر لیجائینگے۔ جیسا کہ عروس کو اپنے دولہا کے گھر لیجاتے ہیں۔ خبردار ہو جو محبتِ آلِ محمدؐ میں مرا
تو اس کی قبر میں جنت کے دروازے کھولے جائینگے۔ خبردار ہو جو محبت آلِ محمدؐ میں مرا وہ اہلسنّت والجماعت ہو کر مرا
اور خبردار ہو جو دشمنی آلِ محمدؐ میں مرگیا وہ روزِ قیامت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہیگا۔ اور خبردار ہو جو
دشمنی آلِ محمدؐ میں مرگیا وہ کافر ہو کر مرا خبردار ہو جو دشمنی آلِ محمدؐ میں فوت ہوا وہ جنت کی خوشبو ہرگز نہیں سونگھے گا۔

قولِ صحابہ :- قال ابوبکر الصدیق انما یاکل آل محمد۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ آلِ محمدؐ کو اس سے خوراک ملیگی۔
(صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر باب الفئ صـ۹۱ مطبوعہ نولکشور) یہ جناب سیدہ معصومہؑ کے دعویٰ فدک میں حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا تھا۔

(۹) قال رسول اللہ علیہ والہ وسلم قولوا اللّٰھم صلّ علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم
علی آل ابراهیم فی العالمین انک حمید مجید (ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ عبدالرزاق فی الجامع
عن کعب بن عجرة۔ کنز العمال جلد اوّل صـ۱۲۳ نمبر ۲۱۵۶) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
اس طرح درود پڑھا کرو اللّٰھم صلّ علی محمد وعلی آل محمد الخ)

(ب) حکیم ترمذی۔ طبرانی۔ ابن مردویہ۔ ابونعیم بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم
نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی مخلوق پیدا کی اور مجھ کو نیک قسم کی مخلوق میں پیدا کیا۔ موجب فرمان الٰہی واصحاب
الیمین واصحاب الشمال اور میں اصحاب الیمین میں سے بہتر ہوں پھر ان کو تین اقسام میں منقسم کیا اور ان تین
اقسام سے مجھ کو بہتر بنایا اور بفرمان ایزد منان جل شانہٗ اصحاب المیمنۃ اصحاب المشئمۃ۔ والسابقون السابقون
اور سابقوں میں سے افضل ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلہ (بنی ہاشم) میں
پیدا کیا اور بفرمان حق تعالیٰ وجعلناکم شعوبًا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم میں تمام بنی آدم
سے زیادہ متقی واکرم ہوں یہ فخر کی بات نہیں ہے۔ پھر ہر ایک قبیلہ میں خاندان بنایا اور مجھ کو سب سے بہتر خاندان
بنایا۔ بہ فرمان انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا۔ پس میں اور میری اہلبیت
تمام گناہوں سے پاک ہیں (فانا واهل بیتی مطهرون من الذنوب) (درمنثور سیوطی جلد ۵ صـ۱۹۹ مطبوعہ مصر)

(۱۰) یہ حدیث ضعیف ہے۔ خوارج و نواصب نے صرف اولادِ رسول مقبول صلعم کے بغض اور عداوت
میں تمام نیک مسلمانوں کو آلِ سیدنا محمدؐ میں شامل کر دیا۔ حالانکہ وہ یہ نہ سمجھے کہ جب حضرات اصحاب ثلٰثہ آلِ سیدنا
محمدؐ واہلبیت رسالت صلعم میں شامل نہ ہو سکے تو پھر عوام الناس کس گنتی میں ہیں۔ آلی کل مؤمن تقی۔
ہر متقی مومن میری آل ہے۔ سو یہ حدیث ضعیف ہے (دیکھو صواعق محرقہ فارسی صـ۲۴۷) پہلے عوام مومن اپنے افعال

واعمال وکردار واخلاق اولادِ رسول مقبول صلعم کے برابر پیدا کر کے دکھائیں پھر آل میں شامل ہونے کا دعویٰ کریں۔ اُمتِ محمدیہ صلعم میں کوئی بشر خواہ صحابی ہو یا تابعی آلِ رسول صلعم کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ آلِ رسولِ مقبول پاک ومقدّس ومعصوم ہیں۔ عوام النّاس غیر معصوم +

(۱۱) **معجزۂ آلِ رسولِ مقبولؐ** ۔ حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کو جناب رسول خدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ کو بُلا لانے کا حکم فرمایا۔ میں دردولت پر حاضر ہؤا اور امیر المومنینؑ کو آواز دی لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا میں نے واپس آکر حضور انور صلعم سے عرض کیا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں جناب سیّدنا رسول اللہ صلعم نے فرمایا جاؤ بُلا لاؤ وہ گھر میں ہیں۔ میں نے پھر دروازے پر آکر آواز دی۔ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ باہر تشریف لائے میں نے چکّی چلنے کی آواز سُنی لیکن کوئی پیسنے والا مجھے نظر نہ آیا۔ غرض میں نے جناب امیرؑ سے عرض کیا کہ آپ کو جناب رسالتمآب صلعم نے یاد فرمایا ہے۔ آپ یہ سُنکر فوراً آنحضرت صلعم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ مگر مجھے اِس امر سے تعجّب تھا۔ کہ چکّی خود بخود کیونکر متحرک تھی۔ اور میں بار بار جناب رسول خدا صلعم کی طرف دیکھتا تھا۔ حضور انور صلعم نے مجھے متحیّر دیکھ کر پوچھا۔ اے ابوذرؓ کیا حالت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم جناب سیّدۂ معصومہ کے گھر مطہرہ میں خود بخود چکّی چل رہی ہے جس سے مجھے سخت حیرت ہے جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ملائکہ ہوئے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور خدائے تعالیٰ جل شانہٗ نے اُن کو آلِ محمد صلعم کی اعانت پر مقرر فرمایا ہے (سیرت الملاء بہ حوالہ ارجح المطالب۔ باب چہارم۔ کرامات نمبر ۱۸)

(۱۲) طبرانی میں حضرت واثلہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اللّٰھمّ انک جعلت صلواتک ورحمتک ومغفرتک ورضوانک علی ابراھیم وآل ابراھیم اللّٰھمّ انھم منّی وانا منھم فاجعل صلواتک ورحمتک ومغفرتک ورضوانک علیّ وعلیھم یعنی علیاً وفاطمۃ وحسناً وحسیناً ۔ (طب، منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم مطبوعہ مصر ص ۹۳) ترجمہ:۔ بار خدایا تو نے اپنی رحمت وبرکت اور بخشش اور رضوان حضرت ابراہیم اور اُن کی اولاد پر کی ہے۔ بار خدایا یہ مجھ سے ہیں۔ اور میں ان سے ہوں پس اپنی رحمت وبرکت اور بخشش ورضوان مجھ پر اور اُن پر کر۔ یعنی جناب علیؑ وجناب فاطمہؑ و حسنین الشریفین پر۔ (بخاری مترجم پ ۱۹ ص ۱۲۱ سطر درود موافق شیعہ۔ کنز العمال جلد ۷ ص ۲۱۷)

(۱۳) **حدیث شریف** ۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من لم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فھو لاحدی ثلاث اما منافق ۔ واما الزانیۃ واما امرء حملتہ امّہ بغیر

علیہ البا وردی (علیٰ ہامش منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۹۴) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جس نے میری اولاد اور انصار و عرب کے حق کو نہ پہچانا وہ شخص یا تو منافق ہے یا زانیہ عورت کا بیٹا یا اس کی ماں نے بغیر طہر پاکی کے حاملہ ہو کر اس کو جنا (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی)

(آیت دوم) آیت تطہیر سورۃ احزاب سیپارہ ۲۲ **قولہ تعالیٰ** انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۔ ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ کا ازلی ارادہ ہو چکا ہے کہ اے اہلبیت رسالت تم سے ہر ایک قسم کی نجاست کو دور رکھے اور تم کو پاک کر دے جیسا کہ طہارت کا حق ہے ۔ یہ آیت شریف پنجتن پاک کے حق میں نازل ہوئی ہے

(ا) معانی رجس ۔ الرجس بکسر الراء الشیئی الخبیث والعقاب والغضب ایضاً قال تعالیٰ رجس من عمل الشیطان ای خبث وقال رجساً الی رجسھم ای خبثا الی خبثھم وقال ویجعل اللہ الرجس علی الذین لا یعقلون ای الغضب والعقاب ۔ ترجمہ:۔ رجس را کے زیر سے خبیث شے اور عذاب اور غضب کے بھی فرمایا خبیث شے ہے شیطان کے کام سے اور فرمایا خبیث ان کے خبیث کے ساتھ اور فرمایا اور ڈالیگا اللہ غضب اور عذاب ان لوگوں پر جو نہیں سمجھتے (لغات القرآن صفحہ ۱۶۷ مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۱۹۰۹ء)

(ب) پلیدی گناہ ۔ کفر و ہر کار پلید و زشت و کاریکہ موجب عذاب باشد و شک و عقوبت و خشم و لعنت و منہ قولہ تعالیٰ ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون قال المفسرا (منتہی الارب جلد ثانی صفحہ ۳۲ تقطیع خورد مطبوعہ سلاسٹیم پریس لاہور ۱۳۲۴)

(ج) قولہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ (المائدہ ع ۱۱ پ ۷) ترجمہ:۔ مسلمانو شراب اور جوا اور بت اور پاسے ان میں سے ہر ایک کام تو بس ناپاک شیطانی کام ہے تو اس سے بچتے رہو ۔ تاکہ تم فلاح پاؤ (ترجمہ مولوی نذیر احمد)

(د) قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَۃً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ الانعام ع ۱۸ پ ۸) ترجمہ:۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ کوئی کھانے والا ان چیزوں میں سے جن کو تم حرام کہتے ہو ۔ کچھ کھائے تو میری طرف جو وحی آتی ہے ۔ اس میں تو میں اس پر کوئی چیز حرام پاتا نہیں ۔ مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ یہ چیزیں بیشک ناپاک ہیں یا وہ جانور موجب نافرمانی ہو کہ خدا کے سوائے کسی دوسرے کے لئے ذبح اور نامزد کیا گیا ہو اس پر بھی جو شخص بھوک سے

لاچار ہو اور نافرمانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ اور نہ وہ ضرورت سے تجاوز کرنیوالا ہو۔ اور وہ ان ناپاک چیزوں سے کچھ کھائے۔ تو اے پیغمبر تمہارا پروردگار بیشک بخشنے والا ہے۔ (ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب)

(۷) قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ (پ۸ اعراف) ہود نے جواب دیا کہ بس جان رکھو کہ کوئی دم میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب نازل ہوا۔ پس اہل بیت میں وہ شامل ہیں جن میں کسی قسم کا رجس نہیں پایا جاتا۔ خداوند کریم لایزال جل شانہ نے پنجتن پاک یعنی سیدنا محمد المصطفےٰ وجناب علی المرتضیٰؑ وجناب فاطمۃ الزہراؑ۔ اور جناب امام حسن المجتبےٰؑ وجناب امام حسینؑ شہید کربلا کو ازل سے ہی پاک و منزہ و طاہر و مطہر کر رکھا ہے۔ کسی قسم کا شرک۔ کفر۔ بُت پرستی۔ شراب خوری یا زمانۂ جاہلیت کے افعال ان سے سرزد نہ ہوئے۔ اور ان کی اطاعت و پیروی سے انسان نجات پاتا ہے اور عذاب الٰہی سے محفوظ رہتا ہے۔ حالانکہ باقی تمام اصحاب و عوام سے شرک و کفر و بت پرستی ہوتی رہی اور شراب پیتے رہے۔ اسلام لاکر منزہ ہوئے۔ ایسا ہی ازواج النبی صلعم کفر سے اسلام میں داخل ہوئیں۔ پس لفظ رجس ثابت کر رہا ہے کہ باقی لوگ اہلبیت نہیں اور نہ آیت تطہیر میں داخل ہیں ٭

(۲) تحقیق اہلبیتؑ ۔ اہلبیت رسالت میں کون کون شامل ہیں ۔

اہل البیت۔ کسان خانہ وساکنان آں۔ اہل الرجل۔ کسان وخویشان مرد (منتہی الارب ص۲۵)

لفظ اہلبیت کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے۔ اور وہ اولاد علی المرتضیٰؑ وجعفر طیارؑ و عقیلؑ وعباسؑ ہیں کبھی بمعنی شامل اولاد وازواج آنحضرت صلعم ہیں۔ اور مکان (بیت) تین قسم کے ہیں۔ بیت نسب۔ بیت سکونت۔ بیت ولادت۔ پس اولاد عبدالمطلب اہل بیت نسبی اور ازواج مطہرات اہل بیت سکونت اور اولاد شریف آنحضرت صلعم اہل بیت ولادت ہیں۔ امام مالک اور زید بن ارقم کے نزدیک بنی عبدالمطلب و بنو ہاشم ہیں۔ مقاتل اور ابو سعید خذری اور انس بن مالک اور بی بی عائشہ اور ام سلمہؓ کے نزدیک صرف اہل عبا (پنجتن پاک) مراد ہیں۔ اور آیت تطہیر انہیں کی شان میں وارد ہوئی ہے اور زید بن ارقم کی حدیث سے ثابت ہے کہ ازواج کو اہلبیت میں داخل نہیں کیا۔ کہ حدیث ثقلین کے فرمانے کے بعد حصین نے کہا۔ یا زید آیا آنحضرت صلعم کی بی بیاں ازواج اہلبیت نہیں۔ زید نے کہا نہیں خدا کی قسم ہے۔ عورت مرد کے ساتھ بہت تھوڑے زمانہ تک رہتی ہے۔ پھر اس کو وہ طلاق دیدیتا ہے۔ پس وہ عورت اپنے باپ اور قوم کی طرف رجوع کرتی ہے۔ آپ کے اہل بیت۔ آپ کے اہل اور خویش ہیں۔ جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ (صحیح مسلم

مع شرح نووی، باب مناقب اہل بیت النبی و ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۳۴۷)

(ب) قرآن شریف کے سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ خطاب خاص ازواج سے ہے اور تمام تانیث کی ضمیریں استعمال کی گئی ہیں اور درمیان میں آیت تطہیر مذکر کی ضمیر سے ختم کر کے پھر تانیث کی ضمیریں شروع ہو گئی ہیں۔ یہ فصاحت و بلاغتِ قرآن شریف سے بعید ہے بلکہ جامع قرآن نے اِس آیتِ تطہیر کو بے موقعہ اور بے محل جڑ دیا ہے۔ جو خود آیات سے ظاہر ہے۔ عورت کے واسطے مذکر کی ضمیر لانا بھاری غلطی ہے۔ پھر اگر ازواج النبی صلعم کے واسطے یہ آیت تطہیر ہو۔ تو اس پر عمل بھی دکھانا چاہیئے۔ کہ جب جناب اُم المومنین بی بی عائیشہ کو خداوند کریم نے طاہر و مطہر کر دیا۔ غصہ و غضب و شک وغیرہ ان سے دُور کر دیا تھا۔ تو وہ پردہ و حجاب سے باہر کیوں ہوئیں۔ وقرن فی بیوتکن کو کیوں بھلا بیٹھیں اور جنگ جمل میں محمل میں سوار ہو کر قرآن ناطق خلیفہ برحق نفس رسول زوج بتول شیرِ خدا جناب علی المرتضیٰ ؑ سے کیوں لڑتی رہیں۔ واقعات صاف بتا رہے ہیں۔ کہ یہ آیتِ تطہیر ازواج النبی صلعم کے حق میں ہر گز نہیں اُتری۔

نوٹ:۔ یاد رکھو۔ قرآن مجید میں فقط یہی ایک آیۂ تطہیر ہے۔ کہ جس سے صراحتاً عصمت رسول ؐ و آلِ رسول ؐ ثابت ہوتی ہے۔ اگر یہ آیت ازواج النبی صلعم پر چسپاں کر دی جائے۔ تو کوئی مسلمان قرآن شریف سے عصمت و طہارت رسول مقبول صلعم ثابت نہیں کر سکتا۔ یہ ہمارا قیامت تک چیلنج ہے ﴿ (صابر)

نوٹ:۔ آپ ازواج النبی ؐ کی زندگی کے حالات پڑھیں۔ اُن کا آنحضرت ؐ سے ہمیشہ تکرار و فساد جھگڑا۔ آپ کو نان و نفقہ زیورات کے واسطے تنگ کرنا اور ازواج النبی صلعم کا ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہنا اور گالی گلوچ۔ آپ کا اُن سے ایک ماہ کامل ایلا کرنا اور بی بی حفصہ کو طلاق رجعی دینا۔ اِفکِ بی بی عائیشہ شانِ عصمت سے بعید ہے ﴿

(۳) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کے کیا معنی لئے ہیں ﴿

(الف) شانِ نزول عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال لما نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً و فاطمۃ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھؤلاء اھلی۔ (مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور صفحہ اخیر حصہ حدیث) حضرت عامر اپنے باپ حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا۔ کہ جس وقت یہ آیت تطہیر نازل ہوئی۔ تو جناب رسولِ خدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰ۔ و جناب سیدہ معصومہ و حسنین الشریفین علیہم السلام کو بُلا کر فرمایا۔ کہ پروردگارا یہ میرے اہل بیت ہیں ﴿

(ب) عن عائشۃ قالت خرج النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی رضی اللہ عنہ فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ۔ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ۔ ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۔ (رواہ مسلم مشکوۃ شریف ۔ باب مناقب اہلبیت النبی جلد ۴ ربع ۴ ص ۱۳۹ مطبع احمدی لاہور)

ترجمہ ۔ جناب اُم المؤمنین بی بی عائشہ سے روایت ہے ۔ کہ نبی صلعم ایک صبح ایک نقش دار سیاہ بالوں کی کملی اوڑھ کر نکلے ۔ پس حضرت امام حسنؑ تشریف لائے ۔ سرورِ عالم صلعم نے ان کو اس میں داخل کیا ۔ پھر امام حسینؑ تشریف لائے ۔ آنحضرتؐ نے اُن کو بھی امام حسنؑ کے ہمراہ بٹھالیا پھر جناب فاطمۃ الزہراؑ تشریف لائیں ۔ آنحضرتؐ نے ان کو بھی اس کملی میں شامل کیا ۔ پھر جناب علی المرتضیٰؑ تشریف لائے ۔ اُن کو بھی وہی کملی اوڑھا دی ۔ پھر سرورِ عالمؐ نے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۔ پس پنجتن پاک کے جمع ہونے سے نورٌ علےٰ نور کا معاملہ ہوا ۔ مشرق سے مغرب تک انوار پھیلے ۔ ان کو آلِ عبا واہلِ کسا بھی کہتے ہیں ۔ اور چادرِ تطہیر انہی پر اُتری ہے اور اس چادرِ تطہیر میں اہلبیتؑ وآلِ عبا مخصوص معصوم ہو گئے ۔

(ج) **حدیثِ کساء** ۔ عن اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا قالت ان ھذہ الایۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۔ نزلت فی بیتی وانا جالسۃ عند الباب وفی البیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیؑ وفاطمۃؑ وحسنؑ وحسینؑ فجللہم بکساءٍ وقال اللھم ھؤلاء اھلبیتی وحامتی اذھب عنہما الرجس وطھرھم تطھیرا فقالت وانا معہم یارسول اللہ قال انک علی الخیر (اخرجہ المسلم والترمذی وصححہ ولد ولابی والبیہقی وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور وارجح المطالب ص۵ ۔ اسعاف الراغبین عربی ص۱۰)

ترجمہ ۔ جناب اُم المؤمنین بی بی اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ بتحقیق یہ آیتِ تطہیر میرے گھر میں اُتری ۔ اور میں دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی ۔ اور میرے گھر میں جناب رسولِ خداؐ و علی المرتضیٰؑ و فاطمۃ الزہراؑ و حسنین الشریفینؑ تشریف رکھتے تھے ۔ آنحضرت صلعم نے اُن کو چادر اوڑھا کر فرمایا ۔ اے پروردگار یہ میرے اہلبیت اور میرے مددگار ہیں ۔ ان سے نجاست کو دُور کر اور ان کو پاک کر خوب پاک کرنا ۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں ۔ فرمایا تم نیکی پر ہو (صواعق محرقہ فارسی ص۲۴۴)

(د) **حدیثِ کساء** ۔ عن واثلۃ بن الاسقع قال اتیت فاطمۃ لسالہا عن علی فقال توجہ الی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجلست انتظرہ واذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد اقبل و معہ علیؑ والحسنؑ والحسینؑ فاخذ بید کل واحد منہم حتیٰ دخل الحجرۃ فاجلس الحسن علی فخذہ الیمنٰی واجلس علیاً وفاطمۃ بین یدیہ ثم القی علیہم الکساء ثم قرء۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ (اخرجہ احمد وابوحاتم والحاکم وصححہ البیہقی والدیلمی وابن ابی شیبہ وابن جریر و ابن المنذر والسیوطی فی الدر منثور۔ ارجح المطالب صـ۵) ترجمہ:۔ حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے۔ کہ میں جناب امیرؑ کی تلاش میں جناب فاطمہؑ کی خدمت میں گیا۔ وہ فرمانے لگیں کہ جناب رسول خدا صلعم کے حضور میں گئے ہیں۔ ان کی انتظار میں وہیں بیٹھ گیا۔ ناگہاں آنحضرت صلعم وجناب امیرؑ اور حسنین الشریفینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور حجرے میں داخل ہو گئے اور بیٹھ گئے۔ جناب امام حسنؑ کو داہنے زانو پر اور جناب امام حسینؑ کو بائیں زانو پر اور جناب امیرؑ اور جناب سیدہ معصومہؑ کو اپنے سامنے بٹھا لیا ان پر چادر ڈال کر اس آیت کو پڑھا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا۔

(ھ) **حدیث کساء**۔ عن سعد قال لما نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذہ الایۃ ادخل علیاً وفاطمۃ وابنیہما تحت ثوبہ ثم قال اللّٰہم ھؤلاء اھلی واھل بیتی (اخرجہ ابن جریر وابن مردویہ والحاکم والسیوطی فی الدر منثور۔ ارجح المطالب باب دوم صـ۵ در منثور سیوطی جلد ۵ صـ۱۹۹۔ واسعاف الراغبین صـ۱۰۵)

(و) **حدیث اہلبیت**۔ عن ابی سعید الخدریؓ قال لما دخل علیؑ بفاطمۃؑ جاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اربعین صباحاً الی بابہا یقول السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والصلوٰۃ رحمکم اللہ۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم (اخرجہ ابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور بحوالہ ارجح المطالب صـ۵ باب دوم) ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب امیرؑ کا نکاح جناب سیدہؑ سے ہو گیا۔ تو آنحضرت صلعم چالیس روز تک برابر صبح کو جناب سیدہ معصومہؑ کے دروازے پر تشریف لا کر فرماتے رہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نماز کا وقت ہے خدا تم پر رحم کرے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا پڑھا۔

(ز) **حدیث پنجتنؑ** حدثنا قتیبۃ بن سعید نا محمد بن سلیمان الاصبہانی عن یحییٰ بن عبید عن عطاء عن عمر بن ابی سلمۃ ربیب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال نزلت ھذہ الایۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انّما یرید اللہ لیذھب عنکم الرّجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ فی بیت اُمِ سلمہ فدعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ وحسنا وحسینا فجللھم بکساء وعلی خلف ظھرہ فجللھم بکساء ثم قال اللّٰھم ھٰؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرّجس وطھّرھم تطھیرا۔ قالت اُمِ سلمہ وانا معھم یا رسول اللہ قال انت علی مکانک وانت علی خیر وفی الباب عن اُمِ سلمہ ومعقل بن یسار وابی الحمرا وانس بن مالک (صحیح ترمذی۔ مطبوعہ نولکشور جلد دوم ص۵۸۹) ترجمہ:۔ عمر بن ابی سلمہ پرورش یافتہ نبیؐ سے روایت ہے کہ آیت جناب اُمِ سلمہؓ کے گھر میں نازل ہوئی۔ انّما یرید اللہ لیذھب الخ جناب نبی اکرم صلعم نے جناب فاطمۃ الزہراؑ اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور جناب علی المرتضیٰؑ کو چادر میں ملبوس کرکے فرمایا۔ بار خدایا یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے رجس دُور کر اور پاک کر جیسا کہ حق پاک کرنے کا ہے۔ جناب بی بی اُمِ سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم کیا میں ان کے ساتھ ہوں۔ جنابؐ نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ نیکی پر ہے۔ (یعنی شرف زوجیت تیرے واسطے کافی ہے) اور اس باب میں اُمِ سلمہ اور معقل بن یسار اور ابی الحمرا اور انس بن مالک سے روایت ہے ٭

(ح) **حدیث پنجتنؑ** ۔ امام احمد حنبل حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیتِ تطہیر پنجتن پاک جناب رسولخداؐ و علی المرتضےٰؑ و سیّدہ معصومہؑ و حسنین الشریفین علیھم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

(ب) اور ابن جریر نے مرفوعاً ان الفاظ سے روایت کی ہے۔ نزلت ھٰذہ الاٰیۃ فی خمسۃ النبی صلعم وفاطمۃ وفی علی وحسن وحسین علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ کہ یہ آیت پنجتن پاک کے حق میں نازل ہوئی ہے اور طبرانی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اور مسلم نے اس طریق سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے ان کو اپنی چادر مُبارک میں داخل کرکے یہ آیتِ تطہیر اُن پر پڑھی۔ اور یہ بات صحت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ انہی چار بزرگواروں کو اپنی عباء پہنا کر فرمایا۔ اللّٰھم ھٰؤلاء اھلبیتی وحامتی ای خاصتی اذھب عنھم الرّجس وطھّرھم تطھیرا۔ اس وقت بی بی اُمِ سلمہؓ نے عرض کیا کیا میں ان سے ہوں۔ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ انک علی خیر۔ تو اپنی جگہ نیک ہے۔ اور دوسری روایت کہ آیتِ تطہیر پڑھنے کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا۔ انا حرب لمن حاربھم وصلح من صالحھم وسالم لمن سالمھم وعدوّ لمن عاداھم۔ میں جنگ کروں گا اُس سے جس سے یہ جنگ کریں۔ اور صلح کروں گا اُس سے جس سے یہ صلح کریں۔ اور بچاؤں اس کو جس کو یہ بچائیں۔ اور دشمنی کروں گا اُس سے جس سے یہ دشمنی کریں (دیکھو صواعق محرقہ فارسی ص۲۴۴ محمدی پریس لاہور)

(ط) **حدیث شریف** ۔ عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج الی الصلوٰۃ الفجر یقول الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (اخرجہ احمد والترمذی وابن ابی شیبۃ وحسنہ ابن المنذر وصححہ الحاکم وابن مردویہ والسیوطی فی الدر المنثور منتخب کنز العمال حاشیہ جلد پنجم مسند احمد بن حنبل ص۹۶ مصری ارجح المطالب صفحہ ۵۸ باب دوم) ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ تحقیق چھ مہینے تک آنحضرت صلعم جناب فاطمۃ علیہا السلام کے دروازے پر صبح کی نماز کے وقت گذرتے رہے اور فرماتے رہے۔ اے اہلبیتؑ یہ نماز کا وقت ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا پڑھتے رہے ۔

نوٹ :۔ یہ روایت ابن مردویہ و درمنثور سیوطی چالیس روز و روایت طبرانی و ابن جریر و اسعاف الراغبین ص۱۰۷ نو مہینے جناب سرورِ عالم صلعم جناب امیرؑ کے دروازے پر تشریف لا کر یہ آیتِ تطہیر پڑھتے رہے۔ اس عملی رنگت سے جناب رسول خدا صلعم نے صحابۂ کرام کو دکھا دیا کہ اُن کے خاص اہلبیت عترت اقربا یہی چار تن ہیں۔ اور یہی طاہر و مطہر ہیں اور یہی آیت تطہیر میں داخل ہیں۔ دوسرا کوئی اصحاب یا ازواج اہل بیت نبوت میں شامل نہیں۔

(ی) حضرت امام حسن علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا تھا۔ انا من اھل البیت الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا۔ میں اُس اہل بیت سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے تمام نجاست دُور کر دی ہے۔ اور اُن کو پاک کیا ہے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ (دیکھو صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص۲۴۵)

(ک) نواب صدیق حسن خان صاحب محدث بھوپالی کتاب الروض الناضر من الاصل الساحر مطبوعہ صدیقی پریس بھوپال ص۲ میں خطبہ صلوٰۃ صلعم کے بعد لکھتے ہیں۔ وعلےٰ آلہ الذین سائل اللہ من عبادہ مودتھم وجعل رکن الایمان محبتھم اذھب عنھم الرجس فطھرھم تطھیرا۔ اور درود ہو آل رسول مقبول صلعم پر کہ خداوند کریم نے اپنے بندوں سے ان کی مودت کی بابت کہا۔ اور اُن کی محبت کو رکن ایمان قرار دیا۔ اور ان سے ہر قسم کی نجاست کو دُور کر دیا۔ اور اُن کو پاک کر دیا۔ جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے ۔

(ل) **اہل البیت** ۔ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھم علیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ (اتقان سیوطی جلد ۲ ص۱۴۷) لفظ اہل البیت میں کون شامل ہے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ جناب علیؑ وجناب فاطمہؑ وجناب حسنؑ وجناب حسینؑ ہیں (اسعاف الراغبین ص۱۰۶)

رقم ۴ واخرج الترمذی وغیرہ عن عمرو بن ابی سلمۃ وابن جریر وغیرہ عن ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فاطمۃ وعلیاً وحسنا وحسیناً لما نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فجللھم بکساء وقال واللہ ھؤلاء اھل بیتی فاذھب الرجس وطھرھم تطھیرا (اتقان سیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ سطر ۱) ترجمہ:- ترمذی وغیرہ نے عمرو بن ابی سلمہ اور ابن جریر وغیرہ نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلعم نے جناب فاطمۃ الزہراؑ و جناب علی المرتضےؑ و جناب حسن مجتبےؑ و جناب حسینؑ شہید کربلا کو بلایا جس وقت آیتِ تطہیر نازل ہوئی۔ اور ان پر چادر اوڑھا کر فرمایا خدا کی قسم یہ میرے اہلبیت ہیں۔ بارخدایا ان سے تمام قسم کے گناہ و شکوک دُور کر اور ان کو پاک کر جیساکہ پاک کرنے کا حق ہے ✦

نوٹ:- آیتِ تطہیر سے طہارت اہل بیت ثابت ہے۔ یرید اللہ سے ارادہ ایقاعی مراد ہے نہ ارادہ تکلیفی جس پر قرینہ قدیم لیذھب عنکم الرجس اور تاخیر ویطھرکم ہے ہر قسم کے رجس کو دُور رکھنے کے بعد تطہیر دلالت کافی طہارت کر رہی ہے۔ اور یطھرکم کو موکد تطھیرا سے کرنا نیز موید اس کا ہے۔ اور اہل البیت سے بیت النبوۃ مراد ہے نہ بیت سکنی کیونکہ آنحضرت صلعم کے نو حرم محترم تھے اور نو گھر تھے۔ حالانکہ آیت تطہیر ایک گھر بی بی ام سلمہؓ میں نازل ہوئی۔ اور حضور انور صلعم نے مختلف موقعہ پر بار بار آیت تطہیر کو طرف چار تن پاک پر پڑھا اور چادر میں لپیٹا اور جہاں ارادۂ تکلیفی مراد ہے وہاں مَا یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم آیا ہے جو قرینہ حرج نہ ہونے احکام شرعیہ کے بجالانے میں بلکہ بجالانے احکام سے پاک ہوجانے سے ارادہ تکلیفی معلوم ہوتا ہے۔ برخلاف آیت تطہیر کے کہ وہاں حرج کا شبہ بیان نہیں کیا گیا بلکہ صرف ارادۂ الٰہی تطہیر موکد کے لئے ظاہر کیا گیا ہے اور کلمہ انما حصر ہے ارادہ تطہیر پر خاص ہے اور دلیل ارادۂ ایقاعی کی ہے اور کسی جگہ دیگر مومنین کے واسطے ایسے قرائن موجود نہیں ہیں اور الرجس میں الف لام جنس یا استغراق جو مراد ہو ہر قسم کے ازالۂ رجس پر کرتی ہے اور نیز دعوے جناب سیدنا امام حسن علیہ السلام سے بہ تصریح ارادہ ایقاعی مروی ہے اور کسی اصحاب نے دعوےٰ نہیں کیا۔ کہ ہم اہلبیت رسولؐ میں سے ہیں۔ بلکہ اہلبیت رسالتؐ سے توسل کرنے کو فرمایا ہے ✦

۲ اعتراض - بعض سُنّی کہتے ہیں کہ جناب سرورِ عالم صلعم نے ان اطہار کو بُلا کر تطہیر میں داخل فرمایا اور دُعا فرمائی اذھب عنھم الرجس فطھرھم تطھیرا۔ تو وہ پہلے طاہر و مطہر نہ تھے ✦

۲ الجواب - یہ آیت شریف علیحدہ نازل ہوئی ہے۔ جیساکہ مختلف احادیث سے ثابت ہے اور جس طرح سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے دعا فرمائی تھی۔ واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ہم دونوں

کو اپنا تابعدار بنا۔ اور ہماری اولاد سے مسلمان گروہ پیدا کر۔ تو کیا ہر دو نبی اولوالعزم حضرت ابراہیم خلیل اللہ و حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ حالتِ دعا میں مسلمان تھے یا نہیں۔ ضرور وہ مسلمان تھے۔ تو دعا کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ ہم دونوں کو ہماری ذریّت کو مطابق تکوینِ اسلام اعمال اسلام ہم سے صادر فرما۔ اور ہر ایک مسلمان پنجگانہ نماز میں پڑھتا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ کیا آپ تک ان کو صراطِ مستقیم نہیں ملا؟ نہیں بلکہ صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھ۔ اسی طرح آیتِ تطہیر میں یہ مطلب ہے۔ کہ مطابق تکوینِ عصمت و طہارت کاملہ کے ان اطہار سے افعالِ طاہرہ ظاہر ہوتے رہیں اور افعالِ ذمیمہ کو ان سے دُور رکھ۔ اور اس طہارت بیان کو محکم و ثابت رکھ۔ پیدائش و خلق ہی سے اہلِ بیت رسالت طاہر و مطہر و معصوم ہیں۔

(ل) **امام فخر الدین رازیؒ کی تحقیقات۔** پانچ باتوں میں آلِ رسول مقبول آنحضرتؐ سے ساوی ہیں امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔ قد جعل اللّٰہ اھل بیت النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم مساویین لہ فی خمسۃ اشیاء۔ یعنے اللہ عزّوجل نے آنحضرت صلعم کے اہل بیت کو پانچ باتوں میں آنحضرت صلعم کے ساتھ مساوی ٹھیرایا ہے۔

(۱) احدھا فی السلام۔ قال السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ و قال لاھل بیتہ سلام علیٰ آل یٰسین۔ یعنی پہلا امر یہ کہ سلام میں ان کو آنحضرت صلعم کا شریک اور مساوی ٹھیرایا ہے۔ پروردگارِ عالم فرماتا ہے۔ کہ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور رحمت خدا کی اور اسکی برکتیں اور انکے اہلبیت کے حق میں فرمایا کہ آلِ یٰسین پر سلام ہو۔

سیّد نور الدین علی بن جمال الدین عبد اللہ الشافعی جواہر العقدین میں لکھتے ہیں۔ مفسّرین کی ایک جماعت نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ آیت سلام علیٰ آلِ یٰسین کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مُراد اس سے آلِ محمدؐ ہے۔ کلبیؒ سے نقاش روایت کرتے ہیں۔ کہ آلِ یٰسین سے آلِ محمدؐ مُراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کا نام نامی یٰسین رکھا ہے جس طرح کہ حضرت یعقوبؑ کا نام اسرائیل رکھا ہے اور احمدؐ و محمدؐ آپ کے نام رکھے ہیں۔

(۲) والثانیۃ فی الطھارۃ۔ قال اللّٰہ تعالیٰ طٰہٰ ای یا طاھر ما انزلنا علیک القرآن لتشقٰی۔ و قال لاھل بیتہ ویطھرکم تطھیرا۔ یعنی دوسرا امر کہ جس میں آنحضرت صلعم کے ساتھ آپ کے اہلبیتؑ کو شریک و مساوی کیا ہے وہ طہارت ہے۔ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ طٰہٰ۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اے طاہر۔ ہم نے اس لئے تیری طرف قرآن کو نازل نہیں کیا کہ تو تھک جائے۔ اور آنحضرت صلعم کی اہل بیتؑ کے لئے فرمایا ہے۔ طاہر پاک کرے گا تم کو حق پاک طاہر کرنے کا۔

(۳) والثالث فی الصلوٰۃ علی النبیؐ۔ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم و علیٰ آلہ کما فی التشھد۔

یعنی تیسرا امر جس میں آنحضرت صلعم کے ساتھ اہل بیت نبوتؑ شریک و مساوی ہیں۔ وہ درود شریف ہے۔ جیسے باب تشہد میں ہے۔ اللّٰھم صلّ علےٰ محمد وآل محمد (جیسا کہ بخاری و مسلم میں شانِ نزول ہے)

(۴) والرابعۃ تحریم الصدقۃ۔ قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم لا تحل الصدقۃ لمحمد ولا لآل محمد صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم۔ چوتھا امر کہ جس میں آنحضرت صلعم کے ساتھ آپکے اہل بیتؑ کو شریک اور مساوی کیا ہے۔ وہ صدقہ کا حرام ہونا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ صدقہ محمدؐ و آل محمدؐ پر حلال نہیں ٭

(الف) عن الحسینؑ بن علیؑ قال انا آل محمد لا تحل لنا الصدقۃ (جواہر العقدین السمہودی الشافعی) جناب امام حسینؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم محمدؐ کی آل ہیں۔ ہم پر صدقہ حلال نہیں ٭

(ب) عن ابی ھریرۃ قال اخذ الحسنؑ بن علےؑ تمرۃ من تمرۃ الصدقۃ فجعلہا فی فیہ فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کخ کخ لیطرحہا ثمّ قال اما شعرت ان لا تحل لنا الصدقۃ (اخرجہ المسلم والطحاوی) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ جناب امام حسنؑ نے ایک پھل صدقہ کے پھلوں سے لیکر اپنے منہ میں ڈال لیا۔ آنحضرت صلعم نے کخ کخ فرمایا تاکہ وہ ڈالدیں۔ پھر فرمایا تو نہیں جانتا کہ ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ٭

(۵) والخامسۃ فی المحبۃ۔ قال اللّٰہ تعالیٰ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ وقال لاھل بیتہ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربےٰ (نقلہ السمہودی) یعنی پانچواں امر کہ جس میں جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ آپ کے اہلبیت مساوی الشریک ہیں۔ وہ محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہدے۔ یارسول اللہ اتباع کرو تم کو اللہ دوست رکھے گا۔ اور حضرت صلعم کی اہلبیتؑ کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ یا محمدؐ کہدے۔ نہیں مانگتا میں اس پر اجر مگر دوستی قریبوں کی (منقول از کتاب ارجح المطالب۔ باب سوم۔ صفحہ ۳۷/۳۶ و صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۲۵۱)

ولابی الحسن بن جبیر رضی اللّٰہ عنہ

احبّ النبیّ المصطفےٰ وابن عمہٖ — علیّاً وسبطیہٖ وفاطمۃ الزہراؑ
ھموا اھل البیت اذھب الرّجس عنہمو — وطلعہم افق الھدیٰ انجماً زھراً
موالاتہم فرض علےٰ کلّ مسلم — فانّی اری البغضاً فی حقہم کفراً
ھمو جاھدوا فی اللّٰہ حقّ جہادہ — وھم نصروا دین الھدیٰ بالظبا نصراً
علیہم سلام اللّٰہ ما دام ذکرھم — لدی الملاء الاعلیٰ اکرم بہٖ ذکراً

وقال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

آل النبی ذریعتی - وھم الیہ وسیلتی ارجو بہم اعطے غداً - بید الیمین صحیفتی

یعنی اہلبیت رسالت جناب رسولِ خدا صلعم کے پاس میرا وسیلہ ہونگے میں اُمید کرتا ہوں کہ بسبب اُن کی محبت کے میرا اعمالنامہ مجھکو داہنے ہاتھ میں ملیگا اور میرا حساب آسان ہوگا (صواعق محرقہ فارسی - مطبع محمدی لاہور صفحہ ۳۰)

(قول صحابہ) - عن ابن عمر عن ابی بکر قال ارقبوا محمدا صلی اللہ علیہ السلام فی اھل بیتہ۔ (صحیح بخاری پارہ چودھواں مطبوعہ احمدی پریس لاہور صفحہ ۱۰) حضرت عبداللہ ابن عمر حضرت ابوبکر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے کہا۔ دیکھو آنحضرت صلعم کے اہلبیتؑ کا خیال رکھو (ان سے محبت رکھو اور تعظیم کرو۔)

(ب) حضرت زید بن ارقمؓ نے کہا۔ خدا کی قسم عورت ایک مدت تک مرد کیساتھ رہتی ہے پھر وہ اس کو طلاق دیدیتا ہے۔ تو اپنے باپ و قوم کی طرف چلی جاتی ہے۔ اہلبیت آپؐ کے دودھیال کے لوگ اور عصبہ ہیں جن پر آپؐ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ (ج) زید نے کہا اہلبیتؑ وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے حصین راوی نے کہا وہ کون لوگ ہیں۔ زید نے کہا۔ وہ علیؑ اور عقیلؑ اور جعفرؑ اور عباسؓ کی اولاد ہیں (صحیح مسلم جلد ۶ صفحہ ۲۴۰۲-۲۴۰۳)

دعوےٰ - جناب علی علیہ السلام نے بعد وفات نبی صلعم فرمایا۔ ہم نبی صلعم کے اہلبیتؑ اور ولی یعنی وارث ہیں۔ اور ہمیں خیال بھی نہ تھا۔ کہ کوئی ہم سے رسول صلعم کی خلافت میں جھگڑا کریگا۔ مگر قوم قریش نے اس سے انکار کیا اور ہمارے غیر کو سردار مقرر کیا۔ خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ سخت تفرقہ پیدا ہوگا۔ اور لوگ کفر محض کی طرف پلٹ جائینگے اور اسلام کو چھوڑ دینگے۔ تو لڑائی کرتا۔ پس ہم نے تکالیف برداشت کیں اور صبر کیا۔ (استیعاب بر اصابہ جلد ۱ صفحہ ۵۰۲)

(۶) مدنی مسلمانوں نے کن کو اہلبیت جانا - تمام سفرنامہ جات حجاز اور تمام حجاج اس پر شاہد ہیں۔ کہ جنت البقیع میں قبۃ اہلبیت علیہم السلام۔ قبۃ ازواج النبی صلعم اور قبۃ صحاب النبی صلعم علیحدہ علیحدہ بنے ہوئے ہیں جن پر درود و صلوٰۃ معلمین پڑھاتے ہیں۔ اگر ازواج اور اصحاب اہلبیت رسالتؐ میں داخل ہوتے۔ تو علیحدہ قبے نہ بنتے اور علیحدہ علیحدہ نام بھی نہ رکھے جاتے۔ حرمین الشریفین میں کسی مکی و مدنی سے جاکر پوچھو کہ اہلبیت رسالت صلعم کون ہیں۔ تو وہ جھٹ پنجتن پاکؑ کا نام لینگے۔ مگر ہندی مسلمان اپنے ایمان کو ضائع کر رہے ہیں۔ اور اہلبیت رسالتؐ میں ہزاروں تاویلیں کرتے رہتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ۱۳۴۵ھ میں وہابی نجدی سلطان نے آثارِ اہلبیتؑ کو مٹا دیا اور ان قبوں کو گرا دیا۔ علیہ ما علیہ

اعتراض خارجی ۔ آیت تطہیر میں اہل البیت کا لفظ ازواج النبی صلعم کے واسطے آیا ہے۔ جیسا کہ سیاق وسباق کلام مجید سے ظاہر ہے ۔ اور قرآن شریف میں جہاں جہاں لفظ اہل بیت آیا ہے۔ وہاں عورتیں مُرادہیں۔ مرد ہرگز نہیں مُراد لی گئی۔ اور اہل کا لفظ عورت کے واسطے مستعمل ہے۔

جواب شیعہ ۔ آیت تطہیر میں اہل البیت کا لفظ اگر ازواج النبی صلعم کے واسطے آتا۔ تو خداوند کریم بجائے لیذھب عنکم کے تانیث کی ضمیر لیذھب عنکن استعمال فرماتا۔ کیونکہ ازواج مؤنث ہیں۔ اور یہ فصاحت وبلاغت قرآن شریف سے بعید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تذکیر وتانیث کا فرق نہ سمجھ سکے اور خلاف قواعد عربی ضمیریں استعمال کرے۔ ایسی فاش غلطی تو معمولی طالب العلم بھی نہیں کرسکتا۔ یہ آیت تطہیر بطور جملہ معترضہ کے ہے۔ اور جامع القرآن کا تصرف ہے۔ کہ اوّل آخر تو مؤنث کی ضمیریں ہیں اور درمیان میں مذکر کی ضمیریں جس سے ربط کلام بھی مفقود ہے۔ اگر آیت تطہیر کو درمیان سے حذف کرکے باقی آیات پڑھی جائیں۔ تو سلسلہ ربط کلام الٰہی بھی ٹوٹتا اور معانی میں بھی فرق نہیں پڑتا۔

(ب) قرآن شریف میں جہاں جہاں لفظ اہل البیت آیا ہے۔ وہیں جمع مذکر کی ضمیریں ساتھ شامل ہیں۔ تو اس سے ثابت ہے کہ اس اہل البیت میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ کیونکہ لفظ اہل مشترک ہے مردوں اور بچوں کے واسطے اور جب خاندان مُراد ہو یا گروہ۔ فرقہ۔ قوم۔ اور مرد وعورتوں کو مخاطب کرنا ہو تو قواعد عربی کے رُو سے جمع مذکر کی ضمیریں استعمال کی جاتی ہیں۔ مثلاً

(۱) قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ۔ اہل کتاب مرد اور عورت دونوں ہیں۔

(۲) یا معشر الجن والانس الم یاتکم ۔

(۳) الم اعھد الیکم یا بنی ادم ان لا تعبد الشیطان انہ لکم عدو مبین ۔ بنی آدم میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں

(۴) یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین ۔ آمنو میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ قوم میں مرد اور عورت داخل ہیں۔

(ج) قرآن شریف میں لفظ اہل البیت تمام خاندان وگھرانے کے واسطے استعمال ہوا ہے۔

آیت شریف اوّل ۔ سیپارہ بارہواں۔ سورۂ ہود۔ رکوع ساتواں۔ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ وَامْرَاَتُهٗ

قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ○ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ○ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ (۱۲ ہود ۷) ترجمہ:۔ اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لیکر آچکے ہیں۔ فرشتوں نے کہا سلام ابراہیمؑ نے جواب دیا سلام پھر کچھ دیر نہیں ہوئی کہ ابراہیمؑ ایک بھنا ہوا بچھڑا لیکر آیا جب ابراہیمؑ نے دیکھا وہ اپنے ہاتھ بچھڑے کی طرف نہیں بڑھاتے تو بُرا مانا اور دل ہی دل میں ڈر گیا اُنہوں نے کہا مت ڈر ہم لوط کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں اور اُس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنس دی تو ہم نے اُس کو خوشخبری اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی وہ کہنے لگی دُوی نوج ہئیں کیا جنونگی میں بوڑھی اور میرا یہ خاوند بھی بوڑھا (پھونس) یہ تو اچنبے کی بات ہے فرشتے کہنے لگے۔ کیا تو خدا کی قدرت پر تعجب کرتی ہے اے گھر والو تم پر خدا کی رحمت اور برکت ہے اور وہ سراہا گیا اور بڑا احسان کرنے والا ہے۔
(بتویب القرآن صفحہ ۵۴۹ مطبع احمدی لاہور)

(ف) اہلبیت میں چونکہ حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل و بی بی ہاجرہ و بی بی سارہ شامل تھیں اس واسطے بلحاظ بزرگوار مقدس مردوں کے مذکر کی ضمیریں لائی گئیں۔ ورنہ اگر صرف بی بی سارہؑ کو خطاب ہوتا یا اُن کو برکت و رحمت دیجاتی تو علیک کی ضمیر استعمال ہوتی۔ پس اس آیت شریف سے صاف ثابت ہوا۔ کہ اہل البیت کا لفظ تمام خاندان نبوتؑ کے واسطے استعمال ہوا ہے۔ صرف ایک بی بی کی خاطر نہیں ہوا کیونکہ فرشتوں نے رحمت وبرکت میں سب گھرانے کو شامل کر لیا ہے ۔ (صابر عفی عنہ)

(ف ۲) لفظ اہل البیت سے صاف ثابت ہے۔ کہ صرف ایک گھر جناب رسول خدا صلعم اس میں داخل ہے۔ اگر سب ازواج النبی صلعم شامل ہوتیں تو بیوت کا لفظ جمع کا بولا جاتا۔ قرآن شریف میں ازواج النبی صلعم کے واسطے جگہ بہ جگہ بیوت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قولہ تعالیٰ قرن فی بیوتکنّ اے رسول کی بی بیو اپنے گھروں میں بیٹھی رہو۔ واذکرن ما یتلٰی فی بیوتکنّ اے بی بیو اپنے گھروں میں قرآن کا ذکر کیا کرو لاتخرجوھنّ من بیوتھنّ۔ ان بی بیوں کو اُن کے گھروں سے نہ نکالو۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ۔ اے مسلمانو نبیؐ کے گھروں میں مت جایا کرو۔ جبتک کہ تم کو اندر جانے کی اجازت نہ ملے۔ جناب اُم سلمہؓ تو داخل تطہیر نہ ہوسکیں جن کے گھر میں یہ آیت اُتری تو پھر دوسری بی بیاں کب داخل ہوسکتی ہیں۔ اہل البیت میں تمام ازواج النبیؐ کو شامل کرنا سراسر ہٹ دھرمی ہے ۔

آیت شریف دوم - سیپارہ بیسواں۔ سورۂ قصص۔ رکوع ۲ ۔ وَقَالَتۡ لِاُخۡتِهٖ قُصِّيۡهِ ۖ فَبَصُرَتۡ بِهٖ عَنۡ جُنُبٍ وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۙ۝ وَحَرَّمۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ فَقَالَتۡ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰٓى اَهۡلِ بَيۡتٍ يَّكۡفُلُوۡنَهٗ لَكُمۡ وَهُمۡ لَهٗ نٰصِحُوۡنَ ۝ (قصص) اور صندوق کو دریا میں ڈالتے وقت موسیٰؑ کی والدہ نے موسیٰؑ کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے چلی جا تو وہ ان کو دُور ہی سے دیکھتی رہی اور فرعون کے لوگوں کو اس کی مطلق خبر نہ ہوئی اور ہم نے موسیٰ پر پہلے ہی سے اناؤں کے دودھ بند کر رکھے تھے۔ کہ وہ کسی کی چھاتی مُنہ میں لیتے ہی نہ تھے۔ اس پر موسیٰؑ کی بہن نے فرعون کے لوگوں سے کہا کہ کہو تو میں تم کو ایک گھرانے کا پتا بتاؤں کہ وہ تمہارے لئے اس بچے کی پرورش کرینگے اور وہ اس کی خیر خواہانہ پرداخت بھی کرینگے ۔ (ترجمہ حمائل شریف ڈپٹی نذیر احمد صفحہ ۶۰۱)

(ف) اس آیت شریف میں اہل بیت کے معنے خاندان کے ہیں جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ اور اسی لحاظ سے جمع مذکر کی ضمیریں استعمال کی گئی ہیں۔ اگر اہل بیت کا لفظ واحد ہوتا یا تانیث کے واسطے استعمال کیا جاتا تو واحد اور تانیث کی ضمیریں استعمال ہوتیں۔ نہ کہ جمع مذکر کی ضمیریں ۔

(د) **لفظ اہل** تانیث کے واسطے ہرگز استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ یہ ایک مشترک لفظ ہے۔ گاہے تو صرف مردوں کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور کبھی مرد اور عورت دونوں کے واسطے۔ قرآن شریف میں ایک آیت شریف میں لفظ اہل ہے جس کے معنے عیال و اطفال کے ہیں۔ سنو۔ فَلَمَّا قَضٰى مُوۡسَى الۡاَجَلَ وَسَارَ بِاَهۡلِهٖۤ اٰنَسَ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ نَارًا‌ ۚ قَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِخَبَرٍ اَوۡ جَذۡوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ۝ (سیپارہ بیسواں قصص رکوع ۴) پھر جب موسیٰؑ نے اپنی مدت ملازمت پوری کی۔ اور اپنے عیال کو لیکر روانہ ہوئے تو کوہ طور کی طرف سے اُن کو ایک آگ سی دکھائی دی موسیٰؑ نے اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اس جگہ ٹھیرو مجھ کو ایک آگ سی دکھائی دیتی ہے اور میں وہاں جاتا ہوں شاید وہاں سے تمہارے پاس رستے کی کچھ خبر لاؤں یا ہوسکے تو آگ کی ایک چنگاری لیتا آؤں تاکہ تم لوگ تاپو ۔

آیت شریف سوم ۔ وَهَلۡ اَتٰٮكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى ۘ‏ ۝ اِذۡ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ (پارہ سولھواں سورہ طٰہٰ رکوع اوّل) یہاں اہل کے معنی گھر کے لوگ ہیں اور اسی واسطے مذکر کی ضمیریں استعمال کی گئی ہیں ۔

آیت شریف چہارم ۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ اَهۡلِهَا ۚ (یوسف ۱۲ ۱۲) اس کے کہنے

والوں میں سے گواہ کے طور پر ایک شخص نے یہ بات بتائی ہو۔

معانی لفظِ اہل - اہل کا لفظ اکیلا کبھی تانیث کے واسطے استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ عورت کے واسطے لفظ اہلیہ ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا - اے ایمان والو۔ اپنے آپ کو اور اپنی بی بی کو آگ سے بچاؤ۔ اگر لفظ اہل تانیث کے واسطے ہوتا تو خداوند کریم لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ میں مذکّر کی جگہ استعمال نہ کرتا۔ کیونکہ حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کے واسطے نجاتِ طوفان کے واسطے دعا مانگی تھی نہ کہ اپنی اہلیہ محترمہ کے واسطے۔ اگر اہل کا لفظ عورت کے واسطے ہے تو قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اب لغت میں لفظ اہل کے معنی سنو۔

(۱) اھل الرجل عشیرتہ وذوا قرباہ۔ مرد کے اہل اس کے رشتہ دار و خویش ہیں۔

(۲) اھل الامر۔ صاحب حکم۔ حاکم۔ اہل البیت۔ سکانہ = گھر میں رہنے والے لوگ۔

(۳) للنبی ازواجہ وبناتہ وصہرہ علیؑ اونساءہ = اور نبی صلعم کے اہل آپ کی ازواج و صاحبزادیاں اور آپ کے داماد حضرت علی علیہ السلام اور یا ان کی ازواج۔

ولکل نبیؐ امتہ = ہر ایک نبی کی اُمت اُس کی اہل ہے۔ وآل اللہ ورسولہ۔

اولیاءہ واحد اہل = اللہ اور اُس کے رسول کے اہل اس کے دوست دار ہیں۔

(قاموس مطبوعہ ایران) اہل العلم۔ اہل قبلہ۔ اہلِ مدینہ۔ اہل مغفرت۔ اہل الجنۃ۔ اہل الانجیل۔ اہل قرآن اہل اللہ کے معانی پر غور کرو۔ یہ مشترک لفظ ہیں جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہو سکتی ہیں۔

(ف) پس آیات بینات ولغت سے صاف ثابت ہو گیا کہ لفظ اہل البیت عورتوں کے واسطے استعمال نہیں ہوتا بلکہ مرد اور عورت ہر دو کے واسطے مشترک ہے۔ اب سوال یہ رہا کہ اس میں کون مرد اور کون مستورات شامل ہیں سوا حادیث صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ جناب سرورِ عالم صلعم نے خود اہلِ بیتؑ کو مخصوص کر دیا ہے۔ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اھل بیتی سے حضرات حسنین الشریفین اور اُنکے پاک و مقدس والدین مراد ہیں ازواج النبیؐ داخل نہیں۔

دوم - اس آیتِ تطہیر کا شانِ نزول مفصلہ ذیل تفاسیر اہل سنت میں دیکھو:-

(۱) تفسیر درمنثور سیوطی جلد پنجم ص۱۹۸ سطر۹ مطبوعہ مصر (۲) تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن علامہ ابن جریر طبری سیپارہ ۲۲۔ سورۂ احزاب ص۵ سے ص۸ تک مطبوعہ مطبعۃ المیمنۃ مصر لائبریری نواب صاحب ٹیری۔ ضلع کوہاٹ (۳) تفسیر خازن جلد ثالث ص۴۹۹ سطر۱۷۔ مطبوعہ مصر۔ وھو قول عکرمہ ومقاتل

وذھب ابوسعید الخدری وجاعۃ من التابعین منھم مجاھد وقتادہ وغیرھم الی انھم علی وفاطمۃ و الحسن والحسین رضی اللہ عنھم ۔ (۴) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن نواب صدیق حسن خاں ۔ الجزء السابع سورۂ احزاب صفحہ ۲۷۵ سطر ۲۲ تا صفحہ ۲۷۶ سطر ۴ مطبوعہ مصر لائبریری نواب صاحب ٹیری (۵) تفسیر حافظ ابن کثیر الجزء الثامن سورۂ احزاب صفحہ ۱۲ سطر اخیر حاشیہ تفسیر فتح البیان صفحہ وسطر ایضاً ۔ لائبریری نواب صاحب ٹیری (۶) تفسیر روح المعانی علامہ شہاب الدین بغدادی جلد ہفتم صفحہ ۴۴-۴۵ سطر ۲۶ مطبوعہ مصر لائبریری نواب صاحب ٹیری (۷) تفسیر حسینی فارسی ملا حسین کاشفی جلد دوم صفحہ ۵۵۶ سطر ۹ محمدی پریس کانپور (۸) حدیث التفاسیر صفحہ ۳۲

آلِ عباء رسول اللہ و ابنتہ　　والمرتضیٰ سبطاہ اذ اجمعوا

(۹) تفسیر سراج المنیر شیخ الامام الخطیب الشربینی جلد ثالث صفحہ ۲۲۰ سطر اخیر مطبوعہ مصر لائبریری نواب صاحب ٹیری کوہاٹ (۱۰) تفسیر معالم التنزیل بغوی مطبوعہ صالحی جلد سوم صفحہ ۱۵۵ سطر ۲۴ پر ہے ۔ وذھب ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ وجاعۃ من التابعین منھم مجاھد　وقتادۃ وغیرھما الی انھم علی وفاطمۃ والحسن والحسین رضی اللہ عنھم حدثنا ابوالفضل زیاد بن محمد الحنفی انا ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد الانصاری انا ابومحمد یحییٰ بن محمد بن صاعدی انا ابوھمام الولید بن شجاع انا یحییٰ بن زکریا بن زائدہ انا ابی عن مصعب بن شیبہ عن صفیہ بنت شیبہ الحجبیہ عن عائشہ ام المومنین قالت خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجلس فاتت فاطمۃ فادخلھا فیہ ثم جاء علی فادخلہ فیہ ثم جاء حسن فادخلہ فیہ ثم جاء حسین فادخلہ فیہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۔ انتھٰی ۔ ترجمہ حدیث شریف پیچھے گزرا (۱۰) تفسیر فخر الدین رازی جلد ۷ صفحہ ۷۸۳ سطر ۲۵ مطبوعہ مصر ۔) تفسیر حسینی صفحہ ۵۵۶ ۔

آیت سوم ۔ آیہ مودۃ فی القربیٰ ۔ سورہ شوریٰ ۔ سیپارہ ۲۵ ۔ قولہ تعالیٰ جلّ شانہٗ ۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ (الشوریٰ) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہوائے پیغمبر صلعم میں تم لوگوں سے اپنی رسالت کی اُجرت نہیں مانگتا مگر میرے عزیزوں سے محبت رکھو ۔

مودت سے مُراد محبت اور تابعداری ہے ۔ قولہ تعالیٰ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اے پیغمبر ان لوگوں کو کہدے اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو ۔ تاکہ اللہ تم لوگوں کو دوست رکھے اور مودۃ القربیٰ کے سوال سے اُمتِ مرحومہ کی خیر خواہی ہے تاکہ وہ اپنی معصوم ، پاک اور مقدس آلِ اطہار

اولادِ سید الابرارؐ کی تابعداری و اطاعت و محبت ہیں صراطِ مستقیم اور رضاءِ الٰہی کو حاصل کرسکیں اور گمراہی و ضلالت سے بچے رہیں۔ پس وہ کون بزرگوار ہیں جنکی محبت و اطاعت۔ فرمانبرداری تمام صحابہ کرام اور اس اُمتِ مرحومہ پر فرض کی گئی۔

شانِ نزول اوّل ۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما نزلت ھذہ الایۃ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ قالوا یا رسول اللہ صلعم من ھٰؤلاء الذین امرنا اللہ تعالیٰ بمودتہم قال علیؑ و فاطمۃؑ وابناھما (اخرجہ احمد۔ ابن ابی حاتم۔ والطبرانی والبغوی) **ترجمہ**:۔ حضرت عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ جس وقت یہ آیت اتری قل لا اسئلکم علیہ اجرا الخ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم وہ لوگ کون ہیں جن کی محبت ہم پر فرض کی گئی ہے۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنین الشریفینؑ (اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ بحوالہ درمنثور سیوطی جلد ۶ صـ سطر ۲ مطبوعہ مصر۔ وصواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صـ ۲۱۵)

(۲) دیکھو تفسیر جامع البیان ابن جریر طبری سیپارہ ۲۵ صـ ۱۳ سطر ۲۹۔ صـ ۱۴ سطر ۲۳ مطبوعہ مصر (ب) اسعاف الراغبین عربی صـ ۱۰۲ بحوالہ طبرانی۔ ابن ابی حاتم (۳) تفسیر خازن جلد ۴ صـ ۱۰۱ سطر ۱۲ مطبوعہ مصر (۴) تفسیر مدارک التنزیل۔ بہامش تفسیر خازن جلد ۴ صـ ۱۰۱ (۵) تفسیر بیضاوی الجزء الثانی قاضی ناصر ابن ابی الخیر عبداللہ شیرازی البیضاوی صـ ۲۴۲ سطر ۱۵ مطبوعہ مصر (۶) تفسیر فتح البیان الجزء والثامن صـ ۲۷ سطر ۱۶ (۷) تفسیر حافظ ابن کثیر الجزء التاسع صـ ۱۱۲ لغایت صـ ۱۱۵ برحاشیہ تفسیر فتح البیان جلد نہم صـ ۱۱۱ (۸) تفسیر حقانی دہلوی جلد ۶ صـ ۲۱۷۔ (۹) تفسیر روح المعانی جلد ۷ صـ ۵۱۹ سطر ۲۱ (۱۰) تفسیر حسینی فارسی جلد ثانی صـ ۲۴۴ کانپوری (۱۱) تفسیر سراج المنیر علامہ شربینی جلد ثالث صـ ۵۰۰ سطر ۱۴ (۱۲) تفسیر معالم التنزیل جلد ۴ صـ ۳۸ و ۳۹

دوم۔ تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۷ صـ ۴۰۶ میں ہے۔ ولا شک ان فاطمۃ وعلیاً والحسن والحسین کان تعلق بینہم وبین رسول اللہ اشد التعلقات وھذا کالمعلوم بالنقل المتواتر فوجب ان یکونوا ھم الاٰل وروی صاحب الکشاف انہ لما نزلت ھذا الایۃ قیل یا رسول اللہ من قرابتک ھٰؤلاء الذین وجبت علینا مودتہم فقال علی وفاطمۃ وابناھما فثبت ان ھٰؤلاء اربعۃ اقارب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واذا ثبت ھذا وجب ان یکونوا مخصوصین بمزید التعظیم ویدل علیہ وجوہ (الاول) قولہ تعالیٰ الا المودۃ فی القربیٰ ووجہ الاستدلال بہ ما سبق (الثانی) لاشک ان النبی کان یحب فاطمۃ علیہا السلام قال صلعم فاطمۃ بضعۃ منی یؤذینی ما یؤذیہا وثبت بالنقل المتواتر عن محمد صلعم انہ کان یحب علیاً والحسن والحسین واذا ثبت ذالک وجب علی کل الامۃ مثلہ لقولہ واتبعوہ لعلکم تہتدون

ولقولہ تعالیٰ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ولقولہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ولقولہ سبحانہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الثالث) ان الدعا للآل منصب عظیم ولذالک جعل ھذا الدعاء خاتمۃ التشہد فی الصلوٰۃ وھو قولہ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وارحم محمد وآل محمد وھذا التعظیم لم یوجد فی حق غیر الآل فکل ذالک یدل علیٰ ان حب آل محمد واجب وقال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ؎ (تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۴۰۶ سطر ۸)

ان کان رفضا حب آل محمد فلیشھد الثقلان انی رافضی

ترجمہ:- اس میں کچھ شک نہیں کہ جناب فاطمۃ الزہرؑا وجناب علی المرتضیٰؑ اور حسنین الشریفینؑ اور جناب رسول خدا صلعم کے تعلقات آپس میں بہت سخت تھے اور یہ متواتر نقل سے معلوم ہے کہ یہی آل مقبول صلعم ہیں۔ اور صاحب کشاف نے روایت کی ہے۔ کہ جس وقت یہ آیت مودۃ نازل ہوئی صحابہ کرام نے عرض کی۔ یا رسول اللہ وہ قریبی آپ کے کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ جناب فاطمۃ الزہرؑا وعلی المرتضیٰؑ اور اس کے دونوں بیٹے۔ بس یہ بات ثابت ہے۔ کہ یہ چار اطہار نبی صلعم کے زیادہ قریبی ہیں اس لئے یہ تعظیم کے بھی زیادہ مستحق ہیں اور خدا تعالیٰ کا فرمان الا المودۃ فی القربیٰ انہی پر دلالت کرتا ہے اور وجہ دلیل یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ جناب رسول خدا صلعم جناب فاطمۃ الزہرؑا سے محبت رکھتے تھے اور جناب نے فرمایا۔ کہ جناب فاطمہؑ میرا گوشہ جگر ہے جو بات اس کو تکلیف دے مجھے تکلیف دیتی ہے اور یہ بات جناب رسول خدا صلعم سے متواتر منقول ہے۔ کہ وہ جناب علی المرتضےٰؑ اور حسنین الشریفینؑ کو بھی محبوب جانتے تھے اور جب یہ ثابت ہوگیا تو مطابق آیات کریمہ کہ اطاعت و تابعداری نبیؐ فرض ہے ان سے بھی محبت فرض ہوگئی اور تیسری دلیل یہ کہ آل رسول مقبول صلعم کے واسطے دعا کرنا بڑا بھاری منصب ہے اور اس دعا کو تشہد کا خاتمہ قرار دیا ہے۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد الخ اور یہ تعظیم سوائے آل رسول مقبول صلعم کے دوسرے کے واسطے ہرگز جائز نہیں رکھی گئی۔ پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوگیا کہ آل سیدنا محمد صلعم کی محبت فرض ہے۔ جیسا کہ شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

اگر محبت آل محمدؐ سے انسان رفضی ہوجاتا ہے۔ تو دونوں جہان گواہ رہو کہ میں رفضی ہوں۔ انتہیٰ کلامہ

(ب) قال سعید بن جبیر قربیٰ آل محمد وقیل ھم فاطمۃ الزھرا وعلیؑ وابناھما وفیھم نزل انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا۔ قربےٰ سے مراد آل محمد صلعم ہے اور

کہا گیا ہے کہ وہ جناب فاطمۃ الزہراؑ و علی المرتضےؑ و حسنین الشریفینؑ ہیں جن کے حق میں آیت تطہیر نازل ہوئی
(دیکھو تفسیر معالم التنزیل جلد ۴ صہ ۳۸ سطر اخیر مطبوعہ صالحی)

(۳) دعویٰ۔ عن زاذان عن علی علیہ السلام قال فینا اھل البیت فی حٰم کلا یحفظ مودتنا الا کل مومن ثم قرء قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربےٰ (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صہ ۲۸۵ سطر ۴ وارجح المطالب۔ باب دوم صہ ۹۲) حضرت زاذان حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جنابؑ نے فرمایا ہم اہلبیت کی شان کے متعلق سورہ حٰم میں ایک آیت ہے نہیں نگاہ رکھیگا ہماری دوستی کو مگر ہر ایک مومن پھر آپؑ نے اِس آیت کو پڑھا قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربےٰ۔ (ب) سعید ابن جبیر نے کہا مُراد اس سے قرابت آل محمدؐ ہے۔ ترمذی مترجم جلد دوم تفسیر سورہ شوریٰ صہ ۲۳۴ مطبوعہ نولکشور پریس۔

(۴) دعویٰ امام حسنؑ۔ طبرانی نے چند طریق اسناد حسن سے ذکر کیا ہے۔ کہ جناب امام حسنؑ نے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن محمد صلعم۔ جو مجھ کو پہچانتا ہے پہچانتا ہے اور جو شخص مجھ کو نہیں پہچانتا پس میں حسنؑ بن محمد صلعم ہوں۔ تو بعدہٗ یہ آیت پڑھی۔ واتبعت ملۃ آبائی ابراھیم الایہ۔ اور فرمایا انا ابن البشیر وانا ابن النذیر اور میں بشیر و نذیر رسول اکرم صلعم کا فرزند ہوں اور میں اس اہلبیت رسالت سے ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اُن کی محبّت کو فرض گردانا ہے کیونکہ جناب سرور عالم صلعم پر نازل ہُوا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربےٰ اور دوسری روایت میں کہ فرمایا کہ میں اس اہلبیت رسالتؐ سے ہوں کہ خدا تعالےٰ نے جن کی مودت کو ہر ایک مسلمان پر فرض کیا ہے اور اُن کی شان میں نازل فرمایا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربےٰ ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا۔ اور اقتراف حسنات اور اہلبیت سے محبّت کا نام اسلام ہے (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صہ ۲۸۵ سطر ۶)

(ب) علامہ مسعودی مروّج الذہب میں تحریر فرماتے ہیں ومن خطب الحسن علیہ السلام فی ایام فی بعض مقاماتہ انہ قال نحن حزب اللہ المفلحون وعترۃ رسول اللہ اقربون واھل بیتہ الطاھرون الطیبون واحد الثقلین خلفھما رسول اللہ صلعم والثانی کتاب اللہ۔ جناب امام حسن علیہ السلام نے اپنی ایام خلافت میں بعض مقامات پر خطبہ فرمایا کہ ہم فلاح یافتہ گروہ ہیں اور اولاد رسول صلعم ہیں زیادہ قریبی رشتہ اور پاک و مقدس اہل بیت اور ثقلین میں سے ایک جن کو جناب رسول خدا صلعم نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے اور دوسری اللہ کی کتاب ہے۔

(ب) عن زید بن ارقم عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ واھلبیتی اذکرکم اللہ فی اھلبیتی (تفسیر معالم التنزیل بغوی جلد ۴ صفحہ ۳ سطر اخیر پارہ ۲۵) حضرت زید بن ارقم جناب نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلعم نے فرمایا۔ کہ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور اپنے اہلبیت چھوڑ چلا ہوں اور میں تم کو اپنے اہلبیت کے بارے میں خدا تعالیٰ یاد دلاتا ہوں۔

حضرت عباسؓ نے فرمایا ذی القربیٰ ہم ہیں لیکن ہماری قوم نے نہ مانا (صحیح مسلم مترجم جلد ۵ صفحہ ۱۵۵۶)

(۵) دعویٰ جناب سیدالساجدین امام زین العابدین علیہ السلام۔ جب واقعۂ کربلاء معلےٰ کے بعد اسیران اہلبیت کرام علیہم السلام دمشق شہر میں پہنچے۔ تو تماشائیوں کا سخت ہجوم تھا کہ شانہ سے شانہ چھلتا تھا۔ ان تماشائیوں میں سے ایک ملاں شیخ شامی نے اس قافلہ اہلبیت اطہار کو دیکھ کر اور ان کو غیر مذہب کے قیدی سمجھ کر کہا کہ الحمد للہ الذی قتلکم واھلکم وقطع قرن الفتنہ۔ ترجمہ اُس خدا کا شکر ہے جس نے تم لوگوں کو قتل ہلاک کیا اور شاخ فتنہ وفساد کو اکھاڑ ڈالا۔ اور سوائے اسکے بہت گالیاں دیں (معاذ اللہ) جناب سیدنا و امامنا سیدالساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نہایت صبر و استقلال سے اس گستاخانہ کلام کو سنتے رہے جب وہ خاموش ہو چکا تو آپ نے فرمایا۔ یاشیخ اقرأت القرآن۔ قال نعم۔ قال اقرأت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ اے شیخ تو نے قرآن شریف پڑھا ہے کہا ہاں۔ فرمایا یہ آیت مودۃ بھی پڑھی ہے اس نے کہا ہاں۔ جناب امام ہمامؑ نے فرمایا کہ یہ آیت بھی پڑھی ہے وآت ذی القربیٰ حقہ اُس نے کہا ہاں پھر جناب امام علیہ السلام نے فرمایا تو نے یہ آیت بھی پڑھی ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اس نے کہا ہاں پھر آپؑ نے فرمایا یہ سب آیات ہماری شان میں نازل ہوئی ہیں۔ ہم ہی وہ ذی القربیٰ ہیں اور ہم ہی وہ اہلبیت رسالت ہیں جن کو حق سبحانہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام آلائشوں سے پاک و پاکیزہ کیا ہے۔ یہ سنکر اس ملاں شیخ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور درگاہ رب العالمین میں عرض کی اللّٰھم انی اتوب الیک۔ اللّٰھم انی ابرء الیک من عدو آل محمد ومن قتل آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پروردگار! میں توبہ کرتا ہوں اور برأۃ چاہتا ہوں اور بیزار ہوتا ہوں دشمنان آل محمد صلعم اور ان لوگوں سے جنہوں نے آل محمد صلعم کو قتل کیا۔ یہ دعا کرکے اُس نے جناب سیدنا و امامنا زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا ابن رسول اللہ صلعم میں برابر ان آیات کی

تلاوت کرتا تھا لیکن ان کے مفہوم کو نہیں سمجھتا تھا۔ اور اب میں توبہ کرتا ہوں اور یہ توبہ میری قبول ہوسکتی ہے یا نہیں حضور امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنْ تبت تاب اللہ علیک وانت معنا۔ اگر تو توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ تیری توبہ کو قبول کریگا۔ اور تو ہمارے ساتھ محشور ہوگا۔ یہ سنکر وہ بخلوص تمام تائب ہوا۔ جب اس کی خبر یزید پلید ملعون کو ہوئی اس نے اس کو قتل کرڈالا (صواعق محرقہ فارسی مختصر آ ص۲۸۵ تفسیر ابن جریر جلد ۲۵ ص۱۴-۱۳ تفسیر درمنثور جلد ۶ ص۷ سطر ۶۔ ینابیع المودۃ ص۲۵۲ و صحیفۃ العابدین ص۳۷)

پس اس آیت مودۃ میں تمام صحابہ کرام و امتِ عوام کو اہلِ بیت رسالت کی اطاعت و محبت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور جو واجب الاطاعت ہیں۔ وہی امام و خلیفہ رسولؐ ہیں۔

(۶) جس قدر اہلبیت رسالت علیہم السلام کو تقرب نبوت و شہادت و طہارت و عصمت حسب و نسب۔ و تقرب ذاتی و تقرب صفاتی حاصل ہے اس قدر اور کسی صحابہ کو حاصل نہیں اور المودۃ فی القربیٰ کے چودہ حروف ظاہر کررہے ہیں۔ کہ چہاردہ معصومین کی محبت و اطاعت ہی واجب ہے۔ اور جو شخص جناب سرورِ عالم صلعم سے محبت رکھتا ہے۔ اور ان کو اپنا سردار و ہادی مانتا ہے۔ اس کے واسطے ضروری و لابدی ہے۔ کہ وہ ان کی اولادِ مطہر سے بھی محبت رکھے اور اُن کو اپنا رہبر مانے۔ ورنہ اس کا دعویٰ محبت و اطاعت نبویؐ جھوٹا اور باطل ہے۔ محبتِ اہلبیت کے واسطے جناب سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے کئی بار تاکید فرمائی ہے جیسا کہ عن جمیع بن عمیر قال دخلت مع عمتی علی عائشۃ فسالتا ای الناس کان احبّ الی رسول اللہ صلعم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا (رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل البیت النبی صلعم جلد ۸ ص۱۳۳ احمدی پریس لاہور)

حضرت جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ جناب بی بی عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے سوال کیا کہ کون شخص جناب رسول خدا صلعم کو سب سے زیادہ پیارا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام اور مردوں سے کون پیارا تھا۔ فرمایا اُن کے خاوند جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام۔

(۷) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احبّوا اللہ لما یغذوکم من نعمۃ و احبّونی لحبّ اللہ و احبّوا اہل بیتی لحبّی (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہلبیت النبی صلعم جلد ۸۔ ربع ۴ ص۱۴۰۔ مطبوعہ مطبع احمدی لاہور)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا اللہ کی محبت کرو جیسا کہ وہ تم کو

اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور میری محبت اللہ کی محبت کے واسطے کرو اور میری اہلبیت کی محبت میری محبت کی خاطر کرو۔

(۸) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حب اہل بیتی نافع فی سبع مواطن اہوالہن عظیمۃ۔ عند الوفاۃ وعند القبر وعند النشور وعند الکتاب وعند الحساب وعند المیزان (اخرجہ الدیلمی۔ ارجح المطالب باب سوم ص۳۸۵) حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ میری اہلبیت کی محبت سات مقام پر نفع رساں ہے۔ جن کے خوف بھاری ہیں موت کے وقت۔ قبر میں اُٹھنے کے وقت حساب و کتاب کے وقت۔ میزان پر اور پل صراط پر۔

(ب) واخرج ابونعیم والدیلمی من طریق مجاہد عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا اسئلکم علیہ اجرًا الخ ان تحفظونی فی اہلبیتی وتودوہم بی (درمنثور سیوطی جلد ۶ ص۷) جناب رسولخدا نے فرمایا کہ میں تم سے اُجرت رسالت نہیں چاہتا مگر میری اہلبیت کی محبت رکھو اور ان کی حفاظت کرو۔

(۹) عن علی علیہ السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اخذ بید الحسن والحسین وقال من احبنی واحب ہذین وابا ہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ (اخرجہ احمد والترمذی جلد دوم مطبوعہ نولکشور مناقب اہلبیت) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو کوئی مجھے اور دونوں سے اور ان دونوں کے ماں باپ سے محبت رکھیگا۔ قیامت کے دن میرے درجہ میں ہوگا (مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد اوّل ص۷۷ سطر اخیر)

(۱۰) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احبوا اہلی واحبوا علیًا من ابغض احدًا من اہلبیتی فقد حرم علیہ شفاعتی (اخرجہ احمد فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب باب ۳ ص۳۸۶) حضرت انس رض سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میری اہل کو اور جناب علیؑ کو پیار کرو جس نے کہ میری اہلبیت میں سے کسی ایک سے بغض رکھا۔ تحقیق اُس پر میری شفاعت حرام ہوگئی۔

(۱۱) عن علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ حرم الجنۃ علی من اظلم اہلبیتی او قاتلہم او اغار ہم او سبہم (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا فی مسندہ بحوالہ ارجح المطالب باب سوم ص۳۸۶) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بہ تحقیق اللہ تعالے نے جنت کو حرام کر دیا ہے اس شخص پر جو کہ میری اہلبیت پر ظلم کرے یا ان سے لڑے یا اُن کو لوٹے یا بُرا کہے۔

(۱۲) عن ابی سعید الخدری رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من ابغض اہل البیت فہو منافق

(اخرجہ احمد فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۳۹۵) حضرت ابوسعید خدری رضی سے روایت ہے کہ جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ جو میری اہلبیت سے بغض رکھیگا وہ منافق ہے۔ (درمنثور سیوطی جلد ۶ صفحہ)

(۱۳) عن عبدالمطلب بن ربیعہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ السلام لا یدخل قلب امرءٍ ایمان لا یحب قرابتی۔ (اخرجہ احمد والترمذی۔ ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۳۹۶) حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ کسی مرد کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا مگر میرے قرابتیوں کی محبت سے۔

(۱۴) عن جابر رضی قال خطبنا رسول صلی اللہ علیہ السلام فسمعتہ یقول ایہا الناس من ابغضنا اہل البیت حشرہ اللہ یوم القیامۃ یہودیاً (اخرجہ الطبرانی والسیوطی فی احیاء المیّت۔ ارجح المطالب باب تیسرا صفحہ ۳۹۶) حضرت جابر رضی سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے ہم کو خطبہ میں فرمایا اے لوگو۔ جس نے میری اہل بیت کو ناراض کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن یہودیوں میں اٹھائے گا۔

(۱۵) اخرج احمد و ابن حبان والحاکم عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم والذی نفسی بیدہٖ لا یبغضنا اہل البیت رجل الا ادخل اللہ النار (درمنثور سیوطی جلد ۶ صفحہ) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا خدا کی قسم جس شخص نے ہمارے اہلبیت سے بغض رکھا وہ دوزخ میں جائیگا۔

آیت چہارم مباہلہ ۔ سیپارہ تیسرا سورۂ آل عمران ربع چہارم ۔ قولہ تعالیٰ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ **ترجمہ** ۔ پھر جب تم کو (حضرت عیسےٰ) کی حقیقت معلوم ہوچکی اس کے بعد بھی تم سے اُن کے بارے میں کوئی کٹ حجتی کرنے لگے تو ایسے لوگوں سے کہو کہ اچھا تو میدان میں آؤ۔ ادھر ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور اُدھر تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور نیز ہم اپنی بیٹیوں کو بلائیں اور تم بھی اپنی بیٹیوں کو بلاؤ اور ہم اپنے تئیں بھی شریک کریں اور تم بھی اپنے تئیں شریک کرو۔ پھر ہم سب ملکر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

شانِ نزول ۔ یہ ایک واقعہ پیغمبر صاحب کے وقت کا ہے کہ نجران کے نصاریٰ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیغمبر صاحب نے اُن کی یہاں تک خاطر داری کی کہ مسجد نبوی میں ٹھیرایا اور وہ وہیں اپنے طور کی عبادت بھی کرتے تھے۔ پیغمبر صاحب نے آدم علیہ السلام کی مثال دیکر اُن کو بہتیرا سمجھایا کہ الوہیت و ابنیت مسیح کے عقیدہ سے باز آئیں۔ اُنہوں نے ایک نہ سُنی۔ آخر پیغمبر صاحب نے ان سے قسما قسمی کرنی چاہی۔

جس کو اصطلاح شرع میں مُباہلہ کہتے ہیں۔ اور آپ اپنی صاحبزادی جناب فاطمۃ الزہرا اور دونوں نواسوں حسنین الشریفین۔ اور اپنے چچازاد بھائی داماد حضرت علی کرم اللہ وجہ، کو لے کر فیصلہ قسمی کے لئے باہر تشریف لیگئے۔ مگر نصاریٰ نجران بھاگ کھڑے ہوئے اور اگر پیغمبر صاحب کی مخالفت میں قسما قسمی کرتے تو مزہ بھی چکھ لیتے (حاشیہ حمائل شریف مترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی صفحہ ۹ دیکھو) زاد المعاد ابن قیم جلد اوّل صفحہ ۴۹ مطبع نظامی کانپور)

(۲) عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ھذہ الایۃ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابناءکم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھلی (اھل بیتی) (رواہ المسلم۔ باب مناقب ومشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل بیت النبیؐ فصل اوّل جلد ۸ صفحہ ۱۲۹ مطبع احمدی لاہور۔ ترمذی مترجم جلد دوم صفحہ ۳۳۸ تفسیر آلِ عمران)

ترجمہ:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے۔ کہ جب یہ آیت اتری فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناءکم۔ تو جناب رسول خدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰ اور جناب فاطمۃ الزہرا۔ جناب امام حسنؑ۔ اور جناب امام حسین علیہم السلام کو بُلا کر فرمایا۔ خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ انتہٰے

(۳) تمام مفسّرین کا اتفاق ہے کہ ابناءنا سے مُراد حسنین الشریفین و نساءنا سے جناب بتولؑ بنت رسول مقبولؐ اور انفسنا سے جناب سیدنا محمد مصطفےٰؐ وسیدنا علی المرتضیٰؑ مُراد ہیں حسنین الشریفین فرزندان رسول مقبولؐ کہلائے اور نفسِ رسول جناب شیر خدا علی المرتضیٰؑ اور ابن عم کو بھی اپنا نفس کہتے ہیں ؎

خدا نفس پیغمبرش خواندہ ہست دگر را فضیلت کُجا ماندہ ہست

(تفسیر بیضاوی۔ تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۱۴۳۔ تفسیر مُلّا ابوالسعود جلد ۲ صفحہ ۶۹۸۔ صواعق محرقہ صفحہ ۲۶۶ درمنثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۳۹۔ خصائص نسائی مترجم صفحہ ۴۴ نمبر حدیث ۷۰)

(۴) صاحب کشاف فرماتا ہے کہ آلِ عبا کی فضیلت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی آیت دلیل نہیں کیونکہ جس وقت یہ آیت اتری تو جناب رسولِ خدا صلعم نے ان چار بزرگواروں کو بُلایا اور جناب امام حسینؑ کو بغل میں لیا اور جناب امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور جناب فاطمۃ الزہرا اور جناب علی المرتضیٰؑ پیچھے پیچھے تشریف لائے۔ پھر حضور انورؐ نے فرمایا جب میں دعا مانگوں تو تم آمین کہنا۔ اسقف لارڈ بشپ نے عیسائیوں سے کہا۔ اے عیسائیو میں ایسے چہرے نورانی دیکھتا ہوں اگر خدا سے یہ دعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے

تو خدا تعالےٰ اس کو اپنی جگہ سے ہٹا دیگا تم ان سے مُباہلہ مت کرو۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور زمین پر کوئی بھی نصرانی باقی نہ رہیگا۔ پس ان کے لارڈ پادری نے آ کر عرض کی کہ ہم مُباہلہ کرنا نہیں چاہتے جزیہ قبول کیا جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا اگر یہ لوگ نصاریٰ مُباہلہ کرتے تو سُور اور بندر ہو جاتے اور اس وادی میں آگ لگ جاتی (دیکھو تفسیر کشاف جلد اوّل صـ ۳۰۷ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر۔ تذکرہ خواص الامۃ صـ ۹)

(ب) دیکھو تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد دوم صـ ۶۹۹ سطر ۱۴ المسئلۃ الثانیہ مطبوعہ مصر (ج) تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن ابن جریر طبری پارہ ۳ صـ ۱۹۲/۱۹۳ سطر ۱۴ مطبوعہ مصر (د) تفسیر مظہری علامہ ثناء اللہ پانی پتی۔ سیپارہ ۳۔ منزل اوّل جلد اوّل صـ ۳۹۱ سطر ۲۔ مطبوعہ مطبعۃ الغربیہ حصار۔ لائبریری نواب صاحب ٹیری۔ (ہ) تفسیر خازن جزء اوّل۔ علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن صـ ۲۵۸ سطر ۱۶ مطبوعہ مطبع دار الکتب الغربیۃ الکبرےٰ مصر۔ (و) تفسیر مدارک التنزیل علامہ ابی البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود الحنفی برحاشیہ خازن جزء اوّل صـ ۲۵۸ مطبوعہ مصر۔ لائبریری نواب صاحب ٹیری۔ (ز) تفسیر ابن کثیر القرشی الدمشقی حاشیہ تفسیر فتح البیان الجزء الثانی صـ ۲۳۶ سطر ۱۴ (ح) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن الجزء الثانی صـ ۵۵ سطر ۸ مطبوعہ مصر (ط) تفسیر خفانی جلد تیسرا صـ ۱۵۳ مطبوعہ اکمل المطابع دہلی۔ لائبریری نواب صاحب ٹیری (ی) تفسیر روح المعانی علامہ شہاب الدین الوسی بغدادی جلد اوّل صـ ۶۰۴ سطر ۸ (ک) تفسیر حسینی فارسی ملا حسین کاشفی جلد اوّل صـ ۹۵ سطر ۱۳ محمدی پریس کانپور۔ (ل) تفسیر سراج المنیر علامہ خطیب الشربینی جلد اوّل صـ ۲۱۲ سطر ۴ مصری۔ (م) تفسیر معالم التنزیل بغوی جلد اوّل صـ ۱۴۳ سطر ۲۲ مطبع صالحی۔

(۵) تفسیر سراج المنیر علامہ خطیب الشربینی جلد اوّل صـ ۲۱۲ سطر ۴ مطبوعہ مصر پر ہے:۔ وفی ذالک دلیل علی نبوتہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وعلی فضل اھل الکساء رضی اللہ تعالےٰ اجمعین وعن بقیتہم اصحابہ اجمعین۔ اس مُباہلہ میں تصدیقِ نبوّت اور آلِ عبا کی تمام صحابہ سے فضیلت کی دلیل ہے۔ اگر نبی مکرّم سچّے نبی صلعم نہ ہوتے تو اپنی اولادِ مطہر کو شامل نہ کرتے اور ایسے پُر خطر مقابلہ سے بچاتے۔ مگر نہیں نہیں یہ پنجتن پاک خوف و خطر سے نہ ڈرے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان فدا کرنے کو حاضر ہوئے اور ہمیشہ کفّار و مشرکین کے مقابلہ میں پنجتن ہی اپنی جانیں فدا کرنے کو تیار رہے ہیں اور اسلام کو بچا یا ہے اور اس آیتِ مُباہلہ میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ جس شخص نے پنجتن پاک کا مقابلہ کیا وہ ملعون ہو کر مرا۔

اعتراض خارجی ⑤ ۔ تفسیر درمنثور سیوطی میں یہ بھی تو لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان اپنی اپنی اولاد کو لے کر مباہلہ میں شریک ہونے کو آئے تھے ۔

جوابِ شیعہ ۔ درمنثور سیوطی نے بحوالہ ابن عساکر لکھا ہے۔ سو ابن عساکر صحاح ستہ میں سے کوئی معتبر حدیث نہیں۔ پھر یہ خبرِ احاد ہے۔ اور جمہور مفسرین اور محدثین کے خلاف ہے۔ تفسیر روح المعانی جلد اوّل صفحہ ۲۰۴ سطر ۹ میں اس کو خلافِ جمہور لکھا ہے۔ پھر حضرات شیخین و حضرت عثمان کے کون لڑکے شامل ہوئے۔ کیا کیا نام تھا۔ تماشہ کیخاطر لوگوں کا انبوہ ہوجانا اور خود بخود آرزو لیکر آنا اور بات ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بلایا جانا اور ہے۔ یوں تو حضرات شیخین خیبر کے دن علم محمدی صلعم لینے کے واسطے اور جناب زہرا بتول بنت رسول مقبول صلعم کی منگنی کے لئے یا حدیث خاصف النعل میں امارت کے واسطے گرد پھرتے رہے۔ مگر انکی خواہش کے برخلاف حضور انور صلعم نے عمل کیا کہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علیاً و فاطمۃ و حسنا و حسیناً (رواہ مسلم) جناب رسول خدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ و جناب فاطمۃ الزہراؑ و حسن المجتبیٰؑ و حسین شہید کربلاؑ کو بلا کر مباہلہ میں شامل کیا اور عملی طور پر جامہ پہنایا ۔

(۶) حدیث صحیح ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا اس قوم کا کیا حال ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ رحم و قرابت رسول صلعم قیامت میں کچھ نفع نہ دیگی۔ خبردار ہو واللہ کہ رحم اور میری قرابت دنیا اور آخرت میں میرے ساتھ متصل ہوتی ہیں۔ اے لوگو وہ تم لوگوں سے اوّل حوض کوثر پر ہونگے۔ (صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۶۲ مطبع محمدی لاہور)

(۷) اور حاکم کی صحیح روایت میں ہے۔ کہ سادات (اولاد رسول مقبول صلعم) جس کی شفاعت کرینگے۔ جناب سرور عالم صلعم بھی اُن کی شفاعت کرینگے۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۲۶۳)

(۸) طبرانی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ہر پیغمبر کی ذریت کو اسکی پیٹھ میں رکھا ہے مگر میری ذریت کو جناب علی المرتضیٰؑ کی پیٹھ میں رکھا (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۲۶۳)

(۹) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا سببی و نسبی۔ (صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۶۴) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام لوگوں کے حسب و نسب۔ رشتہ و ناطہ ٹوٹ جائیگا۔ مگر سوائے میرے حسب و نسب و رشتہ و ناطہ کے۔

اس سے سادات کرام علیہم السلام کی افضلیت تمام دنیا سے بڑھ کر ثابت ہوئی۔ کہ وہ دنیا اور آخرت میں فرزندان و ذریت رسول مقبول صلعم ہیں۔ اور تمام امتِ اوّلین و آخرین سے ان کا شان اعلیٰ ہے

بولو۔ اگر حضرات اصحابِ ثلاثہ افضل تھے۔ تو اُن کی اولاد صدیقی۔ فاروقی وعثمانی کی کیوں اتنی عزت نہیں جتنی کہ لوگ سادات کرام کی کرتے ہیں۔ اگر حضرات اصحابِ ثلاثہ (معاذ اللہ) جناب علی المرتضیٰ سے افضل تھے۔ تو اُن کی اولاد بھی ذرّیت رسول مقبول صلعم سے افضل ہونی چاہیئے۔ بولو کسی اہل سنت نے صدقہ۔ خیرات۔ نیاز۔ نذر کبھی حضرات اصحاب ثلاثہ یا اُن کے نام پر دی ہے۔ یا کبھی فاتحہ دلوایا ہے۔ بولو جب کبھی مصیبت دکھ۔ درد یا وبا و طاعون یا ہیضہ دامنگیر ہوتی ہے۔ تو کیوں پنجتن پاک کا وسیلہ گردانا جاتا ہے۔ نذر اللہ و نیاز پنجتن پاک خیرات کیجاتی ہے کبھی کسی سُنّی و خارجی و ناصبی نے کسی اصحاب کی برسی یا سالگرہ کی ہے۔ فتفکروا یا اولوا الابصار۔ ایک ناواقف سیّد عوام الناس کے عالم و مجتہد سے اعلیٰ و افضل درجہ کا ہے *

(۱۰) ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس کا بھی فرمان ہے۔ کہ روز قیامت کو ذرّیت رسول مقبول صلعم دوزخ میں نہیں جائیگی۔ سدی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ مجھ سے میرے پروردگار نے وعدہ کیا ہے کہ جو میری اہلبیت سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کو عذاب نہ کرے گا اور سب سے پہلے شفاعت بنی ہاشم کی ہوگی۔ (صواعق محرقہ فارسی۔ مطبع محمدی لاہور صہ ۲۶۹)

(۱۱) طبرانی نے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں شفاعت اپنی اہلبیتؑ کی کرونگا۔ پھر قریش کی۔ پھر انصار کی۔ پھر مومنین و تابعین اہل یمن پھر تمام عرب کی پھر اہل عجم کی اور جس کی میں اوّل شفاعت کرونگا وہ افضل ہیں (صواعق محرقہ فارسی صہ ۲۷) انصاف بھی تو یہی ہے۔ کہ جب عامۂ امت حتےٰ کہ نواصب و خوارج خواہ وہ کیسے ہی فاسق و فاجر گنہگار و بدکردار ہوں۔ شفاعت محمدیہ صلعم کے اُمیدوار ہیں تو حضرات سادات کرام اپنے جدّ بزرگوار شفیع الانام کی شفاعت سے کیوں محروم رہ سکتے ہیں *

(۱۲) طبرانی اور ابو نعیم سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کی پاکدامنی اور عصمت کے باعث اللہ تعالےٰ نے اُن کی ذرّیت (سادات کرام) پر دوزخ کی آگ حرام کردی۔ (صواعق محرقہ فارسی۔ مطبع محمدی لاہور)

(۱۳) حافظ ابوالقاسم دمشقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا اے فاطمۃ الزہراؑ آپ جانتی ہیں۔ کہ آپکا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا جناب علی المرتضیٰؑ نے عرض کی کہ جناب فرماویں حضور انور صلعم نے فرمایا ان اللہ فطمہا و ذریتہا من النار تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس سے اور اسکی اولاد ذرّیت کو دوزخ کی آگ سے آزاد کردیا ہے۔ (صواعق محرقہ صہ ۲۷)

(۱۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بفاطمۃ ان اللہ غیر معذب ک ولا ولدک یوم القیامۃ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر بحوالہ ارجح المطالب صـ۳۱۰) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو قیامت کے دن عذاب نہیں کریگا۔

(۱۵) روزِ قیامت کو تمام سادات کرام نبی اکرم علیہ السلام کے ساتھ ہونگے خواہ ان سے لغزش گناہ ہو گئی ہو۔ قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیٍٔۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝ (سیپارہ ۲۷۔ الطور) ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد ایمان کے ساتھ نیک عملوں میں ان کی پیروی کرتی رہی گو اُنکے عمل میں کسی قدر قصور بھی ہوا ہو تاہم جنتیوں کے پاس خاطر سے اُن کی اولاد کو بھی جنت میں ان کے ساتھ جا شامل کرینگے۔ اور جنتیوں کے اعمال کے صلے میں کچھ بھی کم نہیں کرینگے۔ اور ہر شخص اپنے عمل کے بدلے گروی ہے۔ (ترجمہ مولوی نذیر احمد) جب عوام مومنین کی گنہگار اولاد اُن کیخاطر بہشت میں جائیگی تو جناب سید المرسلین خاتم النبیین و شفیع المذنبین کی اولاد حضرات سادات عظام ببرکت شفیع الانام صلعم ضرور اُنکے ہمراہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔

(۱۶) ابو الخیر حاکمی و صاحب کنوز المطالب نے ذکر پسران جناب ابو طالبؑ میں لکھا ہے کہ ایک وقت جناب علی المرتضیٰؑ جناب رسول خدا صلعم کیخدمت میں حاضر ہوئے کہ حضرت عباسؓ عم نامدار جناب سید الابرار صلعم بھی تشریف رکھتے تھے جب جناب علی المرتضیٰؑ نے سرور عالم صلعم کو سلام عرض کی۔ تو حضور انور صلعم جواب سلام دیکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب علی المرتضیٰؑ سے بغلگیر ہو کر اُن کا ماتھا چوما اور اپنی داہنی طرف بٹھایا۔ اسوقت حضرت عباسؓ عم نے جناب رسول خدا صلعم سے پوچھا کہ آپ مجھ سے زیادہ جناب علی المرتضیٰؑ کو دوست رکھتے ہیں جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا اے چچا بزرگوار قسم بخدا کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت میری محبت سے زیادہ ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ہر پیغمبر کی ذریت اُس کی صلب میں رکھی ہے۔ مگر میری اولاد جناب علیؑ کی پیٹھ میں رکھی گئی ہے۔ (کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۲ نمبر حدیث ۲۵۱۰) دوسرے راوی نے یہ زیادہ کیا ہے۔ کہ روزِ قیامت کو ہر ایک شخص اپنی ماں کے نام سے پکارا جائیگا تاکہ حرامی اولاد کی رسوائی نہ ہو۔ مگر جناب علی المرتضیٰؑ اور اس کی اولاد اور ذریت تمام اپنے اپنے باپ کے نام سے پکاری جائیگی کیونکہ ان کی اولاد میں صحت ہے۔ (اور کسی قسم معاذ اللہ حرام نہیں سب حلالی ہیں) (صواعق محرقہ فارسی صـ۲۶۳ دیکھو)

(۱۷) دار قطنی میں ہے۔ ان علیاً یوم الشوریٰ احتج علی اھلھا فقال لھم انشدکم باللہ

هل فيكم احد اقرب الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الرحم مني ومن جعله صلى الله عليه وآله وسلم نفسه نفسه وابناءه ابناء غيري قالوا اللهم لا (دیکھو صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور)

جناب امیرؑ نے شوریٰ کے دن اہل شوریٰ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کوئی تم میں میرے سوا ایسا شخص موجود ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم سے زیادہ محبت سے قرابت رکھتا ہو۔ اور کس کی جان کو آنحضرتؐ نے اپنی جان اور کس کے بیٹوں کو اپنے بیٹے قرار دیا ہے سب نے کہا خدا کی قسم کوئی نہیں +

(۱۸) عن ابی سعید قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اشتد غضب الله من آذانی فی عترتی (ق) دیکھو منتخب کنز العمال بہامش الجزء الخامس من مسند الامام ابی عبدالله احمد بن محمد بن حنبل مطبوعہ مصر ص۹۱ سطر اخیر)

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جس نے میری اولاد کو ایذا دی۔ اس نے اللہ کے غصہ و غضب کو بھڑکایا +

(۱۹) حدیث۔ اوّل من اشفع له یوم القیامة من امتی اهل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار ثم من آمن بی واتبعنی من الیمن ثم من سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع له اولا افضل (طبرانی عن ابن عمر منتخب کنز العمال جلد پنجم حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر ص۹۱)

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا سب سے پہلے قیامت کے دن امت میں سے میں اپنی اہلبیت کی شفاعت کرونگا۔ پھر انکی جو انسے نزدیک ہیں پھر قریش پھر انصار پھر یمن کے مومنین و تابعین پھر تمام عرب پھر تمام عجمی لوگوں کی شفاعت کرونگا۔ اور جسکی سب سے اوّل شفاعت کروں گا۔ وہ سب سے افضل ہیں +

(۲۰) خیرکم خیرکم لاهلی من بعدی (ک) عن ابی هریرة (منتخب کنز العمال جلد پنجم ص۹۱) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو میری اہل بیتؑ سے اچھا ہو۔

انوار السادات - اشعار پنجابی

ہُن اولاد رسولؐ اللہ دی سب کتاباں پھولو	پاک نبیؐ دی خاطر کر کے مونہوں بُرا نہ بولو
پاک سرشت انہاندی اندر نور نبیؐ دا آیا	رجس پلیدی کولوں اللہ مڈھوں پاک کرایا
خالق وچ قرآن نبیؐ نوں مژدہ ایہ سناوے	ہر اک سیّد نال ذرّیت آخر رب ملاوے
عمل انہاندے تھیں کُجھ گھاٹا رب نہ ہرگز کرسی	اپنے فضل کرم تھیں انہاں وچ بہشتیں کھڑسی

بھاویں کئے عالم فاضل حافظ کتب حدیثاں
نوڑے عمل کونچے کردے تا بھی رب فرماوے
اثب دے بوٹے دی ہک ٹہنی توڑی ڈنگی ٹھبوے
ایہا مثال انہاندی جانو نیک عقیدے دھریو
ادب لحاظ انہاندا کرنا واجب اُمت آیا
ماپیو خویشوں وُدہ محبت پاک نبیؐ فرمائے
واہ واہ شان خدا خود بخشیا جسدی حد نہ کائی
اولیاء کرام جنہاندے درتوں کرامت عزت پائی
کیا کجھ صفت کریوے انہاں رنبجے قدر ودھائی
نبیؐ تے علیؑ جنہاندے وارث دوجگ اُمت والی
علم تے حلم شرم سخاوت ہووے جنہاندے گھردی
کتنی خلق طفیل وعاوں ہردم پئی درساوے
وڈے نشاناں شاناں والے نہ ثانی جنہاں قدردا
ایہ سب احسان اکرام الٰہی شیخی کسے نہ کائی

جیڑھا شان انہاں رب دناکوں کرے نس بیاں
ناامید نہ رحمت کولوں شافع پار لنگھاوے
پھر بھی اسنوں اثب سیندے اگے اثب سیوے
گُورنبیؐ دا وچہ انہاندے اسدی خاطر کریو
تابعداری جے تک ہووے رکھنا سر نوایا
ایہ آل انہاندی حب انہاندی واجب انویں آئے
مومن جیہڑے صدقے جاون بیدیناں رُوسیاہی
طفیل انہاندی خالق اکبر کیتی جگ روشنائی
جو پڑھے درود نہ آل نبیؐ تے اس نماز نہ کائی
آل انہاندی سمجھو آپی شانوں کیڈک عالی
شجاعت ہیبت عفت عصمت عادت شکر صبردی
فیض تے برکت رحمت اُمت لطف انہاں تھیں پاوے
او بھی آن سلامی ہوون سٹ نشان فخر دا
جنسوں چاہے عزت دیوے خود مختار الٰہی

یارب حرمت نال نبیؐ دے آحمدؔ نوں بخشاویں
سنے بھراواں تے امت صالح وچہ بہشت وساویں

اہل البیت محبت تیڈی فرض اساں نوں آئی
اتھیں وددھ کے ہور زیادہ شان تینوں کی ہووے
دوستی آل محمدؐ والی دین ایمان اساڈا
ادب افعال اقوال انہاندے راہیں جو کوئی ٹریا

وچہ قرآن خداوند تیڈی آپ عزت فرمائی
جو پڑھے درود نہ تیڈے اوپر اُس نماز نہ ہووے
جوں جوں حُب زیادہ ہووے توں توں ہین زیادہ
او نوحؑ نبی دے بیڑے وانگوں جو چڑھیا سو ترا

جو نہ چڑھیا سو غوطے کھاندا پوندا وس بلائیں
موت کموت مرے او موذی ٹریا راہ گمراہیں

(۲۱) عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سألت ربی تعالیٰ ان لا یدخل

احد من اہل بیتی النار فاعطانیہا (ابوالقاسم بن بشران فی امالیہ منتخب کنزالعمال جلد پنجم ۔ حاشیہ مسند امام حنبل جلد پنجم مطبوعہ مصر ۔ صفحہ ۹۲ ۔ الفصل الرابع فی فضل اہل البیت)

حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے ۔ کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری اہل البیتؑ میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے ۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس کو منظور کر لیا +

(ب) حکایت : تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۲۰۶ پر لکھا ہے ۔ کہ عبداللہ بن مُبارک ہر سال حج کو جایا کرتا تھا اور اُس نے پچاس حج کئے ۔ ایک سال پانسو دینار لیکر نکلا ۔ کہ اونٹ خریدے ۔ دیکھا کہ ایک عورت مردہ مرغی اُٹھائے لئے جاتی ہے ۔ عبداللہ نے اُس سے دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ وہ ایک علوی عورت ہے ۔ چار لڑکیاں یتیم رکھتی ہے ۔ چار دن سے کھانا نہیں ملا ۔ اب لاچار یہ مُردار اُٹھایا ہے ۔ عبداللہ نے یہ مُرغی پھنکوا دی ۔ اور اُسکو زر نقد دیا اور اس سال حج کو نہ گیا جب حاجی واپس ہوئے تو ہر ایک نے اس کو مُبارکباد دی کہ تمہاری حج قبول ہوئی وہ حیران رہا ۔ رات کو جناب سرور عالم صلعم کو خواب میں دیکھا ۔ آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شکل کا ایک فرشتہ حج کے واسطے مقرر کیا ہے ۔ خواہ تو حج کر یا نہ کر قیامت تک تیری حج ہوتی رہیگی ۔ یہ اس نیکی کا بدلہ ہے ۔ جو میری اولاد سے کیا +

(۲۲) وعدنی ربی تعالیٰ فی اہل بیتی من اقراء منہم بالتوحید ولی بالبلاغ ان لا یعذبہم (ک عن انس) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے ۔ کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے ۔ کہ جو میرے اہل بیت میں سے توحید اور رسالت کا اقراری ہوگا ۔ اس کو اللہ تعالیٰ عذاب نہ کرے گا ۔ (دیکھو منتخب کنزالعمال جلد پنجم حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم مطبوعہ مصر ۔ صفحہ ۹۲)

(۲۳) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ (رواۃ الترمذی ابواب المناقب جلد دوم صفحہ ۵۸۵ مطبوعہ مطبع نولکشور) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ۔ کہ امام حسن و امام حسین علیہما السلام بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں (ھذا حدیث صحیح حسن)

(۲۴) شفاعتی لامتی من احب اہل بیتی وہم شیعتی (الخطیب عن علی منتخب کنزالعمال جلد پنجم ۔ حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۳ سطر حاشیہ ۳) جناب رسولخداؐ نے فرمایا جتنے میری اہلبیتؑ سے محبت رکھی اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگئی اور وہ میرے شیعہ ہیں +

(۲۵) اربعۃ انا لہم شفیع یوم القیامۃ المکرم لذریتی والقاضی لہم حوائجہم ۔ والساعی لہم

فی امورہم عندما اضطروا الیہ۔ والمحب لہم بقلبہ ولسانہ (الدیلمی من طریق عبداللہ بن احمد بن عامر عن ابیہ عن علی بن موسیٰ الرضا عن آبائہ عن علی علیہم السلام منتخب کنزالعمال جلد پنجم حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۲ سطر ۴ حاشیہ) ترجمہ جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن چار شخصوں کی شفاعت کرونگا۔ اوّل۔ وہ شخص جو میری اولاد کی تعظیم و تکریم کرے۔ دوسرا۔ وہ شخص جو اُن کی حاجتوں کو پورا کرے۔ تیسرا وہ شخص جو اُن کے کام و کاج میں کوشش کرے جبکہ وہ بیقرار ہو کر اس کی طرف آویں اور چوتھا وہ جو اپنی دل اور زبان سے اُن کی محبت رکھے۔

(۲۶) اوّل من یرد علی الحوض اہل بیتی ومن احبہا من امتی (الدیلمی عن علیؑ منتخب کنزالعمال جلد پنجم حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد پنجم۔ مطبوعہ مصر صفحہ ۹۲ سطر ۵ حاشیہ)

جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا سب سے پہلے میری اہلبیتؑ میرے حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے میری اہلبیتؑ سے محبّت رکھی ہوگی۔

(۲۷) اللہم اہل بیتی وانا مستودعہم کل مومن (ابن عساکر عن انس منتخب کنزالعمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۹۳) جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا پروردگارا میں اپنی اہلبیتؑ کو تمام مومن لوگوں کے سپرد کرتا ہوں یاد رکھو کہ سادات کرام اولادِ سیدالانام علیہم السلام کا درجہ کل اُمتِ محمدیہ سے اعلیٰ و افضل ہے۔

معیارِ ولایت

آیت پنجم۔ آیت ولایت۔ سیپارہ ۶ سورۂ مائدہ رکوع ۸/۱۱۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۰ ترجمہ تحقیق تمہارا والی اللہ اور اُسکا رسول اور وہ لوگ مومن ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں صدقہ دیتے ہیں۔
وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۰ اور جو اللہ اور اُسکے رسول اور مومنوں کی ولایت کا اقراری ہے یا اُن سے محبّت رکھتا ہے وہ اللہ والا ہے اور اللہ والوں کا بول بالا ہے۔
تمام علماءِ اہلسنت اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت شریف جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی جبکہ اُنہوں نے حالتِ نماز میں ایک انگوٹھی دی۔ دیکھو قرآن معہ حدیث التفاسیر صفحہ ۱۱۶ سطر ۸ حاشیہ دوم)
واخرج الخطیب فی المتفق عن ابن عباسؓ قال تصدق علی علیہ السلام بخاتم وھو راکع فقال النبی صلعم

للسائل من اعطاك هذا الخاتم قال ذالك الراكع فانزل الله انما وليكم الله ورسوله الخ (دیکھو تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۲ صـ ۲۹۳ سطر ۱۲ مطبوعہ مصر) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب علی علیہ السّلام نے حالتِ رکوع میں ایک انگوٹھی سائل کو دی اور جناب رسولِ خدا صلعم نے سائل سے پوچھا کہ یہ انگوٹھی تجھ کو کس نے دی ہے اس نے کہا کہ اس رکوع کرنیوالے جناب علیؑ نے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری ✦

شانِ نزول ۔ ایکدفعہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ چاہِ زمزم کے کنارے بیٹھے ہوئے آنحضرت صلعم کی حدیثیں بیان کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی عمامہ پوش آنکلا۔ ابن عباس کہنے لگے۔ اے شخص میں تجھے قسمِ خدا دیکر پوچھتا ہوں۔ سچ بتا تو کون ہے۔ اس نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا اے لوگو جس نے مجھے پہچانا ہو۔ پہچانے۔ اور جس نے کہ نہ پہچانا ہو پہچان لے کہ میں ابوذر غفاری ہوں۔ میں نے آنحضرت صلعم سے ان دونوں کانوں کے ساتھ سُنا ہے۔ ورنہ یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ آنحضرت صلعم جناب علی المرتضیٰؑ کی شان میں فرماتے تھے۔ انه قائد البررة وقاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله۔ وہ نکوکاروں کا پیشوا ہے۔ اور بدکاروں کا قاتل۔ فتحمند ہُوا وہ شخص کہ جس نے اس کی امداد کی اور چھوڑا گیا وہ شخص جس نے اس کو چھوڑا۔ ایک روز جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ کسی نے اُس کو کچھ نہ دیا۔ سائل آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہنے لگا۔ اے خداوندا۔ گواہ رہیو۔ میں نے تیرے رسول صلعم کی مسجد میں سوال کیا تھا۔ مجھے کسی نے کچھ نہ دیا جناب امیرؑ رکوع میں تھے۔ سائل کی طرف اپنے داہنے ہاتھ کی اُنگلی سے اشارہ کیا۔ اس میں انگوٹھی تھی۔ سائل نے بڑھکر اُتار لی۔ یہ ماجرا آنحضرت صلعم نے دیکھ کر جناب الٰہی میں دعا کی۔ فقال اللّهمّ ان اخي موسى سالك فقال ربّ اشرح لي صدري ويسّر لي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي واجعل لي وزيرا من اهلي هارون اخي اشدد به ازري واشركه في امري فانزلت عليه قرآنا سنشدّ عضدك ونجعل لكما سلطانا۔ اللّهمّ انّي محمّد نبيّك وصفيّك۔ اللّهمّ فاشرح لي صدري ويسّر لي امري واجعل لي وزيرا من اهلي عليّا اشدد به ازري۔ قال ابوذرؓ فما اتمّ دعاءه حتّى آتى جبرئيل من عند الله وقال يا محمّد اقرء انّما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الذين يقيمون الصّلوٰة ويؤتون الزّكوٰة وهم راكعون (اخرجه ابو اسحاق ثعلبي في تفسيره وتفسير نيشاپوری۔ ارجح المطالب باب دوم صـ ۸۵ بار دوم) الٰہی میرے بھائی موسٰیؑ نے تجھ سے استدعا کی کہ اے میرے پروردگار میرے سینہ کو کھول اور میرے کام کو آسان بنا میری زبان کی گرہ کھول۔

تاکہ میری باتیں لوگ سمجھ سکیں اور میرے گھر کے لوگوں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا۔ اس کی وجہ سے میری پُشت کو قوی کر اور اس کو میرے کام میں میرا شریک کر۔ پس یا الٰہی تو نے اپنا حکم اس پر نازل کیا۔ کہ ہم تیرے بھائی کی وجہ سے تیرے بازو قوی کرینگے۔ اور تم دونوں کو غالب بنائینگے۔ الٰہی میں محمدؐ ہوں اور تیرا نبی برگزیدہ ہوں۔ پس میرے سینہ کو بھی کھول اور میرے کام کو آسان کر اور میرے گھر والوں میں سے جناب علیؑ کو میرا وزیر بنا اور اس کی وجہ سے میری پُشت کو قوی کر۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ ابھی آنحضرت صلعم نے دعا کو ختم نہیں کیا تھا کہ جبرئیلؑ خدا کے پاس سے تشریف لائے اور کہنے لگے یا محمد پڑھو انّما ولیّکم اللّٰہ ورسولہ الخ (دیکھو تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۳ صفحہ ۶۱۸ سطر ۱۸۔ تفسیر درمنثور سیوطی جلد چہارم صفحہ ۲۹۵ تذکرۃ خواص الامۃ صفحہ 9/14۔ مطالب السئول صفحہ ۳۱)

(۲) **حدیث ولایت** - عن عمران بن حصین انّ النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم قال انّ علیًّا منّی وانا منہ وھو ولیّ کلّ مؤمن (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی ابن ابی طالبؑ جلد ۸۔ صفحہ ۱۲) حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے۔ کہ تحقیق جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا۔ کہ جناب علیؑ مجھ سے ہے اور مَیں اُس سے ہوں اور وہ تمام مومنوں کا سردار ہے۔

توثیق - حدیث ولایت کا راوی اجلح الکندی ہے جس کو ثقہ مانا گیا ہے۔ وثقہ ابن معین کما ذکر ابن حجر العسقلانی فی تقریب التہذیب۔

(۳) عن زید بن ارقمؓ انّ النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم قال من کنت مولاہ فعلیّ مولاہ۔ (رواہ احمد والترمذی۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۸۔ ربع ۴ صفحہ ۱۲) حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے۔ کہ تحقیق نبی صلعم نے فرمایا جس کا مَیں سردار ہوں اس کا علیؑ بھی سردار ہے۔

(۴) عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم رأیت علی باب الجنّۃ مکتوبًا لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ وعلی ولی اللّٰہ واخو رسول اللّٰہ۔ حضرت جابر انصاری سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مَیں نے جنّت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کا رسولؐ ہے اور علیؑ اللہ کا بنایا ہوا حاکم۔ ولی ہے اور رسول اللہ کا بھائی ہے (مودۃ القربےٰ سیّد علی ہمدانی شافعی۔ مودۃ ششتم نمبر اوّل۔ منتخب کنز العمال۔ حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۵ سطر ۴ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۹۔ نمبر حدیث ۶۰۷۲)

(۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسرے بی رائیت علی باب الجنۃ مکتوباً بالذہب لا الٰہ الا اللہ محمد حبیب اللہ وعلی ولی اللہ وفاطمۃ امۃ اللہ والحسنین صفوۃ اللہ علی باغضہم لعنۃ اللہ (اخرجہ الدیلمی بحوالہ ارجح المطالب باب اوّل ص۳۲) جناب سرورِ کائنات صلعم فرماتے تھے کہ شبِ معراج میں ہم نے جنّت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ محمد اللہ کا حبیب ہے۔ جناب علی اللہ کا دوست اور جناب فاطمہ اللہ کی کنیز ہے اور حسنین الشریفین اللہ کے برگزیدہ ہیں اُن کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (ب) تفسیر سدی میں عم یتساءلون عن النباء العظیم کی تفسیر میں ہے۔ کہ قبروں میں ولایت جناب علیؑ کی بابت سوال ہوگا۔ منکر نکیر پوچھینگے میت سے کہ دین تیرا کیا ہے۔ رب تیرا کون ہے پیغمبر تیرا کون ہے اور امام تیرا کون ہے۔

(ب) دعویٰ ولایت - عن ابن عباس رض ان علیاً کان یقول فی حیاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افان مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدانا اللہ واللہ لئن مات اوقتل لاقتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت۔ واللہ انی لاخوہ۔ وولیہ وابن عمہ و وارثہ فمن احق بہ منی (دیکھو تفسیر حافظ ابن کثیر الجزء الثانی ص۲۹ سطر ۳۲ حاشیہ تفسیر فتح البیان الجزء الثانی ص۲۹ مطبوعہ مصر) ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے۔ کہ جناب علی المرتضیٰؑ حیاتِ رسولؐ اللہ میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر جناب رسولؐ اللہ وفات پا جائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم مرتد ہو جاؤ گے۔ خدا کی قسم ہرگز مرتد نہ ہونگے جبکہ خدائے تعالےٰ نے ہم کو ہدایت دی اور قسم ہے خدا کی ضرور لڑائی کرینگے جس پر جناب رسول خدا صلعم نے قتال کیا ہے۔ حتےٰ کہ ہم مرجائیں اور اللہ کی قسم میں اس نبی مکرّم کا بھائی ہوں اور ولی ہوں اور چچا کا بیٹا ہوں۔ اور اُس کا وارث ہوں مجھ سے زیادہ کون حقدار ہے۔

(۶) حدیث ولایت - اخرج الحاکم عن ابن عباس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکم یتولانی فی الدنیا والاخرۃ فقال حتی مرّ علی اکثرھم فقال علیؑ انا اتولاک فی الدنیا والاخرۃ فقال انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ (وسیلۃ النجاۃ ص۱۰۸) حاکم نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی کہ حضور سرورِ عالم صلعم نے فرمایا کہ تم سے کون میرا دنیا و آخرت میں ولی ہوگا حتےٰ کہ آپ بہت سے لوگوں کے پاس فرماتے ہوئے گذرے۔ جناب علی المرتضیٰؑ نے عرض کی کہ میں آپ کا دُنیا و آخرت میں ولی ہونگا جناب

سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ تو میرا دُنیا و آخرت میں ولی ہے ۲ ب) لاتقل ھذا فھو اولی الناس کلم بعدی یعنی علیا مت بُرا کہو۔ کیونکہ علیؑ میرے بعد تمام آدمیوں کا سردار ہے۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۵

(۷) **حدیث ولایت** ۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم بقیع الغرقد میں تشریف فرما تھے اور مَیں خدمت میں حاضر تھا۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے۔ جو قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑیگا جس طرح مَیں نے قرآن کی تنزیل پر مشرکوں سے جہاد کیا ہے۔ وہ لوگ لا الہ الّا اللہ کہنے والے ہونگے۔ اس لئے ان سے جہاد کرنا لوگوں پر شاق گذریگا۔ یہانتک کہ لوگ اس ولی اللہ پر طعنہ زن ہونگے اور اسکے کام سے ناراض ہونگے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کشتی کے امر میں اور لڑکے کے قتل کرنے میں اور دیوار بنانے میں حضرت خضرؑ پر ناراض ہوکے تھے۔ حالانکہ کشتی کا توڑنا اور لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضا کے لئے تھا (اخرجہ خوارزمی ارجح المطالب باب اوّل صفحہ ۳۳ و منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۶ مصری۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ نمبر ۵۹۷۳)

(۸) **حدیث ولایت** ۔ عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا بریدۃ ان علیا ولیکم بعدی فاحب علیا فانہ یفعل ما یؤمر (اخرجہ الدیلمی۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۷۸ باب چہارم) حضرت بریدہ اسلمیؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ اے بریدہؓ تحقیق علی المرتضیٰؑ میرے بعد تمہارا سردار ہے۔ جناب علیؑ سے محبت رکھ۔ کیونکہ وہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا کہ اس کو حکم ہوتا ہے۔ (دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ نمبر حدیث ۲۵۸)

(۹) **حدیث ولایت** ۔ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ کو ایک لشکر کا سردار بنا کر روانہ فرمایا اور وہ ایک کنیز اپنے تصرف میں لائے پس لوگوں کو یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ آنحضرت صلعم کے اصحاب میں سے چار صاحبوں نے باہم عہد کیا کہ ہم جناب علی المرتضیٰؑ کے اس فعل کا حضرتؐ کے پاس تذکرہ کرینگے۔ عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جب ہم سفر سے واپس آیا کرتے تو سب سے پہلے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ پس وہ لوگ آنحضرت صلعم کے حضور میں آئے۔ ایک شخص اُٹھکر ان میں سے کہنے لگا۔ یا رسول اللہ جناب امیرؑ نے یہ فعل کیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے اس سے اپنا مُنہ پھیر لیا پھر دوسرے نے اُٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ جناب علیؑ نے یہ کچھ کیا تھا۔ پھر آنحضرت صلعم نے اس سے بھی مُنہ پھیر لیا

پھر تیسرے اور چوتھے نے بھی اس طرح سے عرض کیا۔ آنحضرت صلعم نے متوجہ ہو کر تین دفعہ فرمایا۔ دعوا علیاً دعوا علیاً۔ دعوا علیاً ان علیاً منّی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی (اخرجہ احمد فی المسند بحوالہ ارجح المطالب باب چوتھا صفحہ ۴۶۷) ترجمہ۔ تم علی المرتضیٰ کے پیچھے مت پڑو۔ پیچھے مت پڑو پیچھے مت پڑو جناب علیؑ میرا ہے اور میں علیؑ کا ہوں۔ وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا سردار و حاکم ہے۔ (جامع الترمذی جلد دوم صفحہ ۵۰۲ ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳)

توثیق حدیث ۔ اخرجہ النسائی فی الخصائص وابو یعلیٰ فی مسندہ وابن جریر فی تہذیب الآثار وصححہ وقال محب الطبری فی ریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ قد اخرج الترمذی وقال حسن غریب و ابن حبان فی صحیحہ وقال ابن حجر فی اصابہ فی تمییز الصحابہ قد اخرج الترمذی باسناد قوی۔ وقال الحاکم فی المستدرک ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ واخرجہ ابن عدی والطبرانی و ابو نعیم فی فضائل الصحابہ۔ وابن المغازلی فی المناقب۔ وابن الاثیر فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ وابن السبوع الاندلسی فی الشفاء۔ والحافظ الذہبی فی میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ والسیوطی فی جمع الجوامع وصححہ واخرجہ ملخصاً ابو داؤد والطیالسی فی مسندہ۔ وابن ابی سفیان فی فوائدہ۔ وابراہیم بن عبداللہ الوصابی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء۔ وقال السیوطی فی القول الجلی فی فضائل لعلی اخرج ابن ابی شیبۃ وصححہ۔ وصححہ المتقی فی کنز العمال (ارجح المطالب باب چوتھا)

(۱۰) دعویٰ ولایت ۔ عن ھبیرۃ بن مریم وسعید بن وھب وحبۃ العرنی وزید بن ارقم رضؓ ان علیاً ناشد الناس من سمع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من کنت ولیہ فعلی ولیہ فقام بضع عشر فشھدوا انھم سمعوا رسول اللہ صلعم یقول من کنت ولیہ فعلی ولیہ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر۔ ارجح المطالب باب چوتھا صفحہ ۴۸۵) ہبیرۃ بن مریم وسعید بن وہب وحبۃ العرنی اور زید بن ارقم رضؓ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس نے آنحضرت صلعم سے اس حدیث کو سنا ہے کہ جس کا میں سردار ہوں اس کا علیؑ بھی سردار ہے تو وہ کھڑا ہو کر بیان کرے دس اوپر کتنے آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور بیان کیا کہ ہم نے آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس کا میں ولی ہوں اس کا علیؑ بھی ولی ہے۔

(۱۱) حدیث تولّا ۔ عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوحی الیّ امر بی بولایۃ علی ابن ابی طالب فھو معی فی الجنۃ فمن تولاہ فقد تولانی ومن

تولانی فقد تولی اللہ (اخرجہ الدّیلمی - ارجح المطالب - باب چوتھا صفحہ ۶۸۲ - منتخب کنزالعمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۳) ترجمہ - عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے - کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ مجھے وحی آئی ہے کہ جو شخص مجھ پر اور جناب علیؑ کی ولایت پر ایمان لائے گا۔ پس وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا جس نے اس سے تولّا رکھی اُس نے مجھ سے تولّا رکھی اور جس نے مجھ سے تولّا رکھی اُس نے خدا سے تولّا رکھی ۔

(۱۲) **قول صحابہ** - قیل لحضرت عبداللہ بن عباسؓ الوفاۃ - قال اللّٰھم انی اتقرب الیک بولایۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام (اخرجہ احمد فی المناقب - ارجح المطالب باب چوتھا)

کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ دعا مانگنے لگے۔ اے پروردگار! میں جناب علی المرتضےٰؑ کی ولایت کے سبب سے تیرا تقرب چاہتا ہوں ۔

(۱۳) **حدیث ولایت** - حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلعم مجھ کو لواء الحمد کی تعریف اور اس کی کیفیت سے آگاہ فرمایئے۔ فرمایا اس کا طول ہزار برس کی راہ کے برابر ہوگا۔ اور اس کا ستون سُرخ یاقوت کا اور اس کا قبضہ سفید موتی کا اور اس کا پھریرا سبز زمرد کا ہوگا۔ اس کے تین گیسو ہونگے ۔ ایک گیسو مشرق میں ہوگا اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا وسطِ دُنیا میں ان کے اوپر تین سطریں لکھی ہونگی ۔ پہلی سطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ دوسری سطر الحمد للہ رب العالمین ۔ تیسری سطر لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ہوگی ۔ ہر سطر کا طول ہزاروں برس کی راہ کے برابر ہے۔ میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ نے سچ فرمایا۔ اب فرمایئے اس عَلَم کو کون اٹھائیگا فرمایا اس کو وہ شخص اُٹھائیگا جو دُنیا میں میرا عَلَم اُٹھاتا ہے یعنی جناب علیؑ ابن ابی طالب جس کا نام اللہ نے زمین اور آسمانوں کی پیدائش کے پہلے لکھا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپ نے سچ فرمایا اب یہ فرمایئے۔ کہ آپکے اس عَلَم کے سایہ میں کون لوگ ہیں ۔ فرمایا مومنین اولیاء اللہ خدا و رسولؐ اور جناب علیؑ کے پیروکار و مددگار پس ان کا حال اچھا ہے ۔ اور جو علیؑ کے باب میں مجھ کو جھٹلائے ۔ اس کو عذاب ہے یا علیؑ کو میرے باب میں جھٹلائے یا اس مرتبہ میں اس سے جھگڑا کرے جس میں خداتعالیٰ نے اُس کو قائم کیا ہے ۔ (مودۃ القربیٰ ۔ مودت ششم نمبر ۲۳ - تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۳ پر زیادہ ہے ۔)

(۱۴) اذا نزلت ھذہ الآیۃ علیٰ رسول اللہ صلعم - انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ ونودی بالصّلوٰۃ

صلوٰۃ الظہر وخرج رسول اللہ صلعم فقال اعطاک شیئا قال نعم قال من قال ذاک الرجل قال علیٰ ای حال اعطاک قال وھو راکع قال وذاک علی ابن ابی طالب فکبّر رسول اللہ صلعم عند ذالک وھو یقول ومن یتولّ اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فانّ حزب اللہ ھم الغالبون (تفسیر درّ منثور سیوطی ص۲۹۴ جلد۲) اس آیت کے شانِ نزول میں دیکھو تفاسیر ذیل:۔ تفسیر کشاف جلد اوّل ص۴۲۲ تفسیر نیشا پوری برحاشیہ تفسیر ابن جریر سیپارہ ۶ ص۱۴۵۔ تفسیر ابن جریر طبری سیپارہ ۶ ص۱۶۵ تفسیر خازن جلد اوّل ص۵۰۶ تفسیر مدارک التنزیل بہامش تفسیر خازن جلد اوّل ص۵۰۶ فتح البیان جلد ۳ ص۵۰ تفسیر مظہری ص۲۳۔ تفسیر ابن کثیر حاشیہ فتح البیان جلد ۳ ص۲۶۷ تفسیر حقانی جلد ۲ ص۴۰ مجتبائی دہلی۔ تفسیر روح المعانی جلد ۲ ص۳۲۹ تفسیر حسینی فارسی جلد اوّل ص۱۴۰ سطر ۶۔ واخرجہ ابن جریر ابن مردویہ۔ طبرانی۔ ابن حاتم۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ نزلت فی شان علی ابن ابی طالب علیہ السلام (تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ قل ص۲۸۶ سطر ۱۲ مطبوعہ صالحی۔ و کنز العمال جلد ۶ ص۴۰۵)

بحث لفظ ولی - ولی۔ ولائیت۔ تولّے۔ موالی۔ اولیٰ۔ سب کے مصدر ایک ہی ہیں۔ قبضہ کرنا۔ تصرف حاکم۔ سردار۔ امارت۔ قدرت۔ ملک۔ بادشاہی کرنا۔ مدد دینا۔ وارث نزدیک ہونا ایک دوسرے سے ملنا۔ موالات دوستی اور پیوستگی ایک دوسرے سے کرنا۔ تولّے دوستی رکھنا (دیکھو منتہی الارب فی لغات العرب) قرآن شریف میں ایک لفظ کے کئی معنی آئے ہیں اور ہمیشہ متکلم کے منشا اور مفہوم کو سمجھا جاتا ہے اور جہاں قرینہ ہوتا ہے وہ معنی کئے جاتے ہیں۔ مثلاً قولہ تعالیٰ انت ولیّ فی الدنیا والاخرۃ۔ تو میرا دُنیا و آخرت میں والی و حاکم ہے۔ حدیث شریف ہے کہ لیس النکاح الّا بولیّ۔ وارث کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر اس جگہ ولی کے معنے یار دوست کے لئے جائیں تو کیا مُلّاں صاحب عورت کے یار دوست و آشنا کو تلاش کرتے پھرینگے پس انّما ولیکم اللہ میں ولی کے معنے حاکم اور والی کے ہیں اور علی ولی اللہ میں ولی کے معنے دوست کے بھی ہو سکتے ہیں اور یہ معنی بھی درست ہیں کہ جناب علی المرتضیٰؑ اللہ کا بنایا ہوا حاکم ہے۔ بلکہ وہ امام الاولیاء و امام الاتقیا ہے۔ تو پھر خارجی و ناصبی کو علی ولی اللہ سے کیسی ضد و حسد ہے جب (النبیّ اولیٰ بالمومنین من انفسھم) نبی مومنین کی جانوں سے افضل و اعلیٰ ہوتا ہے جناب سرورِ عالم صلعم کی شان میں ہے تو ضرور ہے کہ نفسِ رسولؐ بھی مومنین سے افضل و اعلیٰ ہو۔ کیونکہ تو حدودِ یگانگت کاملہ ہے۔

(۲) اس آیت شریف میں ولایت کے واسطے کثیر الرکوع اور سجود کی شرط ہے سو پڑھو محمد رسول اللہ

والذین معہ الخ میں تراھم رکعا سجدا سے مراد جناب علی المرتضےؑ ہیں ۔ کیونکہ جناب علی المرتضیٰؑ کثیر الرکوع وسجود تھے (معالم التنزیل بغوی) پس تفسیر القرآن بالقرآن سے ثابت ہوا کہ یہ آیت شریف جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور قولہ تعالیٰ یحبھم ویحبونہ ۔ جناب علی المرتضیٰؑ کے حق میں وارد ہے ۔ کیونکہ اسکا مابعد باتفاق اکثر مفسرین انہی کے حق میں اترا ہے ۔ (تفسیر نیشاپوری جلد ۶ صفحہ ۱۶۲ ۔ خازن جلد ۱ صفحہ ۵۰۴ اکلیل بر حاشیہ جامع البیان صفحہ ۱۶۹ فلک النجاۃ صفحہ ۱۷۴)

(۳) زکوٰۃ کے معنے یہاں صدقہ مستحب ہے نہ کہ زکوٰۃ واجب ۔ قرآن شریف میں ایسے سینکڑوں ذو معنی الفاظ ہیں جیسے حرام کے معنے ناجائز اور واجب کے بھی ہیں ۔ دیکھو قولہ تعالیٰ وحرام علی قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون (۱۷/۹۵) صلوٰۃ کے معنے نماز اور رحمت و برکت و درود کے ہیں ۔ زکوٰۃ کے معنے صدقہ و خیرات سنو قولہ تعالیٰ وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھم کٰفرون (۲۴/۲) کیا مشرکین پر بھی زکوٰۃ واجب تھی کہ خدا تعالےٰ اُن کو دوزخی بناتا ہے ۔ نہیں یہاں زکوٰۃ کے معنی خیرات کے ہیں ۔ جناب امیرؑ نے جو سائل کو انگشتری دی ۔ وہ صدقہ اور خیرات کی قسم سے تھی نہ کہ وہ نماز میں زکوٰۃ بانٹ رہے تھے العاقل تکفیہ الاشارۃ

(۴) قرآن شریف میں لفظ ضلال کے کئی معنی ہیں ۔ اگر گمراہی کے معنی تمام جگہ لئے جائیں تو اسلام کا صفایا ہو جائے قولہ تعالیٰ یضل من یشاء ویھدی من یشاء ۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ۔ ووجدک ضالا فھدیٰ

(۵) **اعتراض مُلّاں** :۔ یہ بات مشہور ہے کہ جناب امیرؑ فقیر تھے اور اُن کے پاس اتنا مال نہ تھا کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی ۔ کیونکہ شیعہ کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے تین روٹیاں للہ دیں ۔ اسی لئے جناب امیرؑ کی شان میں سورۂ ہل اتٰی نازل ہوئی (صفحہ ۹۷) ۔ امنو جمع کا صیغہ ہے ۔

(جواب) امیر اور فقیر دو متضاد الفاظ ہیں ۔ ضدین کا اجتماع محال ہے ۔ اگر آپکے نزدیک جناب سیدنا المرتضےٰؑ فقیر تھے تو پھر امیر کیوں لکھتے ہو شیعہ ہی کے نزدیک نہیں بلکہ تمام علماء اہلسنت کا اجماع ہے ۔ کہ سورۂ ھل اتٰی جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوئی ۔ فقر سے مراد وہ ہے جسکو رسالتمآب صلعم نے پسند فرمایا ۔ **الفقر فخری** یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا کی آیت نے آپکو قیامت تک شرمندہ کر رکھا کہ جناب امیرؑ محتاج و مسکین نہ تھے بلکہ زاہد و متقی تھے جو کماتے تھے وہ راہ خدا میں لٹا دیتے ۔ اُنکو غربا پروری منظور تھی ۔

(ب) دراصل جمع کا صیغہ تعظیمی ہوا کرتا ہے ۔ خداوند کریم وحدہٗ لاشریک ہے لیکن انا و نحن کے جمع کی ضمائر اپنی نسبت استعمال فرماتا ہے اور جس جگہ اتباع کے لئے کسی کار خیر میں لوگوں کو تحریص دیجائے وہاں کثر جگہ

قرآن شریف میں صیغہ جمع آیا ہے۔ پھر مقدمہ میں ثابت کر چکا ہوں۔ کہ قرآن شریف کے لفظ آمنو میں جناب امیر علیہ السلام سردار و شریف ہیں +

مُلّاں صاحب فرماتے ہیں جب غزوات النبی صلعم میں سب کو مال غنیمت ملتا تھا جس سے حضرات اصحاب ثلثہ بھی حصے پاتے تھے۔ تو جناب امیرؑ کیوں مفلس و فقیر رہے۔ حالانکہ ان کے پاس باغ فدک کی جاگیر بھی تھی۔ اور جناب امیرؑ خود بھی زمینداری کرتے تھے۔ مدنی حاجیوں سے پوچھو کہ مدینہ منورہ کے تین میل کے فاصلہ پر بیرِ علیؑ جناب علی المرتضےٰؑ کا کنواں جہاں آپ کا نخلستان تھا اب تک موجود ہے۔ اور جہاں سے تمام حاجی پاپیادہ ہو کر درود و صلوٰۃ کا نعرہ مارتے ہوئے داخل مدینہ منورہ ہوتے ہیں۔ الحمدللہ کہ بندہ صاحب اس بیرِ علی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہے +

(ب) جناب امیر علیہ السلام نے بروز شوریٰ اس آیہ دانی ہدایہ سے حجت پیش کی۔ دیکھو حدیث انشاد۔

(ج) اگر ولی کے معنے حاکم یا سردار کے لئے جائیں تو بھی اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ مسلمانوں کو اللہ نبی اور علی علیہما السلام کی دوستی فرض ہے یا قیوں کی نہیں کیونکہ جمیع اُمت محمدیہ سے خطاب ہے تو اُمت اور جناب امیرؑ میں بہت بڑا فرق مابہ الضمیر پیدا ہو گیا اور جناب امیرؑ کی دوستی اللہ اور رسولؐ کے برابر قرار دی گئی اور وہ زمرۂ حکام میں داخل ہو گئے۔ عوام الناس میں نہ رہے۔ پس دوست کے معنے سے بھی حکومت ثابت ہوئی

(د) علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں کہ اگر تو یہ کہے کہ یہ بات جناب علیؑ کے لئے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس آیت میں تو لفظ جمع کا استعمال ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ لفظ جمع کا اسلئے مستعمل ہوا ہے۔ اگرچہ در اصل سبب اس میں ایک ہی آدمی ہے یعنی جناب امیرؑ تاکہ لوگ انہیں کے ثواب کے موافق ثواب حاصل کریں کیونکہ مومنین کی خصلت اسی درجہ پر چاہیئے اور ان کو احسان کرنے پر اور فقرا کے حال ہی کی غمخواری پر اسی قدر حرص چاہیئے کہ ان کو نماز سے بھی اس میں تاخیر نہ ہو (ارجح المطالب صفحہ ۹۰ باب دوم دیکھو)

آیت ششم۔ آیت صداقت۔ صدیقِ اکبر کون ہے ۔ قولہ تعالیٰ۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (توبہ رکوع ۱۴) اس آیت شریف میں صادقین یعنے سچ بولنے والوں سے مُراد صادق آل سیدنا محمد صلعم اور جناب رسول مقبول صلعم اس میں شامل ہیں۔ اس آیت شریف سے چند امر ثابت ہوئے (۱) یہ کہ خطاب اور جملہ مومنین پر ہے۔ اور یہ حکم قیامت تک ہے۔

(۲) یہ کہ جملہ مومنین اس آیت کے حکم سے بعد تحصیل ایمان کے تقویٰ حاصل کرنے پر مامور ہیں

(۳) یہ کہ جملہ مومنین بعد تحصیلِ ایمان اور تقویٰ کے معیّت صادقین پر مامور ہیں (۴) نفس آیت میں دلالت ہے کہ صادقین کوئی دوسرا گروہ ہونا چاہیئے جن کی پیروی اور اطاعت کرنے پر جملہ مومنین و متقین مامور کیئے گئے ہیں۔ ورنہ لازم آئیگا کہ مخاطبین تابع ہیں اور متبوع بھی ہیں۔ اسی طرح وہ صادقین اور نیز مصدقین ہوں۔ یا لازم آئیگا کہ مخاطبین خود تابع و نیز متبوع اور خود بھی صادق اور خود اپنا مصداق سو یہ باطل ہے اس لئے صادقین کا علیحدہ گروہ ہے (۵) کلمہ کونوا (ہوجاؤ) سے مُراد معیّتِ جسمانی نہیں بلکہ قول و فعل میں اطاعت لازم ہے۔ (۶) آیت میں دلیل جلیل ہے کہ صادقین کا مرتبہ بالیقین مومنین متقین سے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ آیت میں صادقین کو متبوع و مطاع اور ان کو تابع و مطیع قرار دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ متبوع مطاع کا مرتبہ تابع مطیع سے بدرجہا زیادہ ہے۔ (۷) آیت میں دلیل ہے۔ کہ صادقین بغیر معصومین کے کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ اس لیئے کہ ان کی اطاعت علےٰ سبیل الاٰئم واجب کی گئی۔ اگر وہ غیر معصوم ہوں۔ تو پس معصیت کی حالت میں بھی ان کی اطاعت کرنا لازم ہوگا۔ یہ باطل ہے لہٰذا واجب ہُوا کہ اگر وہ صادقین معصوم مطہر ہوں اور باتفاق فریقین آئمہ اہل البیت کے بغیر کوئی دوسرا معصوم نہیں ہے۔ اِس لئے اہلسنت نے بھی مان لیا ہے کہ بغیر جناب علیؑ و آل علیؑ کوئی شخص صادقین سے نہیں ہوسکتا۔ دیکھو اخطب خوارزم علامۂ حموینی۔ ابونعیم اصفہانی۔ ثعلبی۔ امام مالک۔ ابن جوزی نے خواص الامۃ مطبوعہ طہران صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے کہ علماء کا قول ہے کہ صادقین کے معنے علی علیہ السلام اور اس کی اہل ہے۔ درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۹ روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۳۸۸۔ تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱)

دعوےٰ۔ (ب) علامہ ابراہیم بن محمد الحموینی اپنی کتاب فرائد السمطین میں حدیث انشاد میں بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں صحابہ سے مخاطب ہوکر جناب امیرؑ نے فرمایا تھا۔ قال انشدکم اللّٰہ اتعلمون ان اللّٰہ انزل یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصّادقین فقال سلمان یا رسول اللّٰہ ھذا عامۃ ام خاصۃ قال اما المامورون فعامۃ المومنین واما الصادقون فخاصۃ اخی علیؑ واوصیائی من بعدی الی یوم القیامۃ قالوا نعم۔ فرمایا میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جس وقت خدا تعالےٰ نے یہ آیت اتاری اے مسلمانو خدا کے عذاب سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ہمراہ ہوجاؤ۔ تو حضرت سلمان فارسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلعم یہ آیت عام ہے یا خاص ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا مامور تو عامۃ المومنین ہیں اور صادقوں میں خاص میرا بھائی علیؑ اور

میرے وصی قیامت تک مُراد ہیں صحابہ نے کہا نعم ہاں ہم نے سُنا ہے۔

(ج) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کونوا مع الصادقین سے مُراد جناب علیؑ ہیں۔ کیونکہ وہ صادقین کے سردار ہیں (ثعلبی۔ حافظ ابو نعیم ۔سبط ابن جوزی۔ سیوطی در درمنثور)

(د) **صدیق اکبر کون ہے** عن ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لعلیؑ انت اوّل امن بی وصدّق وانت صدیق الاکبر (اخرجہ الحاکم۔ ارجح المطالب باب اوّل صـ۲۲) حضرت ابی ذر غفاریؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ سے فرمایا تو سب سے اوّل مجھ پر ایمان لایا ہے۔ اور میری تصدیق کی ہے۔ اور تو صدیق اکبر ہے۔ (منتخب کنز العمال جلد ۵ صـ۴۳۔ ایضاً حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صـ۲۲)

(ہ) جامع الصغیر سیوطی صـ۶۵ میں ہے الصدیقون ثلاثہ حزقیل من ال فرعون وحبیب النجار وصاحب ال یاسین وعلی ابن ابی طالب۔ صدیق تین ہیں حزقیل ۔حبیب النجار اور علی ابن ابیطالبؑ (صواعق محرقہ صـ۲۱۳۔ کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۲)

دوم۔ کتاب الفضائل احمد حنبل میں ہے کہ جناب علی ابن ابیطالبؑ ان تینوں سے افضل اور حزقیل بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے مثل یوشع نبی تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ جناب علی علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر فضیلت ہے۔ (تذکرہ خواص الامۃ صـ۳۱)

(و) روی انہ قال علی علے المنبر بمشہد من الصحابۃ انا الصدیق الاکبر امنت قبل ایمان ابی بکر (شرح تجرید قوشجی صـ۳۸۹۔ ابن قتیبہ فی المعارف۔ ارجح المطالب صـ۲۳ منتخب کنز العمال جلد پنجم) جناب امیرؑ نے منبر پر صحابہ کے روبرو فرمایا کہ میں صدیق اکبر ہوں۔ ابوبکر سے اوّل ایمان لایا ہوں۔

(ز) **قولہ تعالیٰ** ۔ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (سورہ زمر) اور وہ شخص کہ سچ کے ساتھ آیا اور وہ جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ پرہیزگار ہیں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ اس سے مُراد جناب رسول مقبولؐ اور زوج بتولؑ ہیں (ابن مردویہ۔ درمنثور سیوطی۔ ابن عساکر حافظ ابو نعیم۔ ابن المغازلی۔ ارجح المطالب صـ۶۶)

(ح) **قولہ تعالیٰ** وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ (سورۃ شعرا) اور بنا میرے لئے ایک سچ کی زبان پچھلوں میں۔ اس سے مُراد جناب امیرؑ ہیں۔ جبکہ اُن کی ولایت کو جناب ابراہیمؑ کے سامنے پیش کیا گیا

انہوں نے جناب الٰہی میں دعا کی۔ اے پروردگار ان کو میری ذریت سے بنا۔ پس خدائے تعالےٰ نے ایسا ہی کیا۔ (ارجح المطالب ص۵۹) (ط) صدیق بُت شکن ہوتا ہے بُت پرست نہیں ہوتا حضرت ابراہیم و حضرت یوسف بُت شکن صدیق نبی تھے۔ صدیق مبالغہ ہے صدق۔ صادق مبالغہ نہیں۔ جو دعویٰ کو نباہ جائے وہ صادق کہلاتا ہے۔ صبح کاذب چند لمحہ ظہور دکھا کر آخر صبح صادق سے دب گئی اور صدیق نہ کہلائی۔ جس کے اندر ظلمت کفر ہو وہ صدیق نہیں۔ صدیق کی ابتدا اور انتہا جبات صدق ہوتی ہے صدق وہ جس کی حیات وممات اگر کفر کی

(۷) **آیتِ ہفتم**۔ سورۂ رعد سیپارہ ۱۳۔ قولہ تعالیٰ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ہ

ترجمہ۔ اے نبی تو تو لوگوں کو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے واسطے ہادی مقرر ہے۔

(الف) شانِ نزول۔ واخرج ابن مردویہ وابن جریر وابونعیم فی معرفۃ والدیلمی وابن عساکر وابن النجار قال لما نزلت انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ وضع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یدہ علی صدرہ فقال انا المنذر واوما بیدہ الی منکب علی رضی اللہ عنہ فقال انت الہادی یا علی بک یہتدی المہتدون من بعدی (تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۴ ص۴۵ سطر ۹ مطبوعہ مصر)

جب یہ آیت انما انت منذر ولکل قوم ھاد نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلعم نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سینہ پر رکھ کر فرمایا۔ کہ میں ڈرانے والا ہوں اور جناب علی المرتضیٰؑ کے کندھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اے علیؑ تو ہدایت کرنے والا ہے اور میرے بعد تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائینگے۔

(ب) جناب سرورِ عالم صلعم سے پوچھا گیا۔ کہ کس کو آپ کے بعد امیر بنائیں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے اوصاف بیان کر کے فرمایا۔ ان تومروا علیاً ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مہدیا یاخذ بکم الی الطریق المستقیم۔ (مشکوٰۃ باب مناقب عشرہ جلد ۲ ص۲۸ مطبع احمدی) اگر تم علی المرتضیٰؑ کو خلیفہ و امیر بناؤ۔ لیکن میں نہیں دیکھتا کہ تم لوگ اس کو امیر بناؤ گے۔ وہ ہادی و مہدی ہو کر تم سب لوگوں کو سیدھے راستے پر چلائیگا۔

(ج) جناب رسول خدا صلعم منذر اور جناب علی المرتضیٰؑ ہادی و مہدی ہیں۔ دیکھو تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۵ ص۲۸۲ سطر اوّل مطبوعہ عامرہ مصر۔ تفسیر جامع البیان ابن جریر طبری سیپارہ ۱۳ ص۶۳ تفسیر فتح البیان جلد ۵ ص۹۷ سطر ۱۔ تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۵ ص۲۴ حاشیہ فتح البیان تفسیر روح المعانی جلد ۴ ص۱۵۱ سطر ۲۵ مصری

(۸) **آیتِ ہشتم**۔ قولہ تعالیٰ (سیپارہ ۴ سورۂ آل عمران رکوع دوسرا) وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ

بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔ ترجمہ۔ اور سب مل کر مضبوطی سے اللہ کے دین کی رسّی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جبکہ ایک وقت تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کردی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے یعنی دوزخ کے کنارے آ لگے تھے پھر اس نے تم کو اس سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پر آجاؤ۔ (مترجمہ مولوی نذیر احمد)

(۲ الف) اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف پر عمل کرنے اور قرآن شریف پر تمام دین اور دُنیا کے فیصلہ کرنے اور اس کو مضبوط پکڑنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور حبل اللہ سے مُراد قرآن شریف ہے۔ اور اسی قرآن شریف نے اُمتِ مرحومہ کو بتادیا ہے کہ مفسرِ حقانی وشارحِ ربانی جناب سیدنا احمد مجتبےٰ ومحمد مصطفےٰ صلعم کی اطاعت وتابعداری فرضِ عین ہے۔ سوائے اطاعت ومطابعت رسول مقبول صلعم کے انسان مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ قولہ تعالیٰ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اور اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانو عجب نہیں تم پر رحم کیا جاوے۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ اور جو کچھ رسول مقبول صلعم تمہارے حوالے کرے وہ لے لو۔ اور تمام انبیاء مرسلین کو اس نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ونصرت کا حکم پہنچ چکا ہے ۔

قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ (آلِ عمران ۱۲) ترجمہ اور اے پیغمبر ان کو وہ وقت یاد دلاؤ جبکہ اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ ہم نے جو تم کو اپنی کتاب اور عقلِ سلیم دی اور پھر وہ رسول تمہارے پاس آئے اور جو کتاب تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق بھی کرے۔ تو دیکھو ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اسکی مدد کرنا اور فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور اُن باتوں پر جو ہم نے تم سے عہد وپیمان لیا ہے اس کو تسلیم کیا پیغمبروں نے عرض کیا کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں خدا نے فرمایا اچھا تو آج کے قول وقرار کے گواہ رہو اور تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہم بھی ہیں۔ پس اسی رسولوں کے سردار سیدنا احمد مختار صلعم نے اُمتِ مرحومہ کو حبل اللہ کی تفسیر فرما کر اس حبل اللہ کے دوسرے لڑ (حصّہ) کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ ہر ایک رسّہ کے دو لڑ ہوتے ہیں اور دونوں ایک قسم کے ہوتے ہیں خواہ رسّہ سوت کا ہو یا ریشم کا۔ پس اللہ کی رسّی (حبل اللہ) کے دو لڑ ہیں

ایک قرآن شریف دوسری اہلبیت رسالت کیونکہ قرآن شریف صامت ہے اور اہلبیت رسالت ناطق علوم القرآن ورموز الفرقان سے واقف۔ جناب سرورِ عالم صلعم نے مسلمانوں کو ایک جماعت ہونے اور انکو مرکزِ حقیقی پر قائم رکھنے اور فرقہ بندیوں۔ اجتہاد۔ قیاس۔ رائے وعقلی ڈھکوسلے وتاویلات سے بچانے کی خاطر اہلبیت رسالت کے ماتحت کر دیا تاکہ یہ لوگ متفرق ہو کر بھولے بھٹکے نہ پھریں اور اسلام کو تتر بتر نہ کریں۔ مگر افسوس ہے کہ اُمت مرحومہ نے باوجود دعوٰی اہل القرآن وعامل بالقرآن ہونے کے فرمانِ نبوی صلعم سے منحرف ہو کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنالی اور کئی فرقے بن گئے۔ جن میں شب وروز کفر وتکفیر کی لٹھ بازی چلتی رہتی ہے۔ اور ان کو اپنے کسی فرقے کسی مذہب پر یقین کامل نہیں کہ آئے دن نئے مذہب ونئے فرقے مرکزِ حقیقی سے کوسوں دور نکلتے رہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ ایک معصوم ومقدس عالمِ ربانی عارف حقانی امام الہدٰی سیدنا علی المرتضیٰؑ کی پیروی کرتے تو ان کو صراطِ مستقیم مل جاتا اور بھٹکتے نہ پھرتے۔ جن لوگوں نے حبل اللہ کو مضبوط ومحکم پکڑا ہوا ہے وہ راہِ راست پر چلے جا رہے ہیں کسی فرقے کی پرواہ نہیں کرتے۔ کیونکہ انکو تو احکام وفرمانِ رسالت پناہی سے غرض ہے۔

سنو کتاب ربیع الابرار زمخشری میں ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فاطمۃ مھجۃ قلبی وولداھا ثمرۃ فوادی وزوجھا نور بصری والائمۃ من ولدھا امناء ربی وحبلہ الممدود بینہ وبین خلقہ فمن تمسک بھم نجی ومن تخلف عنھم ھلک والی حرمتھم سلک۔ جناب فاطمہؑ میرا روح۔ اس کے دو بیٹے حسنین الشریفین میرے دل کے میوہ جات۔ اس کا شوہر علی المرتضٰیؑ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور باقی امام اس کی اولاد سے میرے خالق کے امین اور خالق اور مخلوق کے درمیان اللہ کی رسی ہیں۔ جس نے ان کو پکڑا نجات پائی جو مخالف ہوا وہ ہلاک ہو کر دوزخ میں جا گرا۔

(ب) عن جعفر الصادق علیہ السلام فی تفسیر ھذہ الآیۃ انہ قال نحن حبل اللہ (اخرجہ الثعلبی صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۵۶) حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس آیت شریف کی تفسیر میں فرمایا ہم لوگ اللہ کی رسی ہیں۔

(ج) اخرج احمد عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السمٰوات والارض وعترتی اھلبیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۶۰) وتفسیر روح المعانی جلد اوّل صفحہ ۴۲۱ سطر ۱۷)

پس اہل بیت رسالت صلعم قرآن شریف کے ساتھ شیرازہ بند کئے گئے ہیں۔ ان کا مخالف کتاب اللہ وسنت کے مخالف ہے۔ اور یہی ہر دو اللہ تعالٰی کے زمین پر خلیفے ہیں۔

(۵) **آیت نہم**۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ (۳ آل عمران ۱۱) ترجمہ:- اللہ نے دنیاء جہان کے لوگوں پر ترجیح دیکر آدم اور نوح اور خاندانِ ابراہیم اور خاندان عمران کو چُن لیا ہے ایک کی نسل ایک ۔

(الف) **تفسیر**:- تمام مفسّرین کا اتفاق ہے کہ جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلعم اور اُن کی ذریت طیبہ آل ابراہیم خلیل اللہ میں داخل ہیں۔ اعمش۔ ابی وائل سے ناقل ہیں۔ کہ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ کے قرآن میں اس طرح پر پڑھا تھا اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ وَ اٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ تحقیق اللہ نے آدم۔ نوح۔ خاندان ابراہیم و خاندان عمران اور خاندان محمدؐ کو سارے جہان پر ترجیح دی ہے۔ (تفسیر ثعلبی بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۱۰ باب اوّل)

(ب) اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم من طریق علی عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ فی قولہ وَاٰل ابراھیم وال عمران قال ھم المؤمنون من ال ابراھیم وال عمران وال یاسین وال محمد صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم ۔ (تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صکا سطر اخیر) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آل ابراہیم و آل عمران سے وہ مومن مُراد ہیں۔ جو خاندان ابراہیم و خاندان عمران و خاندان الیاسین اور خاندان محمد علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے مومن ہیں ۔ (بخاری $\frac{۱۳}{۱۰۴}$)

(ج) واخرج ابن سعد وابن ابی حاتم عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ ان علیًا قال للحسن قم فاخطب النّاس قال انی اھابک ان اخطب وانا اراک فتغیّب عنہ حیث یسمع کلامہ ولا یراہ فقام الحسنؑ فحمد اللّٰہ واثنٰی علیہ وتکلّم ثم نزل فقال علی رضی اللّٰہ عنہ ذریۃ بعضھا من بعض۔ واللّٰہ سمیع علیم۔ (تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۱۸ سطر ۲ مطبوعہ مصر سورۃ آل عمران) ترجمہ:- حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے جدّ بزرگوار سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب علی المرتضیٰؑ نے جناب حسنؑ کو فرمایا کہ آپ اُٹھ کر لوگوں میں خطبہ پڑھیں۔ امام حسینؑ نے عرض کی کہ میں آپکے روبرو خطبہ نہیں پڑھ سکتا۔ جناب امیرؑ نے یہ سُنکر ان سے اپنا مُنہ پھیر لیا اور اُن کی طرف نہ دیکھا۔ پھر امام حسنؑ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی اور وعظ و نصیحت فرمائی جس وقت ختم کر چکے تو جناب علی المرتضےٰؑ نے فرمایا۔ ذریۃ بعضھا من بعض واللّٰہ سمیع علیم۔ یعنی ایک کی نسل ایک اور اللہ سُننے و جاننے والا ہے۔ مطلب یہ کہ امام حسن علیہ السّلام ذریت سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل براہیم سے ہے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے ۔

(ج) دیکھو تفسیر جامع البیان ابن جریر طبری سیپارہ ۲۲ صفحہ ۱۲۳ سطر ۹ مطبعۃ المیمنۃ مصر لائبریری نواب صاحب تبری
(د) دیکھو تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۲۳ سطر ۷ ۔ مطبوعہ مصر
(ک) دیکھو تفسیر روح المعانی علامہ شہاب الدین الوسی بغدادی حنفی جلد اوّل صفحہ ۵۶ سطر ۳۲

(۱۰) آیت دہم ۔ سورۂ احزاب سیپارہ ۲۱ ۔ قولہ تعالیٰ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ الخ ترجمہ ۔ نبی مسلمانوں کی جانوں سے بھی افضل ہے اور اس کی بی بیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں اور رشتہ دار کتاب اللہ کے رو سے تمام مسلمانوں اور مہاجرین سے بڑھکر ایک کے حقدار ایک ہیں یعنی ان سے افضل ہیں ۔

(الف) اِس خاندان نبوت میں جناب علی المرتضیٰؑ تمام مومنین و مہاجرین سے جناب رسولخدا صلعم کے نزدیکی رشتہ دار اور اولوالارحام ہیں ۔ ابن مردویہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت میں جس کا ذکر ہے وہ مومن (اوّل) اور مہاجر اور صاحب قرابت تھے (دیکھو ارجح المطالب صفحہ ۱۰ باب اوّل)

(ب) واخرج ابن شیبۃ واحمد ونسائی عن بریدۃ رضی اللّٰہ عنہ قال غزوت مع علی الیمن فرایت من جفوۃ فلما قدمت علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم ذکرت علیًّا (علیہ السلام) فتنقصتہ فرایت وجہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم تغیّر وقال یا بریدۃ الست اولی بالمؤمنین من انفسہم قلت بلیٰ یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۵ صفحہ ۱۸۲ سطر اخیر مطبوعہ مصر) ترجمہ ۔ حضرت بریدہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کے ساتھ شامل ہوکر یمن کی طرف جنگ کرنے کو گیا میں نے ان سے امر شکایت دیکھا جس وقت میں خدمتِ رسول خدا صلعم میں پیش ہوا میں نے جناب علی المرتضیٰؑ کی شکایت کی اس پر جناب سرورعالم صلعم کا چہرۂ مبارک بدل گیا اور غصہ میں ہوکر فرمایا اے بریدہ کیا میں تمام مومنین سے افضل نہیں ہوں میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلعم جناب مقدس صلعم نے فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کا علی المرتضیٰؑ بھی سردار ہے ۔ مفرداتِ راغب اصفہانی صفحہ ۲۱ ۔ تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۵۸۰ فی شان علیؑ

(ج) زیادہ دیکھو تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن جلد ۷ (السابع) صفحہ ۲۵۱ سطر ۱۱ مطبوعہ مصر ۔

آیت یازدہم ۔ پارہ دسواں سورۂ توبہ ۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (توبہ ۱۰ رکوع ۳ پ) ترجمہ۔ کیا تم لوگ حاجیوں کے پانی پلانے اور خانہ کعبہ کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمتوں جیسا سمجھ لیا جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے رستے میں جہاد کرتا ہے۔ اللہ کے نزدیک تو لوگ ایک دوسرے کے برابر نہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو راہِ راست نہیں دکھایا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لئے انہوں نے ہجرت کی اور اپنے جان و مال سے اللہ کے رستے میں جہاد کئے۔ یہ لوگ اللہ کے ہاں درجے میں کہیں بڑھ کر ہیں اور یہی ہیں جو منزلِ مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔

(الف) شانِ نزول۔ حضرت عباس پیغمبر صلعم کے چچا تھے مگر فتح مکہ کے وقت ایمان لائے۔ اور حضرت علیؑ پیغمبر صلعم کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے سب سے پہلے ایمان لائے پیغمبر صلعم کے ساتھ ہجرت کی۔ جہاد کئے۔ پس اسلامی خدمتیں حضرت علیؑ کی زیادہ تھیں اور قرابت حضرت عباس کی قریب تھی۔ اور حاجیوں کے پانی پلانے اور خدمتِ خانہ کعبہ کو بھی وہ اپنے مفاخر میں سمجھتے تھے ان آیتوں میں اسلامی خدمتوں کی فضیلتوں کا مذکور ہے سع۔ بندگی باید پیمبر زادگی در کار نیست (ترجمہ قرآن شریف مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی معہ حاشیہ)

(ب) تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیات شریفہ جناب علی المرتضیٰؑ و حضرت عباس بن عبدالمطلب اور طلحہ بن شیبہ کے حق میں نازل ہوئیں جبکہ طلحہ نے فخر کیا کہ میں خانہ کعبہ کا کنجی بردار اور متولی ہوں حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں زمزم کا نگہبان ہوں اور حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ جناب علی المرتضیٰؑ نے فرمایا۔ میں نے تمام لوگوں سے پہلے چھ سال نماز پڑھی ہے اور فی سبیل اللہ جہاد کئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتار کر جناب علیؑ کے ایمان اور جہاد کی تصدیق فرمائی اور اُن کو افضل ٹھیرایا (اخرجہ ابو حاتم۔ ابو شیخ عبدالرزاق۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن منذر۔ ثعلبی واحدی قرطبی۔ ابن اثیر۔ نسائی وغیرہ۔ تفسیر معالم التنزیل بغوی۔ مطبوعہ صالحی جلد ۲ صہ ۲۳ (ب) وَاخرج ابن مردویہ عن ابن عباس اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام الایۃ۔ قال نزلت فی علی ابن ابی طالب والعباس (تفسیر درِ منثور سیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۱۸ وحدیث التفاسیر صہ ۱۸۹) (ج) دیکھو شانِ نزول تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۴ صہ ۴۲۰ سطر ۷ مطبوعہ مصر (د) تفسیر کشاف جلد ۲ صہ ۲۷ مطبوعہ مصر لائبریری نواب صاحب ٹیری۔

(۷) تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن علامہ ابن جریر طبری پارہ دسواں صفحہ ۶۰ سطر ۳۔
(و) تفسیر غرائب القرآن در غائب الفرقان علامہ نظام الدین نیشاپوری حاشیہ تفسیر ابن جریر طبری سیپارہ دسواں صفحہ ۶۰ مطبعۃ المیمنۃ مصر (ز) تفسیر خازن جلد ثانی صفحہ ۲۲۳ سطر ۱۸ مطبوعہ دار الکتب العربیہ مصر (ح) تفسیر مدارک التنزیل بہامش تفسیر خازن جلد ثانی صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ مصر۔
(ط) تفسیر حافظ ابن کثیر الجزء الرابع حاشیہ تفسیر فتح البیان صفحہ ۳۵۹ سطر ۲۵ مصری (ی) تفسیر حقانی جلد چہارم صفحہ ۲۰ سطر ۱۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی (ک) تفسیر روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۲۸۹ سطر ۳۲ مطبوعہ مصر
(ل) تفسیر حسینی فارسی ملا حسین کاشفی جلد اوّل صفحہ ۲۳۲ سطر اوّل و ۱۴ مطبع محمدی کانپور۔
(م) تفسیر سراج المنیر علامہ خطیب الشربینی جلد اوّل صفحہ ۵۷۲ سطر ۵ مطبوعہ مصر۔

(۱۲) آیت دوازدہم۔ قولہ تعالیٰ ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم ۱۶ نصف) **ترجمہ**:۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے خدائے رحمٰن عنقریب اُن کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دے گا۔

(الف) **شانِ نزول**۔ وَاخرج ابن مردویہ والدیلمی عن البراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلیؑ قل اللّٰھم اجعل لی عندک عھدًا واجعل لی عندک ودًّا۔ واجعل لی فی صدور المؤمنین مودۃ فانزل اللہ انّ الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن وُدًّا قال نزلت فی علی (درمنثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۲۸۷ سطر ۱۱ مطبوعہ مصر) حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ سے فرمایا کہ کہہ اے خدایا اپنے نزدیک میرا عہد، میری محبت پیدا کر اور مومنین کے دلوں میں میری محبت پیدا کر دے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت شریف اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمنوا وعملوا الصّالحات الخ نازل فرمائی۔ اور یہ آیت شان مرتضویؑ میں نازل ہوئی اسی بنا پر تمام شیعہ مومنین جناب امیر علیہ السلام سے محبت کامل رکھتے ہیں۔

(ب) اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ وحکیم الترمذی درمنثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۲۸۷ سطر ۱۴
(ج) تفسیر کشاف جلد ثانی صفحہ ۲۳۶ سطر ۳ مطبوعہ مصر۔ تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۰
(د) تفسیر فتح البیان جلد ۷ (السادس) صفحہ ۴۷ سطر ۱۹ مطبوعہ مصر۔
(۷) تفسیر روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۲۱۵ سطر ۱۳ مطبوعہ مصر۔

(۱۳) آیتِ سیزدہم۔ قولہٗ تعالیٰ:۔ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ (النور ۱۸ ع ۵) ترجمہ:۔ ہاں وہ چراغِ الٰہی (اللہ نور السموات) وہ نورانی لیمپ ایسے گھروں میں روشن کیا جاتا ہے جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ اُن کی عظمت کی جائے۔ اور اُن میں خدا کا نام لیا جائے ان میں صبح و شام خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ واخرج ابن مردویہ عن انس بن مالک و بریدۃ قال قرأ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم ھذہ الاٰیۃ فی بیوت اذن اللّٰہ ان ترفع فقام الیہ رجل فقال ای بیوت ھذا یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم قال بیوت الانبیاء فقام الیہ ابوبکر فقال یا رسول اللّٰہ ھذا البیت منہا البیت علیؓ و فاطمۃؑ قال نعم افاضلہا (تفسیر درمنثور سیوطی ۵ جلد ۵)

ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت بریدہ اسلمیؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے یہ آیت شریف پڑھی۔ فی بیوت اذن اللّٰہ ان ترفع الخ اور عرض کی یا رسول اللّٰہ صلعم وہ گھر کون سے ہیں۔ حضور انور صلعم نے فرمایا وہ نبیوں کے گھر ہیں۔ جناب ابوبکر اُٹھ کھڑے ہوئے عرض کی یا رسول اللّٰہ صلعم جناب علی المرتضیٰؑ اور جناب فاطمہؑ کا گھر بھی اُن میں ہے۔ حضور انور صلعم نے فرمایا ہاں بلکہ اُن گھروں سے افضل ہے کیوں نہ یہ گھر افضل ہو جن میں شب و روز اہلبیت رسالت صلعم عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ہر وقت ذکرِ الٰہی جاری رہتا تھا۔ فقر و فاقہ سے گذار کر مساکین و فقراء کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ فرضی و نفلی ہمیشہ روزے رکھے جاتے تھے اور تسبیح فاطمۃ الزہرا صلوات اللّٰہ علیہا کی گونج سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ کی آواز ہمیشہ اسی گھر سے اُٹھتی تھی۔ فرشتے صلوٰۃ پڑھتے تھے چکیاں پیستے تھے اور گہوارہ ہلاتے تھے۔ اور وہ جناب علی المرتضیٰؑ کا گھر اطہر نورٌ علیٰ نور بنا رہتا تھا +

(۱۴) آیتِ چہاردہم قولہٗ تعالیٰ۔ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰہَرَا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَہِیْرٌ ۝ (تحریم ۲۸ ع ۳) ترجمہ:۔ سو پیغمبر کی دونوں بی بیو (عائشہ و حفصہ) اس حرکت سے خدا کی جناب میں توبہ کرو۔ تو تمہارے حق میں بہتر ہے کیونکہ تم دونوں نے کج رائی اختیار کی ہے اور اگر پیغمبر کے خلاف میں سازشیں کرو گے تو انکا حامی و مددگار اللہ ہے جبرئیل اور اچھے نیک مسلمان اور انکے علاوہ دوسرے فرشتے بھی پیغمبر کے حامی و مددگار رہیں +

(الف) ابونعیم۔ ابن ابی حاتم۔ اصفہانی ثعلبی۔ ابن طلحہ۔ امام ابویوسف۔ ابن عساکر۔ کلبی۔ مجاہد۔ ابوصالح بہ سند ابن عباس و حضرت اسماء بنت عمیس روایت کرتے ہیں۔ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم

یقول وصالح المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ (درمنثور سیوطی جلد ششم صفحہ ۲۴۴ وصواعق محرقہ صفحہ ۱۲۵ و منتخب کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۲۱) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ صالح المؤمنین جناب علیؑ ہے ۔

(ب) دیکھو تفسیر فتح البیان الجزء التاسع صفحہ ۲۴۶/۲۴۷ سطر ۹ مطبوعہ مصر (ج) تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۴ سطر ۱۰ حاشیہ تفسیر فتح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۲۴ (د) تفسیر روح المعانی جلد ۹ صفحہ ۱۱ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر (ہ) تفسیر حسینی ملّا حسین کاشفی جلد ثانی صفحہ ۵۱۷ سطر ۲۶ محمدی پریس کانپور۔ مجاہد گفتہ کہ صالح المؤمنین مرتضےٰ علیؑ است ۔

(و) تفسیر سراج المنیر شیخ الامام الخطیب الشربینی جلد ۴ صفحہ ۳۱۵ سطر ۲۴ ۔

نوٹ لفظِ صالح ۔ قرآن شریف میں ایک خاص عزّت و نشان رکھتا ہے ۔ اور انبیاء علیہم السلام کی ذات اقدس پر بولا گیا ہے ۔ دیکھو آیات بیّنات ۔ وانّہ فی الاٰخرۃ لمن الصالحین ۔ وادخلناہ فی رحمتنا انّہ من الصّالحین ۔ کلّ من الصّالحین ۔ والحقنی بالصّالحین ۔ وبشّرناہ باسحاقؑ نبیّا من الصّالحین وغیرہ یہ تمام شان سیّدنا ابراہیمؑ ۔ سیّدنا لوطؑ ۔ سیّدنا اسحاقؑ و سیّدنا یعقوبؑ و سیّدنا داؤدؑ و سیّدنا سلیمان علےٰ نبیّنا وعلیہم الصّلوٰۃ والسّلام میں ہیں جناب سیّدنا صالحؑ ایک اولوا العزم نبی گذرے ہیں ۔ اور جناب سیّدنا علی المرتضیٰؑ کو اِس سیّدنا صالحؑ سے ایک خاص نسبت ہے ۔ احمد ۔ ابن عساکر ۔ طبری وحاکم روایت کرتے ہیں ۔ کہ جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا ۔ یا علیؑ سب سے پہلا شقی ترین اُمت وہ ہے جس نے حضرت صالح نبی کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں ۔ اور بدترین مخلوق میری اُمت سے وہ شخص شقی ہوگا ۔ جو تمہاری داڑھی خون سے رنگیگا ۔ سو ایسا ہی ہُوا کہ ابن ملجم خارجی نے جناب امیر المؤمنین امام المتقین سیّدنا علی المرتضیٰؑ کے سرِ مُبارک پر ماہ رمضان المبارک کی اُنیسویں صبح کو شمشیر زہر آلود سے ضرب پہنچائی ۔

(ب) شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی اپنی تفسیر عزیزی کے تیسویں پارہ میں فَقَالَ لَہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ نَاقَۃَ اللّٰہِ وَ سُقْیٰہَا ۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ۔

جنابِ شاہِ ولایت علیہ السّلام کی ناقۃ اللہ سے مشابہت اور شہادت

(۱) تفسیر فتح العزیز المعروف بہ تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی مطبع مجتبائی دہلی سیپارہ تیسواں صفحہ ۲۰۱ ۔ سطر ۶ پر ہے :۔ ” چنانکہ ناقۃ اللہ صورت کمال حضرت صالح علیہ السّلام بود و شاہد صدق نبوت ایشاں و ہماں عنایتِ الٰہی کہ برائے ہدایت نمود در بعثت حضرت صالحؑ از غیب متوجّہ شدہ بود حسب

سوالِ آں فرقہ صورتِ ناقہ گرفتہ وخلعتِ حیوانیت در برکشیدہ در ایشاں مستقر گردیدہ تاآنکہ تعظیم آں ناقہ داد اے حق او بمثابہ قبولِ شریعتِ حضرتِ صالحؑ و قایم مقام تدین بدین ایشاں در دفع عذاب شدہ بود۔ گویا نورِ ولایتِ حضرت صالحؑ ازاں راہ جلوہ مے نمود۔ قرب و منزلتِ ایشاں عند اللہ و استجابتِ دعائے ایشاں در آنجناب ازاں روزنِ چہرہ مے کشود وہمچناں وجودِ جسمانی امیر المومنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ کہ خاتم الخلفاء است صورت کمال ولائیت جناب نبوت گشتہ و نورِ ہدایت ایشاں ازاں جلوہ مے کرد وشعاع قرب معنوی آنجناب ازیں روزن نمودار بود۔ وخلافتِ پیغمبری وجانشینی آنجناب درآں وقت در ذات قابل الصفات آں شاہِ ولایت منحصر گردیدہ بود و لہذا در حدیث شریف چنانکہ در حق کعبہ فرمودہ اند۔ النظر الی الکعبۃ عبادۃ و در حق مصحف مجید فرمودہ اند النظر الی المصحف عبادۃ ہمچناں در حق آں شاہِ ولایت کرم اللہ وجہہٗ ارشاد شد کہ النظر الی وجہ علی عبادۃ گویا وجود شریف ایشاں مثل وجود حضرت نبوت بود کہ تشنگانِ امت ازاں یک منبع سیراب می شدند۔ و ہر حاجت ظاہر و باطن از ذاتِ ایشاں بسبب استجماع کمالاتِ نبوی کفائت مے شد۔ آں بدبخت ترین بدبختاں (ابن ملجم ملعون) ایں قسم وجودِ منور (جناب علی المرتضیٰ) را ہلاک کرد ہم حقِ خدا را تلف کرد و ہم حق تمام امت را کہ مثل جار و ب بے ریسماں متفرق الکمالات گشتہ ہیئت وجدانیہ خود را گم کردند و دیگرے قائم مقام ایشاں نماند و ہم حق خود را کہ کشندہ دوزخ شد۔ و زندگانی خود را برباد داد و ایں ہمہ بنا بر اتباع ہمیں اخس الشہوات بود۔ زیرا کہ در روایاتِ صحیحہ وارد است۔

کہ قاتل آنجناب کہ عبد اللہ ابن ملجم مرادی است خارجی مذہب بود۔ در کوفہ آمد و نظر او بر زنے خوشرو کہ قطام نام داشت۔ افتاد بدل و جان عاشق آں زن پُرفن شد و آں زن نیز خارجی مذہب بود و پدر و برادر او بجنگِ نہروان از دستِ حضرتِ شاہِ ولایت کرم اللہ وجہہٗ بدار البوار رسیدہ بودند۔ ابن ملجم را سودائے وصال آں زن در سر افتاد رسل و رسائل درمیان آورد آں زن پیغام کرد کہ اگر یک فرمائش مرا سرانجام کنی ترا قبول می کنم و خود را بتو مے دہم و آں فرمائش این است کہ بکشتن جناب شاہِ ولایت کرم اللہ وجہہٗ روئے خود را سیاہ دین خود را تباہ سازی آں لعین مغلوب شہوت شدہ سرانجام مہم را قبول کرد و شمشیرے بہزار درہم خرید و آں را بہ زہر آب داد و از یارانِ خود در تمشیت ایں مہم مشورہ مے خواست۔ یارانش گفتند کہ چنداں مشکل نیست۔ زیرا کہ او مردیست پاسباں ندارد و تنہا در وقت تاریکی بمسجد مے رود۔ روزے در آں مسجد پنہاں باش و ایں کار بکن۔ نوزدہم شہر رمضان وقت صبح کہ ہنوز زمین تاریک بود حضرت شاہِ ولایت کرم اللہ وجہہٗ از خانہ

بمسجد تشریف آوردند۔ ایں لعین عقب ستونِ مسجد پنہاں شدہ مستعد ایں کار بود و عادت شریف شاہِ ولایت
کرم اللہ وجہہٗ بود کہ مردمِ خوابیدہ را در مسجد بآوازِ تکبیرِ بلند بیدار میساختند تا برخاستہ مشغولِ وضو و طہارت
شوند و ہمیں اثنا کہ از درِ مسجد در آمدند از عقبِ ستون ایں لعین یک ضربِ شمشیر بر سرِ مبارک ایشاں زد و بعد از
زدن گریخت مردم از ہر جانب برائے گرفتن او دویدند و او را محبوس ساختند ہر چند زخم چنداں نبود اما زہر
سرایت کرد۔ بعالمِ جاوداں انتقال شاہِ ولایت کرم اللہ وجہہٗ شد۔ و شب بست و یکم بدن مبارک ایشاں را
در نجف الحیرہ کہ موضعیست متصل کوفہ بمسافت یک فرسنگ از مسجد جامع و براہ حیرۃ النعمان واقعست مدفون
ساختند و قبر مبارک را بلند نکردند و بے علامت داشتند تا قوم خوارج کہ درآں زمان در نواح کوفہ منتشر بودند
بے ادبی نمائند۔ و ایں قصہ در سالِ چہلم از ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم واقع شد و خلافت نبوت منقطع
گشت و مصیبتے عام بر جمیع امت رو داد کہ قائم مقام نبوت را گم کردند و ایں معنی را صحابہ کرام دانستہ افسوسہا
نمودند۔ چنانچہ از حضرت عائشۃ الصدیقہ مرویست کہ چوں خبرِ وفات جناب ولایت مآب شنیدند فرمودند کہ حالا
عرب ہر چہ خواہند بکنند کسے نماند کہ آنہا را از افعالِ ناشائستہ منع نماید۔ دریںجا باید دانست کہ علماء و حافظ
بسیار از وفاتِ ایشاں و صحابہ موجود بودند و مردم را از افعالِ ناشائستہ بے محابا منع بکردند و پاس وجاہ و
حشم کسے از ملوکِ بنی امیہ و دیگر سرداران آنوقت نداشتند لیکن امر و نہی آنہا در رنگ امر و نہی علماء و ارشاد
اولیاء پند و نصیحت و واعظان بودند در رنگِ حکمِ پیغمبر ازیں جہت حضرت عائشہ صدیقہ ایں کلمہ
ارشاد فرمودند۔ و از ہمیں جا معلوم مے شود کہ وجہ تخصیص قاتل حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ باشقی
بودن چیست آنست کہ در آنوقت ذات ایشاں منفرد بکمال یعنی قائم مقام پیغمبر شدن بسبب استجماع کمالاتے
کہ جانشین آنجناب را مے باید بخلاف خلفائے سابق کہ ایں تفرد نداشتند اگر قاتلان آنہا سعی در اطفائے
ایں نور کردند سعی پیش نرفت زیرا کہ ہنوز دیگر مستعدان خلافت کبریٰ موجود بودند و شاہِ ولایت چوں خاتم الخلفاءؑ
بودند قتل ایشاں موجب اطفائے نورِ الٰہی گشت و مصیبتے رو داد کہ تدارکش ممکن نماند۔ اگر کسے را شبہ بخاطر
برسد کہ بسبب حرکت بدبخت ترین ثمود تمام فرقہ ثمود ہلاک شد و بسبب حرکت بدبخت ترین ایں امت کہ بقیہ امت را
آسیبے نرسید۔ فرق از کجا است جوابش آنست کہ فرق از دو وجہ۔ اول آنکہ تمام فرقہ ثمود بکشتن ناقہ راضی
شدہ و ازیں امت اکثرے اشخاص بایں حرکت راضی نشدند بلکہ براں حرکت کنندہ نفرین و لعنت فرستادند
دوم آنکہ بعد از کشتن ناقہ بچہ اش غائب شد و بعد از وفاتِ جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہٗ اولاد کرام

ایشاں باقی ماندند و آں نور را کہ جناب مآب حائل بود طبقہ بعد طبقہ حاملے پیدا شد کہ امام وقتِ خود بود از یں جہت ایں اُمت را حرمان از آں نصیب نشد و بآں ہدایت مہتدی ماندند گو ہیئت وحدانیہ کمالات برہم خورد و آں کمالات متفرق و پراگندہ بحسبِ استعداد در ہر فرقہ از فرقِ خیر منتشر گشت۔ و از سوانح عجیبہ کہ بعد از شہادتِ ایشاں رو داد آنست کہ در بیت المقدس روز وفات آنجناب ہیچ سنگ نبود مگر آنکہ از زیر آں خون مے جوشید۔ انتہیٰ قولہ + شہادت ۲۱ ماہ رمضان ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی۔ ابن ملجم ملعون نے آپ کے سرِ مبارک پر حالتِ سجدہ میں ضرب لگائی +

(۱۵) آیت پانزدہم۔ قولہ تعالیٰ - اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (۱۲ ھود ع ۱) اور تو کیا جو لوگ اپنے پروردگار کے کھلے رستے پر ہوں اور انکے ساتھ ساتھ انہی میں کا ایک گواہ ہو۔

تفسیر ابن ابی حاتم۔ ابن المغازلی ابن عساکر۔ ابن مردویہ سیوطی ثعلبی۔ واحدی۔ ابن جریر۔ طبری۔ طبرانی۔ ابن منذر۔ ابونعیم۔ ابوالشیخ متقی اور محی الدین بغوی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں روایت کرتے ہیں

وقیل ھو علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ قال علی علیہ السلام ما من رجل من قریش الا وقد نزلت فیہ آیۃ من القرآن فقال لہ رجل وانت ای شیئ نزل فیک قال ویتلوہ شاھد منہ (تفسیر معالم التنزیل بغوی مطبع صالحی جلد اوّل صفحہ ۱۱۰ سطر ۱۹) جناب علیؑ نے فرمایا قریش میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے حق میں کوئی نہ کوئی آیت قرآن شریف میں نازل نہ ہوئی ہو۔ ایک شخص کہنے لگا کہ آپکے حق میں کونسی آیت نازل ہوئی ہے فرمایا۔ ویتلوہ شاھد منہ

(ب) عن علی علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بینۃ من ربہ وانا شاھد منہ۔ جناب علی المرتضیٰؑ سے اس آیت شریف میں روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا علیؑ اپنے پروردگار کے کھلے راستہ پر ہے اور میں انکی ایک گواہ ہوں (دیکھو منتخب کنز العمال جلد اوّل ص ۴۴۹ حاشیہ مسند امام احمد جلد اول ص ۴۴۹ مطبوعہ مصر۔ اسلامیہ کالج پشاور لائبریری۔ تذکرہ خواص الامۃ ص ۱) (ج) تفسیر نیشاپوری جلد ۲ ص ۳۱۷ مطبوعہ مصر۔ لائبریری نواب صاحب ٹیری (د) تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۵ ص ۵ درمنثور سیوطی جلد سوم ص ۳۲۴ ابن جریر طبری جلد ۱۲ ص ۱)

(۱۶) آیت شانزدہم۔ قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ

عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ (سیپارہ ۲۷۔ سورۃ الحدید۔ ع ۲) ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ اور اسکے پیغمبر پر سچے دل سے ایمان لائے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کے ہاں صدیقوں اور شہیدوں کے درجوں میں ہونگے ان کو ان ہی کے سے اجر ملینگے۔ اور ان ہی کا سا نور ایمان اُن کے ساتھ ہوگا۔

تفسیر:۔ انو حاحد۔ ثعلبی وابن المغازلی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال انہا نزلت فی شان علیؑ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ شان مرتضویؑ میں نازل ہوئی (ارجح المطالب ص ۹۶) اور عمومیت یہ کہ جو مسلمان اللہ اور اس کے رسولؐ پر صدق دل سے ایمان لاتا ہے۔ وہ صدیق ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر الصدیق کی کوئی خصوصیت نہ رہی سب صحابہ کرام صدیق ہیں۔

(۱۷) آیتِ بِهِمْ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ (سیپارہ ۹ سورۃ انفال)

ترجمہ:۔ یعنی اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو عذاب نہ کریگا جب تک تو یا رسول اللہ ان میں ہے۔

صواعق محرقہ میں ہے کہ اس آیت شریف کیطرف جناب سرور عالم صلعم نے اہلبیت رسالت کیطرف اشارہ فرمایا ہے کیونکہ فرزند ہمیشہ قایم مقام باپ کے ہوتا ہے پس اُمت محمدیہ صلعم سادات کرام اہلبیت سید الانام کے طفیل عذاب الہٰی سے بچی ہوئی ہے مگر یہ اُمت ایسی احسان فراموش ہے کہ سادات کرام ہی کی دشمن بنی ہوئی ہے جناب سردار دو جہاںؐ نے فرمایا کہ میری اہلبیت اہل زمین کے واسطے امان ہے۔ جیسا کہ ستارے آسمان کے واسطے امان ہیں۔ (صواعق محرقہ فارسی ص ۲۵۶) یعنی جس وقت ستارے آسمان کے ٹوٹنے شروع ہو گئے۔ تو سمجھ لو کہ انقلاب عظیم دنیا میں ہونیوالا ہے اور کوئی آفت آنیوالی ہے اور جب دنیا سے اولاد رسول مقبول صلعم کا خاتمہ ہو جائے گا تو قیامت آجائے گی۔ چنانچہ ظہور امام منتظر قایم آل سیدنا محمد علیہ السلام سیدنا امام محمد مہدی آخر الزمان قیامت کی ایک بھاری نشانی ہے۔

(ب) علیؑ باب حطۃ من دخل منہ کان مومناً ومن خرج منہ کان کافراً (صواعق محرقہ ص ۲۹۳) جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے دروازہ حطہ کے مانند ہیں۔ جو اس میں داخل ہوا وہ مومن اور جو اس سے خارج ہوا وہ خارجی کافر ہو کر مرا۔

(۱۸) آیتِ بِحَمْدِهِمْ۔ قوله تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ؀ سیپارہ ۳۰ سورۃ لم یکن الذین کفروا۔

ترجمہ:- بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے یہی لوگ بہترین خلائق ہیں۔ کہ ان کا بدلہ ان کے پروردگار کے ہاں رہنے کے باغ بہشت ہیں۔ جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہونگی اور وہ ان میں ہمیشہ رہینگے اور اللہ ان سے خوش اور یہ اس سے خوش یہ جزا اسکے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔

فضائل شیعہ۔ (۱) واخرج ابن عساکر عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل علی فقال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفسی بیدہ - ان ھذا و شیعتہ لھم الفائزون یوم القیامۃ ونزلت ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ فکان اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اقبل علی قالوا جاء خیر البریۃ (تفسیر درمنثور سیوطی جلد سادس ص ۳۷۹ سطر ۱۲ - مطبوعہ مصر)

ترجمہ:- ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ ہم لوگ جناب رسولخدا صلعم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ کہ جناب علی المرتضیٰؑ تشریف فرما ہوئے جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے ذات پاک پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ علیؑ اور اسکے شیعہ روز قیامت بہرور ہونگے اور اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ نازل ہوئی اور اصحاب النبی صلعم جب علی المرتضیٰؑ کو دیکھ پاتے تو کہتے کہ خیر البریہ آیا ہے (ب) خیر البریہ جناب علیؑ او اہلبیتؑ اور انکے محب ہیں (تذکرہ ص۱۱)

(۲) واخرجہ ابن عدی وابن عساکر عن ابی سعید مرفوعاً علی خیر البریہ - (دیکھو تفسیر درمنثور سیوطی جلد سادس ص ۳۷۹ سطر ۵ ا مطبوعہ مصر) ابن عدی اور ابن عساکر نے ابی سعیدؓ سے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے۔ کہ جناب علی علیہ السلام خیر البریہ ہیں۔ (بہترین خلائق ہیں)

(۳) واخرج ابن عدی عن ابن عباسؓ قال لما نزلت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلیؑ ھو انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضیین (تفسیر درمنثور سیوطی جلد سادس ص ۳۷۹ سطر ۱۲ مطبوعہ مصر) ابن عدی نے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جس وقت یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ۔ نازل ہوئی۔ جناب رسولخدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ سے فرمایا تو اور تیرے شیعہ روز قیامت راضی وخوشی ہونگے۔

قال رسول اللہ صلعم شفاعتی لامتی من احب اھلبیتی وھم شیعتی - جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا میری شفاعت محبان اہلبیت کے واسطے ہوگی اور وہ میرے شیعہ ہیں (کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۷ نمبر حدیث ۳۸۰۰)

(۴) واخرج ابن مردویہ عن علی علیہ السلام قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الم تسمع قول اللہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ انت شیعتک وموعدی وموعدکم الحوض اذا جئیت الامم للحساب یدعون غرا المحجلین (تفسیر در منثور سیوطی جلد سادس ص ۳۷۹ سطر ۱۴)

ابن مردویہ نے جناب علیؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سُنا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ تُو اور تیرے شیعہ میرا اور تمہارا وعدہ گاہ حوض کوثر ہے جہاں کہ اُمتیں حساب کیواسطے لائی جائینگی۔ روشنی سے چمکنے والے چہرہ والوں کو بلایا جائیگا۔

(۵) حدثنا ابن حمید قال حدثنا عیسےٰ بن فرقد عن ابی الجارود عن محمد بن علیؑ اولئک ھم خیر البریہ فقال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انت یا علی وشیعتک۔ حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ اُولٰئک ہم خیر البریہ کی تفسیر میں جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا یا علیؑ تُو اور تیرے شیعہ خیر البریہ ہیں (دیکھو تفسیر ابن جریر طبری المسمے جامع البیان فی تفسیر القرآن جلد ۳۰ (الجزء الثلاثون) ص ۱۴۶ سطر ۱۵ مطبوعہ مصر)

(۶) یہی شان اور فضائل شیعہ دیکھو تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن نواب صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی جلد عاشر (۱۰) ص ۳۲۳ سطر ۹ مطبوعہ مطبعۃ الکبریٰ المیریہ مصر۔ لائبریری نواب صاحب ٹیری۔

(ب) ابی سعید خدری سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے جناب علیؑ کیطرف دیکھکر فرمایا ھذا وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ۔ (تذکرہ خواص الامۃ ص ۳۱) یہ اور اسکے شیعہ قیامت کے روز کامیاب ہونگے۔

(۷) ایک اولوالعزم نبی مکرم جناب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور اُمتِ موسیٰ کو شیعہ کہا گیا ہے۔ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰهِیْمَ اور حضرت ابراہیمؑ اُس کے شیعہ میں سے تھا۔ ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ وَ ھٰذَا مِنْ عَدُوِّہٖ اور یہ حضرت موسےٰؑ کے شیعہ میں سے تھا اور وہ قبطی اسکے دشمنوں میں سے۔

(۸) **لغتِ شیعہ**۔ قاموس نولکشوری ربع ثالث ص ۲۹ کالم اوّل سطر ۱۸ لفظ شاع یشیع شیعاً کے معانی میں ہے۔ وشیعۃ الرجل بالکسر اتباعہ وانصارہ والفرقۃ علی حدۃ ویقع علی الواحد والاثنین والجمع والمذکر والمؤنث وقد غلب ھذا الاسم علی کل من یتولّے علیاً واھل بیتہ حتیٰ صار اسماً لھم خاصاً۔ ترجمہ:۔ کسی شخص کا شیعہ اس کا معاون و تابعدار انصار ہوتا ہے اور ایک فرقہ ہدایت پر ہے۔ جو واحد تثنیہ جمع مذکر۔ مؤنث پر بولا جاتا ہے۔ اور یہ نام اُن تمام لوگوں پر غالب ہوگیا۔ جو حضرت علی علیہ السلام اور اس کی اہل بیت کرام سے محبت اور مودۃ رکھتے ہیں۔ حتےٰ کہ شیعہ کا

لفظ خاص ان کے نام پر مشہور ہوگیا ۔ (ب) شیعہ ۔ قوم۔ گروہ۔ مسلمانوں کا وہ فرقہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مانتا اور اصحابِ ثلاثہ کو نہیں مانتا (لغات فیروزی ص ۴۷۲) (ج) شیعہ۔ قومے و گروہے علیحدہ کہ جمع شوند بر امرے از موید و در حقیقت بمعنی اتباع و انصار (غیاث اللغات ص ۲۵۶ نولکشور پریس لاہور) تفسیر معالم التنزیل ص ۱۷۳

(۹) عقائدِ شیعہ: توحید۔ عدالت۔ رسالت۔ امامت۔ قیامت یہ اصولِ دین ہیں۔ اور نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ خمس۔ جہاد فروعِ دین ہیں ۔

نوٹ۔ تبرّا کے لفظ پر بھڑک نہ اٹھیں ۔ دشمنانِ خدا اور رسول مقبول و ائمۃ الہدیٰ سے بیزار رہنے کا نام تبرّا ہے۔ (ب) شیعہ مخلصین۔ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثناعشریہ مطبوعہ نولکشور، باب اوّل ص ۱۸ سطر ۱۲ پر فرماگئے ہیں۔ اوّل اوّل کسیکہ بشیعہ ملقب شد۔ جماعۃ از مہاجرین و انصار و تابعین ایشانند کہ مشایعت و متابعت حضرت مرتضٰے نمودند در وقتیکہ جناب ایشاں خلیفہ شدند و ملازمت صحبت ایشاں اختیار کردند و با محاربین ایشاں جنگ نمودند و مطیع وامر و نواہی ایشاں ماندند و اینہا را شیعۂ مخلصین گویند وابتدائے ایں لقب در ۳۷ سنہ ہجری بود ۔

(۱۰) آمّت آیہ استخلاف ۔ سورہ النور سیپارہ ۱۸ قولہ تعالیٰ ۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّہُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَہُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِہِمْ اَمْنًا۔ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ **ترجمہ:** وعدہ دیا ہے اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور کیئے اُنہوں نے اچھے کام کہ ضرور ضرور خلیفہ بنائیگا اُن کو زمین میں جیسے خلیفہ بنایا تھا ان لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے، اور ضرور ضرور پائیدار کردیگا۔ اُن کیلئے دین اُن کا جو پسند کیا اللہ نے اُن کے لئے اور ضرور ضرور بدل دیگا اُن کو بعد اُن کے خوف کرنے کے امن سے عبادت کریں وہ میری۔ نہ شریک کریں میرے ساتھ کسی کو اور جو ناشکری کریں بعد اسکے تو وہی لوگ فاسق ہیں ۔

(ب) اس آیت شریف میں تین چیزوں کا وعدہ ہے۔ استخلاف فی الارض۔ تمکین دین۔ پسندیدہ۔ تبدیل امن بعد الخوف ۔

(ج) تفاسیر جامع البیان۔ معالم التنزیل۔ مدارک۔ بیضاوی۔ نیشاپوری۔ روح المعانی۔ جلالین۔ سراج المنیر فتح البیان۔ کشاف و غایت البرہان میں خلافت خلفاء کے ذریعے سے استدلال کیا گیا ہے۔ اور تفسیر امام ابن کثیر

و تفسیر کبیر فخر الدین رازی نے صرف خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر اس آیہ شریف کو لگایا ہے مگر کوئی دلیل نہیں پیش کی گئی

جواب:۔ رسالہ شیعہ، اصلاح، روشنی انصاف فی الاستخلاف میں، اہلسنت والجماعت کو کافی وشافی جواب دیا گیا ہے ان کو دیکھو (۱) مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے اس آیت شریف سے یہ مراد لی ہے۔ کہ خداوند کریم کا وعدہ تھا کہ اُن کو پھر آباد کریگا اور تصرف فی الارض کریگا۔ تفسیر لوامع التنزیل میں علامہ حائری صاحب قبلہ نے ضمناً اس آیت پر معرکتہ آلارا بحث کی ہے۔ کہ مخالفین قیامت تک اسکے جواب پر مقتدر نہ ہوسکیں گے۔ من شاء فلیرجع الیہ۔

(۲) تفسیر خازن صفحہ ۳۳۷ میں ہے کہ بعد نزول وحی حضرت رسول خدا صلعم صحابہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں دس برس رہے اور حکم تھا کہ کفار کی ایذادہی پر صبر کریں تو صبح و شام اُن کی حالت خوف میں ہوتی پھر اُن کو ہجرت کا حکم ملا۔ کہ مدینہ منورہ چلے جائیں۔ پھر حکم جہاد ملا۔ حالانکہ وہ سب حالت خوف میں تھے۔ کہ کوئی اُن میں سے سلاح جنگ کو جدا نہ کرے جس پر ایک اصحاب نے کہا کیا وہ روز بھی آئیگا کہ ہم امن سے رہینگے اور سلاح جنگ اُتارینگے۔ تو خدا تعالےٰ نے یہ آیت اُتاری جس کے معنے یہ ہیں کہ ہم اُن کو کفار کی زمین کا وارث کرینگے خواہ عرب ہوں خواہ عجم چنانچہ وہ وعدہ حین حیات سرور عالم صلعم ہی میں پورا ہوگیا۔ کہ بادشاہ سردار دیاشندہ زمین اُن کو بنادیا (دیکھو معالم التنزیل جلد ثالث صفحہ ۸۵)

(۳) بعد فتح مکہ معظمہ بہت سے مہاجرین صحابہ کرام پھر مکہ شریف میں آکر آباد ہوئے حرم شریف مکہ معظمہ جو کبھی کفار و مشرکین کا مسکن تھا۔ اب موحدین کا جائے امن وامان و مسکن ہوگیا۔ کفار و مشرکین و یہود سے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ دونوں چھین کر مسلمانوں کے حوالہ کیا گیا اور یہ وعدۂ الٰہی زمانہ نبوت میں پورا ہوگیا کہ مسلمان کل جزیرۂ عرب میں امن وامان کے ساتھ گذارہ کرنے لگے۔

(۴) یہ وعدۂ الٰہی تمام خلفاء اسلام کیواسطے ہے نہ کہ مخصوص خلفائے ثلاثہ اس کا حکم قیامت تک جاری ہے نہ کہ مخصوص خلفائے ثلاثہ۔ امام آخر الزماں سیدنا محمد مہدی علیہ السلام کے وقت کسی قسم کا خوف کفار کا نہ ہوگا۔ اور تمام دُنیا مومن و مسلمان ہوگی۔ اسلام کو غلبہ ہوگا۔

(۵) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں جناب رسالتمآب صلعم بھی شامل ہیں۔ جو لوگ کہ زمرۂ مومنین سے جناب سید المرسلین کو خارج کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا اعمالنامہ سیاہ کرتے ہیں اور مخالف قرآن شریف ہیں۔ غور سے پڑھو

(الف) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔

(ب) ۲ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (ج) وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ
(د) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ - غور کرو اگر امنو میں رسول اکرم صلعم شامل نہیں تو کیا برگزیدہ نبی فداہ امی وابی ترتیب وضو اور نماز سے مستثنیٰ ہیں۔ تو کوئی آیت مخصوصہ پیش کیجئے۔
(۶) مِنْكُمْ جمع حاضر کا صیغہ ہے۔ گو نزول آیہ کے وقت اس کے مخالف صحابہ کرام ہیں۔ مگر حکم عام ہے۔ کوئی تخصیص خلفائے ثلاثہ نہیں ہے۔ منکم سے شرط ایمان و اعمال صالحہ کی تمیز ہو جاتی ہے۔ اگر حاضر کے صیغوں اور خطابات سے عوام امت کو خارج کیا جائے تو اسلام کا شیرازہ ہی اکھڑ جاتا ہے۔ اور اسلام کے احکام کی تکلیف صرف خلفائے ثلاثہ پر رہ جاتی ہے۔ باقی سب آزاد ہو جاتی ہیں مگر یہ ہرگز نہیں اس منکم میں سب امت محمدیہ شامل ہے۔ غور سے پڑھو اور واحد و جمع حاضر کے صیغوں کو دیکھو۔
(الف) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ بس چاہئے کہ آپ نماز جماعت سے آزاد ہو جائیں۔ کیونکہ اس کے مخاطب صحابہ ہیں۔
(ب) كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ کے مخاطب بھی صحابہ کرام ہیں تو پھر آپ روزہ کی کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔
(ج) اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ میں بھی حاضر کا صیغہ ہے۔ اگر غائب اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ تو پھر خوب مزے اڑائیں۔
(د) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ - میں علیکم کی ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ اگر اس سے غائب مراد نہیں۔ تو پھر شوق سے کباب اڑایا کریں۔
(ہ) لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى سے مراد اگر خطاب حاضر ہے تو چلو چھٹی مل گئی۔ خوب گل چھرے اڑائیں۔
(و) وَلَا تُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا - اگر یہ خطاب صرف جناب سرور کائنات صلعم کو ہے۔ تو آپ خوب بت پرستی کیا کیجئے اور بتوں کے آگے سر جھکایئے۔
(ز) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ الخ میں ضمیر جمع مذکر حاضر ہے اگر آپکے قول کے مطابق انہیں موجودہ صحابہ کرام کو خطاب ہے۔ تو ان محرمات ابدی سے نکاح فرمایئے اور داد رنگی دیجئے۔
(۷) وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تمام کتب تواریخ و صحاح ستہ شاہد و گواہ ہیں کہ حضرات اصحاب ثلاثہ سے اہلبیت رسول اللہ صلعم و خاندان رسالت ناراض گیا ہے۔ یہاں تک کہ خاندان نبوت کے کسی رکن اعظم کا جنازہ

پڑھنا بھی اُن کو نصیب نہیں ہوا حضرت فخرِ کائنات صلعم کو بسترِ موت پر ہی چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لیگئے۔ دیدار فیض آثار آخری سے محروم ہوئے۔ دیگر اولیات و احداث حضرات اصحاب ثلاثہ پر نظرِ انصاف کرو۔

(ب) جناب سیدۂ معصومہ مقتولۂ بنت رسول مقبول صلعم رات کو دفن ہوئیں۔ ضبط فدک و گوشہ نشینی جناب امیر علیہ السلام و قصد احراق بیت آل رسول سے اعمال صالحہ کا بخوبی پتہ لگ جاتا ہے۔ اس واسطے کسی طرح یہ آیت مؤید خلافت اصحاب ثلاثہ نہیں ۔

(۸) لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ سے مُراد تصرف فی الارض حکومت سلطنت و خلافت مُراد ہے اس کی مثال بعینہ بنی اسرائیل کے استخلاف کی ہے ۔

قولہٗ تعالیٰ وَعَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۔ ترجمہ۔ قریب ہے کہ پروردگار تمہارا ہلاک کرے تمہارے دشمن فرعون کو اور تصرف دے تم کو زمین میں پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ یہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو ہلاک کیا اور ان کی جگہ بنی اسرائیل کو حکومت و سلطنت عطا فرمائی۔ جن کے خلیفہ اوّل اور بادشاہ حضرت موسےٰ علیہ السلام تھے ۔ اور اُن کے حامی و وزیر حضرت ہارونؑ اس طرح یہ وعدہ ربانی خود عہد رسول خدا صلعم میں ایفا ہوا کہ جنگِ بدر میں فرعون اُمت محمدیہ یعنی ابو جہل مارا گیا اور مسلمانوں کا غلبہ ہوا اور جناب امیر علیہ السلام وزیر۔ وصی و خلیفہ و حامی ہوئے۔ مماثلت و منزلت ہارونی پوری ہوئی ۔

(ب) قولہٗ تعالیٰ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ ۔

(ج) آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ الخ

(۹) وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ ۔ اس پسندیدہ دین اسلام کی تمکین بھی مسلمانوں کو بعد ہجرت رسول مقبول شروع ہو گئی تھی کہ تمام عرب اسلام لایا اور اللہ کے دین میں گروہ گروہ شامل ہونے لگے اور جناب سردارِ دوجہاں نے کئی خطوط و نامے اشاعتِ اسلام کے واسطے بادشاہوں کے پاس بھیجے بادشاہِ نجاشی ایمان لایا اور بادشاہ روم متوّل و متوقف رہا اور سلطنتِ کسریٰ برباد و تباہ ہوئی۔ ان آیات کو بھی غور سے پڑھو

(الف) قولہٗ تعالیٰ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۔

(ب) الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ ۔ ۸ھ ہجری میں تمام صفحات یثرب سے اسلام کے سخت و مہلک دشمن یہود نکال دیئے گئے۔ خندق کی لڑائی میں تمام مشرکین مغلوب و پائمال ہوگئے۔ اور

شـ۸ـہ ہجری میں فتح مکہ حاصل ہوئی۔ اور غلبۂ اسلام آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوگیا۔ تمام مُلک عرب سیدالعرب کے قبضہ و اقتدار میں آگیا۔

(۱۰) وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ تبدیل امن بعد الخوف کا وعدہ بھی خداوندکریم نے فتح مکہ کے بعد پورا کردیا۔ قولہ تعالیٰ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ۔ سورۂ فتح۔ بیشک خدا نے اپنے رسول کو سچا مطابق خواب دکھایا تھا کہ تم لوگ ضرور ضرور مسجد حرام میں سر منڈا کر یا تھوڑے سے بال کتروا کر بہت امن و اطمینان سے داخل ہوگے اور کسی طرح کا خوف نہ کروگے۔ اس آیت میں الفاظ آمنین و لاتخافون سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مطلوبہ امن و بے خوف و خطر کا ہونا وعدۂ خداوندکریم سرور عالم صلعم کے زمانہ میں پورا ہوگیا والحمدللہ۔ پس مفسرین اہل سنت والجماعت کا آیہ استخلاف کو خلافت ثلاثہ پر جمانا عظمت و جلالت و اعجاز قرآن شریف کو چھپانا ہے۔ پڑھو اور غور سے دیکھو۔

(الف) قولہ تعالیٰ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

(ب) فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

(۱۱) يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ الخ۔ پس بےخوف و خطر ہو کر مکہ شریف میں خدا کی عبادت کرنے لگے اور شرک کا نام و نشان بھی مٹ گیا۔ تمام بت وغیرہ اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے۔ ایسی پرامن و بےخوف و خطر جگہ پرشورش و جنگ و جدل کرنا فاسقوں کا کام ہے۔ یہ یزید پلید کے زمانہ میں ہوا۔ کہ حرم نبوی صلعم میں اس نے گھوڑے باندھے۔ خانہ کعبہ کی بےحرمتی کی۔ حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو حرم کعبہ شریف میں ذبح کرڈالا۔ الا نتیجہ اگر یہ آیت صرف خلافت ثلاثہ پر لگائی جائے تو باقی ترقیات اسلامی سب ملیامیٹ ہوجاتی ہیں۔ حالانکہ دیگر خلفاء بنی امیہ و بنی عباس میں اسقدر اسلام کو ترقی ہوئی کہ خلفاء ثلاثہ کے وقت میں اس کا عشر عشیر بھی نہ ہوا۔ پھر امم سابقہ میں نبی ہمیشہ منجانب اللہ ہوتے چلے آئے ہیں اور ان کے خلیفے یا تو انبیاء و مرسلین کے بھائی یا ان کے فرزند ہوئے ہیں۔ اصحاب میں سے کوئی خلیفہ نہ بنا۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان کے زمانہ میں ایسا نہ رہا۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کے زمانہ میں گجرات کاٹھیاواڑ و حیدرآباد سندھ تک اسلام پھیلا!

اور افغانستان کے درۂ خیبر میں علیؑ مسجد کا ہونا حیدری فتوحات کے نشان ہیں۔ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں محمد قاسم ہندوستان میں آیا۔ اندلس سپین کو فتح کیا۔ عبدالرحمٰن کئی سال سپین پر قابض رہا۔ اور اس کے بعد سپین فرانس کو وہ عروج ہوا کہ جس کی نظیر کسی تاریخ میں نہیں ملتی۔

اسلام افریقہ تک پھیل گیا۔ اور فتوحاتِ عظیمہ اسکے عہد میں ہوئیں۔ دیکھو تاریخ ہسپانیہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز اموی کا زمانہ خلافت شیخین سے بہت افضل گذرا ہے۔ پھر ہارون الرشید و مامون الرشید کے وقت میں جو شان و شوکت جاہ و جلال و اشاعت دین اسلام کو نصیب ہوئی وہ کسی وقت میں نصیب نہ ہوئی تھی۔ پھر محمود غزنوی بت شکن کا زمانہ دیکھو اور ہندوستان پر اس کے حملے خاصکر سومنات کا حملہ پڑھو۔

بتاؤ ویجل۔ خوارزم۔ سمرقند۔ کابل۔ فرغانہ۔ شام سپین و تمام افریقہ کس کے عہد میں فتح ہوئے پھر بتاؤ کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا مصلے جو مدائن میں اب تک موجود ہے۔ اس سے کیا پایا جاتا ہے (دیکھو البرامکہ) اگر ملک گیری و فتوحات معیار امامت ہیں تو یہ بادشاہ کیوں نہ خلیفے ہوں۔

تو کیا وجہ ہے کہ یہ وعدۂ الٰہی ان اسلامی سلطنتوں میں پورا نہ ہوا اور صرف خلفائے ثلاثہ پر ختم کیا جائے۔ سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ قرآن شریف کی قدر آپ کے دل میں نہیں ہے۔ معجزۂ قرآن شریف کو محدود مانتے ہیں (فتفکروا یا اولی الابصار)

(دوسرا نتیجہ) اگر یہ مانا جائے کہ یہ آیت تصرف فی الارض کے معنی نہیں خلافت ثلاثہ کے واسطے نص ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جتنے لوگ صحابہ سے خلیفہ ہوئے۔ وہی تو مومن ہیں اُن کے سوا جتنے صحابہ ہیں۔ وہ ایمان سے (معاذ اللہ) محروم ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا ان سے وعدہ ہے۔ جو تم لوگوں میں سے ایمان لانیوالے اور نیک عمل کرنے والے ہیں۔ ضرور ضرور اُن کو خلیفہ کریگا۔ آمنو کے بعد منکم ہے جس سے یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ تم صحابہ لوگ سب کے سب مومن نہیں ہو۔ اور وعدہ تمہیں لوگوں کے مومنین سے ہے اس سے موعود لہم کی تعیین ہوئی۔ جو لوگ خلافت سے محروم رہے وہ ایمان اور عمل صالحہ سے بھی خارج ہوئے۔ کیونکہ اگر وہ ایمان لائے ہوتے اور نیک عمل کرتے تو ضرور خلیفہ بھی ہوتے۔ لہذا خلیفہ نہ ہونا اُن کی عدم ایمان کی دلیل ہے۔ اگر اہل سنت والجماعت اس نتیجہ پر راضی ہیں۔ تو تحریر فرمادیں اور اپنے بقیہ اصحاب کو کیا کہیں گے۔ جو خلافت سے محروم رہے۔ کیونکہ اس سے تو صرف حضرت ابوبکر و عمر و عثمان۔ حضرت علیؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ خلیفے ہو سکتے ہیں۔ باقی سب کے سب گم۔ کیونکہ یہاں اس آیت ایمان کا مدار خلافت پر ہے۔ جس نے

خلافت پائی وہی تو مومن ہے۔ اور جس نے نہیں پائی وہ مومن نہیں *

(**تیسرا نتیجہ**) یہ بھی نکلے گا۔ کہ خلافتِ اوّل کے وقت باقی خلفاء اس آئت کے برخلاف ثابت تھے پس اگر اس آئت سے خلافت ثلاثہ لی جائے۔ تو ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے کل پانچ چھ آدمی ایمان لائے۔ جو خلیفہ ہوئے۔ کیونکہ خلافت کے واسطے مومن ہونا لازم ہے *

پس اے مولوی صاحبان! اپنی ضد و تعصب سے باز آؤ اور قرآن شریف کے اُلٹے اُلٹے معنے کر کے سب صحابہ کرام پر الزام مت لگاؤ۔ اور سردارِ دو جہاںؐ کی تئیس سالہ محنت کو مت مٹاؤ اور اللہ تعالےٰ کے فرمان کے برخلاف مت جاؤ۔

قولہ تعالیٰ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا الخ

ارے لوگو زبان اپنی کو روکو — بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو
خدا لعنت کرے اُس بے حیا پر — کہ جس کے دل میں ہو بغض پیمبرؐ
جسے اصحابِ حضرت سے ہو انکار — رہے ہر دم خدا کی اس پہ پھٹکار
جسے کچھ بغض ہووے اولیاء سے — ہمیشہ ابر لعنت اُس پہ برسے

پر اتنا اور بھی سُن رکھئے حضرت
جو حق پر نہ چلے اُس پر بھی لعنت

تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کہ وعداللہ الذین امنوا منکم کا خطاب رسولؐ اور اُنکی امت کیواسطے ہے۔ خطاب للرسول وللامتہ اولہ ومن معہ ومن البیان۔ کیونکہ ایمان اور عمل صالح کچھ صحابہ ہی کے ساتھ مختص نہ تھا بلکہ اُمتِ محمدیہ کا ہر شخص جو کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلعم پر عمل کرے۔ اس کا مستحق ہو سکتا ہے (المرتضےٰ صفحہ ۹۱)

بغرض اختصار اِس خاکسار نے نہایت مجمل اِس آئت کے مفہوم و منطوق پر روشنی ڈالدی ہے *

(۲۰) **آئت بستم**۔ سورۂ فتح۔ سیپارہ ۲۶ :- مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ الخ **ترجمہ**:- محمد صلعم بھیجے ہوئے اللہ کے ہیں اور جو لوگ اُسکے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل۔ تو اُن کو دیکھیگا۔ رکوع اور سجود کرتے۔ خدا کا فضل اور خوشنودی کے طلبگار

ہیں۔ سجدے کے گھٹے اُن کی پیشانیوں پر ہیں۔ یہی اوصاف اُن کے توریت میں بھی مذکور ہیں۔ اور یہی اوصاف اُن کے انجیل میں بھی ہیں۔ الاخرہ۔

(تفسیر) اس آیہ وانی ہدایہ کی تفسیر علمائے اہلسنّت خلفاء اربعہ پر مطابق کرتے ہیں اور آیت کے چار ٹکڑے کر کے حضرت ابوبکر کو والذین معہٗ میں شامل کرتے ہیں حضرت عمر کو اشدآء علے الکفار میں اور حضرت عثمان کو رحماء بینھم اور حضرت علی المرتضےٰؑ کو تراھم رکعاً سجداً میں داخل کرتے ہیں حالانکہ یہ درست نہیں۔ نہ انکو کوئی حق حاصل ہے

سُنو صحیح تفسیر:- (الف) محمد رسول اللہ وہ صاحب کتاب۔ صاحب معجزہ رحمۃ للعالمین نذیر و بشیر وخاتم النبیین وشفیع المذنبین ہیں جنکے نور سے تمام تاریکی جہان دُور ہوگئی۔ شرک کافور ہوا۔ توحید کا ڈنکا بجا ہے

چمکا ہے جب جہاں میں ستارہ محمدیؐ لاکھوں ہوگئے یہود و نصاریٰ محمدیؐ

جنہوں نے اونٹ چرانے والے بدو لوگوں کو شائستہ و مہذب بنا کر اور رشتۂ اخوت میں لگا کر زمام سلطنت دنیا اُن کے ہاتھ میں دیدی جن سے کُل دُنیا نے علم و تہذیب وشرافت سیکھی۔ وہ حیات النبیؐ خاتم النبیین ہے۔ اُن کے بعد کسی بروزی ہو یا مقامی نبی یا رسول کی ضرورت نہیں۔ جو دعوٰے نبوت کرے۔ وہ کذّاب ومفتری ہے۔ اور کانا دجّال ہے۔

(ب) والذین معہٗ جو لوگ اس کے ساتھ ہیں۔ اہل بیت عظام و صحابہ کرام جو ہمیشہ محبت رسولؐ میں رہے اور باایمان ہو کر اس جہان دنیا سے رحلت فرما گئے۔ انہی لوگوں کو معیت انبیاء حاصل ہے۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک کام کئے وہ ساتھ ہیں اُن کے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ نبیوں، صدیقوں۔ اور شہیدوں اور صالحوں سے اور اچھے ہیں وہ ازروئے رفیق کے۔ پاک پروردگار نے معیت رسول مقبولؐ میں ایمان مطلق کی شرط لگائی ہے۔ قولہ تعالیٰ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ الخ۔ پس یہ معیت مطلقہ خاصکر خلفائے معصومین اہل بیت ہی کو حاصل ہے۔ جن کو عالم ارواح میں معیت رسولؐ حاصل تھی۔ عرش معلیٰ پر جن کے نور اکٹھے تسبیح خدا کرتے تھے۔ اصلاب مطہرہ میں تا بہ صلب عبد المطلب اُن کے نور ساتھ ساتھ تھے۔ اسی طرح ارحام مطہرات میں رہے۔ جناب شیرِ خدا علی المرتضےٰؑ نے سب سے اوّل رُخ انور سرور کائناتؐ کی زیارت کی اور جناب حضور انورؐ کے زیر سایہ

پرورش پائی۔ غارِ حرا میں عبادت و نماز کے ساتھی۔ ایمان میں سابق الایمان شعب ابوطالب میں معیتِ رسولؐ میں محصور رہے۔ شبِ ہجرت میں بسترِ نبوت پر جاں نثار۔ مباہلہ نصاریٰ میں ہمراہی۔ معرکوں میں جنگ میں ہر ایک جگہ ساتھ رہے۔ انفسنا میں شامل۔ آیہ تطہیر میں داخل۔ جنگِ بدر۔ جنگِ احد۔ حنین۔ خندق۔ خیبر میں ثابت قدم۔ جبکہ باقی اصحاب گھمسان کے معرکوں سے بھاگتے رہے۔ درود شریف میں معیتِ رسولؐ ہے۔ مسجدِ نبوی سے جبکہ سب صحابہ کے دروازے بند ہو گئے تو آپ کا دروازہ کھلا رہا۔ اور جنب کی حالت میں مسجد میں آنا جانا حلال ہوا۔ یہ معیت رسولؐ ہے پھر معیت رسول مقبول یہ ہے کہ غسل بھی جناب سرور کائناتؐ کو اہل بیت کرام نے دیا۔ تجہیز و تکفین میں شامل رہے۔ جبکہ دوسرے اصحاب چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں چلدیئے۔ اور آخری دیدار جناب سیدالابرار سے محروم رہے ۔

(ج) روزِ محشر کو براق پر سوار ہو کر معیتِ رسولؐ میں ہونگے۔ پل صراط پر۔ میزان پر۔ میدانِ محشر میں۔ حوضِ کوثر پر رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہونگے۔ لوا الحمد علم محمدی روزِ قیامت کے علمدار جناب حیدرِ کرار ہونگے۔ سب سے اوّل جنت میں داخل ہونگے اور جنت میں ایک مکان کے اندر پنجتن پاک رہینگے۔ اس کا نام معیتِ رسولؐ ہے کہ دُنیا و آخرت میں ایک لحظہ بھی جدا نہ ہوئے پڑھو انت اخی والدنیا والاخرۃ و من کنت مولاہ فعلی مولاہ

معیتِ روحانی کا یہ حال کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا کا خطاب پایا۔ تجلیہ میں ہمیشہ اسرار الٰہی آپ پر منکشف ہوئے۔ سینکڑوں معجزات ظاہر ہوئے۔ دیکھو شواہد النبوۃ جامی اسی روحانی معیت کے باعث آپ پیر و مرشد تصوّف ہوئے اور تمام اولیاء و صوفیائے کرام کے رہبر و ہادی ٹھہرے جو سلسلۂ صوفیہ جو منکر امامت جناب امیرؑ ہے۔ وہ سلسلہ ہی نہیں نہ تو وہ انوارِ الٰہی پا سکتا ہے۔ اسی معیتِ روحانی کے مدارج کے ساتھ شیعیانِ علیؑ زیرِ سایۂ لوا الحمد رہیں گے۔ جو اس دُنیا میں دوستداران و محبان علی علیہ السلام ہیں وہ قیامت کے دن بھی دوست ہو کر مبعوث ہوں گے ۔

قولہ تعالیٰ اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۔ یعنے جتنے دنیا میں دوست ہیں وہ قیامت کے دن سب دشمن ہو جائینگے گروہ جو نیکو کار ہیں وہ قیامت کے دن بھی دوست ہی رہینگے جب تک روحانی تعلق جناب امیرؑ سے نہ ہو۔ جناب رسول کریم صلعم کے محبت و روحانی تعلق ہو ہی نہیں سکتا جب تک محبت کامل نہ ہو۔ ایمان کامل نہیں ہو سکتا ؎

جو علیؑ سے ملا وہ نبیؐ سے ملا جو نبیؐ سے ملا وہ خدا سے ملا

(۳) اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ سے مُراد جناب امیرؑ ہیں۔ جن کی ضربت ذوالفقار حیدری سے دینِ اسلام قائم ہُوا۔ کفّار فی النّار ہوئے۔ اقد استقام الاسلام بسیفہ۔ (بغوی معالم) وہ حیدرِ کرّار غیر فرّار تھے۔ جبکہ تمام جنگوں میں اکثر صحابہ سرورِ عالم صلعم کو تن تنہا نرغۂ کفّار میں چھوڑ کر بھاگ نکلے جناب امیرؑ معہ دیگر مومنین جان نثاران کے میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہے۔ عمرو کو مارا۔ مرحب کو پچھاڑا۔ درِ خیبر کو اکھاڑا۔

(۴) رحمآءُ بینھم سے مُراد اہلِ بیت و خاندانِ نبوت۔ بنی ہاشم و بنی مطلب وہ یارانِ جان نثار جو محبّانِ خاندانِ رسالت رہے۔ جو آپس میں رحیم و رؤف ہو کر رہے۔ نہ کسی کو ستایا۔ نہ کسی کو مارا۔ نہ کسی کو رنج دیا اور نہ کسی کا حق غصب کیا۔ نہ کسی کے مکان کو آگ لگانے دوڑے۔ نہ قتل کی دھمکی دی۔ نہ کسی صحابی کو کوڑے مارے۔ نہ کسی اصحاب کو خارج از وطن کیا۔ جو مومنین کے ساتھ مہربان و رحیم ہو کر رہے۔ رحمآء کا لفظ رحیم کی جمع ہے۔ پہلے یہ صفت خدا کی ہے۔ الرّحمٰن الرّحیم۔ پھر صفت رسولؐ کی ہے۔ بالمؤمنین رؤف رحیم۔ پس رحمآءُ بینھم میں وہ گروہ داخل ہو سکتا ہے۔ جو مومنین کے ساتھ رؤف و رحیم ہو نہ کہ سخت و تنگدل و تند مزاج ہو۔ بات بات پر تلوار اُٹھائے اور مومنین کو ستائے۔

(۵) تراھم رکّعًا سجّدًا الی آخرہ۔ یہ صفت بھی اہلِ بیت کرام کی ہے۔ کہ سجدہ کرتے کرتے گٹّے پڑ گئے۔ سوائے ذاتِ الٰہی کے کسی کا اوّل سے آخر تک سجدہ نہ کیا۔ اور نہ کسی کو کرنے دیا۔ انہی کے حق میں ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ۔ نازل ہوئی۔ ہمیشہ ذاتِ باری کی خوشنودی اور فضل کے اُمیدوار رہے۔ بسترِ نبوت پر راضی برضا سوئے۔ مسجد میں شہادت پائی تو بھی راضی۔ تیروں تلواروں نیزوں کی بوچھاڑ کے اندر دوگانۂ فرض ادا کیا۔ سجدے میں سر کٹوایا۔ مگر رضائے الٰہی نہ چھوڑی۔

(۶) ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ۔ یہی اوصاف اُنکے توریت میں بھی مذکور ہیں اور یہی اوصاف اُنکے انجیل میں بھی ہیں۔ توریت میں خداوند کریم حضرت ابراہیمؑ کو فرماتا ہے کہ میں تیرے بیٹے اسمٰعیلؑ کو برکت دونگا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا کروں گا۔ جس سے مُراد دوازدہ آئمہ اطہار ہیں۔ جو اولادِ رسولؐ سیّد الابرار ہیں۔

(ب) اور انجیل میں لکھا ہے۔ دیکھو یوحنّا کی انجیل باب اوّل آیات ۱۹ سے ۲۷ تک اور یوحنّا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لیوے یہ پوچھنے کو اسکے پاس بھیجے کہ تو کون ہے تو اُس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون۔ کیا تو ایلیاہ ہے اس نے

کہا مَیں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبیؐ ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس اُنہوں نے اُس سے کہا پھر تو ہے کون تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے اُس نے کہا مَیں جیسا یشعیاہ نبی نے کہا ہے۔ بیابان میں ایک پُکارنے والے کی آواز ہوں۔ کہ تم خداوند کے راہ کو سیدھا کرو۔ یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اُنہوں نے اُس سے سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیا نہ وہ نبیؐ تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے۔

(ج) پھر دیکھو انجیل مقدس۔ مکاشفۂ یوحنا۔ باب ۲۱۔ باب ۲۲۔

پس ان آیات سے جناب نبی آخرالزمانؐ اور اُس کے وصی جناب مولانا علیؑ کی شان معلوم ہوتی ہے۔ اور ایلیا آپ کے اسمار شریف سے ہے۔ ع

یا علیؑ۔ یا ایلیاؑ۔ یا ابوالحسنؑ۔ یا بوترابؑ

اُمید ہے کہ علمار اہلسنّت والجماعت اصحاب ثلاثہ کا نام توریت وانجیل سے نکالکر ذالک مثلہم کی آئت سے مطابق فرمائینگے۔ ورنہ اس آئت کو اصحابِ ثلاثہ پر ہرگز نہ لگائینگے اور بیجا تاویل کرنے سے شرماوینگے۔

(۷) کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰی عَلٰی سُوۡقِهٖ یُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیۡظَ بِهِمُ الۡکُفَّارَ۔ ترجمہ۔ وہ روز بروز اس طرح ترقی کرتے جائینگے جیسے کھیتی کہ اس نے پہلے زمین سے اپنی سوئی نکالی پھر غذا بنائی۔ ہوا مٹی سے اس سوئی کو قوی کیا چنانچہ وہ رفتہ رفتہ موٹی ہوئی۔ یہاں تک کہ کھیتی اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور اپنی سرسبزی سے لگی کسانوں کو خوش کرنے۔ تاکہ اس کی ترقی سے ترسا ترسا کر کافروں کو جلائے۔ یہ تمام کھیتی کی مثال اہلبیت ونبوت وصحابۂ کرام محبانِ خاندانِ رسالت مراد ہیں۔ نہ وہ جو دشمنانِ آلِ رسولؐ ہیں۔ اس پاک کھیتی کی مثال قرآن شریف میں ایک اور جگہ ہے اس کو بھی سُنو۔ وَالۡبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخۡرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذۡنِ رَبِّهٖ وَالَّذِیۡ خَبُثَ لَا یَخۡرُجُ اِلَّا نَکِدًا۔ یعنے پاک زمین اپنی سبزی اپنے ربّ کے اذن سے نکالتی ہے۔ اور ناپاک سے نکھما نکلتا ہے۔ اس رسول صلی اللہ کی ہری بھری کھیتی کو بنی اُمیہ نے جس طرح اُجاڑا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔

(۲۱) ثبوت آئت لست ویکم۔ سورۂ دھر۔ سیپارہ ۲۹۔ یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَیَخَافُوۡنَ یَوۡمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِیۡرًا۔ وَیُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسۡکِیۡنًا وَّیَتِیۡمًا وَّاَسِیۡرًا۝
ترجمہ۔ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اُس روز سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت پھیلی ہوئی ہوگی۔ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم وقیدی کو طعام کھلاتے ہیں۔

تمام تفاسیر اہلسنت اِس پر متفق ہیں کہ یہ سورۂ دہر جناب سرورِ عالم صلعم کی اہلبیت کی شان ومنزلت میں نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۱۹۵۔ تفسیر قادری۔ تفسیر حسینی۔ تفسیر کشاف۔ وغیرہ۔ مجاہد و عطا و ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت امام حسنؑ وحضرت امام حسینؑ بیمار ہوئے تو رسولؐ اللہ معہ صحابہ عیادت کو تشریف لائے۔ لوگوں نے حضرت علیؑ سے کہا۔ کہ اپنے فرزندوں کی صحت کیلئے کچھ نذر کیجئے۔ تو حضرت علیؑ وفاطمہؑ وفضہ کنیزک نے نذر مانی اگر خداوند عالم نے دونوں کو شفا دی تو تین روز روزہ رکھینگے۔ جب دونوں نے شفا پائی حالانکہ گھر میں کچھ کھانے کو نہ تھا تو جناب امیرؑ نے شمعون یہودی خیبری سے تین صاع جَو (شعیر) قرض لیا جسکو جناب سیدہ معصومہؑ نے پیسکر پانچ روٹیاں پکائیں اور روزہ کے افطار کیلئے سامنے رکھیں۔ اتنے میں ایک سائل آیا جس نے کہا۔ السلام علیکم یا اہلبیت محمدؐ ایک مسکین ہوں مساکین مسلمین سے ہمکو کھلاؤ خدا تم کو میوہ ہائے جنت سے کھلائیگا۔ ان حضراتؑ نے اِس طعام کو سائل کے حوالے کردیا۔ اور خود پانی پی کر سو رہے۔ پھر صبح کو روزہ رکھا۔ دوسرے روز بھی جب افطاری کا وقت آیا۔ تو ایک یتیم نے اُسی طرح آکر سوال کیا تو کل روٹیاں اُس کو دیدی گئیں تیسرے روز ایک قیدی آیا جس کو اُسی طرح کل روٹیاں دیدی گئیں۔ چوتھے روز جناب امیرؑ حضرات حسنینؑ کا ہاتھ پکڑ کر جناب رسالتمآب صلعم کے پاس لائے تو حضرتؐ نے دیکھا مارے ضعف کے دونوں صاحبزادے کانپ رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی حالت ہم پر کس قدر سخت ہے۔ حضور انورؐ دولت سرائے جناب سیدہؑ میں تشریف لائے۔ تو دیکھا کہ محراب عبادت میں کھڑی ہیں۔ مگر شکم اقدس پشت مبارک سے مل گیا ہے۔ اور آنکھوں میں حلقے پڑگئے ہیں۔ جس سے آنحضرتؐ سرورِ عالم صلعم کو نہایت ملال ہوا۔ اُسوقت جبرئیلؑ یہ سورۂ دہر لائے۔ اور عرض کیا کہ لیجئے اِس سورت کو یا حضرتؐ خدا تعالےٰ نے آپکے اہلبیتؑ کے بارہ میں آپکو مبارکباد دی ہے۔ دیکھو تفسیر ابوسعید حاشیہ تفسیر کبیر صفحہ ۳۹۲ جلد ۸۔ کشاف جلد ۳ صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ مصر۔ تفسیر بیضاوی۔ خازن۔ معالم التنزیل ابن جریر طبری۔ نیشاپوری۔ مطالب السئول صفحہ ۳۳

(۲) اِس ایثار کو خداوند کریم نے قبول فرمایا جسکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اور نہ سوائے اہلبیت کرامؑ کے یہ نفس کشی کسی نے کر دکھائی۔ اگر اِس تھوڑی سی خیرات پر آپکی نظر پڑے اور اسکو ہزارہا روپیہ کے بالمقابل کچھ نہ سمجھیں تو بیشک آپ سمجھیں مگر یہ بھی تو آپ ثابت کر دکھائیں کہ کس اصحابی نے تین روز برابر روزے رکھکر اور پانی سے افطار کرکے ماحضر فقرا کو تقسیم کردیا ہو وہ بھی اپنے ہاتھوں سے پکا کر اگر کسی مالدار وغنی متمول

شخص نے ہزاروں روپے جمع شدہ سے دو تین سو روپیہ دیدیا تو اس کا کیا بگڑتا ہے ؎

اگر بریاں کند بہرام گورے نہ چوں پائے ملخ باشد نہ مورے

حضرت ابو عقیل صحابی کا ایک صاع خرما جو اُنہوں نے جنگ تبوک میں دیا تھا۔ رسولخدا کو ایسا مقبول ہوا۔ کہ حضرتؐ نے فرمایا اس صاع خرما کو سب سے اوپر رکھو اور خداوند عالم کو اِس درجہ محبوب ہوا کہ آیہ کریمہ نازل کیا۔ اور طعن و تمسخر کرنیوالوں پر عتاب ہوا۔ قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ جو لوگ طعن کرتے ہیں صاحب مقدور مومنین پر صدقات میں اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے ہیں مگر کمائی بھر۔ اُن سے جو لوگ تمسخر کرتے ہیں۔ خدا اُن کے مسخراپن کا بدلہ دیتا ہے اور اُن کے لئے عذاب الیم ہے۔ پس خداوند کریم نے جناب امیرؑ کی انگوٹھی نماز میں دینی اور روٹیاں پکا کر مساکین کو کھلانے کا وہ مول ڈالا کہ عرش فرش پر اُن کے جود و سخا اور ایثار کا غلغلہ بلند ہوا صحابہ کرام نے ہزاروں روپے دے ڈالے مگر ایسا سارٹیفکیٹ نہ ملا۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ۔

(۲۲) قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (سیپارہ ۳۔) ترجمہ:۔ جو لوگ رات اور دن چھپے اور ظاہر اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں تو ان کا ثواب اللہ کے ہاں ملیگا اور قیامت میں وہ محزون اور آزردہ خاطر نہ ہونگے (دیکھو تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۱۳۵ وغیرہ۔ یہ آیت بھی جناب امیر علیہ السلام کے جود و سخا پر نازل ہوئی۔ حدیث التفاسیر صفحہ ۴۵ تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۸)

(۲۳) یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ سورہ مجادلہ ترجمہ۔ مسلمانو جب تم کو پیغمبر کے کان میں کوئی بات کہنی ہو تو کان میں عرض مطلب کرنے سے پہلے کچھ خیرات لا کر آگے رکھدیا کرو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اور دل کی صفائی ہے۔ پھر اگر تم کو خیرات کی مقدور نہ ہو پس اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ مسلمانو کیا تم یہ حکم سُن کر ڈر گئے۔ کہ رسولؐ کے کان میں بات کہنے سے پہلے کچھ خیرات لا کر آگے رکھ دیا کرو

اگر نہ دے سکو اور خدا نے توبہ تمہارا قبول کیا (تمہارا قصور معاف کر دیا) نماز قائم کرو ۔ زکوٰۃ دو ۔ اور خدا اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو ۔ خداوند عالم تمہارے عمل سے خبردار ہے ۔

اہل سنّت والجماعت کی کوئی تفسیر اُٹھا کر دیکھو تو یہی لکھا پاؤ گے کہ سوائے جناب امیرالمومنین علی المرتضٰی علیہ السلام کے اور کسی صحابہ دولتمند نے اس پر عمل نہ کر دکھایا ۔

جناب امیرؑ کے پاس ایک دینار (اشرفی) تھا جس کو خوردہ کر کے درہم لئے اور جب رسول اللہ صلعم سے مشورہ کرتے تو ایک درہم تصدّق فرماتے ۔ اس کے بعد وہ حکم منسوخ ہوا ۔ منتخب کنز العمال جلد دوم صـ۲۱ ۔ خصائص نسائی مترجم صـ۴۵ مطبع محمدی لاہور ۔ مطالب السئول صـ۲۱ ۔

(۲) ابن جریح ۔ کلبی ۔ عطار ۔ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ سے سرگوشی کی ممانعت کی گئی ۔ جب تک کچھ صدقہ نہ دیں مشورہ نہ کریں ۔ تو بجز حضرت علیؑ کسی نے رسول اللہؐ سے مشورہ نہیں کیا ۔ اور یہ نذر یا صدقہ دینا تعظیم رسالتمآبؐ تھی کہ ہر وقت ہر کس و ناکس گفتگو نہ کرے ۔ جیسا کہ ان دنوں حکّام بالا کے سامنے ڈالی لیجاتے ہیں یا اشرفی سامنے رکھ کر آداب بجالاتے ہیں ۔ یہ طریقہ بھی یوروپین نے اسلام سے لیا ہے ۔ سب سے اوّل جناب امیرؑ ہیں جنہوں نے اس آئت پر عمل کر کے تعظیم و توقیر رسالتمآبؐ کو بجالائے پس معلوم ہوا کہ ہزاروں صحابہ میں سے صرف ایک ہی مومن کامل جناب امیرؑ تھے جنہوں نے دنیا کے دوں پر لات مار رکھی تھی ۔ باقی حضرات ایک درہم بھی خرچ نہ کر سکے ۔ پھر ہم حضرات شیخین کو جناب امیرالمومنینؑ پر کس طرح فضیلت دیں ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے تھے کہ جناب علی المرتضیٰؑ میں تین ایسے خصائل ہیں کہ اگر مجھ کو نصیب ہوتے ۔ تو وہ سُرخ اونٹوں کی بخشش سے زیادہ تھے ۔ تزویج جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا ۔ خیبر کے دن علم محمدی کا ملنا ۔ آیۃ النجویٰ میں شانِ مرتضیٰؑ ۔ (تذکرہ خواص الامۃ صـ۱۱) دیکھو (۱) تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۶ صـ۱۸۵ (۲) تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۸ صـ۱۶۷ سطر ۴ ۔ ۵ ۔ ۱۹ (۳) تفسیر کشاف جلد ۳ صـ۱۷۱ سطر ۲ (۴) تفسیر ابن جریر طبری سیپارہ ۲۸ ۔ صـ۱۲ سطر ۲ ۔ تذکرہ خواص الامۃ صـ۱۱ (۵) تفسیر خازن جلد ۴ صـ۲۵۹ سطر ۲۴ (۶) تفسیر مدارک التنزیل حاشیہ تفسیر خازن جلد ۴ صـ۲۶ سطر ۲ (۷) تفسیر بیضاوی جلد ۲ صـ۳۰۹ (۸) تفسیر فتح البیان جلد ۹ صـ۲۵۵ سطر ۲۱ (۹) تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۹ صـ۲۱۶ سطر ۲۷ حاشیہ تفسیر فتح البیان جلد ۹ صـ۲۱۶ (۱۰) تفسیر روح المعانی جلد ۹ صـ۲۲ سطر اوّل (۱۱) تفسیر حسینی جلد ۲ صـ۴۲۹ سطر ۵ (۱۲) تفسیر سراج المنیر امام شربینی جلد ۴ صـ۲۲۳ سطر ۱۶ مطبوعہ مصر ۔

(۳) شعبیؒ جناب امیرؑ کی سخاوت کا ذکر کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ تمام لوگوں سے ایسے سخی ترین تھے اور للّہیت، سخاوت اور جود کو محبوب رکھتے تھے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کیلئے اپنی زبان مبارک سے لا (نہیں کا کلمہ) نہیں کہا۔ اور اپنے ہاتھ سے مدینہ کے یہودیوں کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے۔ یہانتک کہ اُنکے ہاتھ میں آبلے پڑجاتے تھے۔ اور اُجرت کے پیسے خیرات کرتے اور اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ لیتے تھے (مطالب السؤل)

(۴) جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے عجب ہے ان لوگوں سے جو اپنا مال غلاموں کے مول لینے پر صرف کرتے تھے۔ اور اپنے احسان سے آزاد لوگوں کو مول لے کر غلام نہیں بناتے۔

(۵) جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اگر تو مجھے آنحضرت صلعم کے ساتھ دیکھتا کہ میں نے پتھر اپنے شکم پر بھوک کی وجہ سے باندھا ہوا تھا۔ حالانکہ اُس دن میری زکوٰۃ چالیس ہزار تھی اور ایک روایت میں ہے کہ میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچ گئی تھی۔ علامہ طبرسی شرح کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب سے جناب امیرؑ کے ہاتھ میں مال آیا ہے۔ اگر وہ آج تک جمع رہتا۔ تو اس کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار ہوتی۔ جس کو آپ نے راہِ خدا میں خرچ کیا (ارجح المطالب ص۲۱۲۔ اخرجہ احمد)

نوٹ:۔ ایک دینار قریب پانچ روپیہ کے ہوتا ہے اور درہم ۴ر کے برابر ہوتا ہے۔

(۲۴) بست و چہارم۔ آیتِ صراط۔ قولہ تعالیٰ۔ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت)

اور ان کو کھڑا کرو تحقیق اُن سے پوچھنا ہے۔ عن ابی سعید و ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ فی قولہ تعالیٰ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ یوم القیامۃ عن ولایت علیؑ (اخرجہ الامام الواحدی فی تفسیرہ و ابوبکر بن مردویہ والدیلمی فی فردوس الاخبار بحوالہ ارجح المطالب باب دوم صفحہ ۶۳ ۔)

تذکرہ خواص الائمہ ص۱۰ حضرت ابوسعید اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے اس آیت کریمہ کے متعلق روایت ہے کہ دن قیامت کو ولایت علی علیہ السّلام کے بابت سوال ہوگا۔

(ب) حسن بصری مرفوعاً آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز جناب علی ابن ابیطالبؑ جنّت کے ایک پہاڑ فردوس نام پر جس پر کہ خدا کا عرش ہے۔ نور کی کرسی پر رونق افروز ہوگا۔ اس کے سامنے نہر تسنیم بہتی ہوگی جناب علیؑ اور اس کی اہلبیت کی محبّت کے راہداری کے پروانے کے بغیر کوئی صراط پر سے ہوکر نہیں گذر سکیگا۔ وہ جنّت میں جھانک کر دیکھیگا اور اپنے دوستوں کو اس میں داخل کریگا۔ اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں دھکیلے گا۔ (ارجح المطالب باب چوتھا ص۲۶۹)

(۳۰) ابو سعید خدری اور واحدی کہتے ہیں کہ ولایتِ جناب علیؑ سے سوال ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلعم کو فرمایا کہ اپنی امت کو کہدیں کہ اپنی رسالت کا اجر و مزدوری میں تم سے نہیں مانگتا۔ مگر میرے عزیز و اقارب کی دوستی و محبت کا لحاظ رکھنا اسلئے امت سے پل صراط پر پوچھا جائیگا کہ آیا اہلبیت رسالت کے ساتھ بموجب فرمان رسول اکرم صلعم تم لوگوں نے محبت و مودت کا حق ادا کیا ہے۔ تاکہ اس کا ثواب ملے۔ ورنہ عذاب میں مبتلا ہوں۔ (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص۲۵۲)

(۲۵) آیت بست و پنجم۔ قولہ تعالیٰ ۔ اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا ۞ (سورۃ النساء)

ترجمہ: ۔ آیا لوگ حسد کرتے ہیں اس چیز پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی اور تحقیق ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ان کو بڑا بے مثل ملک عطا کیا۔ جناب امام محمد باقرؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ وَاللہ نحن اھل البیت ھُم النّاس۔ قسم ہے اللہ کی وہ لوگ ہم اہلبیت ہیں (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی ص۲۵۶) اسعاف الراغبین ص۱۰۰)

اہلبیت رسالتؑ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکمت۔ شرافت۔ طہارت۔ شجاعت۔ علم لدنی۔ معجزات و کرامات شہادت۔ امامت۔ ولائت عطا فرمائی۔ جس پر مسلمانوں نے ان پر حسد کیا اور ان کے حقوق کو ضایع کردیا۔ ان کی خلافت کو چھین لیا۔ ان کے ساتھ بغض و منافقت رکھی۔ ان کے درپئے ایذا رہے اور ان کو قتل کرتے رہے اور آجکل بجائے تلوار کے زبانی نوک جھونک سے فضائل و شان امامت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ یہ سب حسد کا نتیجہ ہے اور ملک عظیم اللہ تعالیٰ حضرت امام محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام کو عطا کرے گا۔

(۲۶) آیت بست و ششم۔ قولہ تعالیٰ ۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ (سورۃ النجم) قسم ہے ستارہ کی جبکہ وہ ٹوٹا۔ تمہارا صاحب نہ تو گمراہ ہوا اور نہ ہی بھٹکا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ مکہ میں جوانان قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جناب رسالتمآبؐ ہم میں تشریف رکھتے تھے۔ ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا۔ پس حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ستارہ جس شخص کے گھر میں گریگا۔ وہ میرے بعد میرا وصی ہوگا۔ یہ سنکر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے۔ وہ ستارہ جناب امیرؑ کے گھر میں گرا۔ پس لوگوں نے آنحضرت صلعم سے کہا العیاذ باللہ آپ بسبب علیؑ کی محبت کے دھوکا کھاتے ہیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ (اخرجہ ابن المغازلی۔

ینابیع المودۃ۔ ذخائر العقبیٰ۔ ارجح المطالب۔ باب دوم ص۸) (ب) وصی کا منصب یہ ہے کہ وہی حکمت وقرب ملکوتی تحمّل شرح نبوی۔ وعلوم نبی اور وحی کا حامل اور خزانہ دار ہوتا ہے ؂

(الف) **حدیث الوصی** ۔ عن ابی سعید الخدری عن سلمان الفارسیؓ قال قلت یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم لکل نبی وصیّ فمن وصیک فقال ھل تعلم من وصیّ موسیٰؑ قلت نعم یوشع بن نون۔ قال لم قلت لانہ کان اعلمھم قال فان وصیّ وموضع سرّی وخیر من اترک بعدی وینجز وعدتی ویقضی دینی علی ابن ابی طالبؑ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والطبرانی۔ مودۃ القربیٰ ہمدانی۔ احمد حنبل ولہ شواھد بالمعنی ویقوی بکثرت الطرق والالفاظ (السیوطی فی الالی المصنوعہ۔ ارجح المطالب باب اوّل ص۲۵ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد۵ ص۳۲ ۔ تذکرہ خواص الامۃ ص۲۶) حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلعم سے عرض کیا یارسولؐ اللہ ہر ایک نبیؐ کے لئے وصی ہوتا رہا ہے۔ حضور کا وصی کون ہے فرمایا تو جانتا ہے کہ موسےٰؑ کا وصی کون تھا۔ میں نے عرض کیا یوشع بن نون۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کیوں میں نے گذارش کیا اسلئے کہ وہ حضرت موسےٰؑ کی اُمت میں سے سب سے زیادہ عالم تھا۔ آپؐ نے فرمایا پس میرا وصی اور میرا رازدار اور جن لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں۔ اُن سب سے بہتر اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کو ادا کرنے والا علی ابن ابی طالب علیہ السّلام ہیں ؂

(ب) **حدیث الوصی** ۔ عن حبش بن زریں قال رأیت علیّاً یضحی بکبش فقلت لہ ما ھذا قال اوصانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم ان اضحی عنہ (اخرجہ احمد بحوالہ ارجح المطالب ص۴۲) حبش بن زریں کہتے ہیں۔ کہ میں نے جناب امیرؑ کو ایک مینڈھے کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے گذارش کیا۔ کہ یہ کیا ہے۔ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے مجھے وصیّت فرمائی تھی۔ کہ میں اُن کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ تذکرہ خواص الامۃ ص۲۲

(ج) **حدیث الوصی** ۔ عن بریدۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم لکل نبی وصیٌّ ووارثٌ وانّ علیاً وصیی ووارثی (اخرجہ البغوی والدیلمی مودۃ القربیٰ ۴/۵)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا رہا ہے۔ میرا وصی اور وارث علی علیہ السلام ہے ؂

(د) **حدیث الوصی**۔ حضرت ابوہریرہ حضرت ابوایوب انصاری سے روائت کرتے ہیں۔ کہ جب رسولِ خدا بیمار ہوئے۔ تو جناب سیدہ صدیقہ معصومہ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ بیمار پرسی کو تشریف لائیں۔ اور حضور انور صلعم پر ضعف و تکلیف کو دیکھ کر رونے لگیں حتیٰ کہ دونوں طرف چہرہ مبارک پر آنسو ٹپکنے لگے۔ یہ دیکھ کر جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ یا فاطمۃ ان کرامۃ اللّٰہ ایاک ان زوجتک من اقدم مسلماً واکثرھم علماً واعظمھم حلماً ان اللّٰہ تعالیٰ اطلع الی اھل الارض اطلاعۃ فاختارنی منھم فبعثنی نبیاً مرسلاً ثم اطلع اطلاعۃ فاختار منھم بعلک فاوحی اللّٰہ الی ان انکحہ واتخذہ وصیاً (اخرجہ دارقطنی۔ طبرانی۔ خطیب۔ بحوالہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳۔ والحاکم بحوالہ ارجح المطالب باب اوّل صفحہ ۲۷) اے جناب فاطمہؑ اللہ کی خاص مہربانی تھی تیرے حق میں کہ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص کے ساتھ کیا ہے کہ وہ اسلام لانے میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ علم رکھنے والا اور حلم میں سب سے بڑا ہے۔ خدائے تعالےٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب دیکھ کر ان میں سے مجھے انتخاب کیا اور مجھے نبی مرسل بنایا۔ پھر دوبارہ اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب کیا۔ اور مجھے وحی بھیجی کہ میں اس کے ساتھ تیرا نکاح کروں اور اس کو اپنا وصی بناؤں ؞

(ط) **حدیث صیحانی**۔ یکے از انواع تمر صیحانی است کہ بروائت جابر رضی اللہ عنہ بہ ثبوت رسیدہ کہ روزے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دست در دست علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہ در بعضے بساتین مدینہ مے گذشت ناگاہ از میان نخلہ آواز برآمد کہ ھذا محمد سید الانبیاء وھذا علی سید الاولیاء ابو الائمۃ الطاھرین۔ بعد ازاں گذر نخلہ دیگر افتاد۔ آواز آمد کہ ھذا محمد الرسول اللّٰہ۔ ھذا علی سیف اللّٰہ۔ ازیں جہت او را صیحانی نام کردند کہ صیحہ در لغت بمعنی آواز است۔ (دیکھو جذب القلوب الےٰ دیار المحبوب مطبوعہ نولکشور پریس۔ صفحہ ۲۸۔ سطر ۳)

نوٹ:۔ دیکھئے کھجور کے درخت بھی جناب امیرؑ کی سیادت۔ ولایت اور شجاعت کی شہادت دے رہے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس امتِ مرحومہ نے آنجناب کے درجۂ اوّل و خلافت بلا فصل سے گھٹا کر درجۂ چہارم دے رکھا ہے۔ کتاب اللہ اور سنت کو چھوڑ کر اجماع کے پابند ہو رہے ہیں اور جناب امیرؑ کے لقب سیف اللہ کو چھین کر حضرت خالد بن ولید کو دیدیا ہے۔ ان کو سیف اللہ کہتے ہیں ؞

(و) **علیؑ وارثِ رسول اللہ**۔ تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۵ پر بحوالہ فضائل احمد بن حنبل ہے۔

صحابہ کا بھائی چارہ باندھتے وقت جناب رسول خدا صلعم جناب علی المرتضیٰؑ کو فرمایا۔ مجھ کو اس پروردگار کی قسم جس نے مجھ کو حق کے ساتھ رسول بناکر بھیجا۔ میں نے تم کو اپنے واسطے اخیر رکھا۔ تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے نزدیک اور تو میرا بھائی اور وارث ہے۔ (انت اخی و وارثی) جناب علی المرتضیٰؑ نے عرض کیا۔ آپ سے ورثہ میں کیا ملیگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا انبیاءؑ کا کیا ورثہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کتاب اللہ اور سنّت۔ یا علیؑ تو بہشت میں میرے ساتھ ایک مکان میں ہوگا۔ اور جناب فاطمۃ الزہرا اور حسنین الشریفین ہمارے ساتھ ہونگے اور تو میرا رفیق ہے۔ پھر جناب رسول اکرم صلعم نے یہ آیہ شریفہ تلاوت فرمائی۔ اخوانا علی سرر متقابلین۔ دو بھائی تخت پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰)

پس اس حدیث شریف سے جناب امیر علیہ السلام وارث اور وصی رسول اکرم صلعم ہیں ✦

(ب) میرا وصی اور وارث وعدوں کو پورا کرنیوالا علیؑ ہے (تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۲۶۲)

(ت) **الوصی**۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں فرماتے تھے۔ ہر نبیؐ کیلئے وصی کا ہونا ضروری ہے۔ اور وصائت کی حقیقت ہمارے نزدیک حکمت اور قرب ملکوتی اور تحمل ہے۔ شرع نبی اور علوم نبی کا اور امت نبیؐ کا تکفل ہے دعا کیساتھ اور منصب وصی کا یہ ہے کہ امت میں نبیؐ کے علم کا خزانہ دار اور اسکے وصی کا حامل ہو۔ اور نیز ہر زمانے میں وصی کی ضرورت ہے۔ کہ جو امر ملت کیساتھ قائم ہو اور واضح رہے کہ وصی سے قطب مراد نہیں۔ کیونکہ قطب سے محض وجود متعلق ہے۔ وارثان نبوت سے اس کو کچھ علاقہ نہیں۔ بخلاف اسکے وصی سے خاصۃً امر ملت متعلق ہوتا ہے اور وصی کیلئے یہ واجب نہیں کہ وہ روئے زمین کا بادشاہ ہو۔ بلکہ وصیؑ علوم نبیؐ کا خازن اور امت نبی کا داعی ہوتا ہے۔ انتہیٰ بکلامہ

پس جبکہ ہر نبی کیلئے وصی یعنی نائب رسول وخلیفۂ رسول حامل علوم رسول صلعم کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ جناب سید المرسلین شافع المذنبین سیدنا احمد مختار محبوب رب العالمین خاتم النبیین صلعم کے لئے وصی ہونا ضروری نہ تسلیم کیا جائے۔ اب سوائے جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کے اور کون وصی نبی صلعم ہو سکتا ہے۔ جو باب علوم نبوت و پیر طریقت وشاہِ ولایت ہیں ✦

(۱) چونکہ جناب علی المرتضیٰؑ وارث علوم نبوتؐ۔ حامل وحامل کتاب اللہ وسنت ہیں۔ اسلئے وہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصیٔ برحق وخلیفۂ حق ہیں ✦

ثبوت حدیث الوصی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب علی المرتضیٰؑ آنحضرت صلعم کی زندگی میں کہتے تھے۔

کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ۔ الآیہ ۔ کیا اگر پیغمبر وفات پا کے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے۔ قسم ہے خدا کی اگر حضرت صلعم وفات پاویں یا قتل ہو جاویں ۔ اور تم لوگ اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ (یعنی دینِ اسلام سے) مرتد ہو جاؤ تو میں اس چیز پر لڑونگا۔ جس چیز پر جناب رسول اکرم صلعم نے لڑائی کی یعنی کافروں سے جہاد کیا۔ یہاں تک کہ میں مروں یا قتل ہو جاوں قسم ہے خدا کی البتہ میں اُس کا بھائی ہوں ۔ اُس کا ولی ہوں اور اُس کا وارث ہوں اور اُن کے چچا کا بیٹا ہوں۔ مجھ سے زیادہ کون آنحضرت صلعم کا حق دار ہے ۔ (خصائیں نسائی مترجم مطبوعہ محمدی پریس لاہور صـ۱۱۷)

علیؑ ولی الحمید المجید وصی النبیؐ من العالمینا (تذکرۃ خواص الامۃ صـ۲۵)

(۲) **حدیث الوصی** ۔ ابی ہارون العبدی کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدریؓ سے جا کر پوچھا آیا تم جنگ بدر میں حاضر تھے ۔ کہنے لگے ۔ کہ ہاں ۔ میں نے کہا تم مجھے نہیں بتا سکتے ۔ جو کچھ کہ تم نے جناب علیؑ کی نسبت آنحضرت صلعم سے سُنا ہے ۔ کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سُناتا ہوں ۔ کہ جب جناب رسولخدا صلعم بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے ۔ جناب فاطمہؑ عیادت کیلئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ۔ میں سرکارؐ کے داہنے طرف بیٹھا ہوا تھا ۔ آنحضرت صلعم پر ضعف اور ناتوانی کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں ۔ یہاں تک کہ رونے سے اُن کا دم گھٹ گیا اور رخساروں پر آنسو نکل آئے جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا ۔ فاطمہؑ تم کیوں روتی ہو ۔ گذارش کیا کہ حضورؐ کے بعد اپنے ہلاک ہونے سے ڈرتی ہوں ۔ آپؐ نے ارشاد کیا تحقیق پروردگارِ عالم نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے باپ کو اُن میں سے منتخب کیا ۔ پھر دوبارہ دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب فرمایا ۔ پس مجھے الہام کیا اور میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا ۔ اور اُس کو اپنا **وصی** (خلیفہ یا نائب اور وارث) بنایا ۔ تم نہیں جانتی ہو کہ خدا نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی ہے ۔ کہ تیرا شوہر سب سے زیادہ علم والا ۔ سب سے زیادہ حلم والا اور اسلام لانے میں سب سے زیادہ پیش قدم ہے ۔ جناب سیدہؑ یہ سنکر تبسم فرمانے لگیں اور خوش ہو گئیں ۔ جناب سرورِ عالم صلعم نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ خیر سے حصہ دیا جائے ۔ جس کا کہ پروردگار نے محمدؐ اور آلِ محمدؐ کو حصہ دیا ہے ۔ پس حضرت صلعم نے فرمایا ۔ اے فاطمہؑ علیؑ کے آٹھ مناقب ہیں ۔ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا اور اسکی حکمتؑ اور اسکی زوجہ مطہرہ اور اس کی اولاد یعنی حسنؑ اور حسینؑ کہ وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں ۔ اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی اچھی باتوں کا کرنا اور بُری باتوں سے بچنا ۔ یا فاطمہؑ ہم اہلبیتؑ کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں ۔ کہ ہمارے سوائے ہم سے

پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکینگے۔ ہمارا نبی صلعم سب نبیوں سے بہتر ہے۔ اور وہ تیرا باپ ہے۔ اور ہمارا وصی سب اوصیاء سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ اور ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے یعنے حمزہ وہ تیرے باپ کا چچا ہے۔ اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں۔ اور اس امت کا مہدی بھی ہم سے ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ نماز پڑھینگے۔ پھر آنحضرت صلعم نے جناب امام حسینؑ کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدیٔ امت ان سے پیدا ہونگے (اخرجہ الدار قطنی بحوالہ ارجح المطالب۔ باب اوّل ص۲۸ نمبر حدیث ۱۲۔ عنوان الوصی)

(ط) حدیث الوصی۔ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمانؓ نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وصی اور میرے پیچھے رہنے والوں میں سب سے افضل علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں (اخرجہ ابن مردویہ بحوالہ ارجح المطالب باب اوّل ص۲۶ نمبر حدیث ۲)

(ی) حدیث الوصی۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے سردار رسول اکرم صلعم نے ارشاد کیا تو میرا بھائی اور وارث اور وصی ہے۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے حضور سے کیا ورثہ ملیگا۔ فرمایا۔ کچھ ورثہ کہ مجھ سے پہلے انبیاء نے پایا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور سے پہلے انبیاء نے کیا ورثہ چھوڑا۔ فرمایا کتاب اور پہلے نبیؐ کی سنت (اخرجہ ابن الحضرمی بحوالہ ارجح المطالب باب اوّل ص۲۶)

(ق) حدیث الوصی۔ جناب ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم فرماتے تھے تحقیق ہر ایک امت سے خدا تعالیٰ نے ایک نبی منتخب کیا ہے اور ہر ایک نبی کیلئے اسکی امت سے ایک وصی انتخاب فرمایا ہے۔ میں اس امت کا نبیؐ ہوں۔ اور میرے بعد میری امت اور میری عترت اور میرے اہلبیت میں میرا وصی علیؑ ہے۔ (اخرجہ الخوارزمی از ارجح المطالب باب اوّل ص۲۷)

(ل) حدیث سیّد الوصیین۔ جس طرح درختوں نے جناب رسول اللہ صلعم کی نبوت کی شہادت دی اسی طرح جناب علی المرتضیٰؑ کے وصی ہونے کی بھی گواہی دی ہے۔ چنانچہ کفایۃ الطالب شافعی اور کتاب المناقب خوارزمی میں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؑ سے روایت ہے۔ کہ ایک روز میں جناب رسول اللہ صلعم کے ساتھ مدینہ کے راستوں میں نکلا۔ یکایک ہمارا گذر ایک نخلستان کیطرف ہوا۔ پس ایک کھجور نے دوسری کھجور کو صدا دی۔ کہ یہ نبی مصطفیٰؐ اور علی المرتضیٰؑ ہیں پھر ہم ان دونوں کھجوروں سے آگے بڑھے۔ تو دوسری کھجور نے تیسری کو آواز دی کہ یہ موسیٰؑ ہیں اور ان کے بھائی ہارونؑ۔ ہم اس سے بھی آگے بڑھے۔ تو چوتھی کھجور

نے پانچویں کو آواز دی کہ یہ نوحؑ اور ابراہیمؑ ہیں۔ پھر ہم اس کھجور سے بھی آگے بڑھے۔ تو چھٹی کھجور نے تو ہیں کو صدا دی۔ کہ یہ محمدؐ سید المرسلین اور یہ علیؑ سید الوصیین ہیں پس آنحضرتؐ نے تبسم کیا اور فرمایا۔ اے علیؑ اس نخل مدینہ کا نام صیحانی اس وجہ سے ہوا کہ اس نے میرے اور تمہارے فضل کی نسبت آواز دی۔

(۴) کتب الہامیہ میں وصی۔ مُلّا جامی شواہد النبوۃ صفحہ ۱۶۷ میں لکھتے ہیں۔ جنگِ صفین میں جب لشکرِ مرتضوی کو پانی نہ ملا۔ تو جناب امیرؑ نے ایک جگہ سے پتھر کے نیچے پانی کا نشان بتلایا۔ لشکریوں نے بڑی کوشش کی۔ مگر وہ پتھر نہ سرکا۔ جناب امیرؑ نے اپنی سواری سے اُتر کر آستین کو لپیٹ کر انگلیوں سے اس پتھر کو اُٹھایا۔ صاف چشمہ ظاہر ہوا۔ تمام لشکری اس پانی سے سیراب ہوئے۔ جناب امیرؑ نے پھر وہی پتھر اُٹھا کر اس چشمہ پر رکھ دیا۔ نزدیک کے گرجا میں ایک راہب رہتا تھا۔ جب اس نے یہ معجزہ دیکھا نیچے اُتر آیا۔ اور عرض کیا۔ کیا آپؑ رسول ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا میں رسول نہیں ہوں۔ اُس نے عرض کیا کیا آپؑ فرشتہ مقرب ہیں۔ آپؑ نے فرمایا میں فرشتہ بھی نہیں ہوں۔ راہب نے عرض کیا۔ کہ پھر آپؑ کون ہیں؟ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ میں جناب سیدنا محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلعم کا وصی ہوں۔ راہب نے کہا کہ جناب آپ اپنا دستِ مبارک نکالیں تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں۔ جناب امیرؑ نے اپنا مقدس ہاتھ آگے بڑھایا اور اس نے کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ واشھد انک وصی رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی لائق عبادت نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ صلعم کے وصی ہیں۔ الاخرہ

نتیجہ۔ آیات بینات اور احادیثِ سرورِ کائنات اور تاریخی روایات سے صاف ثابت ہے کہ جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰؑ وصی رسول اللہ ہے۔ اسی واسطے مذہب شیعہ کلمہ میں اس کی شہادت دیتا ہے اور وہ ایمانی کلمہ یہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ ؎

بحقِ امام علی مرتضےٰؑ　　وصیٔ نبیؐ و ولیِ خدا
الٰہی بحقِ نبی فاطمہؑ　　کہ بر قول و ایماں کنی خاتمہ

(۲۷) آیت بست و ہفتم۔ سابق الاسلام کون ہے؟۔

قولہ تعالیٰ:۔ والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار (سورۃ توبہ) جو لوگ مہاجرین اور انصار میں سے پہلے ایمان لانے والے ہیں (رسول اکرم صلعم کی نصرت و مدد کرنے والے ہیں)

قولہ تعالیٰ:۔ السابقون الاولون اولئک المقربون۔ سب سے اوّل اسلام کی طرف سبقت کرنیوالے جو لوگ ہیں۔ وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مقرب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مقربین بارگاہِ الٰہیہ کے واسطے یہ معیار قائم کیا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں سے سب سے اوّل ایمان لانے والے ہیں۔ اور سب سے پہلے دینِ اسلام کی نصرت و خدمت کرنے والے ہیں۔ تاریخِ اسلام گواہ ہے کہ جناب علی المرتضیٰؑ کی ساری زندگی یعنی لڑکپن سے لیکر بڑھاپے تک خدماتِ اسلام و بانئِ اسلام کی نصرت و مدد میں صرف ہوئی جناب امیرؑ کے ذاتی حالات کو پڑھ کر ہر ایک شخص فی البدیہہ یہ نتیجہ تو نکال ہی سکتا ہے کہ اُن کی طبیعت میں ابتدا ہی سے کچھ عجب طور کی جوانمردی اور شجاعت واقع ہوئی تھی۔ اور جناب رسول اللہ صلعم کی محبت میں ایسے بھرپور رہے کہ آپ کی تھوڑی سی دلشکنی بھی اُن کو سخت ناگوار اور رنجیدہ ہوتی تھی۔ سب سے اوّل بعثت کے روز اظہارِ اسلام اور ایمان کیا۔ اور مقربین بارگاہِ الٰہی میں شمار ہوئے۔

(۱) حضرت ابن عباس آیہ السابقون الاولون کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت یوشع بن نون نے جناب موسیٰؑ کی طرف اور صاحب الیاسین نے جناب عیسیٰؑ کی طرف اور جناب علی المرتضیٰؑ نے جنابِ رسولِ خداؐ کی طرف اسلام لانے میں سبقت کی (اخرجہ الضحاک والطبرانی وابن مردویہ بحوالہ ارجح المطالب باب دوم ص ۹۳ صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص ۲۱۳ برائت بخاری تفسیر درمنثور سیوطی جلد ششم ص ۸۹ اکنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۲ تذکرۃ خواص ص ۶ طبع

(۲) دعوتِ قریش میں بعثت سے تین سال بعد مجمع عام میں جناب امیرؑ نے ۱۶ سالہ عمر میں اپنے اسلام اور بانئِ اسلام کی نبوت کی تصدیق کی اور آنحضرت صلعم کی نصرت و مدد کرنیکا وعدہ فرمایا اور وزارت اور وصائت اور خلافت کا بوجھ اُٹھایا۔ چنانچہ بعثت کے شروع میں جناب رسول اکرم صلعم نے بحکم آیۂ وانذر عشیرتک الاقربین اپنے خاندان کے لوگوں کو جو تعداد میں کم و بیش چالیس تھے اور جن میں آپؐ کے چچا و اقارب حضرت ابوطالبؑ حضرت امیر حمزہؓ حضرت عباسؓ اور ابولہب بھی شامل تھے۔ سب کو ضیافت کی تقریب سے جمع کیا۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو پیغمبر صلعم نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے بنو عبدالمطلب میں تمہارے پاس ایک چیز لیکر آیا ہوں۔ جو دُنیا و آخرت دونوں میں فلاح و بہبود کی باعث ہے۔ میں تمہیں باور کراتا ہوں کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس کی فرمانبرداری کی طرف بُلاؤں۔ پس تم میں کون ایسا شخص ہے جو اس کام میں میری مدد کو کھڑا ہو جائے اور اس اہم اور عظیم الشان کام میں میرا بوجھ بٹائے۔ اتنا کہہ کر پیغمبر صلعم خاموش ہو گئے اور آپ کے خاموش ہوتے ہی سارے مجمع پر سکوت و خاموشی کا سناٹا چھا گیا۔ بھرے مجمع میں کسی کو اتنی جرأت

نہیں ہوئی کہ ہاں یا نا کا جواب دیتا۔ تھوڑی دیر تک مجلس کا یہی رنگ رہا اور جب کسی نے بھی جنبش نہیں کی تو حضرت علیؑ جو ابھی نوخاستہ جوان تھے۔ اس حیرت و شک اور حقارت آمیز سکوت کی برداشت نہ کر سکے فوراً کھڑے ہوگئے اور نہایت استقلال و دلیری کے لہجے میں بولے کہ اے رسولِ خداؐ اگرچہ اس مجلس میں میں سب سے کم عمر اور ناتجربہ کار ہوں مگر آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار ہوں میں آپ کی اس اہم اور عظیم الشان اور سخت مشکل خدمت کو بجا لاؤنگا اور جہاں تک بن پڑیگا آپکی حمایت و نصرت سے پہلو تہی نہیں کرونگا پیغمبر صلعم نے اپنے چچا زاد بھائی علیؑ کی گردن میں کمال شفقت سے ہاتھ ڈالکر فرمایا بیشک یہ میرا بھائی اور میرا مددگار ہے۔ اس پر سارے مجمع نے ایک قہقہہ لگایا۔ کیونکہ ان لوگوں کو ایک ان پڑھ معمولی طور کے آدمی اور ایک نہایت کم عمر لڑکے کا یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دونوں مل کر سارے جہان کے خیالات کے خلاف کوشش کرینگے اور اس کوشش میں کامیاب ہوں گے۔ ایک ہنسی اور مضحکے کی بات معلوم ہوئی ۔ (از اجتہاد)

(۳) اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی اس سے بڑھ کر خدمت اور کیا ہوگی۔ کہ جس رات جناب پیغمبر صلعم کفارِ مکہ کے نرغے سے نکلکر غارِ ثور میں تشریف لیگئے۔ علیؑ کو اپنے بستر پر اپنی چادر اوڑھا کر سُلا گئے اور یہ بہادر شیر دل پیغمبرِ اسلام کا فدائی بے ہراس آپ کے بستر پر سو گیا جبکہ اس کو معلوم تھا کہ مخالفین پیغمبر صلعم کے دھوکے میں مجھے قتل کر دینگے۔ پیغمبر صلعم نے چھپ چھپاتے ہجرت کی تھی اور آپ کے پاس لوگوں کی کچھ امانتیں اور وصیتیں محفوظ تھیں۔ امانتوں اور وصیتوں کو ادا کرنا ضرور تھا اور اس کے لئے کوئی ایسا شخص چاہیئے تھا جو ان لوگوں سے واقف ہوتا جنکی امانتیں تھیں لہذا پیغمبر صلعم نے اس مہم کے سر کرنے کیلئے علیؑ کو منتخب فرمایا جو اس خدمت سے سبکدوشی حاصل کرکے پیغمبر صلعم سے مدینے جا ملے (از اجتہاد و سُنی)

(ب) جناب علیؑ منگل کے روز اسلام لائے اور کوئی شخص اس درمیان میں ایمان نہ لایا اور جناب صلعم نے فرمایا تم لوگوں میں سے سب سے پہلا اسلام جناب علی علیہ السلام کا ہے۔ (دیکھو شرح تجرید قوشجی صہ ۳۸۹)

(ج) عن سلمان الفارسیؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول اول الناس ورودا علی الحوض اولها اسلاماً علی ابن ابیطالب (اخرجہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب)
حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسولخدا صلعم سے سُنا ہے کہ اس اُمت کا حوض پر پہلے وارد ہونیوالا اور اس اُمت کا سب سے پہلے ایمان لانیوالا علی ابن ابیطالب ہے۔ (دیکھو ارجح المطالب باب چہارم صہ ۲۴۸)

(د) عن ابی ذر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول لعلیؑ انت اول من امن

بی وصدق (اخرجہ الحاکم بحوالہ ارجح المطالب ۴۴۵ باب ۴) حضرت ابوذر غفاری رض فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب سرور کائنات صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ جناب علیؑ سے فرما رہے تھے۔ کہ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تو نے میری تصدیق کی ہے۔

(۷) عن عمر ابن الخطاب قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلیّ انک اول المسلمین اسلاماً واوّل المؤمنین معی ایماناً۔ واعلمهم بایات اللہ واوفاهم بعهد اللہ وارحمهم بالرعیۃ واقسمهم بالسویۃ واعظمهم عند اللہ منزلۃ (اخرجہ احمد بحوالہ ارجح المطالب۔ تھا باب ۴۴۹۔ کنز العمال جلد ۹ ۶۰۲۹ منتخب کنز العمال عربی حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد پنجم ۳۲ سطر ۲)

حضرت عمر ابن الخطاب فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم اسلام لانے میں سب مسلمانوں سے مقدم ہو اور مجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے سب سے مقدم ہو اور تم ان سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے ہو۔ اور رعیت پر ان سب سے زیادہ مہربان ہو اور تم ان سب سے پورا پورا تقسیم کرنے والے اور ان سب سے خدا کے نزدیک بڑے عزت والے ہو۔ مطالب السئول ۳۴

(۸) معقل بن یسار رض کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے جناب رسولِ خدا صلعم کو وضو کرایا۔ آپؐ نے مجھے ارشاد فرمایا کیا تیرا ارادہ ہے۔ کہ ہم جناب فاطمۃ الزہراؑ کی بیمار پرسی کیلئے چلیں۔ میں نے عرض کیا بہتر ہے۔ آنحضرتؐ مجھ پر تکیہ لگا کر اُٹھے۔ اور جناب فاطمہؑ کے پاس گئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا یا فاطمہؑ تمہاری کیا حالت ہے۔ عرض کیا۔ واللہ مجھ پر غم کا غلبہ ہے۔ اور فاقوں نے ستایا ہے۔ فقال اما ترضین انی زوجتک اقدام امتی سلماً واکثرهم علماً واعظمهم حلماً۔ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ میری تمام اُمت میں اسلام لانے میں مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ حلم والا ہے (اخرجہ احمد فی المناقب ارجح المطالب ۴۵۶ باب چہارم و کنز العمال جلد ۶ ۱۵۳)

(۹) ابونعیم و ابن عساکر ابی لیلےٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ صدیق تین کس ہیں۔ ایک حبیب نجار کہ مومن آلِ یاسین ہے کہ جس نے کہا تھا۔ یا قوم اتبعوا المرسلینؑ۔ اے قوم پیغمبروں کی تابعداری کرو۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رح اور کعب الاحبار اور وہب بن منبہ سے روایت ہے۔ کہ حبیب ایک شخص نجار یا قصار تھا اور انطاکیہ گاؤں کے نزدیک ایک پہاڑ کی غار میں رہتا تھا۔ اور عبادت کرتا تھا اور کثیر الصدق تھا۔ جب سُنا کہ قوم پیغمبروں (حضرت عیسےٰؑ و حضرت یحیےٰؑ و حضرت یونسؑ

وحضرت شمعونؑ کے قتل پر آمادہ ہیں) اس غار سے نکل آیا۔ اپنی قوم کو نصیحت کی اور حضرت عیسیٰؑ اور پیغمبروں کی مدد کے واسطے کہا۔ اس گاؤں کے لوگ اور دوسرے مردم حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائے ✦

دوسرا صادق حزقیل جو مومن آلِ فرعون تھا جس نے کہا۔ قال اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ یعنی فرعون اور اس کی قوم کو نصیحت کی کہ ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور اُس نے حضرت موسےٰؑ کی مدد کی ✦

تیسرا صادق جناب علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے (دیکھو صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص۲۱۳ سطرہ حدیث سی ویکم) امام احمد حنبل کی روایت میں تیسرا صادق علیؑ ابن ابی طالبؑ وھو افضلھم اور وہ ان دونوں سے افضل ہے لکھا ہے۔ (ارجح المطالب باب ۴ ص۴۵۲ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۳۱ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۲ نمبر حدیث ۲۵۱۵ - ۲۵۱۶)

(ح) حضرت یحییٰؑ ابن عفیف سے روایت ہے۔ اس نے عفیف سے کہا کہ جاہلیت کے وقت میں مکہ معظمہ میں آیا یعنی آنحضرت صلعم کے ظاہر ہونے سے پہلے اور عباس بن مطلبؑ کے پاس اُترا۔ سو جب سورج بلند ہوا اور آسمان میں حلقہ کیا یعنے ظہر کا وقت ہوا۔ اور میں کعبہ کی طرف دیکھتا تھا۔ تو ایک جوان آیا اور آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر کعبے کی طرف مُنہ کر کے اسکے سامنے کھڑا ہوا۔ سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ ایک لڑکا آیا اور اُس کی دھنی کی طرف کھڑا ہوا۔ پھر کچھ دیر نہ ہوئی کہ ایک عورت آئی اور اُن کے پیچھے کھڑی ہوئی۔ سو اس جوان نے رکوع کیا اور اسکے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا پھر اُس جوان نے رکوع سے سر اُٹھایا اور لڑکے اور عورت نے بھی سر اُٹھایا پھر وہ جوان سجدہ میں گرا اور اسکے ساتھ اس لڑکے اور عورت نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے کہا اے عباس یہ بڑی عجیب بات ہے کبھی دیکھنے سننے میں نہیں آئی۔ عباسؓ نے کہا تو جانتا ہے۔ کہ یہ جوان کون ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ یہ لڑکا کون ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا یہ علیؑ بن ابی طالب بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ کیا تو جانتا ہے۔ یہ عورت کون ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا یہ خدیجہ بنت خویلد میرے اس بھتیجے محمد رسول اللہؐ کی بی بی ہے۔ میرے اس بھتیجے نے بیان کیا کہ اس کا رب آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ اور یہ دین کہ وہ اس پر ہے اس کا حکم اس کے رب نے اس کو کیا۔ قسم ہے خدا کی تمام زمین پر ان تینوں کے سوا کوئی اس دین پر نہیں (مطالب السئول ص۱۲)

(ف) اس سے معلوم ہوا کہ جناب علی المرتضیٰؑ اسلام میں سب سے مقدم ہیں کہ وہ سب سے پہلے اسلام لائے

کہ اس وقت بی بی خدیجہ کے سواء کوئی آدمی مسلمان نہ ہوا تھا (دیکھو مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور صہ سطر ۹ رواہ احمد بن حنبل علامہ جریر طبری صہ ۲۱۳ ارجح المطالب باب چوتھا صہ ۴۵۸ سطر ۶ مطبوعہ بار دوم منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صہ ۳۰۹ مطبوعہ مصر سطر اخیر و کنز العمال جلد ۶ صہ ۳۹۱ حدیث نمبر ۵۹۹۹)

(ط) عن ابی رافع قال النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم صلّت خدیجۃ یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلثا قبل ان یصلی احد من النّاس (اخرجہ احمد فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب صہ ۴۶۱) حضرت ابو رافع سے روایت ہے کہ جناب رسولخدا فرماتے تھے کہ جناب بی بی خدیجہ نے پیر کے روز نماز پڑھی ہے اور حضرت علیؑ نے منگل کے روز نماز پڑھی قبل اس کے کہ لوگوں میں سے کوئی شخص ہمارے ساتھ شرکت کرتا۔

(ی) دعوئے سبقت الی الاسلام۔ جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؑ نے اپنے سبقت الی الاسلام کا دعویٰ صحابہ کرام کے روبرو پیش کیا مگر کسی نے اسکی تردید نہ کی بلکہ سب نے تائید کی اور دوسرے کسی صحابی کا دعویٰ نہیں۔

عن سلمۃ بن کہیل قال سمعت حبۃ العرنی قال سمعت علیاً کرم اللہ وجہہ یقول انا اول من صلے مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم (خصائص نسائی مطبع محمدی مترجم صفحہ اوّل) سلمۃ بن کہیل نے حبۃ العرنی سے سنا کہتا تھا کہ میں نے جناب علیؑ سے سنا کہ فرماتے تھے۔ کہ میں وہ شخص ہوں جس نے سب سے پہلے حضرت صلعم کے ساتھ نماز پڑھی یعنی میں سب سے پہلے اسلام لایا ہوں۔ (اخرجہ احمد بحوالہ ارجح المطالب باب چوتھا صہ ۴۶۳ سطر دوم منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد ۵ صہ ۴۰ سطر ۶۔ خصائص نسائی ترجم صہ ۲-۳ و کنز العمال جلد ۶ صہ ۳۹۵ نمبر حدیث ۶۰۳۳)

(ک) دوسرا دعویٰ:۔ عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ و اخو رسولہ و انا صدیق الاکبر لا یقول ذالک بعدی الا کاذب مفتر و لقد صلیت قبل النّاس سبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب و کنز العمال جلد ۶ صہ ۱۵۴ نمبر حدیث ۲۵۵۶ و صہ ۳۹۴ نمبر حدیث ۶۰۲۶۔ و حافظ ابو زید عثمان بن ابی شیبہ فی سننہ و ابن عاصم فی سنتہ والحاکم فی المستدرک و ابو نعیم فی الحلیۃ والعقیلی ارجح المطالب باب چہارم صہ ۴۶۳ و مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور صہ ۶ سطر ۳ و صححہ السیوطی فی الالی المصنوعہ کنز العمال جلد ۶ صہ ۳۹۴ نمبر حدیث ۶۰۲۶)

ترجمہ:۔ عباد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب علیؑ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اسکے رسولؐ کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد کوئی یہ بات نہ کہیگا مگر جھوٹا۔ میں نے سات برس

لوگوں سے پہلے نماز پڑھی ہے ۔

(ف) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ سب سے اسلام میں مقدم ہیں کہ سات برس پہلے لوگوں سے اسلام لائے اور نماز پڑھی اور وہی صدیق اکبر ہیں ۔ نواصب و خوارج نے جو حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر کا خطاب دیا ہے ۔ یہ انکی عداوت و بغض کا نشان ہے ۔ کتاب و کتب احادیث صحاح ستہ میں حضرت ابوبکر کا خطاب صدیق اکبر نہیں ملتا ۔

(ل) تیسرا دعویٰ ۔ عن عبد اللہ بن ابی الھذیل عن علی علیہ السلام قال ما اعرف احدًا من ھذہ الامۃ بعد نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم غیری عبدت اللہ قبل ان یعبدہٗ احد من ھذا الامۃ تسع سنین (خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور صفحہ ۶) حضرت عبد اللہ بن ابی ہذیل سے روایت ہے ۔ کہ جناب علیؑ نے فرمایا کہ میں نبی صلعم کے بعد اپنے سواء اس امت میں کسی کو نہیں جانتا کہ میرے برابر خدا کی عبادت کی ہو کہ میں نے اللہ کی نو برس عبادت کی پہلے اس سے کہ عبادت کرے اسکی کوئی اس امت میں سے (ایسا ہی دعا یہ مضمون دیکھو منتخب کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۰ حاشیہ مسند احمد حنبل کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

(م) چوتھا دعویٰ ۔ عن معاذۃ العدویہ قالت سمعت علیًا یقول علی المنبر منبر البصرۃ انا صدیق الاکبر آمنت قبل ان یؤمن ابوبکر و اسلمت قبل ان یسلم ابی بکر (اخرجہ ابن قتیبۃ فی المعارف ارجح المطالب باب چوتھا صفحہ ۴۵) منتخب کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۰ حاشیہ مسند امام احمد حنبل ۔ حضرت معاذۃ العدویہ سے روایت ہے ۔ کہ میں نے جناب علی علیہ السلام کو بصرہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا ہے ۔ کہ میں صدیق اکبر ہوں میں ابوبکر سے پہلے اسلام اور ایمان لایا ہوں ۔

(ن) پانچواں دعویٰ ۔ قال علی علیہ السلام بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یوم الاثنین و اسلمت یوم الثلثا ۔ جناب امیر المومنین علیؑ نے فرمایا کہ دوشنبہ کے روز آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اور منگل کے روز میں نے اسلام قبول کیا ۔ (دیکھو ترجمہ تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی مطبوعہ زمیندار پریس لاہور صفحہ ۹۰ سطر ۶ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۰ مطبوعہ مصر ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۶ نمبر ۶۰۴۴)

(س) چھٹا دعویٰ ۔ سبقتکم الی الاسلام طرًا ÷ غلامًا ما بلغت اوان حلمی ۔ (دیوان مرتضویؑ) میں تم سب صحابہ میں سے پہلے اس وقت ایمان لایا کہ میں لڑکا تھا اور بلوغت کو نہیں پہنچا ہوا تھا ۔ مواہب لدنیہ ۔ جلد ۱ صفحہ ۲۴۱

(ع) اقوالِ صحابہ۔ عن ابی حمزۃ مولی الانصار قال سمعت زید بن ارقم یقول اوّل من صلی مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ وقد قال فی موضع آخر اسلم علیؑ (خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور صلا سطر ۱۲) ابا حمزہ غلام آزاد شدہ انصار سے روایت ہے کہ اس نے کہا میں نے زید بن ارقم کو کہتے سُنا جس نے سب سے پہلے آنحضرت صلعم کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ حضرت علیؑ ہیں اور دوسری جگہ میں کہا کہ جو سب سے پہلے آنحضرت صلعم کے ساتھ ایمان لایا۔ وہ علیؑ ہیں۔

(ف) قولِ صحابہ۔ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال بعث النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الاثنین وصلّی علی یوم الثلثا (رواہ الترمذی۔ باب لمناقب سیدنا علی ابن ابی طالبؑ۔ جلد دوم ص۲۷۵ نولکشوری) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم کو دوشنبہ کے روز نبوت ظاہر ہوئی اور حضرت علی علیہ السلام نے منگل کے روز نماز پڑھی۔

(ص) قولِ صحابہ۔ عن ابن عباس قال کان علیؑ اوّل من اسلم بعد خدیجۃ قال ابو عمر ہذا حدیث صحیح الاسناد لا طعن فی روایۃ لاحد (اخرجہ ابن البرقی الاستیعاب۔ ارجح المطالب باب چوتھا ص۴۵۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب علیؑ جناب صدیقۃ الکبریٰ اُم المومنین خدیجہؑ کے بعد سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سب سندیں صحیح ہیں کسی شخص کو اس کی روایتوں میں طعن کی گنجائش نہیں۔ (ب) مجاہد نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آیہ واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین جناب علی المرتضیٰؑ کی شانِ مبارک میں نازل ہوئی کہ انھوں نے سب لوگوں سے اوّل نبی صلعم کے ساتھ رکوع کیا (تذکرہ خواص الامۃ ص۸)

(ق) اقوالِ علمائے کرام اہلِ سُنّت۔ ثعلبیؒ اپنی تفسیر میں آیہ کریمہ والسابقون الاوّلون من المہاجرین والانصار الخ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ بہ تحقیق تمام علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ بعد خدیجہؓ کے مردوں میں سے آنحضرتؐ پر جناب علیؑ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ یہ ابن عباسؓ اور سلمان اور ابوذر اور جابر بن عبداللہ انصاری اور زید بن ارقم۔ جناب بن الارت اور محمد بن المنکدر اور ربیعۃ الرائے۔ رضوان اللہ علیہم کا قول ہے۔ (ارجح المطالب باب ۴ ص۴۵۱۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ ص۲۵)

(۲) علامہ ابن جریر طبری ص۲۱۱ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ابو حازم۔ محمد بن المنکدر۔ ربیعہ بن عبدالرحمن اور کلبیؒ کہتے ہیں کہ جناب علیؑ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں اور اسحٰق کا قول ہے کہ مردوں میں سے جو شخص کہ سب سے

پہلے جناب رسولِ خدا صلعم پر ایمان لایا ہے۔ اور جس نے آنحضرت صلعم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور جو چیز کہ وہ خدا کی طرف سے لائے تھے۔ اس کی تصدیق کی ہے۔ وہ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں (ارجح المطالب ص۴۵۶۔ ازالۃ الخفا ص۲۷۶ استیعاب برحاشیہ اصابہ جلد ۳ ص۲۹)

(۳) امام فخر الدین رازی اربعین میں کہتے ہیں۔ اما الخبر الذی تمسکوا بہ فی اثبات ان اسلام ابی بکر سابق من اسلام علیؑ فھو من باب الاحاد۔ یعنی وہ حدیث کہ جس سے لوگ اس امر کا استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کا اسلام جناب علیؑ کے اسلام سے سابق ہے۔ وہ حدیث احاد میں سے ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے سب سے سابق الاسلام ہونے پر قریباً اجماع ہو چکا ہے (ارجح المطالب باب چوتھا ص۴۵۶۔ تاریخ الخلفاء ص۱۱۳ روضۃ الاحباب جلد اوّل ص۸۳)

(۴) امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر شریف دس سال کی تھی کہ اسلام لائے اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سال بعضوں نے اس سے کم عمر بتائی ہے۔ اور وہ قدیم الاسلام تھے۔ بلکہ ابن عباسؓ اور زید بن ارقمؓ اور انسؓ اور سلمان فارسیؓ اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ جناب علیؑ کا اسلام مقدم ہے (دیکھو صواعق محرقہ فارسی مطبع لاہور ص۲۰۸ باب ہشتم سطر ۴۔ نہج البلاغۃ ص۳۴)

(۵) علامہ ابن البر الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھتے ہیں حضرت سلمان فارسی اور ابوذر۔ اور حضرت مقداد حضرت عمار بن یاسر اور حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت حذیفہ اور حضرت ابو سعید خدری اور حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ جناب علیؑ سب سے پہلے اسلام لائے ہیں۔ اس کے بعد علامہ موصوف تحریر کرتے ہیں (قال شہاب وقتادہ وابن اسحاق اوّل من اسلم من الرجال علی ابن ابی طالبؑ) یعنی شہاب اور قتادہ اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مردوں میں سے پہلے جناب علیؑ اسلام لائے۔

جناب ابوحنیفہ کوفی کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ چنانچہ علامہ مذکور اسی کے ذیل میں لکھتے ہیں (قال سالم بن ابی الجعد قلت لابی حنیفۃ اکان ابوبکر اولھم اسلاما قال لا) یعنی سالم ابن ابی الجعد کہتا ہے۔ کہ میں نے ابوحنیفہ سے پوچھا آیا سب اصحاب کرام میں سے حضرت ابوبکر پہلے اسلام لائے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں (ارجح المطالب باب چوتھا ص۴۵۵)

نوٹ:۔ احادیث سبقت الی الاسلام دیکھو کنز العمال جلد ششم ص۱۵۲ نمبر ۲۵۱۴ و ص۱۵۲ نمبر ۲۵۱۶ و ص۱۵۳ نمبر ۲۵۴۲ و ص۱۵۳ نمبر ۲۵۴۳ و ص۱۵۳ نمبر ۲۵۴۴ و ص۱۵۶ نمبر ۲۶۰۸ و ص۱۵۶ نمبر ۲۶۰۹ و ص۱۵۶ نمبر ۲۶۱۰ و ص۱۵۶ نمبر ۲۶۰۲ و ص۱۵۷ نمبر ۲۶۱۹ و ص۳۹۲ نمبر ۶۰۰۳ و ص۳۹۴ نمبر ۶۰۲۶ و ص۳۹۴ نمبر ۶۰۲۷

نمبر ۶۰۲۸ ص ۳۹۵ و ص ۳۹۵ نمبر ۶۰۲۹ و ص ۳۹۵ نمبر ۶۰۳۲ و ص ۳۹۵ نمبر ۶۰۳۶ و ص ۳۹۶ نمبر ۶۰۴۴ و ص ۳۹۸ نمبر ۶۰۶۰ و ص ۴۰۰ نمبر ۶۰۸۹ (مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

(۶) حدثنا ابن حمید قال حدثنا کنانۃ بن جبلۃ عن ابراھیم بن طھمان عن الحجاج بن الحجاج عن قتادۃ عن سالم بن ابی الجعد عن محمد بن سعد قال قلت لابی اکان ابوبکر اولکم اسلاماً فقال لا ولقد اسلم قبلہ اکثر من خمسین ولکن کان افضلنا اسلاماً (تاریخ طبری جلد دوم ص ۲۱۵ مطبوعہ مصر یعنی محمد بن سعد (بن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ سے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کیا حضرت ابوبکر آپ لوگوں میں سے سب سے پہلے اسلام لائے۔ کہا نہیں بلکہ ان کے پہلے پچاس آدمی سے زیادہ اسلام لائے تھے۔ مگر ابوبکر کا اسلام ہم سے افضل تھا۔

(ب) علامہ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مطبع فاروقی دہلی ص ۲۷۲ پر فرماتے ہیں۔ علی ابن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ھاشم من السابقین الاولین الرجح انہ اول من اسلم یعنی جناب علی علیہ السلام سب سے پہلے مسلمانوں میں سے ہیں اور مرجح قول یہی ہے کہ وہ سب سے اول ایمان لائے (مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی جلد اوّل ص ۲۴۲)

(۷) ابو یعلےٰ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب نے فرمایا کہ رسولخداؐ سوموار کو مبعوث ہوئے اور میں منگل کے روز ایمان لایا (صواعق محرقہ فارسی ص ۲۰۵۔ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۱۱ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۶)

(۸) جمہور اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ جناب اُم المومنین بی بی خدیجۃ صدیقۃ الکبریٰ کے بعد جناب علی المرتضیٰ اسلام لائے۔ اس کے بعد زید بن حارث جو آنحضرتؐ کا غلام تھا اور انکے بعد حضرت ابوبکر مسلمان ہوئے (روضۃ الصفاء جلد دوم ص ۳۴ سطر ۱۳ مناقب امیر المومنین ص ۱۳ تفسیر ثعلبی قولہ تعالیٰ والسابقون الاولون من المہاجرین۔

(۹) ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانیوالوں میں اہلبیت نبوتؐ تھے یعنی اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ اور حضور کا غلام زید اور ان کی بیوی اُم ایمن اور جناب علی المرتضیٰ اور ورقہ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۷)

(۱۰) حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے اور عالم ربانی اور مشہور شجاع۔ بے نظیر زاہد بے بدل اور مشہور و معروف خطیب تھے۔ صحابہ اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ آپ اسلام میں قدیم ہیں (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور صفحہ ۹۰ سطر ۶)

(ج) مورخین یوروپین کا اتفاق ہے کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام سب سے اوّل مسلمان تھے۔

(۱) نیو پاپولر انسائیکلو پیڈیا جلد اوّل ص ۱۳۹ پر ہے کہ حضرت علیؑ سب سے اوّل مسلمان۔ ابوطالب کا بیٹا اور حضرت محمدؐ کا داماد تھا اور اُن کے مریدوں میں سے سب سے زیادہ وفادار اور بہادر تھا۔

(۲) چیمبر انسائیکلو پیڈیا جلد اوّل ص۱۶۲ پر ہے حضرت علیؑ اسلام کا سب سے پہلا مسلمان اور خلیفہ چہارم اور ابو طالب عمِ رسول اللہ کا بیٹا تھا۔ وہ پیغمبر خدا صلعم کا سب سے زیادہ وفادار اور بہادر مرید تھا۔

(۳) ابو طالب کا چھوٹا لڑکا حضرت علیؑ سب سے اوّل مسلمان ہوا۔ اپنی گیارہ سال کی عمر میں حضرت محمد صلعم کا رفیق بنا جبکہ وہ اکیلے نماز پڑھنے کو جاتے۔ تو حضرت علیؑ اُن کی نگہبانی کرتے (دیکھو سارا سنز گلن۔ صفحہ ۱۔ اسلامیہ کالج پشاور لائبریری)

پس آیات و بینات و احادیث سرور کائنات صلعم و آثار صحابہ کرام و اقوال علمائے عظام سے ثابت ہو گیا کہ جناب سیدنا و مولانا علی المرتضیٰؑ سب سے پہلے مسلمان و مومن تھے۔ اور خداوند کریم نے قرآن مجید میں سابق الایمان اور مقرب بارگاہ احدیت کے معزز لقب سے ممتاز فرمایا ہے۔ اور اس منصب پر وہی بزرگ ہے۔ جو سابق الاسلام ہے چونکہ جناب سرور عالم صلعم تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔ لہذا آنحضرت صلعم پر پہلے ایمان لانے والا ہی سب اُمت سے افضل ہے۔ اور جو افضل ہے۔ وہی خلیفۃ اللہ بلا فصل ہے۔ افضل اور مقرب بارگاہِ الٰہی کی موجودگی میں مفضول خلیفۂ رسول مقبول نہیں ہو سکتا۔ فافہم و تدبر

اعتراض خارجی۔ جناب علی المرتضیٰؑ کا ایمان بچگانہ تھا نہ کہ محققانہ (ابن تیمیہ وغیرہ)

الجواب۔ اگر جناب امیرؑ مکلّفِ شرعی نہ ہوتے تو جناب رسولِ خداؐ ہرگز ان کو دعوتِ اسلام نہ فرماتے۔ اور بموجب فرمان وما ینطق عن الھویٰ اقرار نبوت نہ کرتے۔ اگر اسلام و ایمان طفولیت قابلِ اعتبار و محققانہ نہیں تو سیدنا عیسیٰؑ و سیدنا یحییٰؑ کی نبوتِ طفولیت بھی قابلِ اعتبار و محققانہ نہ ہو گی۔

(۱) **نبوتِ طفولیت سیدنا عیسیٰؑ۔** جب بی بی مریم اپنے لڑکے (حضرت عیسیٰؑ) کو گود میں اپنی قوم کے پاس لائیں وہ دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ مریم تو نے بہت ہی نالائق کام کیا اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی تو خلافِ خاندان یہ کیا حرکت کر بیٹھی۔ تو مریم نے بچہ کیطرف اشارہ کیا کہ جو کچھ پوچھنا ہے اِس سے پوچھ لو وہ لگے کہنے ہم گود کے بچے سے کیسے بات کریں۔ قال انی عبد اللّٰہ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا۔ **ترجمہ:۔** اس پر بچہ بول اُٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب انجیل عنایت فرمائی اور مجھکو پیغمبر بنایا اور کہیں بھی رہوں مجھکو بابرکت کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ جبتک زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دوں اور نیز مجھ کو اپنی ماں کا خدمتگذار بنایا۔

اور مجھ کو سخت گیر اور بدراہ نہیں کیا (سورۂ مریم سیپارہ ۱۶ ترجمہ مولوی نذیر احمد منہ ۴۹۰) پس جبکہ گودی کا دودھ پیتا معصوم بچہ اظہارِ نبوت کرسکتا ہے تو ان سے بدرجہا دس بارہ سالہ عمر کا پاک و مقدس مکتبِ محمدیؐ کا شاگردِ رشید اور آغوش و کنارِ رسالت و نبوت میں پلا ہوا ذکی الطبع طاہر و مطہر امام اقرارِ رسالت کرسکتا ہے۔ اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ جناب امیرؑ بوقتِ اقرارِ اسلام بالغ نہیں تھے تو اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں کہ قبل از بلوغ ایک ہوشیار، ہونہار، بختہ مغز، ذہین اور اعلیٰ خاندان کے لڑکے کا اسلام قبول نہ کیا جائے جناب امیرؑ کی فضیلت اور امامت و ولایت کا یہ کافی ثبوت ہے۔ کہ وہ ایسے سن میں ایمان لائے ہیں۔ کہ جس میں لوگوں کی طبیعت اکثر لہو و لعب کی طرف مائل ہوتی ہے۔ توحید کے غوامض کا سمجھنا اور منشائے نبوت کے مطابق عمل کرنا اور معاد کی حقیقت تک پہنچنا ان کے عقول سے باہر ہوتا ہے۔ پس ایسے سن و سال میں جناب امیرؑ کا ایمان لانا صاف اِس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آپ عہدِ طفولیت ہی میں عقلِ خداداد سے ایسے امور کی تہ کو پہنچ گئے تھے کہ جن کے سمجھنے سے بڑے بڑے مشائخ قریش کی عقلیں دنگ تھیں اور جو پختہ عمر میں ایمان لائے۔ وہ ہمیشہ جناب رسولخداؐ کو ہر مصیبت و تکلیف میں چھوڑ کر بھاگتے رہے اور اپنی جان بچاتے رہے اور نبوت پر شک کرتے رہے اور آخر وقت جنازہ و تجہیز و تکفین میں بھی شامل نہ ہوسکے۔ مگر وہ قریشی الہاشمی معصوم امام جو عہدِ طفولیت میں اظہارِ اسلام کرچکا تھا وہ مرتے دم تک ایک لمحہ بھی اپنے سردار و آقا سے جدا نہ ہوا۔

(۲) جناب امام اعظم ابوحنیفہ کوفیؒ کے نزدیک عاقل لڑکے کا اِسلام اگرچہ وہ بالغ نہ ہوا ہو مقبول ہے۔ شیخ قاسم بن قطلونیا حنفی اپنی مسند میں جس کا نام مسند ابوحنیفہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ اسمٰعیل بن ادریس نے ہم سے روایت کی ہے۔ اور اُس نے اپنے والد سے سُنا ہے۔ کہ مجھ سے حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابیطالب علیہم السلام بیان کرتے تھے کہ جناب رسولخداؐ نے جناب علیؑ کو دعوت کی اور وہ نو برس یا اس سے بھی کم تھے اور انھوں نے بچپن سے بتوں کی پرستش نہیں کی تھی۔ اس کے بعد شیخ قاسم کہتے ہیں۔ اگر لڑکے صغیر السن کا اِسلام قبول نہ ہوتا۔ تو آنحضرتؐ ان کو کبھی اِسلام کی جانب مدعو نہ کرتے۔ اسی طرح حضرت صلعم نے صحابہ کے اکثر اطفال کو اسلام کی طرف مدعو کرکے ان کا اِسلام قبول کیا تھا چنانچہ کتب احادیث سے بخوبی ظاہر ہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن جعفرؓ اور جعفر بن زبیر نے آنحضرت صلعم کی بیعت کی اور ان کا سن سات سات برس کا تھا۔ حافظ ابونعیم اور ابن عساکر اور طبرانی جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے جناب امام حسنؑ و جناب امام حسینؑ و عبداللہ ابن عباس و عبداللہ بن جعفر کی بیعت قبول فرمائی درآنحالیکہ وہ کم سن تھے پوری

تمیز نہ رکھتے تھے (ارجح المطالب باب چوتھا ص ۴۶۱-۴۶۰) جیسا کہ انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام کی اولادیں قبل بلوغ تابع دین انبیاء اور اوصیاء کی ہوتی ہے اور بعد بلوغ جب تک وہ تازہ امور ظاہر نہ کریں۔ تب تک وہ تابع دین اپنے آبا و اجداد کے سمجھے جاتے ہیں۔ ایسے ہی جناب امیرؑ بچپن ہی سے تابع دینِ اسلام۔ دینِ قیّم ملّتِ ابراہیمی پر تھے اور وقت مکلف ہونے کے انہوں نے دین محمدی صلعم کا اظہار فرمایا۔ چونکہ وہ فطرتاً مسلمان تھے اور فطرتاً امام اور جناب خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورِ واحد سے پیدا شدہ تھے تو ان کے سامنے نورِ نبوت کا پہچاننا اور اقرار توحید و رسالت کا کرنا کوئی بڑی بات نہ تھی جبکہ انہوں نے پیدائش ہی سے بت پرستی نہ کی تھی جس کے باعث ان کو کرم اللہ وجہٗ کہا جاتا ہے۔

(۳) روایت:۔ قال ابن عباس السّابقون یوشع بن نون سبق الی موسٰی مومن آل یاسین سبق الی عیسٰی وعلی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ سبق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وعنہ قال نزلت فی خرقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار الذی ذکر فی یٰسٓ۔ وعلی ابن ابی طالبؑ وکل رجل منھم سابق امتہ وعلی افضلھم سبقًا (تفسیر فتح البیان جلد ۹ ص ۱۹۸ تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۹ ص ۳۶۷ سطر ۷ حاشیہ تفسیر فتح البیان جلد ۹ ص ۳۶۷) حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ سابق الاسلام حضرت یوشع بن نون ہے۔ جس نے حضرت موسیٰؑ پر پہلے ایمان لایا۔ مومن آل یاسین جو حضرت عیسیٰؑ پر اور حضرت علیؑ جو جناب رسول خداؐ پر ایمان لایا اور نیز فرمایا کہ یہ آیت خرقیل حبیب النجار اور حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی جو تینوں اپنی اپنی امت کے سابق الاسلام ہیں اور جناب علی علیہ السلام ان سے افضل ہے۔

(ب) عبد الرحمٰن بن عوف نے یوم شوریٰ خلافت حضرت عثمان جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ تھاما اور کہا۔ لك قرابتہ من رسول اللہ صلعم والقدم فی الاسلام۔ تم کو تو آنحضرت صلعم سے قرابت ہے اور تمہارا اسلام بھی پرانا (سب سے اوّل) ہے (بخاری مترجم پ ۱۲ ص ۹۹ سطر ۶ مطبع احمدی لاہور)

(۲۸) آیت بست وہشتم۔ دعوتِ قریش۔ انذار عشیرتہ۔ ولیعہدی جناب شاہِ ولایت کے واسطے یہ آیہ شریفہ نص جلی ہے۔ قولہ تعالیٰ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الشعرا) ترجمہ:۔ اور اپنے رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ اور مومنین سے جس نے تمہاری تابعداری کی ہے اس کی تواضع کرو۔ اپنے بازو پھیلا دو۔

شانِ نزول:۔ مکہ معظمہ میں بعثت کے وقت متواتر تین سال جناب رسالتمآب صلعم پوشیدہ طور پر دعوتِ اسلام فرماتے رہے حتیٰ کہ یہ آیت شریف انذار عشیرت نازل ہوئی کہ اپنے خویش و اقارب کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں۔ تو جناب رسول خدا صلعم نے حضرت علیؑ کو بلایا اور فرمایا کہ یا علیؑ ایک صاع کھانے کا پکاؤ اور اس میں گوشت ملوا ؤ اور

ایک پیالہ دودھ کا پیدا کرو اور بنی مطلب کو بلا کر ان کو کھلاؤ تاکہ خدا تعالیٰ کے حکم کی تبلیغ کردوں جناب علیؑ نے انکو بلایا۔ جو چالیس ۴۰ اشخاص تھے اور ان میں آنحضرت صلعم کے چچے ابوطالب جناب امیر حمزہؓ جناب عباسؓ بھی تھے۔ سب کے سامنے کھانا لا کر رکھا گیا اور ان لوگوں نے سیر ہو کر کھایا حالانکہ کھانا اتنا تھا کہ ان میں سے ایک شخص تن تنہا سب کو چٹ کر جاتا جس وقت طعام سے فارغ ہوچکے۔ جناب نبی مکرم صلعم نے کلام کرنے کا ارادہ کیا مگر ابولہب نے پہلے کلام شروع کر دی کہ تمہارے صاحب نے تم پر جادو کر دیا۔ اس پر لوگ چلتے بنے اور جناب رسول خدا صلعم کو موقعہ گفتگو نہ ملا پھر جناب سرور عالم صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ کو فرمایا یا علیؑ آپ نے دیکھا کہ اس شخص ابولہب نے کس طرح کلام اول کر لی آج کی طرح کل پھر کھانا پکانا اور دوبارہ جمع کرنا جناب علی المرتضیٰؑ نے دوسرے روز اسی طرح کھانا پکایا۔ جس وقت کھانا کھا چکے اور دودھ پی چکے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں عرب میں کسی شخص کو نہیں پاتا کہ وہ اپنی قوم کے واسطے مجھ سے بہتر بھلائی و نیکی دنیا و آخرت میں لیکر آیا ہو اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان ادعوکم الیہ فانکم یوازر انی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی و وصی و خلیفتی فیکم۔ کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤں کون ہے جو اس کارِ رسالت میں میرا وزیر بنے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور تمہارے درمیان خلیفہ ہو۔ قوم میں سے کسی شخص نے جواب نہ دیا جناب علیؑ نے کہا یا رسول اللہ گو میرا سن چھوٹا ہے۔ (۱۶ سال عمر) اور میری آنکھیں دکھتی ہیں اور پیٹ بڑھا ہوا ہے اور دبلا پتلا ہوں۔ انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیھم فاخذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برقبۃ علی علیہ السلام وقال ان ھذا اخی و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا ترجمہ:۔ میں اے اللہ کے نبی مکرم صلعم ان پر آپ کا وزیر ہونگا جناب رسول خدا صلعم نے جناب علیؑ کی گردن پکڑ کر فرمایا تحقیق یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ تمہارے درمیان ہے اسکی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔ قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور ہنسنے لگی اور ابوطالب سے کہا کہ تیرے بھتیجے نے تجھ کو حکم دیا ہے۔ کہ جناب علیؑ کی بات سنو اور اس کا حکم مانو (دیکھو تاریخ ابوالفدا جلد ا صـ۱۱۶ سطر ۱ مصری (ب۲) دیکھو تفسیر علامہ ابن جریر طبری سیپارہ ۱۹ سورہ الشعرا صـ$\frac{68}{69}$ سطر ۱۷ (ج۳) تفسیر معالم التنزیل محی الدین عربی بغوی مطبوعہ بمبئی صـ۶۶۳ (د۴) تفسیر حافظ ابن کثیر الجزء السابع صـ۱۹۱ سطر ۱۔ الغایت صـ۱۹۴ حاشیہ تفسیر فتح البیان (ہ۵) تفسیر سراج المنیر علامہ خطیب الشربینی جلد ثالث صـ۲ سطر ۹ (ز۶) تفسیر ترجمان القرآن نواب صدیق حسین خان تفسیر ثعلبی۔ تفسیر خازن (ح۷) تفسیر ابن اثیر جلد دوم صـ۲۲ مطبوعہ بمبئی۔ تفسیر لباب التاویل جلد ۳ صـ۳۷۱ (ط۸) تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ۲ صـ۳۲ مطبوعہ مصر (ی۹) تفسیر ابن ابی حاتم۔ تفسیر ابن مردویہ سیرۃ ابن اسحٰق۔ درمنثور سیوطی جلد ۵ صـ۹۷ (ف۱۰) منتخب کنزالعمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صـ۴۲ مطبوعہ مصر۔ وکنزالعمال جلد ۶ صـ۳۹۷ (ل۱۱) تاریخ روضۃ الصفار خاوند شاہ ہروی جلد دوم صـ۲۶۰ مطبوعہ بمبئی۔

(دم[۱۲]) تاریخ حبیب السیر جلد اوّل ص[۱۶] مطبوعہ بمبئی۔ (ق[۱۳]) رسالہ اجتہاد مؤلفہ مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم ص[۱۳۶] (ص[۱۴]) خصائص نسائی مترجم مطبوعہ محمدی پریس لاہور ص[۴۲]۔ (ع[۱۵]) معارج النبوۃ رکن ثالث ص[۲۵] جلد ثانی (س[۱۶]) تاریخ کبیر طبری جلد دوم ص[۲۱۷] خصائص نسائی ص[۴۲] دلائل النبوۃ بیہقی (ح[۱۷]) مسند امام احمد حنبل جلد اوّل ص[۱۱۱] مطبوعہ مصر (ف[۱۸]) تاریخ الاسلام علامہ عباسی گورکھپوری ص[۵۹] سطر ۹ (ص[۱۹]) مسٹر کارلائل ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ ص[۶۱] (ق[۲۰]) جان ڈیون پورٹ اپولوجی فار محمد اینڈ قرآن ص[۸] (ر[۲۱]) محمد اینڈ ہز سکسیسرز واشنگٹن ایرونگ ص[۳۷] (ش[۲۲]) نیو پاپولر انسائیکلو پیڈیا ص[۱۳۹] (ت[۲۳]) ڈی کلائین اینڈ فال آف رومن امپائر مسٹر گبن جلد ۳ ص[۴۹۹] (ث[۲۴]) اوکلی صاحب کی تاریخ ص[۱۵] (خ[۲۵]) گلبن سارا سنز ص[۸۳] (ذ[۲۶]) سیرۃ النبیؐ علامہ شبلی نعمانی حصہ اوّل ص[۱۵۴]۔ چند روز کے بعد آپ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ دعوت کا سامان کرو۔ یہ درحقیقت تبلیغ اسلام کا پہلا موقعہ تھا۔ تمام خاندانِ عبد المطلب مدعو کیا گیا۔ حمزہ۔ ابو طالب عباس سب شریک تھے آنحضرتؐ نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں وہ چیز لیکر آیا ہوں۔ جو دین اور دُنیا دونوں کو کفیل ہے۔ اس بارِ گراں کے اٹھانے میں کون میرا ساتھ دیگا۔ تمام مجلس میں سنّاٹا تھا۔ دفعتہً حضرت علیؑ نے اُٹھ کر کہا۔ کہ مجھے آشوبِ چشم ہے۔ گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور گو میں سب سے نوعمر ہوں۔ تاہم آپ کا ساتھ دونگا۔ قریش کے لئے یہ ایک حیرت انگیز منظر تھا۔ کہ دو شخص ہیں جن میں ایک تیرہ[۱۳] سالہ نوجوان دُنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ حاضرین کو بیساختہ ہنسی آئی لیکن آگے چلکر زمانے نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا۔ (سیرۃ النبیؐ جلد اوّل ص[۱۵۴] مطبوعہ کانپور از علامہ شبلی نعمانی)

دوم حدیث شریف کے چند طرق و اسناد۔ حافظ ابن کثیر کے تفسیر الجزء السابع ص[۱۹۱] لغایت ۱۹۴ تک ہے۔

(۱) قال الامام احمد حدثنا اسود بن عامر حدثنا شریک عن الاعمش عن المنہال عن عباد بن عبداللہ الاسدی عن علی رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وانذر عشیرتک الاقربین جمع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اہل بیتہ الی قولہ وقال لہم من یضمن عنی دینی ومواعیدی و یکون معی فی الجنۃ ویکون خلیفتی من بعدی الخ

(۲) قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا ابو عوانہ قال حدثنا عثمان ابن مغیرۃ عن ابی صادق عن ربیعۃ ابن ماجد عن علی رضی اللہ عنہ قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او دعا رسول اللہ صلعم بنی عبد المطلب۔ الی قولہ فایکم یبایعنی علی ان یکون اخی وصاحبی الخ (تفسیر حافظ ابن کثیر برحاشیہ تفسیر فتح البیان جلد سابع ص[۱۹۱])

(۳) قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی اخبرنا الحسین عن عیسیٰ بن میسرۃ الحارثی حدثنا عبداللہ۔

بن عبدالقدوس عن الاعمش عن المنہال بن عمرو عن عبداللہ بن الحرث قال قال علی رضی اللہ عنہ لما نزلت ھذہ الآیۃ وانذر عشیرتک الاقربین قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصنع لی رجل شاۃ بصاع من الطعام .... الی قولہ فقال ایکم یقضی عنی دینی و یکون خلیفتی فی اھلی (تفسیر حافظ ابن کثیر ص ۱۶۱)

(۴) حدثنا سلمۃ قال حدثنی محمد بن اسحٰق عن عبدالغفار بن القاسم عن المنہال بن عمرو عن عبداللہ بن الحرث بن نوفل بن الحرث ابن عبدالمطلب عن عبداللہ بن عباس عن ابی طالبؑ لما نزلت ھذہ الآیۃ فقال لی یا علیؑ ان اللہ یامرنی ان انذر عشیرتک الاقربین الخ الی قولہ قال ان ھذا اخی وکذا وکذا (وصی وخلیفتی فیکم) (تفسیر ابن جریر طبری سیپارہ ۱۹ سورۃ الشعرا ص ۶۹/۶۸ مطبوعہ مصر)

(۵) **توثیق** - علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر حاشیہ تفسیر فتح البیان میں عبدالغفار بن القاسم بن ابی مریم راوی پر جرح کی ہے۔ اور اس کو شیعہ قرار دیا ہے اور باقی تمام طرق پر سکوت فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث شریف بہ الفاظ تصریح وزیر ۔ وصی خلیفہ ہونے کے ہر وجہ صحیح اور قابلِ حجت ہے۔ محدثین کی صریح تصریح اور بعض کا سکوت اور بعض ملتزمین بالصحۃ کا اس کو درج کرنا اور متعدد طرق سے روایت کرنا اس حدیث شریف کے قابلِ حجت اور صحت پر کافی دلیل و برہان ہے۔ اور مخالفین پر سیف صارم کا کام کرتی ہے۔ دیکھو منتخب کنزالعمال مطبوعہ مصر حاشیہ مسند احمد حنبل جلد ۵ ص ۴۱ روایت عبدالغفار بن القاسم کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ قال فی المغنی ترکوہ وعن علی۔ ابن اسحٰق۔ وابن اسحٰق۔ وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابو نعیم ۔ بیہقی معہ فی الدلائل وعن علی مسند احمد حنبل وابن جریر (سعید بن منصور وابن جریر وصحح الطحاوی) نیز علامہ جلال الدین سیوطی نے کثرتِ طرق کو تسلیم کر کے درمنثور جلد ۵ ص ۹۷ میں لکھا ہے۔ اخرج ابن اسحٰق وابن جریر وابن حاتم وابن مردویہ وابو نعیم والبیہقی فی الدلائل من طرق عن علی علیہ السلام واخرج ابن مردویہ عن البراء بن عازب قال لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین الخ پس اس آیت شریف و حدیث صحیحہ سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جب سرورِ عالم صلعم نے اپنی نبوت و رسالت کا ظاہرا طور اعلان فرمایا تو اپنے وصی و خلیفہ کی خلافت بلافصل اور ولیعہدی کا بھی ساتھ ہی اظہار فرما دیا۔ اس سے بڑھ کر اور دلیلِ قاطعہ و برہانِ ساطعہ کیا ہوگی۔ مخالفین و مکذبین حضرات اصحابِ ثلاثہ کی خلافت ولیعہدی کے واسطے ایسی صریح دلیل پیش کریں۔ جو خلافتِ مرتضوی کا منکر ہے وہ احادیثِ صحیحہ کی تکذیب کرتا ہے۔

(۶) تفسیر سراج المنیر علامہ خطیب الشربینی جلد ثالث صفحہ ۲۴ سطر ۹ مطبوعہ مصر پر ہے۔ روی محمد بن اسحٰق عن علی رضی اللہ عنہ قال لما نزلت علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانذر عشیرتک الاقربین الی قولہ قال ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا الخ جناب سرکار دوجہاں صلعم نے فرمایا یہ جناب علی المرتضیٰؑ میرا بھائی اور میرا وصی اور تمہارے درمیان میرا خلیفہ ہے اسکا حکم مانو۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۷

(۷) تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۳۷ مطبوعہ بمبئی اسلامیہ کالج پشاور لائبریری میں اس دعوتِ قریش کے ذکر میں ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ ایں برادرِ من است و وصی من۔ سخن او را بشنوید۔

(۸) تفسیر معالم التنزیل محی الدین بغوی جلد دوم صفحہ ۹۲ سطر ۴ پر ہے روی محمد بن اسحٰق عن عبد الغفار بن القاسم عن المنہال بن عمرو عن عبد اللہ الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عن علیؑ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانذر عشیرتک الاقربین دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... الی قولہ ثم قال ان ھذا اخی ووصیی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس جناب علی المرتضیٰؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت دعوتِ قریش نازل ہوئی جناب رسولخدا نے مجھے بلایا.....
تمام قصہ دعوت کے بعد فرمایا تم لوگوں میں یہ میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم اسکی اطاعت کرو اور حکم مانو۔

(۹) جو شخص میرے کارِ ہدایت میں مدد دیگا وہ میرا خلیفہ اور وصی ہوگا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں آپکے دشمنوں کو نیزوں سے جوابدونگا۔ اور ان کی آنکھیں پھوڑ ڈالونگا (دیکھو تاریخ ابو الفداء صفحہ ۱۱۶)

(۱۰) ابھی کمسن تھا کہ اُس نے نبیؐ کے کام میں شرکت ظاہر کرکے شہرت حاصل کی جس نے اسکے عوض میں اپنا ولیعہد بنایا اور بیٹی دی (ڈی کلائین اینڈ فال آف رومن امپائر ایڈورڈ گبن)

(۱۱) رسولؐ کے متصور چہرہ پر خوشی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ پیار سے پُشت پر ہاتھ پھیر کر کہتے ہیں۔ ٹھیرو شاید تم سے زیادہ عمر والے کھڑے ہوں۔ مگر تین مرتبہ یہی نوجوان کھڑا ہوتا ہے۔ اخیر میں رسولؐ فرماتے ہیں تمہاری جماعت میں یہ میرا بھائی۔ وصی اور خلیفہ ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا)

(۱۲) واشنگٹن ایرونگ اپنی تاریخ محمد اینڈ ہز سکسرز صفحہ ۳۷ سطر ۲۰۶ مطبوعہ لنڈن ہنری جی بوہن یارک سٹریٹ گورنمنٹ گارڈن ۱۸۵۰ء میں لکھتے ہیں:۔ اُس نے (سرورِ عالم صلعم) نے جوش سے فرمایا۔ او اولادِ عبد المطلب تمکو اور تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ تمام قیمتی احسانات عطا کئے ہیں اس کے نام پر اس جہان کی برکات تمہارے پیش کرتا ہوں اور آخرت میں بے انتہا خوشی تم میں سے کون میری رسالت کے بوجھ میں شریک ہوگا۔ میرا بھائی میرا لفٹننٹ (نائب) میرا وزیر کون ہوگا۔ تمام خاموش رہے بعض متعجب ہوئے اور کئی تمسخر و

ٹھٹھہ سے ہنسنے لگے۔ آخر کار علی (علیہ السلام) اپنی جوانی کی سرگرمی و جوش سے اُٹھا۔ اپنے آپکو خدمت رسالت کے واسطے پیش کیا۔ اگرچہ اپنی نوعمری اور طبعی کمزوری کا اقرار کیا۔ محمد (صلعم) نے اس فیاض جوان کی گردن میں اپنے بازو ڈالدیئے اور اسکو بغلگیر کیا اور فرمایا میرے بھائی۔ میرے وزیر اور نائب رسالت کا حکم مانو اور اس کی اطاعت کرو۔

(۱۳) مسٹر کارلائل اِس دعوت اور گفتگو کا ذکر لکھ کر فرماتے ہیں:۔ اگرچہ یہ مجمع جس میں علیؑ کا باپ ابوطالب بھی تھا محمدؐ کا دشمن نہ تھا۔ مگر تاہم سب لوگوں کو ایک ادھیڑ عمر کے اَن پڑھ آدمی اور ایک سولہ برس کے لڑکے کا یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دونوں ملکر تمام دُنیا کے خیالات کے برخلاف کوشش کرینگے ایک مضحکہ کی بات معلوم ہوتی ہے۔ اور تمام مجمع قہقہہ لگا کر منتشر ہوگیا مگر ثابت ہوگیا کہ یہ ایک ہنسی کے لائق بات نہ تھی۔ بلکہ بہت ٹھیک اور درست تھی۔ یہ نوجوان علیؑ ایسا شخص تھا کہ ضرور ہے کہ ہر ایک شخص اُس کو پسند ہی کرے۔ اور اس امر سے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اور نیز اور باتوں سے جو ہمیشہ اس کے بعد ظہور میں آئیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک صاحبِ اخلاق فاضلہ اور محبت سے بھرپور اور ایسا بہادر شخص تھا کہ جس کی آگ جیسی تیز و تند جرأت کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ اس شخص کی طبیعت میں کچھ عجیب طور کی جوانمردی تھی شیر سا تو بہادر تھا مگر باوجود اسکے مزاج میں ایسی نرمی اور رحم اور سچائی اور محبت تھی جیسے کرسچن نائٹ (عیسائی دیندار) کے شایاں ہے۔

(۱۴) اوکلی صاحب لکھتا ہے کہ یہ نو خلیفہ بلحاظ اپنی ہمت وجرأت اور طبیعت اور خصلت اور پاکدامنی اور عفت اور فہم و فراست کے نہایت عظیم المرتبت لوگوں میں سے تھا۔ جو اُمتِ اسلامیہ میں کم پیدا ہوئے ہوں گے۔

(۱۵) شرح ابن الحدید جلد دوم صفحہ ۳۳ پر ہے قال لھم ھذا اخی و وصیّی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا۔ الخ۔ ترجمہ۔ حضور انور سیدالبشر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع قریش کو فرمایا یہ میرا بھائی اور وصی اور میرا خلیفہ تمہارے درمیان ہے پس سُنو اور اس کی اطاعت کرو۔

(۱۶) سیرت المحمدیہ ص۸۸ پر ہے وقام علی ثلاثا فقال اجلس انت اخی و وزیری و وصیّی و وارثی و خلیفتی من بعدی۔ اور جناب علی علیہ السلام تین مرتبہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا۔ تو میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وصی اور میرا وارث اور میرا خلیفہ میرے بعد ہے۔

(۱۷) اپولوجی فار محمد اینڈ قرآن مصنفہ جان ڈیون پورٹ کے ترجمہ تائید الحمد والقرآن کے ص۱۱۵ پر دیکھو۔ آنحضرتؐ نے یہ بات سُن کر حضرت علیؑ کو اپنے گلے لگایا اور پکار کر فرمایا دیکھو یہ میرا بھائی اور میرا قائم مقام ہے۔

(۱۸) خداتعالیٰ نے مجھے دعوتِ اسلام کیواسطے مقرر کیا ہے تم میں سے کون ہے جو میرے مقدس کام میں شامل ہوگا اور میرا بھائی۔ میرا خلیفہ ہوگا۔ تمام مجمع میں سناٹا سا چھا گیا حتیٰ کہ علیؑ (علیہ السلام) جو تمام لوگوں سے خوردسال تھا بڑی

دلیری سے پکار اُٹھا۔ یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ شریک ہونگا حضرت محمد صلعم نے علیؑ کو بغلگیر کیا۔ اور فرمایا۔ دیکھو میرا بھائی۔ میرا خلیفہ۔ میرا کمشنر اس کی بات سُنو۔ اور اس کے احکام کی اطاعت کرو! (ہسٹری آف نیشن۔ دی سارا سنز۔ گلین صاحب صفحہ ۳۰۰۔ اے اسلامیہ کالج پشاور لائبریری)

(۱۹) وقال لعلیؑ انت اخی و وارثی وقال وما ارثك قال ما ورثت الانبیاء قبلی کتاب اللہ و سُنّتی (مفردات للراغب الاصفہانی علامہ جلیل القدر اہلسنت سے ہے مطبوعہ مصر صفحہ ۵۴)

ترجمہ:۔ رسولؐ نے علیؑ کے لئے فرمایا کہ تو میرا بھائی اور وارث ہے علیؑ نے عرض کیا کس چیز کا وارث تم سے ہونگا۔ فرمایا رسولؐ نے تو اس چیز کا وارث ہوگا جس کا وارث میں انبیاء سابقہ سے ہوا ہوں۔ وہ کتاب اللہ اور طریقہ میرا ہے۔ ابن المغازلی شافعی نے مناقب میں روایت کی ہے۔ مرفوعاً کہ فرمایا رسولؐ نے لکل نبی وصی و وارث و وصیتی و وارثی علی ابن ابی طالب۔ سید علی ہمدانی نے مودۃ القربیٰ میں بروایت عمر بن خطاب اور انس بن مالک کے بیان کیا ہے۔ کہ ہر نبی کے وصی ہوتے ہیں جیسے یوشعؑ وصی موسیٰؑ اور آصف بن برخیا وصی سلیمانؑ اور شمعونؑ وصی عیسیٰؑ اور پہلے انبیاء کا بھی مفصل ذکر کیا۔ اسی طرح نبیؐ نے اپنے لئے فرمایا وانی اوصیت الی علی وھو افضل من اترك بعدی وھو خلیفتی و وزیری الخ یعنی میں نے وصیت حضرت علیؑ کو کی ہے وہی افضل سب سے میرے بعد ہے اور وہی میرا خلیفہ اور میرا وزیر ہے۔ ابو مؤید موفق ابن احمد نے کتاب فضائل میں ابو بریدہ سے اسی طرح روایت کیا (مفاتیح المطالب فی خلافت علی ابن ابی طالبؑ ص ۳۵ و ۵۴)

جس طرح اکثر انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے وارث النبوت انکی اولاد و نزدیکی رشتہ دار بھائی اور بھتیجے ہوا کرتے تھے۔ اسی قانون الٰہی پر جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ بھی حقیقی وارث و خلیفہ رسول مقبولؐ ہوئے جس طرح ذریت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ میں نبوت اور کتاب اللہ رہی اسی طرح ذریت سیدنا محمد رسول اللہؐ میں بھی انوار نبوت اور کتاب اللہ رہی۔

(۲۰) دی نیو پاپولر سائیکلوپیڈیا مؤلفہ چارلس انڈیل ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی جلد اوّل مطبوعہ لنڈن ۱۹۰۵ء کالم دوم صفحہ ۱۳۹ سطر ۱۴ پر اس طرح لکھا ہے "حضرت علیؑ پہلا مسلمان۔ ابو طالب کا فرزند جناب محمدؐ کا چچا زاد بھائی اور داماد اور اسکے جانشینوں میں سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ وفادار تھا جب جناب محمد صلعم نے اپنے رشتہ داروں کو اکٹھا کیا اور اپنی رسالت کا اظہار فرمایا۔ اور اُن سے سوال کیا کہ تمہارے درمیان کون شخص ہے کہ میرا وزیر ہو جناب علیؑ نے پکار کر فرمایا کہ میں آپکا وزیر ہوں۔ حالانکہ اُس وقت صرف چودہ سال کی عمر تھی۔ جو شخص آپکے برخلاف اُٹھیگا میں اُس کے دانت توڑ دونگا۔ اُس کی آنکھیں نکال لونگا۔ اس کی ٹانگیں توڑ دونگا اور اُس کا پیٹ پھاڑ دونگا یا رسول اللہ صلعم میں آپکا وزیر ہونگا۔ جناب علیؑ نے اپنے وعدے کو سچا کیا۔ ہر دو فصاحت و شجاعت سے ممتاز ہو کر وہ نئے دینِ اسلام کے حقیقی ستون ثابت ہوئے اور شیرِ خدا

ہمیشہ فاتح ومظفر کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی شادی جناب فاطمہؑ بنت رسول مقبول صلعم سے ہوگئی جب حضرت محمد صلعم ۶۳۲ء میں انتقال فرما گئے۔ تو ان کے حقوق خلافت۔ ابوبکر۔ عمر۔ اور عثمان کی پے در پے خلافتوں سے تلف ہو گئے اور پائمال کئے گئے۔ لیکن ۶۵۶ء میں قتل عثمان کے بعد وہ خلیفہ ہوئے اور اپنے حریفوں و دعویداران خلافت سے متواتر جنگ کرنے کے بعد شہید کئے گئے۔ اور ۲۳ جنوری ۶۶۱ء تریسٹھ سال کی عمر میں بمقام کوفہ شہادت پائی۔ انتھیٰ کلامہ۔

(۲۱) خون کے رشتہ کے لحاظ سے حق خلافت حضرت علیؑ کا تھا اور اسکے اوصاف حمیدہ اور خدمات کثیرہ نے نمایاں طور پر انہیں مستحق خلافت کر دیا تھا جس زمانہ میں اسلام کا آغاز ہی تھا اور حقیر سمجھا جاتا تھا۔ اور مسلمانوں کو کفار آزار پہنچاتے تھے جناب رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی اپنا وصی فرمایا تھا۔ اس وقت سے وہ برابر قول وگفتار و کردار میں جاں نثاری کرتے رہے تھے اور اپنی عالی حوصلگی سے ایسے نمایاں طور پر اسلام کا ساتھ دیا تھا جیسا کہ اپنی شجاعت سے ظاہر کیا۔ (دیکھو تاریخ الخلفاء واشنگٹن ایرونگ صفحہ اوّل)

(۲۲) ان سب میں سے علیؑ سب سے زبردست حق رکھتا تھا۔ وہ صرف رسول اللہ صلعم کا داماد ہی نہ تھا بلکہ یاد ہوگا کہ سب سے پہلے بعثت کے اعلان کے وقت رسول اللہ (صلعم) کی مدد کو بھی دوڑا تھا۔ اور اس نازک وقت میں خلیفہ کا خطاب پا چکا تھا۔ اور رسول اللہ (صلعم) نے اس کے ساتھ ہی اس کی فرماں برداری کا حکم دیا تھا۔ (تاریخ گلمن صاحب صفحہ ۲۲۵)

(۲۳) جناب علیؑ پہلا مسلمان اور خلیفہ چہارم جناب ابو طالبؑ کا بیٹا تھا۔ ابو طالبؑ پیغمبر خدا کا چچا تھا حضرت علیؑ پیغمبر خدا کے سب مریدوں میں سے زیادہ بہادر اور وفادار تھا اور پیغمبر خدا کی صاحبزادی جناب فاطمہؑ سے ان کی شادی ہوئی تھی وہ ۶۵۶ء میں جناب عثمان مقتول کی جگہ خلیفہ بنائے گئے۔ انہوں نے متواتر اپنے مخالفین سے لڑائیاں لڑیں اور بی بی عائشہ کو قید کر لیا جو جناب پیغمبر خدا صلعم کی جوان بیوہ اور باغیوں کا سرغنہ تھیں جناب علی (علیہ السلام) ۶۶۰ سنہ عیسوی میں شہید ہوئے اور کوفہ میں دفن ہوئے (ان سائیکلو پیڈیا چیمبرس جلد اوّل صہ ۱۶۲ اسلامیہ کالج پشاور لائبریری)

(۲۹) **آیت بست ونہم۔ آیت رسالت الغدیر۔** قولہ تعالیٰ۔ یَٰٓاَیُّہَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۝ (سورہ مائدہ ۶ ع ۱۳) ترجمہ۔ اے پیغمبر جو احکام تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئے ہیں بلا کم وکاست لوگوں کو پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھا جائے گا۔ کہ تم نے خدا کا کوئی پیغام بھی لوگوں کو نہیں پہنچایا۔ اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیگا۔ کیونکہ اللہ ان لوگوں کو جو کفر

کرتے ہیں۔ ایسا رستہ ہی نہیں دکھائیگا۔ کہ تم پر دست درازی کر سکیں *

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہ ہم جناب رسالتمآب صلعم کے زمانہ میں اس آیت کو اس طرح پر پڑھتے تھے۔ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ اِنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (اخرجہ الواحدی فی تفسیرہ۔ واخرج ابن مردویہ تفسیر نیشاپوری حافظ ابن الکثیر۔ ابونعیم فی الحلیہ عینی شرح بخاری بحوالہ ارجح المطالب ص۷۹ تفسیر ثعلبی ص۱۴۳۔ اخرجہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ ابن عساکر درمنثور سیوطی جلد ۲ ص۲۹۸ تفسیر مظہری جلد اول ص۹۸ تفسیر فتح البیان جلد ۳ ص۸۹)

(۳) **شانِ نزول** - واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری۔ قال نزلت ھذہ الآیۃ۔ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الخ علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم فی شان علی ابن ابی طالبؑ (درمنثور سیوطی جلد ثانی ص۲۹۸ سطر ۹) **ترجمہ**: حضرت ابی سعید الخدری سے روایت ہے کہ یہ آیت یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں خم غدیر کے روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی *

(۴) العاشر نزلت الآیہ فی فضل علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔ ولما نزلت ھذہ الآیۃ اخذ بیدہ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای ومولا کل مومن ومومنۃ وھو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین (تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۳ ص۶۳۶ سطر ۳ مطبوعہ عامرہ مصر)

(۵) عن ابی سعید الخدریؓ قال نزلت ھذہ الآیہ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ یوم غدیر خم (اخرجہ الامام ابوالحسن الواحدی فی کتابہ المسمی باسباب النزول وقال الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کتابہ المسمیٰ بکفایۃ الطالب۔ قال ابوبکر النقاش انھا نزلت فی بیان الولایۃ العلیؑ (دیکھو ارجح المطالب باب دوم ص۳۷ و عبقات الانوار جلد غدیر خم ص۴۶۹)

تحقیق لفظِ مولیٰ - شیعہ اور سنّی میں لفظِ مولیٰ کے معنی میں تکرار ہے۔ شیعہ اسکے معنے اولیٰ بالتصرف یعنی حاکم امیر امام کے لیتے ہیں اور اہلِ سنت کہتے ہیں۔ کہ اس کے معنے دوست و محبوب کے ہیں جس طرح جناب رسول خدا صلعم مومنین کے دوست ہیں۔ ویسے علی المرتضیٰؑ بھی ہیں *

حضراتِ اہلسنت کا دعویٰ ہے۔ کہ اس حدیث میں مراد ناصر اور محبوب ہے۔ اسلئے کہ مولیٰ زبانِ عرب میں بمعنی اولیٰ یعنی حاکم و امام آیا ہی نہیں ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں

حدیث غدیر کا ذکر کرکے فرماتے ہیں۔ اوّل غلط دریں استدلال آں است کہ اہلِ عربیت قاطبۃً انکار کردہ اند کہ
کہ مولےٰ بمعنے اولےٰ آمدہ باشد۔ لیکن جناب آیۃ اللہ فی العالمین نے عبقات الانوار حدیث غدیر جلد دوم کے
صفحہ ۲۴۶ سے ۴۷۸ تک میں ثابت کیا ہے۔ کہ زبانِ عرب میں یہ لفظ بمعنی اولیٰ بالتصرف آیا ہے۔ اور کل
حضرات شیعین کی عبارتیں بھی نقل فرمائی ہیں۔ اور اُن کو حضرات اہلسنت کے یہاں معتمد علیہ ہونا بھی ثابت
فرمایا ہے۔ جن کی تعداد ۳۴ سے زیادہ ہے۔ پس جب اِس کثرت سے حضرات علماء و محدثین و مفسرین و نحویین و
ادباء اہلِ سنّت قائل ہیں۔ کہ مولےٰ بمعنے اولےٰ لغتِ عرب میں آیا ہے۔ تو لغۃً کی حیثیت سے انکار کی کوئی وجہ
نہیں۔ رہا یہ امر کہ مقصود آنحضرتؐ کا دوست و مددگار رتھا۔ پس عقلِ سلیم باور نہیں کرسکتی۔ کہ آنحضرتؐ نے جو
اِس قدر اہتمام کیا۔ کہ حج سے واپس ہوتے ہوئے جنگل بیابان میں تمام صحابہ کو جن کی صحیح تعداد حسب تصریح شیخ
عبدالحق صاحب محدث دہلوی ایک لاکھ چودہ ہزار تھی جمع کیا گیا وہاں شتر کا منبر بنوایا اُس مقام کو صاف کرایا۔
خطبہ طویلہ پڑھا تین مرتبہ فرمایا کہ یا معشر المسلمین الست اولی بکم من انفسکم۔ یعنی مسلمانو! کیا میں
تمہارے نفسوں سے تمہارے نزدیک اولیٰ نہیں ہوں اور جب سب نے بلےٰ (ہاں) کہدیا اور آنحضرتؐ نے یہ اقرار
لے لیا تب حضرت علیؑ کا ہاتھ اونچا کرکے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یہ سب صرف اسلئے تھا کہ لوگوں
پر یہ ظاہر کیا جائے کہ جس کی میں مدد کرونگا یا جس کی میں نے مدد کی علیؑ بھی اُس شخص کی مدد کرنے والے ہیں۔
یا جس سے مجھے محبت ہے۔ علیؑ کو بھی اُس سے محبت ہے۔ آخر اس کی غرض اور اس کا نتیجہ ہی کیا ہو سکتا تھا۔
یہ کونسا ایسا اہم معاملہ تھا جس کے لئے اتنا اہتمام کیا گیا۔ اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں۔ کہ اس حدیث سے
حضرتؐ کی یہ مراد تھی کہ علی المرتضیٰؑ کی دوستی واجب کریں۔ لیکن جو معنی اس کے بیان کئے جاتے ہیں۔ یعنی
محب اُس سے یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا بلکہ اُس سے تو یہی مقصود ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ پر اور لوگوں کی
محبت و نصرت کو واجب کیا بعض حضرات نے جب یہ دیکھا کہ اِس حدیث میں محب و ناصر کے معنے نہیں بنتے اور
ان معنوں سے رسولؐ خدا پر فعلِ عبث کا الزام عائد ہوتا ہے۔ تو ایک دوسرا معنی بیان کیا کہ مولےٰ کے معنے
اِس حدیث میں محبوب کے ہیں لیکن یہ معنی عربی زبان کی کسی لغت میں بھی نہیں ہیں پس آنحضرتؐ ایسا
افصح الفصحا کیونکر مہمل یا غلط لفظ استعمال کرسکتا ہے۔ کیا جناب امیرؑ کی کسی کے ساتھ پہلے دشمنی تھی۔
اب شیعوں کے دعوے پر نظر کرتا ہوں۔ کہ آنحضرتؐ نے اِس حدیث میں لفظ مولےٰ سے اولےٰ بالتصرف یعنی
حاکم خلیفہ یا امام مراد لیا ہے۔ پس انصاف یہ ہے۔ کہ ان حضرات کا یہ دعوےٰ قرین بصحت معلوم ہوتا
ہے۔ جس کی چند وجہیں ہیں:۔

(۱) لغت میں جو معانی اِس لفظ کے وارد ہوئے ہیں۔ وہ کتاب مجمع البحار سے (جو لغت احادیث میں

حضرات اہلسنت کی نہایت معتبر کتاب ہے) پروردگار۔ مالک۔ سردار۔ نعمت دینے والا۔ آزاد کرنیوالا۔ مددگار۔ دوست فرمانبردار۔ ہمسایہ۔ ابن عم۔ ہم عہد۔ ہم سوگند۔ داماد۔ غلام۔ آزاد شدہ۔ نعمت دادہ شدہ معلوم ہوتے ہیں۔ ان سے پروردگار تو مراد نہیں ہوسکتا۔ دوست اور مددگار کے متعلق پہلے عرض ہوچکا کہ یہ مراد لینا خلافِ عقل ہے۔ اور بقیہ معنی کسی طرح بنتے نہیں اور اگر آنحضرتؐ حدیث ارشاد فرماتے وقت صاحب عقل و حواس تھے۔ تو یقیناً اس لفظ سے کوئی موضوع اور مناسب معنی مراد لیا ہوگا۔ اور عقلی حیثیت سے سوائے حاکم یا امام کے اس حدیث میں کوئی معنی نہیں بنتا جیسا کہ ۴۳ علمائے و نحویین و مفسرین و محدثین و لغویین حضرات اہل سنت نے تصریح کی ہے۔ کہ اس لفظ کے یہ معنے ہیں۔ پس اگر آنحضرتؐ کے کلام کو کسی صاحبِ عقل و با حواس شخص کا کلام سمجھیں تو یقیناً اس کا معنی حاکم یا امام لینا پڑے گا ◆

(۲) ولیعہد کا مقرر کرنا ہر بادشاہ کی بہت عالیشان تقریب اور ہر سلطنت کا نہایت اہم کام ہوتا ہے جس کے لئے برسوں سے انتظام کیا جاتا ہے۔ ہزاروں قسم کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔ عمائد و ارکانِ سلطنت جمع کئے جاتے ہیں اور عام رعایا کے اجتماع کی فکر کی جاتی ہے۔ اور جو اس موقع پر نہیں حاضر ہوتے اُن تک اعلان و اشتہار و فرمانِ شاہی کے ذریعہ سے اطلاع بھیجی جاتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح آنحضرتؐ نے اپنی عمر کے آخری حج میں جبکہ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کا مجمع تھا ازواج و اصحاب و مخصوصین جو ارکانِ سلطنت اسلام تھے موجود تھے اُس جگہ پر جہاں سے مسلمانوں کا مجمع متفرق ہوجاتا خدا کی وحی نازل ہونے کے بعد ندا کرا دی کہ لوگ جمع ہوجائیں جنگل صاف کیا گیا۔ عین دوپہر کا وقت جو نہایت گرمی کا ہوتا ہے۔ اس لئے اختیار کیا گیا کہ کسی کو اس وقت نیند نہ آجائے اور اس طرح وہ حضرت علیؑ کی ولیعہدی سے بیخبر نہ رہ جائے۔ منبر نصب کیا۔ آنحضرتؐ نے خطبہ پڑھ کر سب کو متوجہ کیا پھر فرمایا۔ الست اولیٰ بکم من انفسکم۔ بعد ازاں حضرت علیؑ کو اتنا اونچا کرکے کہ سفیدی زیرِ بغل نمایاں ہوگئی۔ ارشاد فرمایا۔ من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ۔ پس یہ اہتمام و انتظام کیا کسی معمولی امر کے لئے ہوسکتا ہے؟ عقلِ سلیم تو کسی طرح اس کو قبول نہیں کرسکتی ◆

(۳) لیکن کل ادلہ سے قوی تر یہ دلیل ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے پہلے تمام صحابہ سے دریافت کیا کہ یا معشر المسلمین الست اولیٰ بکم من انفسکم اور جب کل لوگوں نے "بلیٰ" کہا تو اس کے بعد فرمایا من کنت مولاہ الخ چنانچہ اس کو جناب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی (صاحب تحفہ اثنا عشریہ) نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ پس اس سوال کے بعد فوراً "من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ" کہنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ مولا سے مراد وہی اولیٰ ہے جس کا اقرار آنحضرتؐ پہلے لے چکے کہ کیا میں تم سے اولیٰ نہیں ہوں؟ ورنہ دُنیا میں کوئی بھی عاقل ہے۔ جو لوگوں کو جمع کرکے پہلے تو پوچھے کہ "کیا میں تمہارا حاکم نہیں ہوں"۔ اور جب سب کہیں "ہاں آپ ہیں" تو وہ کہے کہ میں جس کا دوست

ہوں۔ اُس کا دوست یہ شخص بھی ہے ؟ اگر یہی حضرتؐ کی مُراد تھی تو پہلے جو سوال تمام صحابہ سے کیا تھا۔ اُس کو یوں نہ کہا کہ الست محبکم کیا میں تمہارا دوست نہیں ہوں۔ تاکہ معلوم ہوتا بعد میں آنحضرتؐ نے جو لفظ مولیٰ استعمال کیا وہ بھی محب ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ نے من کنت مولاہ کے قبل جو الست اولی بکم من انفسکم فرمایا تھا وہ اسی پیش بندی کے لئے کہ آیندہ زمانہ میں لوگ مولیٰ کے معنے میں اختلاف کر کے میرے مقصود کو بدلنا چاہینگے لہذا اسی حدیث سے قبل لیکن بالکل متصل ایسا لفظ ہے۔ جو اِس اختلاف کو صاحبانِ عقل و انصاف کے نزدیک رفع کردے۔ یہ بھی آنحضرتؐ کی نبوت کی ایک واضح دلیل ہے۔ کہ علمِ نبوت سے آیندہ کے تمام اختلافات پر مطلع ہوگئے۔ اور بجائے الست مولیکم کے حضرتؐ نے الست اولےٰ بکم فرمایا۔ کہ کوئی شخص بھی چوں و چرا آنے والے لفظ مولیٰ کے معنے میں نہ کر سکے۔

(۴) عام قاعدہ ہے کہ ولیعہدی کے بعد بادشاہ کو بھی تہنیت دیجاتی ہے۔ اور ولیعہد کو بھی چنانچہ اوپر کی عبارتوں میں مذکور ہوا کہ آنحضرتؐ نے بعد اعلانِ ولیعہدی جناب امیرؑ کے لئے ایک خاص خیمہ نصب کرایا ہے اُس میں جناب امیرؑ کو تشریف رکھنے کو فرمایا اور تمام صحابہ و ازواج کو تہنیت کے لئے ارشاد فرمایا۔ پس اگر کوئی دوسرا مقصود آنحضرتؐ کا اِس حدیث سے تھا تو یہ اہتمام تہنیت کیسا ؟

(۵) نہایت قوی دلیل یہ بھی ہے کہ جناب امیرؑ کے تہنیت دینے والوں میں سے حضرت عمر بھی ہیں جنہوں نے ایسے الفاظ میں مُبارکباد دی ہے کہ بچہ بچہ تک کہدیگا کہ بیشک اِس سے مُراد حضرت عمر کی یہی تھی۔ کہ علیؑ آج ولیعہد آنحضرتؐ کے اور امام و حاکم کل مومنین و مومنات کے ہوگئے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ بخٍ بخٍ لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولائی و مولیٰ کل مومن و مومنۃ۔ کہ اے ابن ابی طالبؑ مُبارک ہو کہ آپ ہر مومن اور مومنہ کے مولےٰ ہوگئے لفظ اصبحت اُسی امر کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ جو پہلے سے نہ ہو اور اُس صبح کو ہو جاوے۔ پس کیا جناب امیرؑ پہلے دوسرے مومن اور مومنہ کے دوست رکھنے والے نہ تھے۔ جو حضرت عمر نے فرمایا کہ اصبحت مولائی ؟ ہاں آپ اِس روز کے قبل کل مومن و مومنہ کے خلیفہ اور امام نہ تھے اور اُس روز ہوگئے۔

ثبوت قصیدہ حسانؓ بن ثابتؓ۔ اشعار حسان بن ثابتؓ سے بھی آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ کو خلیفہ اور امام نصب کرنا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اِن اشعار کو (۱) ابن مردویہ نے مناقب علیؑ ابن ابی طالبؑ میں (۲) ابونعیم نے کتاب مانزل من القرآن فی شان علیؑ میں (۳) اخطب خوارزم نے مناقب امیرالمومنینؑ میں۔ (۴) نطنزی نے کتاب الخصائص العلویہ علےٰ سائر البریہ میں (۵) سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں (۶) حموینی نے فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین میں (۷) محمد بن یوسف الکنجی الشافعی نے کتاب کفایۃ الطالب فی مناقب علیؑ ابن ابیطالبؑ میں (۸) علامہ سیوطی نے رسالۃ الازدہار فیما عقدہ الشعراء من الاشعار میں نقل کیا ہے

(۶) قرآن شریف نے لفظ مولا کے کتنے معنے لئے ہیں ۔ عصبہ ۔ وارث ۔ صدیق ۔ ناصر ۔ مالک ۔ سردار ۔ آقا ۔ ان کی تائید میں آیات بیّنات سُنو :-

(الف) قولہ تعالیٰ انّی خفت الموالی من ورائی ۔ یہاں بھائی بند عصبہ معنی ہیں ۔

(ب) ولکلّ جعلنا موالی ممّا ترک الوالدان والاقربون ۔ اس میں وارث مُراد ہیں ۔

(ج) یوم لایغنی مولًی عن مولًی شیئًا ۔ اس میں دوست وصدیق کے معنے ہیں ۔

(د) ذالک بانّ اللہ مولی الّذین آمنوا وانّ الکافرین لامولی لہم ۔ ناصر مُراد ہے ۔

(ہ) ضرب اللہ مثلًا عبدًا مملوکًا لایقدر علی شیئٍ وھو کلّ علی مولاہ ۔ مالک معنی ہیں ۔

(و) نعم المولیٰ ونعم النّصیر ۔ آقا وسیّد المطاع کے معنے ہیں ۔

(ز) فانّ اللہ ھو مولاہ وجبرئیل وصالح المؤمنین ۔ سردار کے معنے ہیں ۔

(ح) ماواکم النّار ھی مولاکم ۔ سردار وآقا مُراد ہے ۔

(ط) بل اللہ مولاکم وھو خیر النّاصرین ۔ سردار وآقا کے معنے ہیں ۔

(ی) واللہ مولاکم وھو العلیم الحکیم ۔ سردار وآقا کے معنے ہیں ۔

(ک) ثمّ رُدّوا الی اللہ مولٰھم الحقّ ۔ سردار وآقا کے معنے ہیں ۔

(ل) انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین ۔ سردار وآقا کے معنے ہیں ۔

پس جناب سردارِ دوجہاں صلعم اپنی اُمت کے عصبہ بھائی بند، وراثت کے وارث اور دوست نہیں ہیں ۔ بلکہ وہ سردار ۔ حاکم ۔ آقا رنامدار اور سیّد المطاع ہیں ۔ اسلئے یہاں بھی مولا کے معنی والئے اُمت ۔ حاکم ۔ سردار و سیّد المطاع کے لینے ہونگے ۔ قصائد ومناجات میں یامولائی یا سیّدی کرکے پکارا جاتا ہے ۔ اہلسنت والجماعت کی کوئی تفسیر اُٹھاکر دیکھو اُس میں لفظ مولا کے معنی سردار وحاکم کے پاؤگے پھر اس لفظ مولا کی تائید میں جناب سرورِ عالم صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ کی شانِ مُبارک میں اور بہت سے الفاظ فرمائے ہیں جیسے خلیفہ ۔ امام ۔ سیّد ۔ وارث ۔ ولی ۔ امیر المومنین ۔ ولی المومنین ۔ امام المتقین ۔ سیّد المسلمین ۔ سیّد العرب ۔ خلیفتی ووصیّی ۔ انت وارثی ۔ یعسوب المومنین ۔ قائد الغرّ المحجلین ۔ الہادی والمہدی وغیرہ وغیرہ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے ۔ کہ جناب امیرؑ حقیقی وارث ۔ ولیعہد اور جانشین وخلیفہ رسول مقبول صلعم تھے اور ایسے الفاظ وخطابات حضرات اصحاب ثلٰثہ کے واسطے کبھی بھی کسی موقعہ پر حضور انور صلعم نے زبان مُبارک سے نہیں فرمائے تو پھر مولا کے معنی میں شک کرنا سراسر ہٹ دھرمی ہے ۔

عبث در معنی من کنت مولاہ مے روی ہرسو ۔ علیؑ مولا بہ ایں معنی کہ پیغمبرؐ بود مولا

نوٹ :- اگر بالفرض مولیٰ کے معنی دوست ومحبوب کے بھی خیال کرلیں تو بھی عقلاً ونقلاً آپکو ماننا پڑیگا ۔ کہ

جناب علی المرتضیٰؑ جو محبوبِ خدا و محبوبِ مصطفیٰؐ اور محبوبِ مخلوق آلہ تھے۔ وہی زیادہ مستحق خلافت بلا فصل ہو سکتے تھے ورنہ آپ خود ہی انصاف فرمائیں۔ کہ ایسا محبوب خلافتِ اجماعی سے کیوں محروم کیا گیا۔ اور حضراتِ اصحاب ثلاثہ میں کونسی ایسی فضیلت تھی جس سے وہ خلیفہ مقرر ہو گئے۔

(۷) براہین قاطعہ فارسی ترجمہ صواعق محرقہ مطبوعہ محمدی پریس لاہور کے صفحہ ۳۴ پر ہے :۔

بیان آنکہ حدیث صحیح ست و شک دراں نیست و جمعے کثیر از محدثین مثل ترمذی و نسائی و احمد بنا برایں روایت کردہ اند۔ شانزدہ صحابہ و در یک روایت از احمد حنبل منقول است کہ سی صحابہ ایں حدیث را از رسول اللہ صلعم شنیدہ اند و گواہی دادہ اند در ایام خلافت علی کرم اللہ وجہہ زمانے کہ نوزع فی خلافتہ و بسیار از اسانید ایں حدیث صحیح است و حسن و قول آنکس کہ میگوید ایں حدیث صحیح نیست و آں کسے کہ روایت ایں حدیث میکند بایں طریق کہ حضرت علیؑ در آنوقت در یمن بود ملتفت الیہ نیست زیراکہ ثابت شدہ کہ حضرت علیؑ در یمن باز گشتہ بود۔ در آنوقت حج با رسول خدا صلعم گذارد۔ قول دیگر کہ گفتہ اند اللھم وال من والاہ درین حدیث زیادتی است۔ از قول مردود موضوع ہست (انتہیٰ کلامہ) اس حدیث کے طرق کی مفصل کیفیت دیکھو ارجح المطالب فلک النجاۃ۔

(۳۰) آیت سی۔ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ خم غدیر میں نازل ہوئی۔

دلیلِ کامل و برہانِ اکمل شاہد رضی و حجتِ قوی اس پر شاہد ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے خم غدیر میں خلافتِ بلا فصل و ولیعہدی و جانشینی و امامت و ولائیت جناب مولا مرتضیٰؑ پر نص جلی فرمائی ہے۔ اور ذیل کے علماء کرام اہلسنت نے اقرار کیا ہے کہ تکمیل دین و اسلام روز غدیر ولائت و امامت جناب امیرؑ سے ہوئی۔ اور یہ آیت بعد رسوم ولیعہدی نازل ہوئی۔ اور یہ آیہ خلافتِ بلا فصل کے واسطے نص جلی ہے۔

(۱) واخرج ابن مردویہ و ابن عساکر بسند ضعیف عن ابن سعید الخدریؓ قال لما نصب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم علیاًؑ یوم غدیر خم فنادی لہ بالولایت ھبط جبرئیلؑ بھذا الایتہ الیوم اکملت لکم دینکم (تفسیر در منثور سیوطی جلد ثانی ص۲۵۹ سطر ۱) ترجمہ۔ حضرت ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جس وقت جناب رسول خدا صلعم نے حضرت علیؑ کو خم غدیر میں ولیعہد مقرر کیا اور ان کی ولایت کا اعلان کر دیا تو یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم حضرت جبرئیلؑ لے کر نازل ہوئے۔

(۲) واخرج ابن مردویہ والخطیب و ابن عساکر بسند ضعیف عن ابی ھریرۃ قال لما کان یوم غدیر خم وھو یوم ثمانی عشر من ذوالحجۃ قال النبی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم (درمنثور سیوطی جلد ثانی ص۲۵۹) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ خم غدیر ۱۸۔ ذوالحجہ کے روز جب جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا جس کا میں سردار ہوں۔ اس کا علیؑ سردار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ

نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل فرمائی۔ تذکرہ خواص الامۃ صہ ۱۸
زیادہ دیکھو تفسیر حافظ ابن کثیر حاشیہ فتح البیان نواب صدیق حسن خان جلد ۳ صہ ۲۸۱ سطر اخیر مطبوعہ مصر
تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۳ صہ ۵۲۹ سطر ۴ مطبوعہ عامرہ مصر۔ کہ نزول آیت کے ۸۱ روز بعد حضورؐ نے وصال فرمایا۔

(۸) فقد روی ابن مردویہ من طریق ابی ہارون العبدی عن ابی سعید الخدریؓ انّھا نزلت علیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یوم غدیر خم حین قال لعلیؑ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ ثم رواہ عن ابی ہریرۃ وفیہ ان الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ یعنی مرجعہ علیہ السلام من حجۃ الوداع (دیکھو تفسیر حافظ ابن کثیر حاشیہ تفسیر فتح البیان جلد ۳ صہ ۲۸ سطر اخیر مطبوعہ مصر) حضرت ابی سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ آیت شریف خم غدیر کے دن جناب رسولِ خدا پر نازل ہوئی جبکہ جناب نبی مکرم صلعم نے حضرت علیؑ کے بارے میں فرمایا جس کا مَیں سردار ہوں اُس کا علیؑ بھی سردار ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے یہ روایت ہے کہ یہ دن ۱۸۔ ذی الحجۃ کا تھا۔ جبکہ جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم آخری حج کر کے مدینہ منورہ کو واپس ہوئے۔

(۹) تفسیر نیشاپوری جلد ۶ صفحہ ۵۲ پر ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم نزلت قبل وفاتہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم باحدٰی وثمانین لیلتہ۔ آیت الیوم اکملت لکم دینکم جناب رسولِ خدا صلعم کی وفات حسرت آیات سے اکاسی روز پہلے نازل ہوئی پس ۱۸۔ ذی الحجہ سے وفاتِ النبی تک اکاسی روز ہوتے ہیں (اور تفسیر در منثور سیوطی جلد ۲ صہ ۲۵۹ تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ۳ صہ ۵۲۹ سطر ۴ تفسیر ابن جریر سیپارہ ۶ صہ ۴۵)

(۱۰) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ تحقیق غدیر خم کے جناب رسالتمآبؐ نے لوگوں کو بلا کر درخت کے نیچے جھاڑ دینے کا حکم کیا۔ وہاں سے کانٹوں کو جھاڑ دے دور کیا گیا۔ پھر آپ نے جناب علیؑ کو بلا کر ان کے دونوں بازو پکڑ کر اٹھائے یہاں تک کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم کی بغل کی سفیدی کو ملاحظہ کیا۔ پھر آپ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس اُس کا علیؑ مولا ہے۔ پھر ابھی لوگ متفرق نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ اکبر علیٰ اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضا الربّ برسالتی وبالولایۃ لعلی بن ابی طالب (اخرجہ ابونعیم وابوبکر بن مردویہ عنہ وعن ابی ہریرۃ والسیوطی فی الدر المنثور وابونعیم ما نزل من القرآن فی شان علیؑ۔ بحوالہ ارجح المطالب باب دوم صہ ۲۷ بار دوم) پس جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ دین کے کامل ہو جانے اور نعمت کے پورا ہونے اور میری رسالت اور علیؑ کی ولایت پر خدا کے راضی ہونے پر۔

(۱۱) عن ابی ہریرۃ قال من صام ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ وھو یوم غدیر خم لما اخذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بید علیؑ فقال الست اولی بالمومنین من انفسھم قالوا نعم

یارسول اللہ صلعم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا بن ابی طالب اصبحت مولٰی ومولیٰ کل مومن فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کتب لہ صوم ستین شہر (اخرجہ ابن المغازلی وابو الفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی بحوالہ ارجح المطالب باب دوم ص۵۶۸)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے ذی الحجہ کی اٹھارویں تاریخ کو کہ وہ غدیرِ خم کا روز ہے جبکہ آنحضرتؐ نے جناب علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ کیا میں سب مومنوں کی جان سے اولیٰ نہیں ہوں صحابہ نے عرض کیا بیشک یارسول اللہ صلعم آپ ہماری جان سے اولیٰ ہیں۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ اور حضرت عمر بن الخطاب کہنے لگے مبارک ہو تجھے اے ابن ابی طالبؑ کہ تو میرا اور ہر ایک مومن کا مولا بن گیا ہے۔ اور خدا نے یہ آیت نازل فرمائی الیوم اکملت لکم دینکم۔ روزہ رکھنا اس کیلئے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جائیگا۔ اور دیکھو تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی ص۲۵۹ سطر ۱۔ تفسیر حافظ ابن کثیر حاشیہ تفسیر فتح البیان جزو ثالث ص۲۸۱ سطر اخیر) یہ آیہ اکمال دین تصدیق نبوت وولایت کے واسطے نص جلی ہے۔

ثبوت عید غدیر۔ برادران مومنین۔ ۱۸۔ ذی الحجہ کو عید غدیر کا دن ہے جس میں جناب ولایت مآب اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب سیدنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام بحکم رب جلیل ولیعہد وخلیفۂ رسول مقبول صلعم بنائے گئے اور اسی روز تکمیل دینِ اسلام ہوئی۔ اسی روز اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں جناب سرورِ عالم صلعم کو عطا کی گئیں۔ یہ روز اکمل واشرف وافضل ومتبرک ایام سے ہے کیونکہ جناب سید المرسلین وخاتم النبیین کو علاوہ رسالت کے امامت وولایت بھی عطا ہوئی جو ان کے اہلبیت کرامؑ میں تفویض ہوئی۔ اس روز ایک روزہ کا ثواب ساٹھ سال کے نفلی روزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ جب دنیاوی بادشاہ سے راجہ۔ مہاراجہ یا نواب یا کسی ملازم آفیسر کو کوئی اعزازی خطاب ملتا ہے۔ یا اس کی تنخواہ میں ترقی ہوتی ہے یا جاگیر عطا ہوتی ہے۔ تو اس کی خوشی وخرمی میں جلسے کیے جاتے ہیں۔ گارڈن پارٹی دی جاتی ہے اور وہ عید کی طرح دن منایا جاتا ہے پس یہ روزِ غدیر بھی عید کی مانند خوشی منانے کا دن ہے۔ محبان اہلبیت وموالیان خاندانِ نبوت پر واجب ہے کہ نہا دھو کر نفیس نفیس لباس پہنیں، عطر ملیں، مصافحہ ومعانقہ کریں۔ عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر خویش واقارب غربا ومساکین کو کھلائیں اور جلسہ منعقد کرکے واقعات خم غدیر سنا کر درود وصلوات کے نعرے بلند کریں عید الفطر وعید الضحےٰ کی طرح خوشی کریں۔ کیونکہ اپنے سردار وآقائے نامدار حیدر کرار غیر فرار کی خوشی میں خوشی کرنا اور انکی غمی میں غم کرنا عین محبت وایمان کی نشانی ہے۔

جنت میں دھوم دھام ہے عید غدیر کی

اس روز ہوگئی تھی خلافت امیرؑ کی

عید غدیر کا ثبوت اہلسنت والجماعت کی کتاب صحیح مسلم جلد دوم ص۲۲۱ پر اس طرح ملتا ہے (مسند امام احمد حنبل

جزو اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸ سطر ۱۳ مسند عمر ابن الخطاب) عن طارق بن شهاب قال جاء رجل من اليهود الی عمرؓ فقال یا امیر المومنین اٰیة فی کتابکم تقرؤنها لو علینا نزلت معشر لا تخذنا ذالك الیوم عیداً۔ قال وای اٰیة قال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ فقال عمر انی لاعلم الیوم الذی نزلت فیه والمکان الذی نزلت فیه۔ نزلت علی رسول الله بعرفات فی یوم جمعة۔ **ترجمہ:**۔ طارق بن شہاب سے روایت ہے۔ کہ ایک یہودی حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک ایسی آیت شریف ہے کہ اگر ہمارے یہودی فرقہ میں نازل ہوتی تو ہم لوگ اس روز عید مناتے حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ آیت شریف کونسی ہے۔ یہودی نے الیوم اکملت لکم دینکم۔ کو پڑھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس آیت کو جانتا ہوں کہ کس روز اور کس جگہ نازل ہوئی یہ جناب رسولِ خدا صلعم پر جمعہ کے روز عرفات میں نازل ہوئی۔ اسی روایت کو اگر مان بھی لیا جائے۔ تو بھی شیعیان حیدر کرار کے واسطے خوشی کا مقام ہے۔ کیونکہ عرفات میں جناب سرورِ عالم صلعم نے بعد وعظ و نصیحت حدیث ثقلین فرمائی تھی اور امتِ محمدیہ کو کتاب اللہ اور اہلِ بیت رسالتؐ پر تمسک کرنے کا حکم دیا تھا۔ مگر جناب عمرؓ نے واقعہ غدیر کو چھپانے کی غرض سے عرفہ کا نام لے لیا۔ حالانکہ باقی تمام علماءِ کرام اس کو خم غدیر میں بتاتے ہیں کیونکہ ۱۸۔ ذی الحجہ کے بعد بقول علماءِ اہلسنت جناب سرورِ عالم صلعم صرف اکاسی ۸۱ روز دنیا میں زندہ رہے ہیں اگر یہ ایک عرفہ کے روز کی مان لیجائے تو ایک ہفتہ کا فرق پڑجاتا ہے۔ دیکھو تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۵۹ و تفسیر کبیر رازی جلد ۳ صفحہ ۵۲۹ تفسیر ابن جریر جلد ۹ صفحہ ۴۵

(ب) ۱۸۔ ذی الحجہ کے روز حضرت نوحؑ کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھیری۔ اور طوفان ختم ہوا بحساب قمری جس روز کا نام عید غدیر ہے۔ اسی روز کا نام بحساب شمسی عید نوروز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس روز جملہ ارواح سے اقرار توحید کرایا۔ اور تمام انبیاء و اوصیاء سے نبوت محمدیہؐ و امامت علویہؑ کا اقرار لیا۔ آج کے روز پہلے آفتاب طلوع ہوا۔ درخت و شگوفہ پھول و پھل پیدا ہوئے تیس ہزار مردے حضرت حزقیل کی دعا سے زندہ ہوئے جو طاعون سے مر گئے تھے۔ وحی رسالت حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی جناب امیرؑ کی خلافت بلا فصل و ولیعہدی اور ظاہری خلافت مرتضوی جنگ نہروان میں خارجیوں پر فتح۔ اور قتل ذو الثدیہ سردار خوارج کا آج ہی روز ہے۔ اسی روز جناب امام صاحب العصر والزمانؑ کا ظہور ہے۔ اور جناب عیسیٰؑ کا نزول اور دجال ملعون کے قتل ہونے کا بھی روز سرور ہے۔ عید غدیر و عید نوروز مبارک ہو +

ثبوت مبارکبادی اُمہات المومنین۔ علاوہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے تمام اُمہات المومنین و دیگر صحابہ کرام سید المرسلین و خاتم النبیینؐ نے جناب امیر المومنینؑ کو امامت و ولایت یوم غدیر کی مُبارکباد دی دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم۔ تاریخ حبیب السیر جلد اوّل جزو سوم۔ مدارج النبوۃ جلد دوم۔ روضۃ الصفا فارسی جلد دوم۔ اعلام الوریٰ ربیع الابرار۔ تذکرہ خواص الامۃ۔ سیرت محمد بن اسحاق عبقات الانوار جلد ثانی غدیریہ صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴

(۱) تاریخ روضۃ الصفا فارسی جلد دوم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۷۳ سطر ۱-۶ پر ہے۔ کتاب اعلام الوریٰ اور ربیع الابرار میں یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت مقدس نبوی صلعم مکہ شریف سے واپس ہوتے ہوئے جب غدیر خم میں پہنچے حکم فرمایا تاکہ درختوں کے نیچے صفائی کردیں۔ اور اونٹوں کے پالان ایک دوسرے کے نیچے رکھوا دیئے اُس وقت آنحضرت صلعم کے اشارہ سے حضرت بلالؓ نے پکارا۔ الصّلوٰۃ جامعۃؐ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ ندا کی حیّ علیٰ خیرالعمل۔ مخلوقِ خدا تمام اکٹھی ہو گئی۔ اور جناب رسول اللہ صلعم ان پالانوں پر تشریف فرما ہوئے اور جناب علیؑ حسب الحکم نبی اکرم صلعم ان پر چڑھ کر دہنی طرف کھڑے ہو گئے۔ جناب سرورِ عالم صلعم نے شکر و سپاس باریتعالیٰ کے بعد خلائق کو نصیحت فرمائی اور اپنی موت کی خبر دیکر فرمایا کہ مجھ کو دارِ بقاء کو بلایا ہے اور جلدی ہوگا کہ میں اس کو قبول کروں اور تمہارے سے چلا جاؤں۔ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے چلا ہوں اور اگر اس کو محکم پکڑو گے گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری اولاد ہیں اور یہ دونوں ایکدوسرے سے ہرگز جُدا نہ ہونگے جبتک کہ حوضِ کوثر پر وارد نہ ہولیں۔ پھر فرمایا اے لوگو تمہاری جانوں سے اولیٰ کون ہے؟ سب لوگوں نے جوابدیا کہ خدائے عزّوجل اور اُس کا رسولؐ۔ فرمایا کہ جس شخص کی جان سے میں اولیٰ ہوں اس شخص کی جان و روح سے جناب علیؑ اولیٰ ہے۔ اور جناب علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر پالانوں سے اونچا کیا چنانچہ جناب امیرؑ کے قدم جناب سرورِ عالم صلعم کے زانوئے مُبارک تک پہنچ گئے اور فرمایا۔ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ بارِ خدایا دوست رکھ اس کو جو اِسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو اِسے دشمن رکھے اور یاری دے اُسکو جو اِسے یاری دے اور خوار کر اُسکو جو اسے خوار کرے اور چھوڑ دے۔

پس جناب سرورِ عالم صلعم نیچے اُتر آئے اور خاص خیمہ میں ہو بیٹھے اور فرمایا کہ امیر المومنین علیؑ دوسرے خیمہ میں جا کر بیٹھیں۔ بعد ازاں طبقات خلائق کو حکم دیا کہ خیمہ جناب علیؑ میں جا کر مُبارک دیں۔ جب مرد اس سے فارغ ہو گئے اُمہات المومنین نے حسب ارشاد جناب سید المرسلین صلعم جناب علیؑ کے پاس جا کر مُبارک دی۔ تمام صحابہ میں سے حضرت عمر ابن الخطاب نے فرمایا۔ خوشا حال تیرا اے علیؑ کہ تو نے صبح کی۔ میرا مولا اور تمام مومنین اور مومنات

کا مولیٰ بن گیا۔ فقط (بندۂ صاحبِ صحتِ ترجمہ کا ذمہ دار ہے)

(۲) تاریخ الاسلام علامہ عباسی صفحہ ۱۰۳ پر ہے۔ اسی موقعہ پر آنحضرتؐ نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کا مولا ہے۔ زمانہ وفات قریب تھا۔ اس لئے مسلمانوں کی آیندہ رہنمائی کے لئے یہ سب باتیں اس طور پر کہی گئیں جس طرح عموماً مرنے والے وصیت کے طور پر وقتاً فوقتاً اپنے خیالات ظاہر کیا کرتے ہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ ادھر دس بارہ برس کے اندر یعنی ہوش سنبھالنے کے بعد حضرت علیؑ سے ایسے ایسے نمایاں کام ہوئے اور اشاعتِ اسلام میں ایسی کچھ مدد ملی کہ آنحضرتؐ کے نزدیک یہ بہت زیادہ ممتاز اور پیارے تھے جو خونی تعلق آنحضرتؐ کو انکے ساتھ تھا اس سے قطع نظر کر کے دیکھئے جب بھی مسلمانوں کی جماعت میں حضرت علیؑ سے زیادہ کوئی دوسرا بہمہ صفت موصوف نہ تھا۔ شجاعت۔ تہور۔ اُمیدوں کے دن عنفوانِ شباب۔ راستی۔ اتقا۔ دانشمندی۔ سخاوت۔ توکّل۔ اسلام کے جاں نثار۔ جناب محمدؐ پر جان قربان کرنے والے جس پہلو سے دیکھو یہ شخص اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ انکو پیغمبری کا درجہ نہیں ملا۔ ورنہ ہارونؑ نے موسیٰؑ کیساتھ اتنا نہیں کیا جتنا کہ جناب علیؑ نے سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کیساتھ کیا۔ انگریز مورخ بھی اس مردِ میدان کے مداح ہیں۔

ثبوتِ عمامہ۔ جناب رسالتمآب صلعم نے جناب ولایت مآب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کے سرِ مبارک پر اپنا عمامۂ سحاب خمِ غدیر میں باندھا اور یہ وہ عمامہ تھا کہ جس کو باندھ کر جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین ولی المومنین صلعم اپنے معراج کی شب کو عرش رب العالمین پر تشریف لے گئے تھے۔

(۱) علی بن برہان الدین شافعی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا ایک عمامہ مبارک تھا جس کا نام آنحضرتؐ نے سحاب رکھا ہوا تھا۔ آنحضرت صلعم نے وہ عمامہ جناب امیرؑ کو بندھوایا تھا جب کبھی جناب امیرؑ اس عمامے کو باندھے ہوئے آنحضرت صلعم کے حضور پُر نور میں حاضر ہوتے۔ تو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرماتے کہ دیکھو علیؑ سحاب میں تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ (ارجح المطالب باب چوتھا۔ بار دوم۔ صفحہ ۲۲۴)

(۲) جناب امیرؑ سے روایت ہے۔ کہ سرور عالم صلعم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ ربّ العزۃ جلّ شانہٗ نے بدر و حنین کے روز ہماری مدد ایسے فرشتوں سے کی تھی۔ جو عمامہ پوش تھے اور عمامہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فرق کرنیوالا ہے۔ یہ حدیث آنحضرت صلعم نے مجھے غدیر خم کے روز ارشاد فرمائی تھی کہ جبکہ میرے سر پر آنحضرت صلعم نے اپنے دستِ مبارک سے عمامہ باندھا تھا اور اس کا شملہ میرے کندھے سے لٹکا دیا تھا (ارجح المطالب باب چوتھا بحوالہ خطیب بغدادی۔ دیلمی۔ صاحب کنوز الحقائق۔ ابوداؤد والطیالسی۔ والمتقی۔ ابن ابی شیبہ محب الطبری

سیوطی۔ وابن صباغ مالکی عبقات الانوار جلد ۲ ص ۳۰۳ مناقب امیر المومنین عربی ص ۲۵ کنز العمال جلد ۸ ص ۶۰)

(۳) کنز العمال میں ہے۔ کہ سیّدنا سرورِ عالم صلعم نے جناب ولایت مآب سیّدنا علی المرتضیٰؑ کے سرِ مبارک پر عمامہ باندھا اور پیچھے کو شملہ چھوڑا پھر فرمایا کہ بدر و حنین کے دن بھی فرشتے ایسا ہی عمامہ باندھ کر آئے تھے۔ دیکھو تاریخ خمیس عربی جزو ثانی ص ۱۹۰ مطبوعہ مصر باب لباسہ واثیابہ علیہ السلام۔

(۴) عبد الاعلےٰ بن عدی البہرانی سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے خم غدیر میں جناب سیّدنا علی المرتضیٰؑ کو بلا کر آپ کے سرِ مبارک پر عمامہ باندھا اور سر کے پیچھے شملہ چھوڑا (عبقات الانوار جلد دوم حدیث غدیر ص ۳۰۳)

(۵) شہاب الدین احمد توضیح الدلائل علیٰ ترجیح الفضائل میں لکھتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلعم نے جناب امامنا و مولانا علی المرتضیٰؑ کے سر پر عمامہ باندھا اور شملہ چھوڑا اور فرمایا کہ اسی طرح بدر و حنین میں فرشتے عمامے باندھکر آئے تھے۔ پھر فرمایا جس کا میں مولےٰ ہوں اس کا علیؑ سردار ہے۔ یا الٰہی دوست رکھ اس کو جو علیؑ کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ اُسے جو علیؑ سے دشمنی رکھے (عبقات الانوار جلد ۲ ص ۳۰۴)

نوٹ:۔ تمام علماء کرام اہلسنّت نے اس دستار بندی کا اقرار کیا ہے۔ اور ہمیشہ بادشاہوں کے ولیعہدوں کے واسطے ایشیائی رسومات کے موافق بڑی دھوم دھام وجاہ وجلال سے رسم دستار بندی ادا ہوتی ہے۔ اپنے باپ کے بعد بیٹا ہمیشہ دستار قایم مقامی باندھتا ہے۔ اور پگڑی والا سردار پکارا جاتا ہے۔ سلاطین و اُمراء و نوابان و راجگان و مہاراجگان و رئیسان اپنے اپنے فرزندوں کو اپنی عین حیات میں دستار بندھوانے اور اپنا ولیعہد و جانشین مقرر فرماتے ہیں۔ تاکہ عوام الناس ولیعہد کو پہچان لیں۔ اور بعد وفات کے کوئی جھگڑا اُٹھ کھڑا نہ ہو۔ تابعدار و مطیع و وفادار رعایا اپنے بادشاہ کے حکم کو مانتی ہے۔ اور رائیل فیملی (شاہی خاندان) کی عزت کرتی ہے۔ اور اپنے بادشاہ کے ولیعہد و جانشین کو بسر و چشم مانتی ہے۔ کل شاہی خاندانوں میں یہی دستور چلا آیا ہے۔ تمام علماء و فضلاء میں بعد تحصیل علومِ دینیات دستارِ فضیلت باندھی جاتی ہے۔ دیکھو رسم دستار بندی مدرسۂ دیوبند۔

پس اس دستار بندی جناب امیرؑ روزِ غدیر سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ جناب شاہِ ولایت و سرتاج امامتؑ حقیقی جانشین و خلیفہ و وارث و ولیعہد جناب رسول مقبول صلعم بنائے گئے اور کل لوازمات و رسومات دستار بندی ظہور میں آئیں۔ خود سردارِ دو جہان صلعم نے اپنے دستِ مبارک سے جناب امیرؑ کے سر پر عمامۂ خلافت باندھا جناب سرورِ عالم صلعم کا دستِ مبارک خاص خدا کا ہاتھ (دستِ قدرت) تھا۔ اسلئے خود خدا تعالیٰ نے یہ عمامہ باندھا۔ اور تمام صحابۂ کرام پر ظاہر و روشن کر دیا کہ حقیقی و اصلی ولیعہد، امام و خلیفہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ ہیں جسپر تمام

اطراف واکناف سے مبارک کے نعرے بلند ہوئے۔ اور حضرات شیخین نے خم غدیر میں جناب امیر علیہ السلام کو اپنا امیر قبول کرلیا۔ (صابو)

ثبوت قصائد۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کے قصیدہ کے علاوہ امامت وخلافت بلافصل جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ پر حضرت قیس بن سعد ابن عبادۃ الانصاریؓ نے جناب امیر علیہ السلام کے بالمواجہ صفین کے درمیان اپنے رجز میں یہ اشعار پڑھے تھے ؎

قلت لما بغی العدو علینا	حسبنا ربنا ونعم الوکیل
وعلیٌ امامنا وامام	لسوانا بہ اتی التنزیل
یوم قال النبیؐ من کنت مولاہ	فھٰذا مولاہ خطب جلیل
انما قالہ النبیؐ علی الامۃ	ختم ما فیہ قال وقیل

ترجمہ اُردو:۔ کہ جب ہمارا دشمن ہم پر باغی ہوگیا۔ تو میں نے کہا کافی ہے ہمارے لئے ہمارا پروردگار اور وہی ہے اچھا سپرد گی کار کے لئے جناب علیؑ ہمارا امام ہے اور ہمارے سوا سب کا امام ہے۔ اس بات کیلئے قرآن نازل ہوا ہے۔ جس روز کہ جناب رسالتمآب صلعم نے ارشاد کیا کہ جس کا میں ولی ہوں پس اس کا یہ مولا ہے۔ اور آپ نے ایک بزرگ خطاب فرمایا۔ جناب نبی کریم صلعم نے اسلئے اُمت کے سامنے اس ارشاد کو فرمایا تھا کہ جو کچھ کہ اس میں گفتگو ہے ختم ہوجائے (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی صنہ وارجح المطالب ص۲۲)

ثبوت عذاب حارث فہری۔ سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع کی تفسیر میں اٹھارہ علمائے اہلسنت فرماتے ہیں کہ حارث فہری کے گستاخانہ تکرار و امامت و ولایت مرتضویؑ کے انکار پر اس پر عذاب الٰہی نازل ہوا کہ آسمانی پتھر اس کے سر پر لگا اور اس کی دُبر سے نکل کر اس کو فی النار والسقر کیا۔ اس واقعہ سے دلیل واضح اور بُرہان قاطع ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے حدیثِ غدیر سے خلافت بلافصل وامامت الامیرؑ قرار فرمائی تھی۔ اگر مولیٰ کے معنی معمولی دوست و ناصر کے ہوتے۔ تو کیسی کی ناراضگی۔ عداوت اور بغض کی کوئی وجہ نہ تھی۔ بلکہ لوگوں کو عداوت اس وجہ سے ہوئی کہ جناب امیرؑ مولے بمعنی آقا، سردار، ہادی و پیشوائے اُمت مقرر ہوئے۔ اس وجہ سے حارث کی حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ دیکھو کتب ذیل۔ ارجح المطالب باب دوم ص۲۰۲۔ تفسیر ثعلبی۔ ہدایت السعدا دولت آبادی۔ جواہر العقدین۔ اربعین جمال الدین شیرازی فیض القدیر۔ عقد نبوی۔ صراط سوی۔ وسیلۃ المال۔ تفسیر شاہی۔ روضۃ ندیہ

ذخیرۃ المآل۔ نورالابصار۔ تذکرہ خواص الامۃ۔ کتاب الاکتفاء۔ صواعق محرقہ۔ عبقات الانوار جلد ثانی ص ۱۲۳
تفسیر سراج المنیر مطبوعہ مصر۔ مناقب امیرالمومنین عربی ص ۲۸

ثبوت استشہاد ۔ جناب امیرالمومنین امامنا و مولانا و سیدنا علی المرتضیٰؑ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے شوریٰ سے اور کوفہ کی مسجد و جنگ صفین میں اپنے زمانۂ خلافت میں اپنی امامت و خلافت بلافصل حدیث غدیر کی گواہی طلب فرمائی تھی۔ بہت سے صحابۂ کرام نے گواہی دی اور جن صحابہ نے اس کو چھپایا تھا۔ وہ مبروص و اندھے ہو گئے۔ اگر یہ حدیثِ غدیر دلیلِ خلافت و امامت جناب امیرؑ پر نصِ جلی نہ ہوتی۔ تو اپنے مخالفین و حاسدین پر ہرگز حجت قائم نہ کرتے۔ اس گواہی کو بہت سے آئمہ اعلام اور محدثین عظام اہل سنت نے روایت کیا ہے۔ دیکھو عبقات الانوار جلد غدیر حصہ ثانی از ص ۱۲۴ لغایت ص ۱۵۵ و ارجح المطالب باب دوم باب ۴ ص ۲۱۱ تا ۲۱۴

(۱) عن زاذان بن عمر قال سمعتُ علیاً فی الرحبۃ وھو ینشد الناس من شھد رسول اللّٰہ صلعم یوم غدیر خم وھو یقول ما قال فقام ثلاثۃ عشر رجلاً فشھدوا انھم سمعوا رسول اللّٰہ صلعم وھو یقول من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ (رواہ احمد مسند احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد اوّل حدیث ۴ ص ۸۴۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۷) ترجمہ:۔ حضرت زاذان بن عمر نے فرمایا کہ میں نے جناب علی المرتضیٰؑ کو صحن مسجد کوفہ میں سنا کہ وہ لوگوں کو قسم دے رہے تھے کہ جس نے خم غدیر میں حدیث غدیر کو سنا ہو وہ اٹھ کھڑا ہو۔ تیرہ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور گواہی دی انہوں نے من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ جناب رسولِ خدا صلعم سے سنا ہے۔ (اور جس قوم نے چھپایا وہ اندھے اور مبروص ہو کر فوت ہوئے)

(۲) عن زید بن یثیع وسعید بن وھب قال نشد علی الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللّٰہ صلعم یقول یوم غدیر خم الا قام قال فقام من قبل سعید ستۃ۔ ومن قبل زید ستۃ فشھدوا انھم سمعوا رسول اللّٰہ صلعم یقول لعلیؑ یوم غدیر خم الیس اللّٰہ اولیٰ بالمومنین قالوا بلیٰ قال اللّٰھم من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (رواہ احمد۔ دیکھو مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد اوّل ص ۱۱۸ سطر ۳ مسند سیدنا علی علیہ السلام) ترجمہ: حضرت سعید بن وہب اور حضرت زید بن یثیع سے روایت ہے۔ کہ جناب علی المرتضیٰؑ نے صحن مسجد کوفہ میں لوگوں کو قسم دیکر پوچھا کہ جس نے خم غدیر میں جناب رسول خدا صلعم سے سنا ہو وہ اٹھ کھڑا ہو۔ قبیلہ سعد سے چھ آدمی اور قبیلہ زید سے چھ آدمی نے گواہی دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ خم غدیر میں حضرت علیؑ کے بارے میں فرماتے تھے۔ کیا اللہ تعالےٰ مومنین

سے اولیٰ نہیں ہے۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا خدایا جس کا میں سردار ہوں۔ اُس کا علیؑ بھی سردار ہے۔ اور دوست رکھ اُس کو جو دوستی رکھے علیؑ کی۔ اور دشمن رکھ اس کو جو دشمن ہو علیؑ کا۔

(۳) من طلحۃ بن عمر قال شھدتُ علیًا علی المنبر ناشد اصحاب رسول اللہ صلعم و فیھم ابوسعید و ابوھریرۃ و انس وھم حول المنبر و علیؑ علی المنبر و اثنا عشر بدریًا من الانصار والمھاجرین۔ فقال علیؑ نشدتکم باللہ ھل سمعتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ فقاموا کلھم و انس بن مالک فی القوم لم یشھد فقال لہ امیرالمومنین ما منعک یا انس بن مالک ان تشھد وا۔ قد سمعت ما سمعوا۔ قال یا امیرالمومنینؑ کبرت ونسیت فقال امیرالمومنینؑ اللھم ان کان کاذبا فاضربہ ببیاض اولیضم لا تواریہ العمام۔ فقال طلحۃ بن عمر فاشھد باللہ لقد رأیتہ بیضاء بین عینیہ۔ (اخرجہ ابونعیم و ابن مردویہ۔ شواہد النبوۃ ملا عبدالرحمٰن جامی فارسی مطبوعہ نولکشور ص۱۶۸)

ترجمہ:۔ حضرت طلحہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب علیؑ کو منبر پر دیکھا کہ اصحاب النبی صلعم کو قسم دے رہے ہیں۔ اُن میں حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ اور انس بن مالک بھی منبر کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جناب امیرؑ منبر پر تشریف رکھتے تھے اور منبر کے ارد گرد مہاجرین و انصار سے بارہ بدری اصحاب موجود تھے پس جناب امیرؑ نے اُن سے کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے آنحضرت صلعم سے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ارشاد کو سنا ہے پس جب لوگ کھڑے ہو گئے۔ انس بن مالک بھی لوگوں میں موجود تھے۔ اُنھوں نے گواہی نہ دی جناب امیرالمومنینؑ نے انس بن مالک سے فرمایا تم کو شہادت دینے میں کس بات نے روکا ہے۔ باوجودیکہ تم نے بھی سنا تھا جو کچھ کہ ان لوگوں نے سنا تھا۔ حضرت انس کہنے لگے۔ یا امیرالمومنینؑ میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے یہ بات بھول گئی جناب امیرؑ نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار اگر یہ جھوٹ کہتا ہے۔ تو اسے برص کی مرض میں مبتلا کر دے کہ اسے یہ عمامہ نہ چھپا سکے۔ طلحہ بن عمیر کہتا ہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے انس بن مالک کی پیشانی پر وہ سفید دھبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

(ب) حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں۔ کنت فیمن سمع ذالک لکن کتمت شھادۃ فذھب اللہ ببصری کان یندم علی ما فات من الشھادۃ ولیستغفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ۔ ابن مغازلی۔ طبرانی۔ ارجح المطالب باب چوتھا و شواہد النبوت ملا جامی مطبوعہ نولکشور ص۱۶۸) میں بھی اُنہیں میں سے تھا جن لوگوں نے اس حدیث غدیر کو جناب رسول خدا صلعم سے سنا تھا پس میں نے اسکو چھپایا یا میری بصارت جاتی رہی حضرت

زید بن ارقم اس شہادت کے نہ دینے سے نادم رہا کرتے تھے اور استغفار کیا کرتے تھے۔

حدیث بساط۔ حضرت انس بن مالک کا گواہی چھپانا اور مبروص ہونا۔ اسعد بن ابراہیم بن الحسن بن علی الحنبلی سُنی المذہب نے کتاب اربعین میں لکھا ہے کہ سالم بن جعدہ حضرت انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ ان دنوں میں نابینا تھے۔ اور ماتھے پر کوڑھ کا نشان تھا۔ ایک شخص نے جو اُن کے رشتہ داروں میں سے تھا ان سے پوچھا اے صاحب رسول اللہ صلعم یہ ماتھے پر آپ کے داغ کیسا ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ برص اور جذام میں مومن مبتلا نہیں ہوتا حضرت انس نے سر جھکا لیا۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ یہ برص جناب امیر المومنین علیؑ کی بد دُعا سے ہوا ہے۔ پس اس نے کہا کہ آپ اس کا سبب بیان فرماویں۔ حضرت انس نے فرمایا کہ جب سورۂ کہف اتری بعض اصحاب النبی صلعم نے عرض کی۔ حضور انور صلعم ہمیں اصحاب کہف دکھائیں آنحضرت صلعم نے وعدہ فرمایا کچھ دنوں کے بعد آنحضرت صلعم کے پاس ایک بساط (فرش) بطور ہدیہ لایا گیا۔ اس وقت صحابہ نے اس وعدہ کا ذکر کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کو بلاؤ جس وقت وہ تشریف لائے تو رسالتمآب صلعم نے مجھ سے فرمایا۔ اے انس اس فرش کو بچھاؤ۔ میں نے اس کو بچھا دیا پھر آنحضرت صلعم نے صحابہ کو حکم دیا کہ اس فرش پر بیٹھ جاؤ جب ہم بیٹھ گئے تو وہ فرش بلند ہوئی اور ہوا میں اُڑتی چلی گئی۔ ظہر کے وقت تک وہ فرش ہوا پر اُڑا اور ہم اس پر سوار رہے۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کے وقت وہ فرش زمین پر آکر ٹھیر گیا ہم اس فرش سے اُترے اور تھوڑی دُور پیدل چلے۔ یہاں تک کہ ہم نے وہ غار جس میں اصحاب کہف سو رہے تھے۔ دیکھا۔ اُن کے چہرے قندیلوں کی طرح روشن تھے اور وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اُن کا کتا غار کے دہانہ پر دونوں ہاتھ پھیلائے سو رہا تھا ہم پر رعب طاری ہوا جناب امیر المومنین علیؑ نے آگے بڑھ کر فرمایا۔ السلام علیکم۔ اصحاب کہف نے سلام کا جواب دیا اور صحابہ نے بھی آگے بڑھ کر سلام کیا لیکن اصحاب کہف نے اُن کو سلام کا جواب نہ دیا۔ اس وقت جناب علیؑ نے فرمایا تم نے اصحاب رسول اللہ صلعم کا جواب کیوں نہ دیا فقال احدھم سل ابن عمک ونبیک ان میں سے ایک نے کہا اس بات کو اپنے چچازاد بھائی نبی علیہ السلام سے پوچھیو۔ ثم قال علی علیہ السلام للجماعت خذو مجالسکم فلما اخذو قال علیؑ یا ملائکۃ اللہ ارفعو البساط پھر جناب علیؑ نے جماعت صحابہ سے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاؤ جب سب بیٹھ گئے جناب علیؑ نے فرمایا اے اللہ کے فرشتوں بساط کو اُٹھاؤ پس وہ بساط بلند ہوئی اور ہوا میں چلی۔ کچھ عرصہ کے بعد جناب امیرؑ نے نماز کیلئے فرش کو زمین پر اُتروایا۔ وہ زمین ایسی تھی کہ جہاں پانی پینے

اَور وضو تک نہ تھا پس جناب امیرؑ نے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر ماری کہ ایک چشمہ پانی کا ظاہر ہوا پس ہم نے وضو کیا۔ نماز پڑھی اَور وہ پانی پیا پھر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تم نمازِ عصر آنحضرت صلعم کے ساتھ پڑھو گے پھر وہ بساط ہم کو لے اُڑی اَور عصر کے وقت ہم مسجدِ نبویؐ کے دروازے پر پہنچ گئے۔ حضورِ انور صلعم نے دیکھ کر فرمایا۔ کہ تم لوگ اپنے سفر کا حال بیان کرو گے یا میں بیان کروں۔ یہ فرما کر حضور اقدس صلعم نے تمام حالات بیان فرما دیئے۔ گویا ہمارے ساتھ تھے۔ پھر جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم اصحابِ کہف نے میرے سلام کا جواب دیا مگر میرے ساتھیوں کے سلام کا جواب نہ دیا۔ فقال رسول اللہ صلعم۔ انھم لا یردون السلام الا علیٰ نبیؐ او وصیؑ نبیؐ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ سوائے نبیؐ یا وصی النبیؐ کے اَور کسی کو سلام کا جواب نہیں دیتے
حضرت انس بن مالک کہتے ہیں۔ پھر مجھے آنحضرتؐ نے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے انس تم جناب علیؑ کی وصایت اَور نیابت کی گواہی دیجیو چنانچہ بعد یومِ سقیفہ جبکہ جناب علیؑ نے مجھ سے حدیثِ بساط کی گواہی چاہی میں نے کہدیا کہ میں اس معاملہ کو بھول گیا ہوں۔ جناب علیؑ نے فرمایا اے انس آنحضرت صلعم نے اِس گواہی دینے کی بابت تجھ سے وصیّت فرمائی تھی۔ پس باوجود وصیّت نبویؐ کے اس گواہی کو چھپایا۔ خدا تعالےٰ تیرے مُنہ پر برص کا داغ اَور آنکھوں میں اندھاپن اَور شکم میں سوزش پیدا کردے۔ اس دُعائے بد سے حضرت انس کے مُنہ پر برص کا داغ پڑگیا۔ آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ اَور پیٹ میں جلن پیدا ہوگئی۔ راوی کہتا ہے۔ کہ انس بن مالک بہ سببِ سوزشِ شکم ماہِ رمضان المُبارک میں روزے نہیں رکھ سکتے تھے اَور ہر روز ماہِ رمضان المُبارک میں ایک مسکین کو کھانا کھلاتے تھے (عبقات الانوار جلد غدیریہ)

پس ان روایاتِ مذکورۂ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ حدیثِ غدیر کی گواہی چھپانے سے بڑے بڑے جلیل القدر صحابۂ رسول سیّد البشر صلعم عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگئے۔ اَور اُن کی تمام عمر کی کمائی ڈوب گئی۔

اُن لوگوں کا حشر میں کیا ہوگا جنھوں نے اہلبیت رسالت علیہم السّلام کے حقوق کو پائمال کیا۔ اُن کی توہین و تحقیر کی۔ اُن کے ساتھ لڑائی و جنگ کی ہے۔ اُن پر سب و شتم روا رکھا۔ اَور دشمنانِ آلِ رسولِ مقبول صلعم کے حامی و مددگار و انصار بنے۔

ثبوتِ حجّتِ بتولؑ۔ جناب سیّدہ معصومہ بتول بنتِ رسول مقبول صلعم نے مہاجرین و انصار کو دعویٰ میں فرمایا تھا کہ تم لوگوں نے عہدِ غدیر کو بھلا دیا۔ دیکھو اسنی المطالب ارجح المطالب عبقات الانوار تفسیر لوامع التنزیل (ب) شمس الدین محمد جزری نے اسناد کے ساتھ کتاب اسنی المطالب میں لکھا ہے:۔ عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم

قالت انسیتم قول رسول اللہ صلعم یوم غدیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ صلعم انت منی بمنزلۃ هارون من موسیٰ۔ ترجمہ :۔ جناب سیدہ معصومہ علیا فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا نے فرمایا کہ آیا قول رسول مقبول صلعم کو تم لوگوں نے بھلا دیا جو روزِ غدیر میں فرمایا جس کا کہ میں سردار ہوں اسکا علیؑ سردار ہے۔ اور فرمان آنحضرت صلعم کہ اے تو مجھ سے درجہ میں ایسا ہے جیسا کہ ہارونؑ حضرت موسیٰؑ سے۔

ثبوتِ نکث عہد۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے سب سے اول روزِ غدیر جناب امیرؑ کو مولی المومنین ہونے کی مبارک دی اور خود ہی اس عہد کو توڑ کر اجماعی خلافت قائم کر لی اور بنی سقیفہ میں جنازۂ رسولؐ مقبول کو چھوڑ کر خفیہ طور پر جا کر حضرت ابوبکر الصدیقؓ کو خلیفہ بنا دیا۔ صحیح بخاری۔ کل تواریخ اہلِ سنّت کے علاوہ امام محمد غزالی اپنی کتاب سر العالمین میں فرماتے ہیں۔

توثیق کتاب سر العالمین یہ ہے کہ تذکرہ خواص الائمہ میں سبط ابن الجوزی (ص۳۶) نے استدلال اس سے کیا ہے وذکر ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین وکشف ما فی الدارین الفاظا تشبہ ہذا فقال الخ اور میزان الاعتدال فی نقد الرجال مطبوعہ مطبع انوار محمدی جلد اول ص۲۰۴ بیان ترجمہ الحسن بن الصباح الاسماعیلی میں لکھا ہے قال ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین تناهت قصۃ الحسنؑ الخ امام غزالی صاحب فرماتے ہیں :۔

واجمع الجماهیر علی متن الحدیث عن خطبتہ فی یوم غدیر بالاتفاق والجمع وهو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ یا ابا الحسنؑ لقد اصبحت مولائی ومولٰی کل مومن ومومنۃ۔ فہذا تسلیم و رضی وتحکیم۔ ثم بعد ہذا غلب الهوی حب الریاست وحمل عمود الخلافت وعقد البنود وخفقان الهوی فی قعقعۃ الرایات واشتیاق ازدحام الخیول۔ وفتح الامصار۔ سقاهم کاس الهوی فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظهورهم۔ واشتروا بہ ثمنا قلیلا۔ فبئس ما یشترون۔

ترجمہ:۔ تمام جمہور کا حدیثِ غدیر کے متن پر اتفاق ہے کہ یوم غدیر کے خطبہ میں سے آنحضرت صلعم نے فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کا علیؑ سردار ہے پھر حضرت عمر نے کہا۔ مبارک ہو اے ابوالحسنؑ تحقیق صبح کی تم نے میرا اور کل مومن اور مومنہ کا سردار بن گیا ہے۔ پس یہ تسلیم اور رضا ہے اور حکومت کا مان لیا ہے۔ پھر اسکے بعد اس کو لالچ نے غلبہ کیا واسطے ریاست بستونِ خلافت کے اٹھانے نیزوں کے پرچموں کے لہرانے نیزوں کے چمکنے اور میانوں کے کھڑکنے اور گھوڑوں کے ملکر چلنے اور شہروں کے فتح کرنے کی محبت و خواہش ہوگئی۔ اِن خواہشوں نے اس کو لالچ کا پیالہ بھر کر پلا دیا۔ اپنی پہلی حالت کو مڑ گئے۔ اور اس کو پس پشت

ڈال دیا۔ اس کے عوض انہوں نے کم چیز خریدی پس حقیقت میں بہت بُری چیز خریدی۔ فقط۔
(سرّالعالمین غزالی مقالہ رابعہ بیعت عمر دیکھو)

(۲) علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں اور عبدالکریم شہرستانی کتاب ملل و نحل میں ایسا ہی مضمون لکھتے ہیں
ان کو غور سے پڑھو اور خلافت اجماعی کو سوچو۔ تذکرہ خواص الامہ میں سبطِ ابن جوزی (صلا۳) نے یہ مضمون
بحوالہ سرّالعالمین بیان فرمایا ہے اور علامہ ذہبی نے کتاب میزان الاعتدال میں سرّالعالمین کو تصنیف امام غزالی تسلیم کیا ہے

(۳) حضرت عمر نے وقتِ وفات النبیؐ کاغذ دوات مانگنے کے وقت کہا۔ کہ اس شخص کو چھوڑ دو کیونکہ یہ کواس
کرتا ہے۔ فقال عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر۔ (تذکرہ خواص الامۃ ص۳۶)

یوروپین مورخین کے اقوال

(الف) مسٹر واشنگٹن ابرونگ اپنی تاریخ لائف آف محمد
اینڈ ہز سکسرز مطبوعہ لنڈن ۱۸۵۰ء ص۱۸۱ و ۱۸۲ پر حجۃ الوداع یوم عرفہ کے حالات لکھ کر فرماتے ہیں کہ حضور انور صلعم
نے فرمایا کہ میری اہلبیت خاصکر حضرت علیؑ سے محبّت رکھنا اور ان کی عزت اور اطاعت کرنا جو شخص مجھے دوست
رکھتا ہے اس کو حضرت علیؑ سے بھی دوستی رکھنی چاہئے۔ خداوندا تو اس کو دوست رکھ جو اسے دوست رکھے
اور اس کو دشمن رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔

(ب) مسٹر جان ڈیون پورٹ مورخ اپنی انگریزی کتاب خلافت میں لکھتے ہیں۔ ان دو فرقوں سنی اور شیعہ میں
سے ایک نے رسول اللہ کے خسرے ابوبکر کو ان کا جانشین مانا اور دوسرے فرقہ نے ان کے عم زاد بھائی
اور داماد جناب علیؑ سے جیسا کہ مقتضائے مزید انصاف اور حمیت ہے تولا رکھی۔ بایں نظر کہ آنحضرتؐ ان سے
ہمیشہ محبّت اور الفت علانیہ رکھتے تھے اور چند مرتبہ ان کو اپنا جانشین بھی ظاہر کیا تھا علی الخصوص دو موقعوں پر
(اوّل) جب آنحضرت صلعم نے اپنے گھر میں بنی ہاشم کی دعوت کی تھی اور علیؑ نے باوصف تمسخر و توہین کفار
اپنا ایمان لانا ظاہر کیا۔ حضرت صلعم نے اپنی باہیں اس جوان کے گلے میں ڈال کر چھاتی سے لگا کر بآواز بلند کہا
دیکھو میرے بھائی میرے وصی میرے خلیفہ کو۔ (دوم) جب آنحضرت صلعم نے اپنے انتقال سے چند ماہ
پیشتر خطبہ پڑھا تھا بحکم خدا جس کو جبرئیلؑ آنحضرت کے پاس لائے تھے اور یوں کہا تھا کہ اے پیغمبرؐ آپ پر
صلوات و رحمت خدا کی طرف سے لایا ہوں اور اس کا حکم آپ کے پیروؤں کے نام جس کو آپ بغیر تاخیر کے سنا دیجئے
اور شریروں سے کچھ خوف نہ کیجئے۔ اس واسطے کہ وہ خدا توانا ہے اور آپ کو لوگوں سے بچا دیگا۔ بموجب اس حکم کے
آنحضرتؐ نے انس سے کہا کہ لوگوں کو جمع کرے جس میں آنحضرتؐ کے پیرو اور یہودی اور نصرانی اور مختلف

باشندے بھی حاضر ہوئے۔ یہ جمعیت ایک گاؤں کے پاس ہوئی۔ جسے خم غدیر کہتے ہیں۔ جو نواحِ شہر جحفہ ہیں مکّہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ پہلے اس مقام کو کل موانع سے صاف کیا گیا۔ اور ۱۰۔ اپریل ۱۳۲ء کو وہ حضرتؐ ایک بلند منبر پر گئے۔ جو وہاں اُن کے لیے نصب کیا گیا تھا اور جبکہ ہزاروں حاضرین نہایت توجّہ سے سُنتے تھے۔ ایک خطبہ حضرتؐ نے بڑی شان و شوکت و فصاحت و بلاغت سے پڑھا جس کا خلاصہ یہ ہے :۔

خطبہ :۔ تمام حمد و ثنا اُس یکتا خدا کو ہے جس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ اس کا علم گذشتہ و حال و آیندہ پر شامل ہے۔ اور اس کو نہایت پوشیدہ اسرار آدمیوں کے دل کے معلوم ہوتے ہیں۔ اس واسطے کہ کوئی چیز اس سے چھُپ نہیں سکتی اگرچہ وہ بے قیاس بعید ہے تاہم ہم سے قریب ہے۔ یہی وہ ہے جس نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ اُن میں ہے پیدا کیا۔ وہی ایک غیر فانی ہے اور جو کچھ کہ ہے سب اس کی قدرت و اختیار کے تابع ہے۔ مگر اس کی رحمت و فضل سب کو شامل ہے۔ جو کچھ اُس سے سرزد ہوتا ہے اس میں مصلحت ہوتی ہے۔ عذاب میں تاخیر کرتا ہے اور سزا دینا بھی اس کا خالی حکمت سے نہیں ہے۔ پھر اسکی ذات کا ممکنات کو مجہول ہے اور ہمیشہ مجہول ہوگا۔ اس کے حکم سے آفتاب و مہتاب اور باقی اجرام سماوی اپنی راہ پر جو اُس نے مقرر کر دی ہے چلتے ہیں جو کچھ وہ چاہتا ہے چاہے وہ آسمان پر ہو چاہے زمین میں ہو ضرور ہی ہوتا ہے۔ زندہ سے جان لے سکتا ہے اور مُردہ میں پھر رُوح داخل کر سکتا ہے۔ وہی خوشی اور غم دونوں دیتا ہے۔ اس کے کان ان سب لوگوں کی دُعا کی طرف لگے رہتے ہیں۔ جو اس کو بکمال یقین مانتے ہیں اور صاف اور نادم دل سے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

امّا بعد اے لوگو میں صرف بندۂ محکوم ہوں اور مجھ کو حق تعالیٰ کا حکم ہوا ہے اور میں اس کی تعمیل میں سرنیاز بکمال خضوع ادب جھکاتا ہوں۔ تین دفعہ جبرئیلؑ میرے اوپر ظاہر ہوئے اور تینوں دفعہ اُنہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سب پیروؤں سے خواہ وہ گورے ہوں خواہ وہ کالے یہ ظاہر کر دوں کہ **علیؑ میرے خلیفہ اور وصی اور امام ہیں** اور میرے گوشت و خون ہیں اور میرے ایسے ہیں جیسے ہارونؑ موسےؑ کے تھے اور بعد میری وفات کے وہ تمہارے ہادی ہونگے۔ اور جب میں اس دُنیا سے رحلت کروں تو میرے پیروؤں کو اُن کی فرمانبرداری ویسی کرنی چاہیئے جیسے میری فرمانبرداری کرتے تھے جبکہ میں تم میں تھا جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اُس نے خدا و رسولؐ کی نافرمانی کی۔ اے دوستو یہ خدا کے احکام ہیں۔ علیؑ نے مجھ سے سیکھے ہیں سب وحی جو وقتاً فوقتاً مجھ کو آئی ہیں۔ جو اس حکم کو نہ مانیگا اللہ کی دائمی لعنت اس کے سر پر ضرور رہیگی۔ جو علیؑ کا حکم نہ بجا لاویگا۔ خدا نے قرآن کے ہر سورہ میں علیؑ کی تعریف کی ہے۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ علیؑ میرے چچا کے بیٹے اور

میرے گوشت وخون ہیں اور خدا نے اُن کو نہایت نادر خوبیاں عنایت کی ہیں۔ بعد علیؑ کے اُنکے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ اُن کے جانشین ہونگے۔ اس خطبہ کے تمام ہونے پر ابوبکر اور عمر اور عثمان اور ابوسفیان اور دوسرے لوگوں نے علیؑ کے ہاتھ چومے اور اُنکو جانشین آنحضرتؐ ہونیکی مبارکباد دی اور اقرار کیا کہ اُنکے تمام احکام کو سچے طور سے بجالائینگے (اِسے ان دی خلافت جان ڈیون پورٹ۔ تاریخ اسلام جلد سوم۔ باب دوم صفحہ ۲۴)

(ج) صاحب سپرٹ آف اسلام لکھتے ہیں عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے ولیعہد نامزد نہیں کیا لیکن یہ واقعات کا ایک توہم ہے کیونکہ اس کی کافی شہادت موجود ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اکثر مرتبہ ولیعہدی کے لئے جناب علیؑ کی طرف اشارہ کیا خصوصاً حجۃ الوداع سے واپسی کے موقعہ پر اس جگہ جسے (خم غدیر) کہتے ہیں۔ ٹھیر گئے اور مجمع میں جو الفاظ فرمائے اس سے اُن کے ارادہ ولیعہدی میں شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اُنہوں نے فرمایا کہ جناب علیؑ کی نسبت مجھ سے وہ ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ خداوندا اس کے دوستوں کا دوست اس کے دشمنوں کا دشمن ہو۔ اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے اُن کی اُمیدوں کو منقطع کر جو اس سے بیوفائی کریں (تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب۔ تاریخ اسلام جلد سوم۔ باب دوم صفحہ ۲۵ فٹ نوٹ دیکھو)

باب چہارم

احادیث سیدنا المصطفےٰ صلعم در نصوص خلافت و فضیلت مولا مرتضیٰ علیہما الصلوٰۃ والتحیۃ

فصل اوّل

فضیلتِ شیخین ظنی ہے یقینی نہیں

مقدمہ در افضلیت فضیلت کے معنی ہیں ایک شخص کو باعتبار کسی خاص صفت یا بوجہ مجموعہ صفات مختلفہ کے ترجیح دینا اور افضل کل وہ ہے جو ہر طرح کی فضیلت و اصافِ حمیدہ کا جامع ہو اور جزوی فضیلت وہ ہے جو اپنے مقابل ہم رتبہ سے کسی خاص صفت میں ممتاز ہو۔ فاضل شخص کا رتبہ دنیا و آخرت میں مفضول کے درجہ سے بلند ہوتا ہے اور فاضل کی تعظیم و تکریم مفضول پر واجب ہوتی ہے اور وہی

سردارِ قوم۔ والی و ولیعہد شمار ہوتا ہے۔ افضلیت یا تو خدا داد ہوتی ہے یا انسان اپنے کسبِ کمال سے حاصل کرتا ہے جسمانی یا روحانی طور پر درجہ لیتا ہے۔ شیعہ اور سُنّی میں افضلیتِ شیخین پر تیرہ سو سال سے جھگڑا چلا آتا ہے۔ بجائے مکالمہ و مناظرہ کے مجادلہ تک نوبت پہنچی ہوئی ہے اگر غور و انصاف سے دیکھا جائے تو اس مسئلہ میں لڑنے جھگڑنے سے کوئی فائدہ نہیں جبکہ اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم و صحابہ کرام و علماء عظام نے جناب علی المرتضیٰؑ کو من کل الوجوہ افضل قرار دیا ہے۔ ہاں صرف حضرت امام اعظم صاحب کوفیؒ نے اپنے اجتہاد و بنی عباس کے جابرانہ سلطنت کے رعب و رنگت میں آکر یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے کہ افضل الناس بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیؑ (فقہ اکبر) جس کی تقلید میں فرقہ اہلِ سنّت پابند و مقلد ہیں مگر بعض علمائے کرام اہلِ سنّت نے اس تقلید کی زنجیروں کو توڑ ڈالا ہے اور افضلیت جناب علی المرتضیٰؑ کے قائل ہو گئے ہیں۔ اور اہلِ شیعہ کے عقیدہ افضلیت کی تائید کرتے ہیں۔ معیار امامت و سوانحِ عمری جناب تاجِ ولایت علیہ السلام اور آیاتِ بینات سے فیصلہ قرآنی لکھا گیا ہے اور افضلیت و خلافت بلافصل پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب اہلِ سنّت کے اختلافِ رائے کو لکھا جاتا ہے:۔

(۱) شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی باوجود افضلیت الشیخین اور ان کی خلافت بلافصل کے قائل ہونے کے اپنے فتاوے عزیزی میں فرما گئے ہیں۔

جواب سوال ثالث ۔ آنکہ تفضیلِ شیخین بر حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہم اجمعین من کل الوجوہ نیست بلکہ علمائے محققین نوشتہ اند کہ تفضیل احد الشیخین علی الآخر من جمیع الوجوہ محال چہ تفضیل حضرت مرتضیٰ علیؑ در جہاد سیفی و سنانی و فن قضاء و کثرتِ روایتِ حدیث و ہاشمیتہ و ختنیت لاسیما زوجیت حضرت بتول زہراؑ بر حضرت صدیق اکبر قطعی است و ہمچنیں تفضیل آنجناب در قدم اسلام و اوّل من صلّٰی بودن بر حضرت فاروق نیز قطعی است۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اوّل ص۱۸۳ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی) حضرات شیخین کی فضیلت جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام پر ہر پہلو و ہر طرح سے نہیں ہے۔

(ب) امامت ایں قسم تفضیلیہ جائز است۔ و نیز بسیارے از علمائے اہلسنّت و صوفیہ ایںہا بریں روش بودہ اند مثلاً عبدالرزاق محدث و سلمان فارسی و حسان بن ثابت و بعضے صحابہ دیگر (فتاوے عزیزی جلد اوّل ص۱۸۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔ سطر ۲۰)

(۲) علامہ ابن عبدالبر استیعاب میں فرماتے ہیں کہ سلف صالحین کا افضلیت حضرت علیؑ و حضرت ابوبکر

ہیں اختلاف ہے حضرت سلمان فارسی حضرت ابی ذر غفاری حضرت عمار بن یاسر حضرت حباب۔ حضرت حذیفۃ الیمانی حضرت ابی سعید الخدری حضرت زید بن ارقم کا اعتقاد تھا۔ کہ جناب علی علیہ السلام حضرات اصحاب ثلاثہ سے افضل تھے اور ان سے پیشتر اسلام لائے تھے۔

(۳) مؤید و مقوی او ست قول عبد البر در استیعاب آنکہ عبد الرزاق از معمر نقل کردہ است کہ گفت اگر کسے بگوید کہ عمر افضل است از ابوبکر او را ملامت شدید نمیکنیم و ہم چنیں اگر شخصے بگوید کہ علیؑ افضل است از ابوبکر او را ملامت بہ فسق نمیکنم زیراتے کہ ذکر فضل شیخین کندالخ (صواعق محرقہ فارسی لاہوری ص۱۱۱) خطابی از بعضے مشائخ خود حکایت کرد کہ گفت ابوبکر خیر است و علیؑ افضل است (ایضاً) حضرت ابوبکر اچھا ہے اور حضرت علیؑ افضل ہے۔

(ب) قبل ازیں گفتہ است کہ از سلمان و ابوذر و مقداد و حباب و جابر و ابوسعید خدری و زید بن ارقم مروی است کہ حضرت علیؑ اوّل کسے بود کہ باسلام درآمد۔ و ہمیں جماعت مومناں مذکورہ حضرت علیؑ را تفضیل میدہند بر غیر او (صواعق محرقہ مطبوعہ محمدی پریس لاہور ص۱۱۹)

(۴) فی شرح الفقہ الاکبر لعلی القاری حنفی مطبوعہ ہند پریس لاہور ص۸۲ پر شارح عقیدۃ الطحاویہ سے ناقل ہے۔ وکان بعض مشائخنا یقول ابوبکر خیر و علیؑ افضل۔ ہمارے بعض مشائخ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر اچھا ہے اور حضرت علیؑ افضل ہے۔

(۵) بروائت زید بن حسان باسناد ابونعیم روایت کرد کہ سفیان ثوری رح تفضیل مے داد علیؑ را بر ابوبکر و عمر (صواعق محرقہ فارسی لاہوری ص۸۶) سفیان ثوری حضرت علیؑ کو افضل جانتا تھا۔

(۶) شرح عقائد نسفی مطبوعہ یوسفی لکھنؤ ص۱۰۸ سطر اوّل پر ہے۔ ثم علی المرتضیٰ من عباد اللہ وخلص اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ھذا وجدنا السلف۔ والظاھر انہ لو لم یکن لھم دلیل علی ذالک لما حکموا بذالک واما نحن فقد وجدنا دلائل الجانبین متعارضۃ ولم نجد ھذہ المسائلۃ مما یتعلق بہ شیئی من الاعمال او یکون التوقف فیہ مخلاً بشیئی من الواجبات۔ وسلف کانوا متوقفین فی تفضیل عثمان بل قد مال بعض منھم الی تفضیل علی رضی اللہ عنہ۔ خلاصہ مطلب:۔ جناب علی المرتضیٰؑ اللہ کے بندے اور مخلص اصحاب رسول اللہ صلعم کے تھے سلف میں یہی فرمان ہے۔ طرفین کے دلائل متعارض ہیں اس مسئلہ افضلیت

میں کوئی رائے نہیں قائم ہو سکتی اور اعمال سے تعلق نہیں لیکن سلف حضرت عثمان پر حضرت علیؑ کو فضیلت دیتے تھے (ب) حاشیہ شرح عقاید نسفی ۱۰۳ پر ہے۔ قولہ وجدنا السلف ای اکثر اھل السنۃ فقد ذھب البعض ای تفضیل علی علے عثمان والبعض الاخر الی التوقف بینھما (خیالی)

اکثر اہلسنّت کا قول ہے کہ حضرت علیؑ حضرت عثمان سے افضل ہیں اور بعض متاخرین نے توقف کیا ہے۔ افضلیتِ شیخین میں آج تک اجماعِ اُمت کوئی آیت کوئی حدیث صحیح پیش نہ کر سکا۔ اور افضل الناس بعد النبیؐ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کا ثبوت کتاب اللہ و سنت سے نہ دے سکا۔ علماء کرام اہلِ سنّت کے مختلف اقوال ہیں بلکہ ہر ایک محقق اور منصف مزاج مسلمان آیات بیّنات اور حدیث سرورِ کائناتؐ کو پڑھکر یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ افضل الناس بعد النبی مولا علیؑ ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان۔ قرابت۔ زہد و عبادت۔ سخاوت۔ شجاعت۔ جہاد فی سبیل اللہ۔ علمی فضیلت۔ اسلامی خدمت کا کوئی بشر مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۷) شرح عقائد نسفی کے حاشیہ ۱۰۳ پر ہے۔ بل یجب ان یجزم با فضیلۃ علی رضی اللہ عنہ اذ قد تواتر فی حقہ بالکمالات واختصاصہ بالکرامات۔ حضرت علی علیہ السلام کی افضلیت حضرت ابوبکر پر لازم ہے کیونکہ آپ کے کمالات واختصاص کرامات تواتر سے ثابت ہیں۔

(۸) **اجماع ظنّی ہے**:۔ وقال اکثر اھل السنۃ افضل الناس بعد ان توفی رسول اللہ صلعم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان او علیؑ او عثمان ولیس علی ھذا دلیل قطعی من الشارعؑ ولا اجماع قطعی بل اجماع ظنی (ھدیۃ المھدی جلد اول ۹۴ میور پریس دہلی) اور اکثر اہلِ سنّت نے کہا ہے کہ بعد وفات جناب سرکار کائنات صلعم حضرت ابوبکر افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان یا حضرت علیؑ یا حضرت عثمان اور اس پر شارع علیہ السلام سے کوئی قطعی دلیل نہیں۔ اور نہ اس پر کوئی قطعی اجماع ہے۔ بلکہ اجماع ظنّی ہے۔ شرح مواقف ۶۱۶ قسطلانی جلد ۶ ۸۸

(۹) **حضرت عثمان پر فضیلت**۔ حضرت امام مالک مجتہد اہلِ سنّت اور امام الحرمین ابوعمر یحییٰ بن سعید القطان۔ تمام کوفی علماء اہلسنّت اور سفیان ثوری۔ ابی بکر خزیمہ عبداللہ یافعی عبداللہ ابن عمر۔ حضرت علیؑ کو حضرت عثمان پر فضیلت دیتے تھے (شرح عقائد محقق دوّانی۔ استیعاب ابن البر۔ تدریب الراوی شرح عقائد جلالی۔ مراۃ الجنان یافعی خصائص نسائی۔ ارجح المطالب ۱۰۹-۱۲۶ و شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ۷۶، ۷۷ و شرح عقائد نسفی مطبوعہ مطبع یوسفی ۱۰۸/۹۹ حیوۃ الحیوان جلد اول ۳۰۹)

(۱۰) حاکم۔ امام احمد حنبلؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ جناب رسالتمآب صلعم کے اصحاب میں سے کسی کیلئے اس قدر فضائل وارد نہیں ہوئے جس قدر کہ جناب امیرؑ کے لئے وارد ہوئے ہیں۔ اسمٰعیل بن اسحاق القاضی ابو علی نیشاپوری اور امام احمد بن شعیب النسائی کا قول ہے۔ کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیرؑ کی شان سے زیادہ حدیثیں جید اسانید کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں (ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۱۱۳)

(۱۱) امام احمد حنبلؒ فرماتے ہیں۔ کہ احادیث سے جتنی فضیلت آپ کی ثابت ہوتی ہے۔ کسی صحابی کی نہیں ہوتی (تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی زمیندار پریس لاہور صہ ۹۱)

(ب) بعض محققین کا یہ قول ہے۔ کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علیؑ میں باہم ایک دوسرے پر من جمیع الوجوہ فضیلت دینے میں کوئی نص قطعی وارد نہیں ہے۔ اور بغیر نص قطعی کے افضلیت من جمیع الوجوہ جو ایک اعتقادی بات ہے ثابت نہیں ہوسکتی۔ اور ایسی افضلیت پر اجماع کے منعقد ہونے میں کلام ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے۔ کہ ابوبکر کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہوگیا لیکن خلافت ایسی افضلیت کو مستلزم نہیں ہے۔ اور ہمارے مشائخ میں سے شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفاء میں بہت زور سے شیخین کی افضلیت تمام صحابہ پر ثابت کی۔ مگر سب اشارات و کنایات سے جو اعتقادات میں حجت نہیں ہوسکتیں اور احادیث اور آیات کے اشارات متعارض ہیں۔ مثلاً حدیث یا علیؑ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اور انما ولیکم اللہ سے حضرت علیؑ کی تفضیل سب پر نکلتی ہے۔ اس طرح اس حدیث سے یا فاطمہؑ انت وھذا لنائم یعنی علیاً وانا فی مکانٍ واحدٍ یوم القیامۃ متنہ۔ الاخر (تیسیر القاری۔ ترجمہ صحیح بخاری۔ پ ۱۴۔ صہ ۷۳ حاشیہ)

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ابن ربیعہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علیؑ میں علم کی پوری پختگی اور مضبوطی تھی۔ اور تمام عشرہ مبشرہ (حضرات اصحاب ثلٰثہ شامل ہیں) پر آپ کو قدامتِ اسلام۔ دامادی رسول اللہ صلعم فقہ و سنت و جرأت و سخاوت کی وجہ سے فضیلت ہے (تاریخ الخلفاء سیوطی صہ ۹۲)

(۱۳) شعرانی نے میزان الکبریٰ مطبوعہ مصر جلد اوّل صہ ۹۲ پر فرمایا ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں بسم اللہ شریف کے ایک نقطہ ب کی تفسیر کرنا جاؤں تو اسّی اونٹ کا بوجھ ہو جائے +

(۱۴) محی الدین عربیؒ جناب سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی مدح میں فرماتے ہیں۔ مادۃ العلوم الغیر المتناھیۃ۔ وحقیقۃ النقطۃ البائیۃ +

(۱۵) امام غزالی رسالۃ الغزالی میں فی العلم اللدنی میں لکھتے ہیں۔ العلم لدنی یکون لاھل النبوۃ والولایۃ کما حصل للخضر علیہ السلام وکما حصل لعلی ابن ابی طالب علیہ السلام علم لدنی۔ نبیوں کے واسطے ہے۔ اور ولایت حضرت خضرؑ اور حضرت علی علیہ السلام کو حاصل ہے۔

(۱۶) مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک شخص نے پوچھا سبحان اللہ جناب امیرؑ کے فضائل کتنے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ تین ہزار ہونگے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا تین ہزار تو کیا تیس ہزار ہونگے۔ پھر ابن عباس کہنے لگے۔ اگر دُنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی ہو جائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنے والے ہوں۔ تو بھی جناب علی علیہ السلام کے فضائل کو شمار نہ کر سکیں (اخرجہ سبط ابن الجوزی صث۔ ارجح المطالب باب سوم ص۱۱۲۔ تذکرہ خواص الامۃ عربی صث۔)

(۱۷) **نیا عقیدہ**۔ چودھویں صدی میں جمہور اہل سنت و مذہب امام اعظم صاحب کوفی۔ حضرت نعمان بن ثابتؒ کے بالکل برخلاف چند سُنیوں نے اپنا ایک نیا عقیدہ بنایا ہے۔ اور تمام متقدمین و متاخرین کو جھٹلایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ چاروں یار برابر ہیں ع

ہم رُتبہ ہیں یاران نبیؐ کچھ فرق نہیں اِن چاروں میں

حالانکہ یہ عقیدہ عقل و نقل سے غلط اور باطل ہے۔ دُنیا و جہان میں کوئی چیز مساوات کا درجہ نہیں رکھتی انسان۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ بر و بحر۔ اجرام فلکی شمس و قمر ہر ایک میں فرق ہے۔ فرشتوں میں حضرت وحی جبرئیل علیہ السلام۔ انبیاء و مُرسلین میں سیدنا و نبینا و شفیعنا مولانا محمد رسول اللہ صلعم۔ جوانان بہشت میں حسنین الشریفین امامین الشہیدین تمام دُنیا و جہان کے اوّلین و آخرین مستورات میں جناب صدیقہ زہراؑ بتول بنت رسول مقبول صلعم۔ اور حیوانات میں ناقہ حضرت صالحؑ۔ بھیڑ بکریوں میں دُنبہ فدیہ حضرت اسمٰعیلؑ شہروں میں مکہ معظمہ بعدہٗ مدینہ منوّرہ۔ مساجد میں بیت اللہ شریف۔ خانہ کعبہ پتھروں میں حجر اسود۔ مہینوں میں ماہ رمضان المبارک۔ اور ہفتہ میں روز جمعہ و عید غدیر و روز عاشورہ۔ راتوں میں شب معراج۔ شب قدر۔ پھولوں میں گل گلاب اور جمادات میں سونا۔ اجرام فلکی میں آفتاب کو فضیلت ہے۔ جاہل اور عالم۔ مُردہ اور زندہ۔ پلید و پاک۔ منافق و مومن۔ اندھا و بینا۔ نار و نور۔ رذیل و اشراف۔ کمزور و طاقتور۔ سیاہ و سفید۔ غریب و امیر۔ پاگل و عاقل۔ مشرک و مسلمان۔ بھگوڑا و جنگ بہادر۔ عورت و مرد۔ دوزخ و بہشت رنج و راحت۔ فقیر اور دولت مند۔ فاسق و فاجر اور زاہد و عابد۔ بے وفا اور جان نثار۔ غدار اور وفادار

مظلوم وظالم ہم رُتبہ اور برابر نہیں ہو سکتے۔ دُنیا میں کوئی چیز ایک دوسرے کے برابر نہیں ع

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

انسانی بود وباش۔ تمدّن ومعاشرت۔ بول چال۔ رفتار۔ گفتار۔ خوراک ولباس۔ توہمات وخیالات رنگ وروپ ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ ہزاروں کوس کا فرق ہے۔ یوروپین۔ افریقن۔ عرب بربری۔ زنگی۔ رومی۔ شامی۔ امریکن۔ ہندی۔ تاتاری۔ کشمیری۔ چینی۔ جاپانی ایک دوسرے سے بالکل مخالف ومتضاد طبع ہیں جب تمام دُنیا وجہان کا یہ حال ہے تو اصحاب النبی صلعم کس طرح ہم رُتبہ وبرابر ہو سکتے ہیں۔ جبکہ خود انبیاء ومرسلین علیہم السلام میں تفریق فضیلت ہے۔ قولہ تعالیٰ تلک الرّسل فضّلنا بعضہم علی بعض پڑھو۔ چاروں یار برابر جانو۔ یہ ایک جاہلانہ اور عامیانہ عقیدہ ہے۔ ہر ایک شخص کے مراتب میں فرق ہوتا ہے۔ بادشاہ۔ وزیر۔ گورنر۔ وائسرائے۔ لفٹنٹ گورنر۔ چیف کمشنر۔ کمانڈر انچیف۔ ڈپٹی کمشنر۔ ڈپٹی۔ تحصیلدار۔ نائب تحصیلدار۔ قانونگو۔ پٹواری۔ ذیلدار۔ نمبردار۔ کپتان۔ کرنیل۔ جرنیل۔ ڈاکٹر۔ کمپونڈر۔ منشی۔ محرر وغیرہ سب کے سب درجہ وار درجات ومراتب ہیں۔ کوئی بھی برابر نہیں ہے۔ اگر دُنیا میں سب کو مساوات کا درجہ ملتا۔ تو انتظام تمدّن ومعاشرت نہ رہتا ٭

فصل دوم

احادیث سیّدنا مصطفےٰؐ درخصوص خلافت فضیلت مولا مرتضیٰؑ علیہما الصّلوٰۃ والتحیہ

جناب سیّدنا محمد مصطفےٰ واحمد مجتبےٰ علیہ وآلہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بعد من کل الوجوہ افضل النّاس جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور والی وخلیفہ بلا فصل وامیر امتِ خیر الانام علیہ السلام ہیں۔ جن کے ثبوت میں مفصلہ ذیل احادیث صحیحہ کتب اہلِ سنّت سے پیش کی جاتی ہیں۔ خوب غور سے پڑھو۔ تاکہ مذہب شیعہ کی حقانیت اور مذہبِ امامیہ کی صداقت ثابت ہو جائے ٭

(۱) پہلی حدیث۔ حدیث نور۔

علی المرتضےٰؑ شیرِ خدا ہیں   حقیقت میں وہ نورِ مصطفےٰ ہیں

حدثنا عبدالرّزاق عن معمر عن الزہری عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمانؓ قال قال

رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کنت انا وعلی ابن ابی طالبؑ نوراً بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق ادم باربعۃ الاف عام۔ فلما خلق ادم۔ قسّم ذٰلک جزئین فجزء انا وجزء علی وفی روایتہ خلقت انا وعلی من نور واحدٍ (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن الجوزی صفحہ ۵۲۔ رواہ احمد عبقات الانوار صفحہ ۵۳)

ترجمہ:- عبدالرزاق نے ہم کو بیان کیا اس نے معمر سے اس نے زہری سے اس نے خالد بن معدان سے اس نے زاذان سے اس نے حضرت سلمان فارسیؓ سے سُنا کہ فرمایا جناب رسولِ خدا صلعم نے کہ میں اور علیؑ ابن ابی طالبؑ اللہ کے سامنے ایک نُور سے چار ہزار سال حضرت آدمؑ کی پیدائش سے پیشتر جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔ تو اُس نور کے دو حصّے کر دیئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اور علی علیہ السلام ایک نُور سے پیدا ہوئے ہیں ٭

توثیق حدیث:- سبط ابن جوزی فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الالی المصنوعہ صفحہ ۱۶۶ پر اس کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ اور اس حدیث کا راوی عبدالرزاق ثقہ ہے۔ قال ھواکبر شیوخ احمد بن حنبل وقد اخرج عنہ فی الصحیحین۔ فھذا سبط ابن الجوزی قد نصب نفسہ لارغام انف جدہ (ابن جوزی جو حدیثِ نور کو موضوع بتاتا ہے) فبالغ فی ردہ وقل شاھدۃ وفصح منکر تطاولہ ومدۃ۔ اور اس حدیثِ نور کو چالیس علمارِ کبار نے اپنی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے۔ (دیکھو کتاب عبقات الانوار۔ جلد ہشتم: حدیثِ نور)

(۲) دوسری حدیثِ نور۔ احمد بن محمد العاصمی زین الفتے فی شرح سورہ ہل اتے میں فرماتے ہیں۔ اخبرنا الحسین بن محمّد قال حدثنا عبداللہ بن ابی منصور قال حدثنا محمّد بن بشیر قال حدثنا محمّد بن ادریس الرازی قال حدثنا محمّد بن عبداللہ بن المثنی قال حدثنی حمید الطویل عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم خلقت انا وعلی بن ابیطالبؑ من نور واحدٍ نسبّح اللہ عزّ وجل فی یمنۃ العرش قبل خلق الدنیا ولقد سکن آدم الجنۃ ونحن فی صلبہ ولقد رکب نوح السفینۃ ونحن فی صلبہ ولقد قذف ابراھیم فی النار ونحن فی صلبہ فلم نزل ینقلبنا اللہ عزّ وجل من اصلاب طاھرۃ الی طاھرۃ حتی انتھی نورنا الی عبدالمطلب فجعل ذٰلک النّور بنصفین فجعلنی فی صلب عبداللہ وجعل علیاً فی صلب ابی طالب وجعل فی النبوۃ والرسالۃ وجعل فی علی الفروسیۃ والفصاحۃ واشتق لنا اسمین

من اسمائہٖ فرب العرش محمود وانا محمد وھو الاعلی وھذا علی۔ خلاصہ ترجمہ۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں اور جناب علی ابن ابی طالبؑ ایک نور سے پیدا ہوئے۔ دنیا کی پیدائش سے پہلے ہم دونوں عرش کے دہنی طرف اللہ کی تسبیح کرتے تھے۔ جب آدمؑ بہشت میں تھا تو ہم اسکی پشت میں تھے۔ اور جب حضرت نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے تو ہم اس کی پشت میں تھے۔ اور جب حضرت ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے تو ہم اس کی پشت میں تھے۔ اور خداوند کریم نے ہم کو اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل کیا۔ عبدالمطلب میں یہ نور دو حصہ میں ہوگیا۔ مجھے حضرت عبداللہ کی پشت میں اور جناب علیؑ کو حضرت ابوطالب کی پشت میں رکھا۔ مجھ میں نبوت و رسالت مقرر کی اور جناب علیؑ میں شہسواری اور فصاحت اور اپنے نام سے ہمارے نام بنائے۔ ربّ العرش کا نام محمود ہے۔ اور میں محمد صلعم ہوں۔ خدا کا نام اعلےٰ ہے۔ اور یہ علیؑ ہے۔ انتہیٰ۔

(۳) **تیسری حدیث نور**۔ عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی نے اس حدیث کو "زوائد کتاب مناقب جناب امیرالمومنینؑ" میں ذکر کیا ہے:۔ حدثنا الحسن قال حدثنا احمد بن المقدام العجلی قال حدثنا الفضیل بن عیاض قال حدثنا ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمانؓ قال سمعت حبیبی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کنت انا وعلی نوراً بین یدی اللہ عزّ وجل قبل ان یخلق اللہ آدم باربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ آدم قسّم ذالک النور جزئین فجزء انا وجزء علی انتھیٰ۔ **ترجمہ**:۔ میں اور علیؑ اللہ کے سامنے ایک نور چودہ ہزار برس پیشتر خلقت آدمؑ سے تھے جب حضرت آدمؑ پیدا ہوئے۔ تو اس نور کے دو ٹکڑے ہوگئے +

(۴) **چوتھی حدیثِ نور**:۔ ابوالحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی نے اس حدیث شریف کو چھ طریق سے روایت کیا ہے جس کا ایک طریق یہ ہے:۔ قولہ علیہ السلام کنت انا وعلی نوراً بین یدی اللہ اخبرنا ابوغالب محمد بن احمد بن سہل النحوی رحمۃ اللہ قال اخبرنا ابوالحسن علی بن منصور الحلبی الاخباری قال حدثنا علی بن محمد العدوی الشمساطی قال حدثنا الحسن بن علی بن زکریا قال حدثنا احمد بن المقدام العجلی قال حدثنا الفضیل بن عیاض عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمان الفارسیؓ۔ قال سمعت حبیبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کنت انا وعلی نوراً بین یدی اللہ

عزّوجل یسبّح اللہ ذالک النور ویقدّسہ قبل ان یخلق آدم بالف عام فلمّا خلق اللہ آدم رکب ذالک النور فی صلبہ فلم یزل فی شیئی واحد حتّی افترقنا فی صلب عبدالمطلب ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ۔ ترجمہ:۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ مَیں اَور جناب علیؑ اللہ کے آگے ایک نُور تھے حضرت آدم سے ایک ہزار برس قبل اللہ کی تسبیح میں مشغول جب حضرت آدمؑ پیدا ہوئے۔ یہ نُور اُن کی پُشت مُبارک میں رکھا گیا۔ اَور عبدالمطلب کی پُشت تک ایک ہی نور چلا آیا اس کے بعد مجھ کو نبوت ملی اَور حضرت علیؑ کو خلافت۔ انتہٰی

اعتراض مُلّاں بحوالۂ تحفہ اثنا عشریہ ۔ جو حدیث صحیح ہے وہ یہ ہے۔ روی الشافعی باسنادہٖ الی النبیّ صلّے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم انہ قال کنت انا وابوبکر وعمر وعثمان وعلی بین یدی اللہ قبل ان یخلق آدم بالف عام فلمّا خلق اسکننا ظہرہ ولم نزل ینتقل فی الاصلاب الطاھرۃ حتّی نقلنی اللہ تعالیٰ الی صلب عبداللہ ونقل ابابکر الی صلب ابی قحافہ ونقل عمر الی صلب الخطاب ونقل عثمان الی صلب العفان ونقل علیًا الی صلب ابی طالب انتہٰی۔ صٓ۳۰

اَور اس حدیث کے مؤید ایک اَور حدیث مشہور ہے۔ اَور وہ یہ ہے:۔ الارواح جنود مجندۃ ما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف انتہٰی۔ (تحفہ اثنا عشریہ صٓ۲۱۵ سطر اخیر نولکشور پریس)

(ب) اس حدیث سے ثابت ہُوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم اَور حضرت ابوبکر وعمر اَور عثمان اَور علیؑ عالم اَرواح میں ایکدوسرے کے دوست ہونگے اس حدیث میں سے خلفاء ثلاثہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوگی۔ انتہٰی صٓ۲۱ اسواط الصادقہ

الجواب:۔ جناب مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی مؤلف تحفہ اثنا عشریہ سے سوال کیا گیا تھا کہ آپ اس حدیث شافعی کے صحیح اسناد اَور کتاب کا حوالہ دیں۔ مگر وہ تو عالم خاموشی میں دنیا سے چل بسے۔ اب ان کے مرید ومقلد معترض اَور اس کے معاونین اس کی صحت۔ رواۃ۔ اسناد اَور صحاح ستہ وغیرہ کا حوالہ دیں۔ ورنہ دعویٰ بلا دلیل باطل ومردود ہے اَور قابل حُجّت نہیں۔ یہ حدیث شافعی ذیل کے دلائل ووجوہات سے موضوع معلوم ہوتی ہے۔

اوّل:۔ حدیث نُور میں کنت انا وعلی من نور واحد اَور کنت انا وعلی نور بین یدی اللہ ہے۔ اَور حدیث شافعی میں لفظ نُور ہرگز نہیں۔ اس لئے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ تو اصحابِ ثلثہ نور نہ ہوئے کیا حضرات اصحابِ ثلثہ مجسّم وہاں موجود تھے یا ان کی ارواح مجسّم تو امرِ محال ہے۔ باقی رہے ارواح تو اس میں کوئی فضیلت نہیں۔ کیونکہ کل اِنسان حیوانات ونباتات وجمادات وما کان وما کان کالنقشہ

جناب پاک پروردگار کے سامنے موجود تھا۔ اور کل ارواح ایک دوسرے یمین و یسار تھے۔ خواہ وہ مومن تھے یا مشرک۔ ایک نور سے پیدا ہونا اور بات ہے اور خدا کے سامنے رہنا اور بات ہے فافہم وتدبر ولا تکن من الجاہلین

دوم:۔ حضرات اصحاب ثلاثہ کے والدین مشرک و بت پرست تھے اور خود حضرات اصحاب ثلاثہ اسلام لانے سے پیشتر مشرک و بت پرست رہے۔ تو انما المشرکون نجس کے موافق وہ نور محمدی صلعم میں شامل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اجتماع ضدین و محال ہے۔ نور و نار۔ اندھا و بینا۔ مردہ اور زندہ برابر نہیں ہو سکتے۔ تو حالتِ شرک میں وہ نورِ محمدی صلعم سے کس طرح ملے رہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے بری ہے۔

سوم:۔ حضرات اصحابِ ثلاثہ کے والدین بت پرست اور مشرک تھے۔ اس لیے اصلابِ طاہرہ نہیں ہو سکتے۔ چونکہ حضراتِ ثلاثہ کی والدہ صاحبگان شرک کی حالت میں وفات پاگئیں۔ اس لئے ارحام طاہرہ میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ اور مشرک کے واسطے نجات ہرگز نہیں۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ قولہ تعالےٰ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ۔ پڑھو۔

چہارم:۔ قولہ تعالیٰ:۔ اِنَّ اللہَ بَرِیٌٔ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ (تو بتحقیق اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے دست بردار ہیں۔ چونکہ حضراتِ ثلاثہ ادھیڑ عمر تک بت پرست اور مشرک رہے اسلئے اللہ اور اس کا رسولؐ ان سے بیزار ہے۔ اگر اصحابِ ثلاثہ کو نورِ محمدی صلعم کا دوست مانا جائے تو قرآن شریف کی تکذیب لازم ہو جاتی ہے کہ خدا کا قول اور فعل ایک نہیں تھا کہ معاذ اللہ نور محمدیؐ کو شرک کی نجاست میں ملوث رکھا۔

پنجم:۔ اس حدیث شافعی کے موضوع ہونے کی یہ بھاری دلیل ہے۔ کہ نام ہر چہار کا ترتیبِ خلافت کے موافق لیا گیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ بعد گذر جانے خلافتِ اربعہ کے یہ حدیث گھڑی گئی جس قدر سنیوں کی گھڑی احادیث ہیں۔ ان میں ترتیبِ خلافت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ یہ جناب سرور عالم صلعم کا معجزہ ہے کہ ان پر اتہام لگانے والا جھٹ پکڑا جائے اور جھوٹا قرار پائے۔ خلافت اور ترتیب خلافت کا ذکر تو کتب احادیث میں کسی جگہ نہیں۔ اگر ہے۔ تو پیش کرو۔ اگر ترتیبِ خلافت کے بارے میں صریح احکام رسالت ہوتے تو پھر شیعہ اور سنی کا کیا جھگڑا تھا؟ حضرات اصحابِ ثلاثہ سرور عالم صلعم کی تجہیز و تکفین کو کیوں چھوڑتے؟ بنی سقیفہ کا کیوں جھگڑا اٹھتا؟ جناب امیر المومنین علیؑ و بنی ہاشم کیوں مخالفت کرتے؟ جناب حسنین الشریفین علیہم السلام حضرات شیخین کو اپنے باپ کے منبر سے کیوں اتر آنے کو فرماتے؟ معاویہ اور بنی امیہ کی کیوں بغاوت ہوتی۔ اور سید الشہداء علیہ السلام کربلائے معلیٰ میں کیوں ذبح کیے جاتے؟ اہل سنت والجماعت اجماع کی کیوں آڑ

پکڑتے پس حدیثِ شافعی میں اصحابِ ثلاثہ کا نام بالترتیب خلافت صاف بتا رہا ہے۔ کہ یار لوگوں کی چالاکی اور من گھڑت ہے +

ششم :۔ حدیثِ نور میں نورِ مصطفویؐ و نورِ مرتضویؑ کی توحد و شرکت و معیت ہے۔ مگر حدیثِ شافعی میں قطعی علیحدگی اور مغائرت ہے۔ بنی ہاشم کا خاندان ایک ہے اور وہ فخرِ قریش ہے۔ اصلاب طاہرہ سے ارحامِ طاہرہ تک بالکل نزدیکی یگانگت و قربت ہے۔ ادھر بنی تیم۔ بنی عدی اور بنی اُمیہ کے تین گھرانے علیحدہ علیحدہ شاخیں ہوگئیں۔ اور تینوں بُت پرست و مُشرک رہے۔ وہ ذوی الارحام میں شامل نہیں ہوسکتے اس میں حضراتِ ثلاثہ کی کیا فضیلت نکلی؟ بعد پیدائیش آدم علیہ السلام کی پُشت مبارک میں سب انسان ودیعت رکھے گئے ہیں۔ ایک دانہ گندم میں کروڑ ہا من دانے خالق مطلق نے ودیعت رکھے ہیں۔ ہاں یہ بات مسلمہ ہے کہ اسلام نے حضرات شیخین کو سابقہ شرک سے صاف کیا +

ہفتم :۔ حضرات اصحابِ ثلاثہ عالم ارواح میں بھی ایک دوسرے کے دوست ہونگے۔ یہ شکیہ مجملہ ہے۔ بیشک توحدِ روحانی کا بڑا اثر دُنیا میں ہوتا ہے جن دو آدمیوں کی روح ایک قسم کی ہوتی ہے۔ تو بوجہ ہم جنسیت کے ان میں نہایت درجہ محبّت اور میل جول ہوتا ہے۔ خواہ باہم ایک دوسرے سے واقفیت بھی نہ رکھتے ہوں۔ مگر جنسیت روح کی وجہ سے ان میں نہایت درجہ کشش محبت ہوتی ہے۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز۔ متضاد طاقت کبھی دوست نہیں بن سکتی۔ ان میں نفرت و دشمنی رہتی ہے۔ اگر حضراتِ اصحابِ ثلاثہ عالمِ ارواح میں جناب سرورِ عالم صلعم کے دوست تھے۔ تو عالمِ دنیا میں بھی ان میں دوستی و محبّت کا اظہار ہوتا۔ مگر تمام مؤرخین و محدثین اہل سنت اس کے برخلاف لکھتے ہیں۔ کہ حضرات اصحابِ ثلاثہ ہر ایک جنگ و غزوہ میں حضور انور صلعم کو نرغۂ کفار میں اکیلے چھوڑ کر بھاگتے رہے۔ مگر سیدنا علی المرتضیٰؑ ہر ایک غزوہ و جنگ میں ثابت قدم و جان نثار رہے اور نورِ محمدی صلعم کو نہ چھوڑا۔ جنگِ اُحد میں سرورِ عالم صلعم زخمی ہوئے اور جناب امیر علیہ السلام کو بھی ستر زخم لگے۔ کہ تمام جسم لہولہان ہوگیا +

حضرت عمر بالاتفاق مؤرخین اہل سنّت اپنے ماموں ابوجہل کے انعامی اونٹ حاصل کرنے کے لئے ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر حضرت انور صلعم کو قتل کرنے کے واسطے نکلے جناب امیرؑ شب ہجرت میں بستر نبوت پر راضی برضا قتل ہونے کے واسطے سو رہے۔ صلح حدیبیہ میں حضرت عمر نے نورِ رسالت سے انکار کر دیا وقت وفات آنحضرت صلعم کے حق میں ہذیان کا کلمہ کہا۔ غوِ موا عنی کا خطاب پایا۔ تجہیز و تکفین کو چھوڑ کر چلتے

بنے تیسرے روز قبرِ مطہرہ پر آ حاضر ہوئے جناب بتول بنت رسول مقبول صلعم کو دھمکانے اور اُن کا گھر جلانے کو مسلح فوج اور آگ لکڑیاں لیکر دوڑے۔ کیا یہی روحانی دوستی و محبت تھی ؟

(ب) آنحضرت صلعم نے حضراتِ اصحابِ ثلاثہ کو مسجد سے نکال دیا۔ سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دیئے۔ (سوائے دروازہ حضرت علیؑ کے) کیا یہ توحد باطنی و ظاہری تھا؟ کیا یہی عالم ارواح کی دوستی تھی؟ جو عملاً و فعلاً دنیا میں ثابت ہوئی۔ نادانو۔ ان کو تو خداوند کریم نے آیتِ تطہیر میں شامل نہ کیا نہ آلِ عبا میں داخل نہ درود و صلوٰۃ پنجگانہ میں ان کا نام ہے پھر کس طرح توحد و یگانگت و دوستی ثلاثہ ثابت ہوئی ؟

(ج) مواخات کے وقت آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کا حضرت عمر سے بھائی چارہ کرا دیا۔ کیونکہ عالم ارواح میں وہ دونوں ایک دوسرے کے دوست تھے۔ مگر عالمِ ارواح میں چونکہ نورِ مرتضویؑ و نورِ مصطفویؐ کا توحد باطنی و روحانی ایک تھا۔ اس لئے دُنیا میں فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ۔ یا علی انت منی و انا منک۔ نادانو! سوچو توحد باطنی و ظاہری اس کا نام ہے۔ نبیؐ و علیؑ ایک ہی نُور کے دو ٹکڑے تھے۔ اس لئے خداوند کریم نے ان کو آیۂ مُباہلہ میں انفسنا سے یاد فرمایا اور جناب امیر علیہ السلام کو ظاہری و باطنی معیت رسول مقبولؐ کما حقہٗ حاصل ہوئی۔ عالمِ ارواح۔ عرشِ معلےٰ۔ اصلابِ طاہرہ۔ ارحامِ مطہرات۔ وقتِ ولادت۔ زیارتِ رُخِ انور۔ دعوتِ قریش۔ شبِ ہجرت۔ جنگِ بدر۔ جنگِ اُحد۔ جنگِ خندق۔ جنگِ حنین۔ جنگِ خیبر۔ وقتِ مُباہلہ۔ دوشِ مُبارک سرورِ عالم صلعم پر سواری۔ شاملِ آیتِ تطہیر۔ آلِ عبا۔ صلوات۔ صدقاتِ تحریمیہ۔ ابواب المساجد۔ خمِ غدیر۔ سورۂ برأت۔ سریئین۔ وقتِ وفات جسمِ شریف۔ شرکتِ دفن و کفن۔ لحدِ قبر النبی صلعم۔ ولادتِ خانہ کعبہ و شہادتِ مسجد میں معیت تامہ ملی بہشت کے دروازوں پر نبی و وصی علی ولی ہر دو کا نام لکھا ہوا ہے جنت میں معیت ایک ہی مکان میں ہوگی۔ حوض کوثر پر ساقی کوثر جناب حیدر صفدر و شافع روزِ محشر علیہم السلم ہر دو ہونگے بتاؤ ایسی معیت اصحابِ ثلاثہ کو کہاں نصیب ہوئی ؎

جو غیر کو جانشین نبیؐ کا سمجھا اور خویش پیمبرؐ کو نہ آقا سمجھا
اس کی یہ مثال ہے عیاذاً باللہ بندہ کو خدا خدا کو بندہ سمجھا

جناب امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب غالب علی کل غالب سیدنا و امامنا علی ابن ابی طالبؑ کے توحد باطنی و ظاہری و یگانگت کے واسطے ذیل کی احادیث کو غور سے پڑھو جو حدیث نور کے موید ہیں :-

(۵) حدیث برات (حدیث جاثلث نبھا رسانی ؟) عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلعم

لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۸ مناقب علیؑ صفحہ ۱۱۹۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۴) ہجری نویں سال جب حضرت صلعم جنگ تبوک کو چلے تو علی المرتضیٰ کو مدینے میں خلیفہ کیا۔ منافقوں نے کہا کہ پیغمبر پر حضرت علی المرتضیٰ بھاری ہیں۔ اس واسطے ان کو ساتھ نہ لیا۔ علی المرتضیٰ کو اس بات سے رنج ہوا۔ تیار ہو کر حضرت صلعم کو جا ملے۔ اور یہ منافقوں کا طعنہ بیان کیا۔ اور کہا یا حضرتؐ کیا آپ مجھ کو عورتوں اور لڑکوں پر خلیفہ کرتے ہیں؟ تب حضرتؐ نے یہ حدیث بیان فرمائی یعنی اس میں کچھ رتبہ نہیں جاتا۔ دیکھو موسےؑ جب کوہ طور پر گئے تھے۔ تو اپنے بھائی ہارونؑ پیغمبر کو اپنے گھربار اور بنی اسرائیل پر خلیفہ کر گئے تھے۔ تو جیسے ہارونؑ کی عزت موسےؑ کے نزدیک تھی۔ ویسی تمہاری عزت میرے نزدیک ہے۔ ہاں اتنی بات البتہ ہارونؑ میں زیادہ تھی کہ وہ پیغمبر تھے ٭

(ب) مسند احمد حنبل میں حدیث منزلت کے ساتھ یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ انت خلیفتی۔ تو میرا خلیفہ ہے۔ (تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۲)

مماثلت ہارونی - جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ کو حضرت ہارونؑ سے مشابہت تامہ ہے۔ اس لئے کہ وہ بحکم جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل ہارونؑ ہیں ٭

(۱) جس طرح حضرت ہارونؑ حضرت موسےؑ کے معاون و مددگار، برگزیدہ و معصوم نبی۔ شریک نبوت خلیفہ قوم بنی اسرائیل، و شریک رنج و راحت تھے۔ اسی طرح جناب علی المرتضیٰ بھی امت محمدیہ میں سے جناب سرور عالم صلعم کے معاون و مددگار، پاک و معصوم امام۔ شریک نبوت۔ خلیفہ قوم قریش تھے ٭

(۲) جس طرح جناب ہارونؑ حضرت موسےؑ کی درخواست پر بنی اسرائیل میں خلیفہ مقرر کئے گئے تھے۔ اسی طرح جناب امیرؑ کو بحکم خدا و رسولؐ خم غدیر میں باضابطہ طور پر قوم قریش کے امام و خلیفہ و نائب رسولؐ مقرر ہوئے

(۳) جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میقات کوہ طور پر جانے کے بعد خلیفۂ قوم حضرت ہارونؑ ہادی و مہدی تھے۔ اسی طرح جنگ تبوک پر جاتے وقت کل حجاز عرب کے خلیفہ جناب امیر علیہ السلام مقرر ہوئے ٭

(۴) جس طرح حضرت موسےؑ علیہ السلام کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل بگڑ گئی تھی اور ان لوگوں نے سامری کو خلیفہ بنا کر گوسالہ پرستی شروع کر دی۔ اسی طرح بعد وفات حسرت آیات جناب سرور عالم صلعم امت محمدیہ بھی امام برحق قرآن ناطق جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام سے بگڑ گئی۔ اور اجماع پرستی شروع کر دی ٭

(۵) جس طرح حضرت ہارونؑ نے اصحاب سیدنا موسےؑ علیہ السلام و قوم بنی اسرائیل کے انحراف و تشدد

صبر کیا۔ اسی طرح جناب امیرؑ نے بھی اصحاب سیّدنا احمد مختار صلعم کے انحراف و تشدّد پر صبر کیا۔ اور اُن سے جھگڑا و فساد نہیں رکھا۔ بلکہ تمام بنی ہاشم و خاندان نبوت کو نا اتفاقی سے روکے رکھا۔ اور اسلام پر احسان کیا کہ خانگی جھگڑاوں سے درگزر کر اپنے حقوق پائمال ہونے دیئے۔ مگر مقابلہ میں تلوار نہ اُٹھائی۔ تاکہ تفریق بین المسلمین نہ ہو۔ اور اپنی قوتِ روحانیہ سے قوم قریش و خلفاء اسلام کی ہمیشہ اصلاح کرتے رہے۔ اور اپنے دامن عصمت پر بغاوت کا دھبّہ نہیں لگنے دیا۔ اسلام کی کشتی کو بچا لیا۔ اللّٰھمّ صلِّ علی محمّدٍ وّ آلِ محمّد

(۶) جس طرح حضرت ہارونؑ کے دو فرزند حضرات شبیر و شبر تھے۔ اسی طرح جناب امیرؑ کے دو فرزند حضرات امام حسنؑ و امام حسین علیہم السلام تھے۔ جو شبر و شبیر کے ناموں سے ملقب ہوئے جس طرح حضرات شبیر و شبر فرزندانِ حضرت ہارون علیہ السلام کو ہیکل موسوی میں رہنے کی جگہ ملی۔ اسی طرح حسنین الشریفین امامین الہمامین کو بھی مسجد نبوی صلعم میں رہائش ملی اور باقی تمام صحابۂ کرام کے دروازے مسجد نبوی کی طرف سے بند کئے گئے ✦

(۷) جس طرح حضرت ہارونؑ نے حضرت موسیٰؑ سے میقات سے واپس آنے پر اپنی قوم کی شکایت کی تھی۔ کہ اے میرے ماں جائے بھائی اس قوم بنی اسرائیل نے مجھے لاچار کر دیا اور میرے قتل پر آمادہ ہوئے۔ اسی طرح جناب امیر علیہ السلام نے بھی جناب سرورِ عالم صلعم سے قوم قریش کی شکایت کی تھی۔ اور بعد وفات النبی صلعم طلبی بیعت جبریہ کے وقت فرمایا تھا۔ اے میرے بھائی اِس قومِ قریش نے مجھے "تنگ کر رکھا ہے۔ اور میرے قتل پر آمادہ ہیں۔ (الامت والسیاست)

(۸) حضرت ہارونؑ کے بعد حضرت موسیٰؑ کے وصی پیغمبرزادہ حضرت یوشع بن نونؑ کے واسطے جنگِ اریحا (شام) میں ڈوبتا ہوا سورج ٹھہرا رہا۔ اسی طرح جنگ خیبر و جنگِ صفین میں جناب امیرؑ کے واسطے دو دفعہ ڈوبا ہوا سورج پھر نکل آیا جس سے آنجناب ولایت مآب علیہ السلام نے نمازِ عصر ادا فرمائی ✦

(۹) جس طرح حضرت ہارونؑ امتِ موسوی میں سب سے بڑے عالم، فاضل، اولوالامر امام ہادی اور واجب الاطاعت تھے۔ اسی طرح جناب امیرؑ اُمتِ محمدیہ میں سب صحابۂ کرام سے زیادہ عالم و فاضل۔ زیادہ بہادر۔ فصیح البیان تھے۔ اور اُمتِ محمدیہ پر اُن کی تابعداری فرض تھی۔ حضرت ہارونؑ بعد حضرت موسیٰؑ کل بنی اسرائیل اُمتِ موسوی سے افضل تھے۔ اسی لحاظ سے جناب علی المرتضیٰؑ تمام صحابۂ کرام اور عوام سے افضل تھے ✦

(۱۰) حضرت یوشع بن نونؑ فرزندان حضرت ہارونؑ کے مہتمم و معاون ہوئے۔ مگر حضرت ابوبکر نے جناب

امامین الہمامین حسنین الشریفین کے ساتھ کوئی احسن و نیک سلوک نہ کیا۔ اُلٹا جائیداد باغ فدک وغیرہ کو چھین کر صدقہ قرار دیا۔ جو کچھ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ نے اپنی ایثار نفسی حقیقی قربانی وفاداری تابعداری سے جناب رسول خدا صلعم کے ساتھ کر دکھایا۔ اس کا عشر عشیر بھی حضرت ہارونؑ سے نہ ہو سکا۔ تو اب آپ خود انصاف فرمائیں۔ کہ مثل ہارونؑ جناب امیرؑ خلافت سے کیوں محروم کیے گئے۔ فافہم وتدبر

(۶) چھٹی حدیث مماثلت عیسویؑ یعنی مثل مسیح کون ہے؟ عن علیؑ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فیک مثل من عیسیٰؑ لغضبتہ الیہود حتیٰ بہتوا امہ۔ واحبتہ النصاریٰ حتیٰ انزلوہ بالمنزلۃ التی لست لہ ثم قال یہلک فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی۔ ومبغض تحملہ شنانی علی ان یبہتنی (رواہ احمد مشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب علیؑ۔ جلد ربع ۴ لاہوری صـ۱۲۲۔ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد اوّل صـ۱۶۰ حدیث دوم)

ترجمہ: جناب علیؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تجھ میں ایک عیسوی مشابہت ہے۔ کہ اُن کو یہود نے دشمن رکھا۔ یہاں تک کہ اُن کی والدہ ماجدہ کو تہمت لگا دی اور اُن کو نصاریٰ نے دوست رکھا کہ اُن کو درجہ سے بڑھا دیا جو اُن میں ثابت نہیں۔ پھر جناب علیؑ نے فرمایا کہ میری دوستی میں دو شخص ہلاک ہونگے۔ ایک تو حد سے زیادہ میری تعریف کرنے والا جو مجھ میں نہیں ہے۔ دوسرا دشمن کہ اس کو میری دشمنی ہلاک کرے گی۔ کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے گا۔

(اوّل) جس طرح حضرت عیسیٰؑ قوم بنی اسرائیل پر بعد حضرت موسیٰؑ ایک اولوالعزم وجلیل القدر رسول مقبول مقرر ہو کر آئے تھے۔ اسی طرح جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ بعد وفات سیدنا المصطفےٰ صلعم قوم قریش وعرب وعجم پر ایک برگزیدہ ومعصوم امام ونائب رسول اللہ من جانب اللہ مقرر ہوئے تھے۔

(دوم) جس طرح سیدنا عیسیٰؑ شریعت موسوی کے مصلح و ریفارمر تھے۔ اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰؑ شریعت محمدیہ کے پابند مصلح اور ریفارمر تھے۔ جس طرح سیدنا عیسیٰؑ کو بنی اسرائیل کے واسطے انجیل بنا پر ہدایت دی گئی تھی۔ اسی طرح جناب امیرؑ کو قرآن شریف کی حقیقی تفسیر عطا کی گئی تھی۔ قرآن عظیم الشان کو آپ کے ساتھ کر دیا تھا القرآن مع علی وعلی مع القرآن پڑھو اور جناب امیرؑ قرآن ناطق قرار پائے۔ آپ کو فصاحت و بلاغت عطا کی گئی۔ کتاب مستطاب نہج البلاغہ شاہد ہے۔

(سوم) جس طرح قوم یہود نے جناب سیدنا عیسےٰؑ کی توہین وتحقیر کی اسی طرح اُمت محمدیہ صلعم کے ناصبی خارجی

نے جناب امیرؑ کی ہتک کی اور ان پر سب وشتم روا رکھا۔ معاویہ بن سفیان، مروان و دیگر عمال بنی امیہ ہمیشہ منبروں پر جناب امیرؑ اور اُن کی اولاد پر سب وشتم کرتے رہتے۔ (ابوالفدا۔ روضۃ الصفار) اور ناصبی، خارجی اب بھی اخباروں، رسالوں، کتابوں میں اہل بیت رسالت صلعم کی ہتک و توہین کرتے رہتے ہیں، اور امتِ محمدیہ صلعم بھی کہلاتے ہیں۔ نجدیوں نے روضوں کو مسمار کیا +

(چہارم) جس طرح یہودیوں نے جناب سیدنا عیسےٰؑ کے درجات کو گھٹا کر اپنے اپنے رہبانوں کو اپنا رہبر و امام بنایا۔ اسی طرح امتِ محمدیہ نے بھی جناب امیرؑ کو گھٹا کر افضل الناس بعد النبی کا درجہ حضراتِ اصحاب ثلاثہ کو دلایا۔ جس طرح یہودیوں و مرزائیوں نے جناب مسیحؑ کے اعجاز و معجزات کو مسمریزم و شعبدہ بازی بتایا۔ ویسا ہی ناصبیوں، خارجیوں نے جناب امیر علیہ السلام کی کرامات کو فسون و شعبدہ بازی بنایا۔ (دیکھو میری کتاب تحفۂ نورانی تکذیب قادیانی)

(پنجم) جس طرح یہودیوں نے حضرت سیدنا عیسےٰؑ سے جھگڑا و فساد رکھا اور ان کو ایک لحہ بھی آرام و قرار نہ کرنے دیا۔ ان کے احکام کو نہ سنا۔ بلکہ ہر وقت ان کے قتل کے درپئے رہے آخر اپنے زعم میں ان کو صلیب پر چڑھا دیا۔ اسی طرح مسلمانوں نے جناب امیرؑ کے ساتھ ہمیشہ جھگڑا و فساد رکھا۔ بغاوت اختیار کی باغِ فدک چھین لیا۔ خمس بند کر دیا۔ گھر کے جلانے کو دوڑے۔ معاویہ نے بغاوت کر کے بہتر لڑائیاں کیں۔ آخر خارجیوں نے مسجد کوفہ میں شہید کر ڈالا +

(ششم) جس طرح سیدنا عیسےٰؑ سے فی زمانہ قادیانی مرزائی فرقہ مسلمان کہلا کر عداوت و بغض رکھتا ہے۔ اسی طرح سیدنا علی المرتضےٰؑ سے بھی عداوت و دشمنی رکھتا ہے۔ جس طرح مرزائیوں کا پیرو مرشد مثیل مسیحؑ کا دعویدار ہے۔ ویسا ہی وہ مثیل علیؑ کا بھی دعویٰ رکھتا ہے۔ باوجود دعویٰ مماثلت کے پھر توہین و تحقیر بھی کرتا ہے قولہ

ے ابن مریمؑ کے ذکر کو چھوڑو × اس سے بہتر غلام احمد ہے

ایسا ہی اس کا قول جناب امیرؑ کے واسطے ہے کہ میں زندہ علی ہوں مُردہ علی (معاذ اللہ) کو چھوڑو اسی طرح سب ناصبی و خارجی بھی شانِ مرتضوی کو گھٹاتے رہتے ہیں +

(ہفتم) جس طرح یہودیوں نے توریت و دیگر آسمانی صحیفوں سے شانِ عیسوی کو تحریف کیا اور ان کو نکال کر اپنی من گھڑت تاویلیں کیں۔ اسی طرح امتِ محمدیہ نے نصوص جلی کو تحریف کیا۔ اور احادیث مناقب مرتضویؑ کو ضعیف و موضوع بنا دیا۔ اور شان و فضائل اہل بیت رسالت کو مٹانے کی کوشش کی اور

اپنی من گھڑت تاویلاتِ رکیکہ سے اُمتِ محمدیہ کو صراطِ مستقیم سے ہٹائے رکھا اور حضرات اصحابِ ثلاثہ اور معاویہ کی شان میں موضوعی احادیث بنائیں۔ تاکہ شانِ مرتضویؑ کو ملیامیٹ کیا جائے۔ مرزائی قادیانی کبھی تو خود خدا بن بیٹھا اور زمین و آسمان پیدا کرنے لگا۔ کبھی خداتعالیٰ سے مسل پر دستخط کرانے لگا۔ کبھی خدا کا ہمسر و برابر کبھی خدا کا بیٹا۔ کبھی خدا کا باپ۔ کبھی باپ کے نطفہ سے کبھی خدا کے نطفہ سے پیدا ہوا۔ کبھی مرد بنا کبھی عورت بنکر بچہ پیدا کیا۔ اور اس کو حیض آتا رہا۔ کبھی کرشن اوتار قائل تناسخ و منکرِ قیامت ہوا اور کبھی تمام انبیاء مرسلین علیہم السلام سے افضل بنکر اللہ تعالےٰ سے اپنی حمد و ثنا کرائی۔ آخر کار اپنے کل درجات سے گر کر برہمن اوتار کا دعوےٰ کیا (دیکھو تحفۂ نورانی تکذیب قادیانی)

(ھشتم) جس طرح سیدنا عیسےٰ علیہ السلام سے معجزات ظاہر ہوئے۔ اسی طرح مثیلِ مسیح جناب سیدنا علی علیہ السلام سے اعجاز و کرامات ظاہر ہوئیں (انوار الائمہ۔ شواہد النبوۃ جامی)

(نھم) جس طرح جناب سیدنا عیسےٰؑ رحم۔ خُلق۔ حِلم۔ تقدّس۔ ہمدردی میں مشہور تھے۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضےٰؑ اپنے تقدّس۔ زہد۔ تقوےٰ۔ خلق۔ رحم۔ تواضع۔ صبر و رضا۔ حلم۔ عفو عن المکافات شفقت عن الحق۔ رعایتِ اسیران۔ رعائتِ حقوق الناس۔ عدل و انصاف۔ حیا و شرم۔ غیرتِ قومی۔ فراست۔ حافظہ۔ صداقت۔ طہارت۔ عصمت۔ عبادت۔ صدقات۔ سخاوت۔ مہمان نوازی۔ حسن سلوک۔ جہاد مع النفس و فی سبیل اللہ میں مشہور و معروف تھے۔ گو وہ نبی مبعوث نہ ہوئے تھے۔ مگر اوصافِ نبوت ان میں تمام تھیں ٭

(دھم) جس طرح جناب سیدنا عیسےٰؑ ایک برگزیدہ رسول مقبول معصوم و پاک و مقدّس تھے۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام ایک معصوم۔ مطہر و مقدّس امام۔ وصی النبی صلعم تھے ٭

(یازدھم) جس طرح مرزائی فرقہ مماتِ سیدنا عیسےٰؑ کا قائل ہے۔ کہ وہ کشمیر میں فوت ہوئے ان کی آسمان پر جانیکی عظمت و جلالت کو مٹاتا ہے۔ اُسی طرح ہی مرزائی فرقہ جناب سیدنا امیرؑ کی شانِ شہادت کو گھٹاتا ہے۔ ان کا پیر و مرشد جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کبھی زندہ علیؑ کہلاتا ہے کبھی خود خدا بن جاتا ہے۔ (کتاب البریت)

(دوازدھم) جس طرح جناب سیدنا عیسےٰؑ کو نصاریٰ (عیسائیوں) نے ابن اللہ روح القدس یا خدا کا درجہ دیا ہے اور تین میں ایک اور ایک میں تین تثلیث کا گورکھ دھندا بنایا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں میں سے ایک فرقہ نصیری نے جناب امیر علیہ السلام کو خدا بنایا ہے۔ مذہب شیعہ اثنا عشریہ کے عقیدہ کے یہ خلاف ہے ٭

(سیزدھم) جس طرح جناب عیسےٰ کی شانِ عزت وجلالت ومراتب کو نہ ہی یہود اور نہ ہی عیسائی سمجھ سکے۔ اسی طرح مسلمانوں نے بھی مراتب ومنزلت مرتضویؑ کو نہ پہچانا۔ صوفیا رکرام نے اِس قدر غلو کیا کہ جناب امیر علیہ السلام کو ھوالاول ھوالاخر ھوالظاھر ھوالباطن کا خطاب دیدیا۔ اور شافعیؒ تو خدا تعالیٰ اور جناب امیر علیہ السلام میں فرق نہ جان سکا۔ شافعیؒ

کفیٰ فی فضل مولانا علیؑ * وقوع الشک فیہ انہ اللہ

ومات الشافعی ولیس یدری * علیؑ ربہ ام ربہ اللہ

(مناقبِ مرتضوی کشفی مطبوعہ ممبئی ص۱)

مؤلف فتح الرحمانی کا اقبال ہے ؎

شرق سے تا غرب حکمِ حق سے جاری حکم ہے * احمدِ مختار کا اور حیدرِ کرار کا

اور مسلمانوں کے فرقۂ اہلِ سنت والجماعت نے تو ان کو ایسا گھٹایا کہ چوتھے درجہ پر بھی مشکل سے خلیفہ بنایا اور ادھر معاویہ کے ساتھ جاکر درجہ خلافت ملایا۔ فافہم وتدبر

(چہاردھم) جس طرح جناب سیدنا عیسےٰؑ کو بارہ حواری راسخ الایمان ملے ہوئے تھے۔ اسی طرح جناب امیرؑ کے بارہ حواری راسخ الایمان۔ محبان اہل بیت کرام اور فنا فی المحبت تھے۔ اسمائے مبارک یہ ہیں۔ (۱) حضرت سلمان فارسی (۲) حضرت مقداد (۳) حضرت ابوذر غفاری (۴) حضرت عمار بن یاسر (۵) حضرت محمد بن ابوبکر (۶) حضرت مالک اشتر (۷) حضرت عبداللہ ابن مسعود (۸) حضرت عبداللہ ابن عباس (۹) حضرت بریدہ اسلمی (۱۰) حضرت حذیفۃ الیمانی (۱۱) حضرت خواجہ اویس قرنی (۱۲) حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہم اجمعین ۔

نوٹ:۔ حضرت عمار بن یاسرؓ۔ حضرت بریدہ اسلمیؓ۔ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ جنگِ صفین میں باغی فرقۂ معاویہ کے ہاتھ سے شہید ہوگئے۔ حضرت محمد بن ابوبکرؓ۔ حضرت مالک اشترؓ۔ اور حضرت حجر بن عدی بن حاتم طائی کو معاویہ نے شہید کرایا۔

(پانزدھم) جناب عیسےٰؑ کو خداوند کریم نے روح سے پیدا کیا۔ وہ روح اللہ ہوئے اور جناب امیرؑ کو ذاتِ مبارک پروردگار نے اپنے نور سے پیدا کیا۔ اس لئے وہ نور اللہ کہلائے۔

(شانزدھم) جناب عیسےٰؑ کی والدہ ماجدہ بی بی مریمؑ وقتِ ولادت کے بیت المقدس سے باہر کی

گئیں۔ مگر جناب شیرخدا علی المرتضےٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ مریم ثانی علیہا السلام خانہ کعبہ میں داخل کردی گئیں۔ جہاں جناب امیر علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ (مطالب السئول)

(ھفدھم) اگر والدۂ جناب عیسےٰؑ کی احترام حضرت زکریاؑ فرماتے تھے اور اُن کے سپرد ہوئیں۔ تو والدۂ جناب سیدنا علی المرتضےٰ علیہ السلام خود رسول خدا صلعم کے زیر سایہ رہیں۔ اور حضور انور صلعم خدمت بجالاتے رہے۔

(ھشدھم) اگر جناب عیسےٰؑ نے گھوارہ میں قوم بنی اسرائیل سے کلام کیا۔ تو جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام نے گھوارہ میں خود رسول مقبول صلعم سے کلام کیا۔

(نوزدھم) اگر جناب عیسےٰؑ نے فرمایا انی عبداللّٰہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ تو جناب علی المرتضیٰؑ نے فرمایا انا عبداللّٰہ واخو رسول اللّٰہ میں خدا کا بندہ ہوں اور رسول خدا صلعم کا بھائی ہوں۔

(بستم) جناب عیسےٰؑ کی نبوت و رسالت تیں برس تک رہی۔ ویسا ہی امامت جناب امیر علیہ السلام کی تیس برس تک رہی جس کو خلافتِ راشدہ یا حق کی چکّی کہتے ہیں۔

(بیست و یکم) جناب عیسےٰؑ کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے۔ نعلمہ الکتاب اور ہم اس کو کتاب کی تعلیم دیں گے۔ اور جناب امیر علیہ السلام کے بارے میں فرمان ہے ومن عندہٗ علم الکتاب اور وہ شخص جس کے پاس ساری کتاب کا علم ہے۔

(۲۲) جناب سیدنا عیسےٰ مسیحؑ ایک بنی اسرائیل کے گھرانے کے سب سے بڑے رسولؐ حضرت سیدنا موسےٰؑ کی شریعت کے پابند تھے۔ ایسے ہی سیدنا علی المرتضیٰؑ بنی اسماعیل کے خاندان کے سب سے بڑے بلکہ تمام انبیاء و مرسلینؑ سے بڑے رسولؐ کی شریعت کے تابع تھے۔ اور یہ نجیب الطرفین ہاشمی تھے۔

(۲۳) جس طرح حضرت سیدنا عیسےٰ علیہ السلام بھی ناصری بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم نبوت ہیں ایسے ہی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام بنی اسمعیل کے گھرانے بنی ہاشم سے خاتم ولایت ہیں۔

(۲۴) جس طرح حضرت سیدنا مسیحؑ حضرت موسیٰؑ کے بعد تشریف لائے تھے۔ اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰؑ بھی سیدنا و شفیعنا محمد الرسول اللہ صلعم کے بعد تشریف لائے جناب سیدنا عیسےٰؑ جناب سیدنا امام محمد مہدیؑ قائم آل محمد صلعم کے نائب ہونگے۔ اور جب خداوند کریم نے پوتے کو یہ شرف عطا فرمایا ہے۔ کہ ایک اولوالعزم رسول ان کی تابعداری و اطاعت و تقلید کریگے۔ تو ابوالائمہ جناب مولا مشکل کشا شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰؑ

کا رُتبہ اَور شان کہاں تک خیال کیا جا سکتا ہے۔ تمام اُمتِ محمدیہ صلعم (سواء فرقہ مرزائیہ احمدیہ) کے جناب امام محمد مہدی علیہ السلام کے منتظر ہیں۔ اَور اُن کے ظہور کے لئے شب و روز دست بدعا ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ اس امام آخر الزمان علیہ السلام سے جو کئی درجہ شان میں بڑھ چڑھ کر تھا۔ اس کی امامت و خلافت کو لوگوں نے قبول نہ کیا۔ اَور انحراف کیا ۔

(۲۵) جس طرح جناب سیّدنا عیسےٰ علیہ السلام نے غربت و مسکنت میں تبلیغ شریعتِ موسوی کرتے تھے۔ اسی طرح جناب سیّدنا علی المرتضیٰؑ نے بھی غربت و مسکنت اختیار فرمائی اَور تبلیغ شریعتِ محمد صلعم کی ۔

(۲۶) جس طرح یہودیوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام پر کُفر کا فتوےٰ لگایا تھا۔ اسی طرح ناصبیوں اَور خارجیوں نے بھی جناب سیّدنا علی المرتضےٰ علیہ السلام پر کُفر کا فتوےٰ لگایا ۔

جناب علی المرتضیٰؑ امام المتقین و الزاہدین تھے ۔ جس طرح جناب سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام زہد و تقویٰ میں لاثانی تھے۔ اسی طرح جناب علی المرتضیٰؑ زہد و تقویٰ عبادت میں بے نظیر تھے۔ جناب امیرؑ ایسی غذا کھاتے تھے۔ جیسا کہ عوام الناس کے غلام کھاتے ہیں۔ پلاؤ۔ زردہ۔ قیمہ۔ بریانی۔ کوفتہ۔ متنجن اَور مختلف قسم کے لذیذ و مرغن و مسمن غذائیں آپ کو نہ بھاتی تھیں۔ نہ آپ کا شاہانہ دسترخوان بچھتا تھا۔ راہِ خدا میں گوشت۔ روٹی دیتے۔ اَور خود جَو کی روٹی۔ روغنِ زیتون۔ سرکہ کھاتے تھے۔ اَور جو غذا کہ جناب رسول اکرم صلعم نے اپنی حیاتِ اقدس میں کھائی تھی۔ وہی غذا جناب امیرؑ کی معمول رہی۔ گوشت بہت کم کھاتے تھے اَور فرماتے تھے۔ اے لوگو۔ اپنے پیٹ کو حیوانوں کی قبریں مت بناؤ۔ جناب امیرؑ کی ہمیشہ سادہ غذا رہی۔ یاد رکھو زیادہ مرغن و مسمن اَور پُر تکلف غذا ہمیشہ مُضرِ صحت ہوتی ہے۔ تخمہ و ہیضہ و اسہال ہو جاتی ہیں۔ دماغ کمزور معدہ ضعیف اَور جگر خراب ہو جاتا ہے۔ جذباتِ حیوانی بھڑک اُٹھتے ہیں۔ شہوت کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ بدن ہمیشہ کاہل و سُست ہو جاتا ہے۔ انسان دائم المریض حکیموں اَور ڈاکٹروں اَور چورن ہاضم کا محتاج رہتا ہے۔ غذا وہ کھانی چاہئے۔ جو ہضم ہو جائے۔ خون صالح پیدا کرے اَور جزو بدن ہو کر جسم کی پرورش کرے۔ باقی سب فضول خرچی و اسراف اَور ریاکاری اَور دنیاوی نمائش و زیبائش ہے۔ ایک دفعہ جناب امیرؑ کے سامنے فالودہ لایا گیا۔ آپ نے نہ کھایا۔ عرض کیا گیا کیا یہ چیز حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں حلال و جائز ہے۔ مگر چونکہ جناب رسول اکرم صلعم نے اِس قسم کا فالودہ نہیں کھایا۔ مَیں بھی نہیں کھاتا ۔

(ب) جناب امیرؑ کا لباس ہمیشہ صاف۔ سادہ۔ موٹے اَور گاڑھے کپڑے کا ہوتا تھا۔ کبھی بھی آپ نے زرق برق

اطلس۔ کمخواب۔ اور بڑے قیمتی زریں لباس نہ پہنتے۔ جب دو قمیض آپ خرید فرماتے۔ تو پہلے غلام کو فرماتے۔ کہ ان میں سے جونسا پسند ہو۔ لیلو۔ آخر کو آپ ایک قمیض لیتے اور ہمیشہ کم قیمت والے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ آپ فخریہ لباس ہرگز نہ پہنا کرتے تھے۔ جناب امیرؑ نے اپنی گاڑھے پسینہ کی کمائی سے ایک ہزار غلاموں کو خرید کرکے آزاد کر دیا۔ جناب رسولخدا صلعم کے بعد آپ سب دُنیا سے زیادہ زاہد و عابد و پرہیزگار تھے۔ باوجود قدرت و طاقت و کشادہ حالی و خلافت و امارت کے لذاتِ دُنیا کے تارک تھے۔ اور فرماتے تھے اے دُنیا تو مجھے شوق دلاتی ہے۔ اور غرور کرتی ہے۔ اے دُنیا مجھے تجھ سے کچھ حاجت نہیں۔ میں نے تجھے تین بار طلاق دیا۔ تیرا عیش بہت کم ہے۔ مگر تیرا خطرہ بہت ہے۔ خدا کی قسم میری نظروں میں دُنیا پشہ (مچھر) کے پر کے برابر بھی نہیں ؎

چیست دُنیا از خدا غافل شدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

دُنیا و دین ہر دو لازم و ملزوم ہیں۔ دُنیا اچھی بھی ہے اور بُری بھی۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اشاعتِ دین ہمدردی مساکین۔ یتامیٰ۔ غربا و مسافرین اور اپنے خویش و اقارب۔ فرزند و زن کی پرورش و اعانت خیرات۔ صدقات میں کام آئے۔ تو وہ دُنیا اچھی ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا راستہ چھوڑ کر عیش و عشرت۔ لہو و لعب۔ فسق و فجور۔ زنا۔ شراب۔ جوا۔ فضول خرچی۔ اسراف۔ تعمیر مکانات و تکبر و غرور۔ بیجا مقدمات میں خرچ ہو۔ وہ دُنیا مُردار ہے۔ وہ دُنیا دوزخ کا ایندھن ہے۔ وہی اسکے مصداق ہے الدُّنیا جیفۃ وطالبہا کلاب۔

(ج) مالِ غنیمت کی تقسیم میں بیت المال میں کچھ باقی نہ رکھتے تھے۔ دیانتدار اور امین حاکموں کو حکومت دیتے اور عادل عامل مقرر فرماتے جب کسی عامل سے خیانت ظاہر ہوتی تب اس کو آپ نصیحت قرآن شریف کی لکھتے اور اللہ کی درگاہ میں عذر خواہی کرتے۔ کہ میں نے فلاں عامل کو ظلم کرنے کے واسطے حکم نہیں کیا جب مالِ غنیمت یا زکوٰۃ و خمس تقسیم کرتے۔ اس زمین میں جھاڑو دلاتے تاکہ ایک دانہ بھی بروزِ قیامت مجھ پر گواہی کو نہ کھڑا ہو۔ اصفہان سے جب مال آیا۔ اور آپؑ نے اپنا حصہ مکسر کیا۔ اور قرعہ کیا۔ اور بعدہٗ تقسیم کیا۔ کوئی عالی شان عمارت نہ بنوائی ؂

(د) عابد ایسے تھے۔ کہ ایک ہزار رکعت نوافل رات اور دن میں پڑھا کرتے تھے۔ پیشانی میں کثرتِ سجود سے گھٹے پڑ گئے تھے۔ آپ کو نماز میں اس کثرت سے استغراق ہوتا تھا کہ تن من و جسم کی کوئی خبر نہ رہتی تھی۔ ایک تیر حالتِ نماز میں جسم مُبارک سے نکالا گیا۔ مگر جنابؑ کو خبر تک نہ ہوئی۔ حالانکہ مصلےٰ خون سے رنگین ہو گیا۔ اور نماز کی حالت میں عباداتِ الٰہی بھی بجالائے۔ اور رکوع میں انگوٹھی بھی خیرات کر دی۔ ایک حالت میں دو نیکی

کے کام سوائے اہلبیت رسالت صلعم کے اَور کسی صحابہ سے نہ ہو سکے۔ تین روز تک روزے رکھے اَور ہمیشہ پانی سے افطار فرماتے رہے۔ مگر نان جویں تینوں روز مسکین و یتیم اَور قیدی کے حوالہ کر دیں۔ اَور خود بھوکے رہے۔ یہ ایثار۔ یہ قربانی۔ یہ نفس کُشی سوائے اہلبیت رسالت صلعم کے اَور کسی بشر سے آج تک نہ ہو سکی۔ آیت نجویٰ کی تعمیل سوائے جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کے کسی اصحاب نے نہ کی۔ حالانکہ ہزاروں روپے رکھتے تھے۔ اَور مالدار اَور غنی کہلاتے تھے۔ حلیم اَور صاحبِ بخشش و عفو و کرم ایسے تھے۔ کہ اپنے قاتل ابن ملجم ملعون خارجی کو شربت پلایا۔ باوجود مروان ملعون کی شدّتِ عداوت کے جناب امیرؑ نے جنگِ جمل میں اس کو زندہ چھوڑ دیا۔ جناب بی بی عائشہ کو جنگِ جمل کے بعد بیس[۲۰] عورتوں کے ہمراہ مدینہ منوّرہ کو باعزّت واپس کیا۔ اپنے دشمنوں کے مال و متاع کو نہ لوٹا۔ اُن کو غلام نہ بنایا۔ بھاگتے ہوئے دشمنوں کا تعاقب نہ کیا۔ جنگِ صفین میں جب عمرو بن العاص نے عین میدانِ جنگ میں جناب امیرؑ کے مقابلہ میں اپنی پیٹھ (دُبر ننگی (برہنہ) کر دی۔ تو جناب امیرؑ نے اپنا مُنہ پھیر لیا۔ اَور اُس کو قتل نہ کیا۔ جنگِ صفین میں معاویہ شامیوں نے جناب امیرؑ کے لشکر پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا۔ جب پیاس کی شدّت نے غلبہ کیا۔ تو جناب مالک اشترؒ جرنیل لشکرِ مرتضویؑ نے حملہ کر کے گھاٹ کو چھُڑا لیا۔ اَور پانی پر قابض ہو گئے۔ اَور چاہا کہ بطورِ معاوضہ معاویہ شامیوں پر پانی بند کر دیں۔ مگر جناب امیرؑ نے منع فرمایا۔ اَور معاویہ کے لشکر کو پانی بھرنے دیا۔ افسوس ہے کہ معاویہ کے فرزند یزید پلید نے کربلا معلّٰی میں دریائے فرات کا پانی جناب امام حسینؑ پر بند کرایا اَور بال بچّوں کو پانی سے ترسایا۔ بلکہ شامی و کوفیوں نے بجائے پانی تیر چلائے شہدائے کربلائے معلّٰے کو شہادت تک پانی نصیب نہ ہُوا۔ الالعنتہ اللہ علی الظالمین۔

(دیکھو اخطب خوارزم۔ مطالب السئول صفحہ ۳۰-۳۳ تاریخ اسلام۔ ازالۃ الخفاء۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۹۔ سیرۃ و فقرہ و تواضعہ۔ تذکرہ خواص الائمۃ صفحہ ۹۳-۵۱-۷۵)

(۷) مطالب السئول فی مناقب آلِ رسولؐ کے صفحہ ۳۳ پر ہے۔ معاویہ نے بعد شہادتِ جناب علی المرتضیٰؑ حضرت ضرار بن ضمرہ صحابی سے کہا کہ حضرت علیؑ کی صفت بیان کریں۔ اُس نے کہا۔ کہ معاف کریں۔ معاویہ نے کہا۔ ضرور تعریف بیان کرو۔ معاف ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حضرت ضرار نے کہا۔ جو کچھ مجھے معلوم ہے مَیں بیان کرتا ہوں واللہ کان بعید المدی۔ شدید القوی۔ یقول فصلاً و یحکم عدلاً۔ یتفجر العلم من جوانبہ و تنطق الحکمۃ من نواحیہ۔ یستوحش من الدنیا و زھرتھا و یستانس باللیل و ظلمتہ۔ کان واللہ غزیر الدمعۃ طویل الفکرۃ۔ یقلب کفیہ و یخاطب نفسہ الخ ترجمہ:۔ خدا کی قسم وہ قوّت میں بہت سخت تھے۔

اُور ایسی بات فرماتے تھے۔ جو فیصلہ کر دیتی تھی۔ اُور فیصلہ اُن کا عدالت کے ساتھ ہوتا تھا۔ اُن کے پہلو سے علم کی نہریں اُبل پڑتی تھیں۔ اُور اُن کی ہربات سے حکمت ٹپکتی تھی۔ دُنیا اُور اُس کی سرسبزی سے وہ گھبراتے تھے۔ اندھیری رات اُور اُس کی وحشت سے آپ کو محبت تھی۔ اللہ کی قسم اُن کے آنسو بکثرت جاری رہتے تھے۔ اُور آخرت کے معاملہ میں اُن کی فکر نہایت لمبی ہوتی تھی۔ اپنے آپ کو مخاطب ہوتے تھے۔ اُن کو لباس موٹا اُور گاڑھا پسند تھا۔ طعام و غذا سادہ اُور بے مزہ کھاتے تھے۔ ہر شخص سے برتاؤ سادہ تھا جب ہم اُن سے کچھ پوچھتے تھے۔ فوراً بتلا دیتے تھے۔ جب کبھی اُن کو بُلاتے تھے۔ فوراً چلے آتے تھے۔ باایں ہمہ کہ اُنھوں نے ہم کو اپنا مقرب اُور گستاخ بنا لیا تھا۔ تاہم اُن کی ہیبت ایسی تھی۔ جو بات نہیں کرنے دیتی تھی۔ جب تبسّم فرماتے تو دُرِ دندان مُبارک چمکتے تھے۔ دیندار لوگوں کی تعظیم کرتے تھے۔ اُور مسکینوں سے محبّت رکھتے تھے۔ اُور کبھی کسی زبردست کو ایسا موقعہ ہی نہیں دیتے تھے۔ کہ وہ اپنے امرِ باطل پر رجوع کر سکے۔ اُور نہ کسی کمزور کو اپنے عدل سے نا امید رکھتے تھے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ مَیں نے بہت موقع پر دیکھا ہے جبکہ رات پُننے پردوں کو لپیٹنے والی ہوتی تھی۔ اُور ستارے بھی صبح کی شمع کی طرح جھلملانے لگتے تھے۔ تو جناب امیرالمومنینؑ اپنی ریشِ مُبارک کو پکڑے ہوئے اسی طرح تلملاتے تھے اُور بلبلاتے تھے جیسا کہ کسی سانپ کے ڈسے ہوئے کی حالت ہو۔ اُور ایسے روتے تھے جیسا کہ غمگین اُور درد رسیدہ روتا ہو۔ اُور فرماتے تھے اَے دُنیا۔ اَے دُنیا میرے غیر کو دھوکا دے۔ مجھ سے تجھ کو کیا واسطہ ہے۔ کیا تجھے مجھ سے رغبت پیدا ہوئی ہے لیکن مجھ سے دور ہو۔ مَیں تو تجھے تین طلاق دے چکا ہوں۔ اَب تیری رجعت نہیں ہو سکتی۔ تیری عمر تھوڑی ہے۔ تیرے عیش حقیر ہیں۔ اُور تیرا خطرہ کثیر ہے۔ آہ من قلت الزاد وبعد السفر۔ افسوس تو شاہراہ تھوڑا ہے اُور سفر بہت دُور کا ہے۔ اُور راستہ خطرناک ہے۔ جب حضرت ضرارؓ نے یہاں تک بیان فرمایا تو معاویہ بے اختیار رونے لگا۔ ایسا رویا کہ آنسوؤں کا تار اس کی داڑھی پر جاری تھا۔ چاہتا تھا کہ ضبط کرے۔ مگر اس سے ضبط نہ ہو سکا۔ اُور اس کے پاس ہم نشین لوگ بھی رونے لگے۔ معاویہ نے کہا۔ رحم اللہ ابوالحسنؑ کان واللہ کذالک۔ خدا ابوالحسن علیؑ پر رحمت نازل کرے وہ ایسے ہی تھے۔ انتہیٰ۔ اِس مقام پر کسی نے خوب شعر کہا ہے ؎

واللہ قد شھد العدو بفضلہ   والفضل ما شھدت بہ الاعداء

یعنی خدا کی قسم تحقیق جناب علی المرتضیٰؑ کے فضائل پر اُن کے دشمنوں نے بھی شہادت دی ہے۔ اُور فضیلت بھی وہی قابلِ اعتبار ہوتی ہے۔ جس پر دشمن گواہی دے ؀

(و) حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ کہا کرتے تھے۔ کہ اِس اُمتِ محمدیہ میں بعد رسول اللہ صلعم ہم نے سب سے زیادہ زاہد جناب علی المرتضیٰؑ سے بڑھ کر کسی شخص کو نہیں جانا۔ آپؑ نے اپنی دورانِ خلافت میں اینٹ پر اینٹ نہ رکھی۔ اور نہ کوئی مکان پر مکان بنوایا۔ ایک دفعہ ابن التیاح جناب علی المرتضیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا امیر المومنینؑ بیت المال سونے اور چاندی سے بھر گیا۔ جناب علیؑ نے تکبیر اللہ اکبر فرمائی پھر ابن التیاح کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بیت المال میں داخل ہو کر اہل کوفہ کو منادی کرا کر بُلوایا اور تمام بیت المال کا روپیہ دیدیا اور فرمایا اے چاندی اور سونا کسی دوسرے شخص کو ورغلا و حتےٰ کر اس میں کوئی درہم و دینار باقی نہ رہا۔ پھر اس میں جھاڑو دلوا کر دو رکعت نماز پڑھی جب کبھی بیت المال خزانہ سے بھر جاتا۔ جنابؑ اسی طرح کرتے۔ زہری نے کہا۔ کہ آنجنابؑ دو رکعت نماز اس میں اس واسطے پڑھتے تھے تاکہ روزِ قیامت بیت المال گواہی دے کہ مسلمانوں سے مال کو بیت المال میں بند کر کے نہیں رکھا گیا۔ (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی ص۶۳-۶۴ باب المجالس)

(ز) احنف بن قیس سے روایت ہے۔ کہ ربیع بن زیاد الحارثی جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میرے بھائی عاصم بن زیاد کو سمجھایئے۔ آپؑ نے فرمایا۔ کیا ہوا۔ عرض کیا۔ کہ یہ شخص بوسیدہ اُور پھٹی عبا پہنتا ہے۔ اور اپنے اہل و عیال کو چھوڑ رکھا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اے عاصم تجھ پر افسوس ہے۔ تو اپنے عیال و اطفال سے حیا نہیں کرتا۔ اور اپنے بال بچوں پر رحم کر۔ خداوند تعالیٰ نے تجھ پر اشیاء نفیسہ کو حلال کیا ہے۔ تو اس کا استعمال کرنا مکروہ جانتا ہے۔ کیا تو نے جناب رسالت مآب صلعم کی حدیث نہیں سُنی۔ کہ تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے۔ عاصم نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ آپ کا کیا حال ہے۔ کہ آپ موٹا سادہ لباس پہنتے ہیں۔ غذا کم قیمت غریبوں والی کھاتے ہیں۔ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے آئمہ الحق پر فرض کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنی رعیت کے اوصاف سے متصف ہوں۔ فقیروں اور دولتمندوں کے حالات کا لحاظ رکھیں۔ تاکہ فقیر اُن کے فقر اور سادگی سے خوش رہیں۔ اور دولتمند اُن کی غنا ر سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کریں۔ (تذکرہ خواص الامۃ ص۶۴)

(ح) حضرت سوید بن غفلہ سے روایت ہے۔ کہ میں ایک دن جناب علیؑ کے مکان میں داخل ہوا جس میں سوائے ایک چٹائی بوریہ کے کچھ نہ تھا جس پر آپ تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ آپ مسلمانوں کے بادشاہ اور حاکم ہیں اور بیت المال کے والی۔ آپ کے پاس وفد آتے ہیں۔ اور سوائے ایک بوریہ کے کچھ نہیں۔

فرمایا۔ اے سوید مسافر مسافرخانہ میں اسباب نہیں رکھتا ہم نے اپنا مال و اسباب دار البقا کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ اور ہم عنقریب اپنے مکان کو چلنے والے ہیں۔ (تذکرہ خواص الامتہ ص۶۷)

(۲۷) جس طرح یہودی علماء و فقہا جناب سیدنا عیسٰےؑ کے قتل و صلیب کے درپے ہو گئے تھے۔ اسی طرح اُمتِ محمدیہ بھی جناب علی المرتضےٰؑ کے قتل کے منصوبے باندھے۔ آخر کار اس مثیلِ مسیح کو شہید کر دیا۔

(۲۸) جس طرح سیدنا عیسٰےؑ رومیوں کی کچہری میں زبردستی سے حاضر کئے گئے۔ اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰؑ کو بھی مجبور کیا گیا۔ کہ وہ بیعت حضرت ابوبکر کریں اور حضرت ابوبکر کی مجلس یا کچہری میں لائے گئے۔

(۲۹) جس طرح جناب سیدنا عیسٰے علیہ السلام نے کچہری میں بادشاہ کی بیعت نہ کی۔ اور ان کی منشاء کے برخلاف کیا۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے بھی اُمتِ محمدیہ کے اجماع کی پرواہ نہ کی۔ اور حضرت ابوبکر کی بیعت سے صاف انکار کر دیا۔

(۳۰) جس طرح جناب سیدنا عیسٰےؑ کے وقت یہود میں شریعتِ موسوی کی پابندی چھوٹ گئی تھی۔ عزت شان و شوکت۔ دنیا طلبی و زرپرستی و حکومت کا دَور دَورہ تھا جناب عیسٰےؑ کے احکام کو نہیں سنتے تھے۔ بلکہ اپنے علماء و فقہاء یہود کے اقوال کو ترجیح دیتے تھے۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کے عہد میں زرپرستی دنیا پرستی حکومت پرستی کا نشہ ہر ایک کے سر میں چڑھ گیا تھا۔ بنی اُمیہ کے خاندان نے شریعت محمدیؐ میں کئی بدعاتِ سیئہ جاری کر دی تھیں۔ اور احکامِ الہٰی و فرمانِ رسالت پناہی کی کچھ قدر نہ کی جاتی تھی۔ معاویہ ابن سفیان اور اس کے عمال اپنے اقوال کو ترجیح دیتے تھے اور امامِ زمان کی کسرِ شان کرتے تھے۔ اور علانیہ طور منبروں پر سیدنا علی المرتضیٰؑ اور ان کی اولادِ اطہر علیہم الصلوٰۃ والسلام پر سب و تبرا کرتے تھے۔

(۳۱) جس طرح جناب سیدنا عیسٰےؑ کے دشمن خائب و خاسر ہوئے۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کے دشمن اور عدو اور مخالف منافق خارجی صفین۔ جنگ جمل اور نہروان میں ذلیل و خوار ہوئے۔ پکڑے گئے۔ قتل ہوئے۔ اور دربدر خاک بسر ہوئے۔ بنی اُمیہ و بنی عباس کی سلطنت مٹ گئی۔ علی ولی اللہ کا نعرہ ہر مینارِ مسجد پر بلند ہے۔

(۳۲) جس طرح جناب سیدنا عیسٰےؑ نے اپنے وقت کے یہودی احبار و ربیین کی غلطیاں نکالیں۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ نے اُمتِ محمدیہ کے اجماعی خلفاء حضرات اصحاب ثلاثہ کی غلطیاں دُور کیں۔ جو اُنہوں نے شریعتِ محمدیہ میں کیں۔ اسپر حضرت عمر نے فرمایا لولا علی لھلک عمر۔ اگر جناب علی المرتضیٰؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

(۳۳) جس طرح حضرت سیدنا عیسےٰؑ نے جناب رسالتمآب سرورِ کائنات صلعم کے واسطے خوشخبری دی تھی۔ کہ یاتی من بعدی اسمہ احمدؐ۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ نے اپنے فرزند امام محمد مہدیؑ کی امامت وخلافت کے واسطے بشارتِ احمدیہ صلعم بیان فرمائی تھی۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مَن کنت مولاہ فعلیّ مولاہ۔ھو ولیکم بعدی۔

(۳۴) جس طرح جناب عیسےٰؑ کو خبر دی گئی تھی۔ کہ تیرے تابعین کو قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رکھونگا اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کو بشارت دی گئی۔ یاعلی انت وشیعتک فی الجنّۃ وھم الفائزون اے علیؑ تُو اور تیرے شیعے جنت میں جائینگے۔ اور تیرے محب دلائل وبراہین میں ہمیشہ غالب رہینگے یہی سبب ہے کہ **باوجود بارہا چیلنج کے مؤلف کتاب بندہ نور حسین صابر کربلائی** کے مقابلہ میں کوئی نہ آیا اور نہ کسی کتاب کا جواب لکھ سکا ؞

(۳۵) جناب سیدنا عیسےٰؑ باوجود موجود ہونے توریت وشریعتِ موسوی کے ان یہودیوں کی اصلاح کے واسطے مبعوث ہوئے۔ تاکہ ان میں رہ کر شریعت موسوی کو بگڑنے نہ دیں۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کو بھی علم القرآن والسنۃ دیا گیا کہ وہ امتِ محمدیہ میں رہکر انکی اصلاح فرماتے رہیں اور شریعتِ محمدیؐ کو ضعیف نہ ہونے دیں ؞

(۳۶) جس طرح جناب سیدنا عیسےٰؑ کے گھرانے پر اور ان کی والدہ پر اتہام لگائے گئے۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضےٰ علیہ السلام کے اہل بیتؑ پر خارجیوں نے بغاوت کے الزام لگائے۔ ناصبیوں نے والدین جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام پر یہ تہمت لگائی۔ کہ وہ معاذ اللہ بُت پرست اور مُشرک تھے ؞

(۳۷) جس طرح جناب سیدنا عیسےٰ علیہ السلام ایک اولوالعزم نبی جناب زکریاؑ کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضےٰ علیہ السلام سیدنا رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں پیدا ہوئے ؞

(۳۸) جس طرح جناب سیدنا عیسےٰؑ کی والدہ ماجدہ معصومہ مطہرہ جناب سیدنا زکریاؑ کے زیر سایہ تھیں۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کی والدہ ماجدہ زیر سایہ وکفالت جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلعم تھیں۔ حضور انورؐ کے سامنے وفات پائی اور حضور انور صلعم نے ہی آپ کو دفن کیا۔ اور اپنا پیرہن مُبارک اُن پہ ڈالا۔ اور خود لحد میں اُتارا۔ اور اس مومنہ مہاجرہ پر نماز جنازہ پڑھی ؞

(۳۹) جس طرح جناب عیسےٰؑ نے باذن اللہ مُردوں کو زندہ کیا۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ نے سام بن نوحؑ اور اصحابِ کہف کو باذن اللہ زندہ وسوتے سے جگایا۔ اور کئی قلوب المومنین ذکرِ سیدنا علیؑ سے

زندہ ہو جاتے ہیں۔ اور تمام صوفیائے کرام کے قلوب آپ ہی کی ولایت سے زندہ ہیں۔ آن کے نام نامی سے جسم میں جرأت و دلیری آجاتی ہے ✦

(۴۰) جناب سیدنا عیسےٰؑ کے بارے میں خدا تعالےٰ نے فرمایا بکلمۃٍ منہُ اسمہ المسیح اور جناب سیدنا علیؑ کے بارے میں فرمایا ویحق اللہ الحق بکلماتہٖ اور اللہ حق کو ثابت کریگا اپنے کلمات کے ذریعے سے ✦

(۴۱) جناب سیدنا عیسےٰ نے فرمایا تھا وَ اَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ اور مجھ کو وصیت کی نماز کی اور جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کے بارے میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ ان کی علامات اُن چہروں پر سجدوں کے سے نمایاں ہیں ✦

(۴۲) جناب سیدنا عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا۔ اور زکوٰۃ دینے کی وصیت کی جب تک میں زندہ ہوں۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کے بارے میں خود خداوند کریم جل شانہٗ فرماتا ہے۔ یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو دیتے ہیں۔ درانحالیکہ وہ رکوع کرتے ہیں ✦

(۴۳) اگر جناب سیدنا عیسےٰ علیہ السلام مبشرِ رسول تھے۔ تو جناب سیدنا علی المرتضےٰ علیہ السلام ناصرِ رسول وصیِ رسول۔ دامادِ رسول۔ ابن عم رسول خلیفہ رسول مقبول صلعم تھے ✦

(۴۴) اگر اللہ تعالےٰ نے جناب سیدنا عیسےٰؑ کو یہود سے بچا کر زندہ آسمان پر اٹھا لیا جیسا کہ فرمایا وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ تو خدا تعالےٰ نے جناب سیدنا علی المرتضےٰؑ کی بھی مشرکین مکہ سے حفاظت کی۔ جبکہ آنجنابؑ فرشِ رسولِ مقبولؐ پر شبِ ہجرت کو سوئے تھے جیسا کہ فرمایا۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء الخ

(۴۵) جناب سیدنا عیسےٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے وایدناہ بروح القدس اور نبیؐ اور وصیِ نبیؐ سیدنا علی المرتضےٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ وَاَیَّدَنَاہُ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا۔

(۴۶) جس طرح جناب سیدنا عیسےٰؑ کو نبوت عطا کی گئی تھی۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ کو ولائیت۔ امامت اور خلافت عطا کی گئی۔ مزید برآں جناب سیدنا عیسےٰؑ کو ظاہری سلطنت و حکومت نہ ملی۔ مگر جناب امیر المومنینؑ کو ظاہری حکومت اور امارت بھی خداوند کریم سے عطا ہوئی۔ اس طرح بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام سے مماثلت تامہ ہوئی جن کو نبوت و بادشاہت دونوں ملی تھیں۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام۔ حضرت یوسف علیہ السلام۔ حضرت داؤد علیہ السلام ✦

(۴۷) جس طرح تمام عیسائی اور تمام فرقہ ہائے اسلام جناب سیدنا عیسےٰؑ کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے

کے قائل ہیں۔ کہ وہ قیامت کے قریب نازل ہو کر اشاعت دین محمدی فرماویں گے۔ صلیب کو توڑینگے لحم الخنزیر کے علانیہ بیچے جانے کو حرام کریں گے۔ اور سیدنا امام مہدی صاحب الامر والزمان علیہ السلام کی اطاعت کرینگے۔ تاکہ شان اور رتبہ و عزت و جلالت سیدنا محمدؐ اور ان کی اولاد اطہر علیہم السلام کا اظہر من الشمس ہو۔ اسی طرح تمام مسلمانوں کے فرقے جناب سیدنا امام مہدی علیہ السلام (جو بارہویں امام ہیں۔ اور قائم آل سیدنا محمدؐ ہیں) کے واسطے منتظر ہیں۔

(۴۸) جس طرح حضرت عیسےٰؑ زندہ ہیں۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰؑ زندہ شہید ہیں شہید مردہ نہیں کہلاتے ولاتقولوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون۔ جو اللہ کے رستہ میں قتل ہوئے اُن کو مُردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو عقل نہیں ہے۔

(۴۹) جس طرح جناب سیدنا عیسےٰؑ کے دو حواری پطرس جس کو سائمن یا شمعون بھی کہتے ہیں۔ اور یہودا ایسکریوتی باغی ہو گئے تھے۔ جو سب سے پہلے جناب مسیحؑ پر ایمان لائے تھے۔ اور پھر انہوں نے سب کے پہلے جناب مسیح علیہ السلام کا انکار کیا تھا۔ بلکہ یہودا نے تیس درہم لے کر جناب مسیح علیہ السلام کا پتہ بتا کر اس مکان تک یہودیوں کو پہنچا دیا۔ جہاں جناب موصوف رہتے تھے۔ اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے دو مبائعین حضرت طلحہ و حضرت زبیر بھی بیعت کر کے باغی ہو گئے۔ حالانکہ سب سے اوّل انہوں نے ہی بیعت کی تھی۔ بلکہ انہوں نے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا کر جنگ جمل کرا دی۔ اور ناحق خونریزی کرائی۔ اور خود بھی قتل ہو گئے۔ اور ناکثین میں شمار ہوئے۔

(۷) **حدیث ساتویں منزلت**:۔ عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ علیہ والہ وسلم من اراد ان ینظر الیٰ اٰدم فی علمہ والی نوح فی فھمہ والی ابراھیم فی حلمہ والی یحیٰی بن زکریا فی زھدہ والی موسیٰ ابن عمران فی بطشہ فلینظر الی علی بن طالب (ابوالخیر القزوینی۔ والبیہقی فی فضائل الصحابۃ واخرج الملا فی سیرتہ وشرح مواقف بحوالہ ارجح المطالب چوتھا باب ص۵۲۲) ترجمہ:۔ ابی حمراءؓ سے مروی ہے۔ کہ جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدمؑ کو اور فہم میں حضرت نوحؑ کو اور حلم میں حضرت ابراہیمؑ کو اور زہد میں حضرت یحیےٰؑ بن زکریاؑ کو اور حملہ میں حضرت موسےٰؑ ابن عمرانؑ کو دیکھنا چاہتا ہو۔ تو جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھ لے۔

(۸) **حدیث آٹھویں۔ مماثلت بالانبیاء**:۔ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اراد ان ینظر الی اسرافیلؑ فی ھیبتہ. والی میکائیلؑ فی رتبتہ والی جبرئیلؑ فی جلالتہ والی آدمؑ فی علمہ. والی نوحؑ فی خشیتہ. والی ابراھیمؑ فی خُلتہ. والی یعقوبؑ فی حزنہ. والی یوسفؑ فی جمالہ. والی موسیٰؑ فی مناجاتہ. والی ایوبؑ فی صبرہ. والی یحییٰؑ فی زھدہ. والی عیسیٰؑ فی عبادتہ. والی یونسؑ فی ورعہ. والی محمد فی کمال حسبہ وخلقہ فلینظر الی علیؑ فان فیہ تسعین خصلۃ من خصائل الانبیاء علیھم السلام جمعھا اللہ فیہ ولم یجمع فی احد غیرہ (مودۃ القربیٰ ھمدانی ۸ مطالب السئول صـ۲۲ پر پانچ انبیاء سے مماثلت ہے)

ترجمہ: حضرت جابر انصاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی حضرت اسرافیلؑ کو اس کی ہیبت میں اور حضرت میکائیلؑ کو اس کے رتبے میں اور حضرت جبرئیلؑ کو اس کی جلالت میں حضرت آدمؑ کو اس کے علم میں، حضرت نوحؑ کو اس کے خوفِ خدا میں، حضرت ابراہیمؑ کو اس کے خلیلِ خدا ہونے میں حضرت یعقوبؑ کو اس کے غم میں حضرت یوسفؑ کو اس کی خوبصورتی میں، حضرت موسےؑ کو اس کی مناجات میں۔ اور حضرت ایوبؑ کو اس کے صبر میں۔ اور حضرت یحییٰؑ کو اس کے زہد میں اور حضرت عیسےؑ کو اس کی عبادت میں اور حضرت یونسؑ کو اس کی پرہیز گاری میں اور حضرت محمد صلعم کو ان کے کمال حسب وخلق میں دیکھنا چاہیئے تو اس کو چاہیئے کہ وہ جناب علیؑ ابن ابی طالب کی طرف نظر کرے۔ کیونکہ نوّے خصلتیں پیغمبروں کی بھی پائی جاتی ہیں، کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو ان میں جمع کیا ہے۔ اور اس کے سوا کسی اور میں ان خصائل کو جمع نہیں فرمایا

(۹) **نویں حدیث منزلت** ۔ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من نبی الا ولہ نظیر فی امتہ فعلیؑ نظیری (اخرجہ الخلعی والدیلمی ۔ ارجح المطالب باب ۴ صـ۵۲۱)

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں۔ کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا کہ ہر نبیؐ کی نظیر اس کی اُمت میں ہوتی رہی ہے پس جناب علیؑ میری نظیر ہے۔

(۱۰) **دسویں حدیث منزلت شجر** ۔ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا وعلیؑ من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی ۔ (اخرجہ الطبرانی والدیلمی والحاکم وابن مردویہ وصحیح علے رای الحاکم خطیب مودۃ القربیٰ ہمدانی ۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل ۔ ابونعیم وابن المغازلی ۔ محمد یوسف شافعی بحوالہ ارجح المطالب باب چوتھا صـ۵۲۴ وصواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صـ۲۰۹) ترجمہ: حضرت ابن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا

کریں اور علیؑ ایک درخت سے ہیں اور دوسرے لوگ متفرق شجروں سے ہیں یعنی حسب و نسب میرا اور جناب علیؑ کا ایک ہے۔ (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۳۲ سطر اول)

(۱۱) **گیارہویں حدیث منزلت**۔ عن البراء بن عازبؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم علیؑ منّی بمنزلۃ الرأس من جسدی (اخرجہ الخطیب بحوالہ ارجح المطالب صفحہ ۴۳۶، صواعق محرقہ صفحہ ۲۱۳)

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جناب علیؑ مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ سر میرے جسم سے ہے۔ (منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵)

(۱۲) **بارہویں حدیث منزلت**۔ عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم۔ مثل علیؑ فی ھذہ الامۃ کمثل الکعبۃ النظر الیھا عبادۃ والحج الیھا فریضۃ (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب باب چوتھا صفحہ ۵۵) ترجمہ۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جناب علیؑ اس امت میں مثل کعبہ کے ہے۔ کہ اس کی طرف نظر کرنی عبادت ہے۔ اور اس کا حج فرض ہے۔

(۱۳) **تیرہویں حدیث منزلت**۔ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم لعلیؑ انت منّی وانا منک وقال عمر توفی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم وھو عنہ راض (رواہ البخاری کتاب المناقب سیپارہ چودہواں صفحہ ۹۹ مطبع احمدی لاہور، باب مناقب علیؑ) ترجمہ:- جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب علیؑ سے فرمایا۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے اور حضرت عمر نے کہا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ سے راضی فوت ہوئے (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲)

(۱۴) **چودہویں حدیث منزلت**:- عن ابی رافع قال لما قصد صاحب لواء المشرکین یوم احد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم فداہ علی بنفسہ وحمل علیؑ صاحب اللواء۔ فقتلہ فنزل جبرئیل علیہ السلام فقال یا محمد صلعم ان ھذی المواساۃ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم علیؑ منّی وانا منہ فقال جبرئیل انا منکما (اخرجہ احمد والطبرانی فی الکبیر بحوالہ ارجح المطالب چوتھا باب صفحہ ۵۱۷ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ باب فضائل علیؑ) ابو رافعؓ سے روایت ہے۔ کہ جب احد کے روز مشرکوں کے علمدار نے آنحضرتؐ پر حملہ کیا جناب علیؑ نے آنحضرت صلعم پر اپنی جان فدا کر کے اس علمدار پر حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا یا رسولؐ اللہ اسکے لئے

صلہ ہونا چاہیئے آپؐ نے فرمایا علیؑ میرا ہے اور میں علیؑ کا ہوں جبرئیلؑ نے فرمایا۔ میں تم دونوں کا ہوں۔

(ب) فقال یا بریدۃ اتبغض علیا فقلت نعم قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذالک (رواہ البخاری۔ کتاب المغازی۔ باب بعث علی ابن ابی طالبؑ سترھواں پارہ ۱۷ صفحہ)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے بریدہ کیا تو جناب علیؑ سے بغض رکھتا ہے۔ بریدہ نے کہا۔ ہاں حضورؐ نے فرمایا۔ ان سے دشمنی مت رکھ۔ کہ ان کا حصہ خمس میں زیادہ ہے۔

(۱۵) **پندرہویں حدیث منزلت و ولایت:۔** عن عمران بن حصینؓ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا واستعمل علیھم علیؑ ابن ابی طالبؑ فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلعم اخبرناہ بما صنع علیؑ وکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدؤ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالھم فلما قدمت السریۃ سلموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ لم تر الی علی ابن ابی طالب صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ۔ ثم قام الیہ الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والغضب یعرف فی وجھہ فقال ما تریدون من علیؑ ما تریدون من علیؑ۔ ما تریدون من علیؑ۔ ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن من بعدی (رواہ الترمذی۔ باب مناقب علیؑ ابن ابی طالبؑ جلد دوم صفحہ ۲۱۲ نولکشوری) ترجمہ:۔ حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر جناب علیؑ کو حاکم بنایا پس حضرت علیؑ لشکر میں گئے اور انہوں نے ایک لونڈی کو تصرف میں لیا پس لوگوں نے ان پر انکار کیا۔ اور چار صحابہ رسولؐ نے عہد کر لیا اور کہا کہ جب ہم آنحضرت صلعم سے ملاقات کرینگے۔ تو آنحضرت صلعم کو جناب علیؑ کے فعل سے خبر دینگے اور مسلمانوں کا یہ طریق تھا جب سفر سے پھرتے تھے تو پہلے جناب رسول خدا صلعم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور آپؐ کو سلام دیتے پھر اپنے گھروں کو واپس جاتے۔ پس جب یہ لشکر آیا۔ تو انہوں نے جناب نبی اکرم صلعم کو سلام کیا اور ایک صحابی ان چار میں سے کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ کیا آپ جناب علیؑ کی طرف خیال نہیں فرماتے۔ کہ انہوں نے فلاں کام کیا ہے۔ پس آنحضرت صلعم نے اس

سے مُنہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہُوا۔ اور اسی طرح اس نے بھی کہا پس آپ نے اُس سے بھی مُنہ پھیر لیا۔ پھر تیسرا آدمی کھڑا ہُوا۔ اُس نے بھی اسی طرح کہا پس آپ نے اس سے بھی مُنہ پھیر لیا۔ پھر چوتھا آدمی کھڑا ہوا سو اس نے بھی انکی طرح کہا۔ پس اُس کی طرف آنحضرت صلعم نے مُنہ کیا اور غصہ آنجناب کے چہرۂ مُبارک سے پہچانا جاتا تھا پس آپ نے فرمایا تم علیؑ سے کیا ارادہ رکھتے ہو تم علیؑ سے کیا ارادہ رکھتے ہو تم علیؑ سے کیا ارادہ رکھتے ہو۔ بیشک علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

(ب) شاہِ خیبر شکن علمدارِ لشکر احمد مختار صلعم حیدرِ کرار غیر فرار محبوبِ خدا و سیدالابرار صلعم کون تھا۔

(۱۶) سولھویں حدیث رائت:- عن سھل بن سعدؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم قال یوم خیبر لاعطین الرایۃ غدًا رجلًا یفتح اللّٰہ علیٰ یدیہ یحب اللّٰہ و رسولہ ویحبہ اللّٰہ ورسولہ۔ فلما اصبح الناس۔ غدو علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کلھم یرجون ان یعطاھا فقال این علی ابن ابی طالب فقالوا ھو یا رسول اللّٰہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاُتی بہ فبصق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم فی عینیہ فبرا حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال علیؑ یا رسول اللّٰہ اقاتلھم حتی یکونوا مثلنا قال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتھم ثم ادعھم الی الاسلام واخبرھم لما یجب علیھم من حق اللّٰہ فیہ فواللّٰہ لان یھدی اللّٰہ بک رجلا واحدًا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم (متفق علیہ وصحیح بخاری سیپارہ چودھواں۔ کتاب المناقب۔ باب مناقب علیؑ مطبع احمدی لاہور) ترجمہ:- حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے جنگِ خیبر کے دن فرمایا۔ کہ البتہ میں کل یہ نشان دونگا اس مرد کو اس کے ہاتھ پر خدا فتح کرائیگا۔ وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ اور خدا اور رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ سو جب صبح ہوئی تو لوگ آنحضرت صلعم کے پاس آئے۔ ہر ایک شخص اُمیدوار تھا۔ کہ اس کو نشان ملے حضرت صلعم نے فرمایا کہ علیؑ کہاں ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم اُن کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا کسی کو اُس کے پاس بھیجو۔ سو وہ لائے گئے تو آنحضرت صلعم نے لبِ مبارک اُن کی آنکھ پر لگائی اور اس کے لئے دُعا کی۔ پس تندرست ہوگئے جناب علیؑ آنکھوں کی بیماری سے گویا اُن کو کچھ درد نہ تھا پس آنحضرت صلعم نے اُن کو نشان دیا اور جناب علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ کہ میں ان سے لڑوں۔ کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں۔ آنحضرت صلعم نے

فرمایا جا اور آہستگی سے ان کی زمین میں اتر پہلے انہیں اسلام کی طرف بلا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں واجب کیا ہے۔ اس کی ان کو خبر دے پس قسم خدا کی اگر تیرے سبب سے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرے تو تیرے پاس سرخ اونٹ ہونے سے بہتر ہے (ب) روزِ قیامت جناب علی المرتضیٰؑ علمبردار ہونگے۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۶۲

ف مسند احمد نسائی۔ کنز العمال صفحہ ۳۹۵ اور روضۃ الصفا جلد دوم صفحہ ۱۳۲ میں لفظ کرار غیر فرار یعنی مکرر حملہ کرنے والا اور نہ بھاگنے والا آیا ہے خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۲ اور ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ مقصد دوم صفحہ ۴۹ میں حضرت ابوبکر کا ایک دفعہ جھنڈا لے کر جانا اور شکست کھانا اور حضرت عمر کا دو دفعہ جھنڈا لے کر جانا اور شکست کھانا لکھا ہے کہ جس وقت حضرات شیخین فتح قلعہ خیبر سے ناکامیاب رہے تب آنحضرت صلعم نے یہ حدیث فرمائی۔ صحیحین کے اس حدیث سے ثابت ہے کہ جناب علی المرتضیٰؑ تمام صحابہ کرام سے زیادہ شجاع و بہادر تھے۔ فتح اور نصرت ان کے ہمراہ تھی۔ فوجی حکّام و جرنیل سمجھ سکتے ہیں کہ جھنڈے کا ملنا اور پھر سخت ترین محاصرہ کا فتح ہونا سپہ سالار کی کتنی عزت افزائی ہے۔ گویا تمام سلطنت کے قیام کا دارومدار جرنیل اور اس کی فتح پر ہوتا ہے پس اسلام کو فتح اور استقامت جناب علی المرتضیٰؑ کی برکت سے ہوئی۔ ورنہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے تو ہزیمت اٹھائی تھی۔ جو فاتح خیبر ہے وہی افضل و برتر ہے ۔

دوم اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جناب شیرِ خدا امامنا و سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبّت رکھتے تھے اور اللہ اور اس کے رسولؐ جناب امیرؑ کو محبوب رکھتے تھے۔ یہ شرف و عزّت اصحاب النبی صلعم میں سے کسی کو حاصل نہ ہوئی۔ پس شجاع و بہادر، مجاہد فی سبیل اللہ اور محبِ خدا اور رسولؐ و محبوبِ خدا و رسولِ خدا صلعم کی متابعت و اطاعت و محبّت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور وہی ہمارا امام و پیشوا و مقتدا ہے اور وہی خلیفہ رسول مقبول صلعم ہے ۔

(۱۷) **سترہویں حدیث طیر**۔ حدثنا سفیان بن وکیع نا عبید اللہ بن موسیٰ بن عیسیٰ بن عمر عن السدی عن انس بن مالک قال کان عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طیراً فقال اللّٰھم آئتنی باحب خلقك الیك یاکل معی ھٰذا الطیر فجاء علی فاکل معہ (رواہ الترمذی جلد دوم باب مناقب علیؑ صفحہ ۲۱۵ نولکشوری و خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۵ ۔ واخرجہ احمد فی المناقب و الطبرانی فی معجم الکبیر، ابو حاتم۔ بحوالہ ارجح المطالب باب چوتھا صفحہ ۵۲۳) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم کے پاس ایک بھونا ہوا مرغ پڑا تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے میرے ربّ جو شخص

کہ سب خلقت سے مجھے زیادہ محبوب ہے اُسے میرے پاس بھیج کہ وہ میرے ساتھ اس مُرغ کے کھانے میں شریک ہو پس جناب علی المرتضیٰؑ تشریف لائے اور سرورِ عالم صلعم کے ساتھ مل کر مُرغ کھایا (تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی حنفی سُنّی صـ۲۳۔ کنز العمال جلد۶)

توثیق حدیث۔ قال ابن کثیر فی تاریخہ رائت کتابا الف الطبری وجمع فیہ طرق حدیث الطیر۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ میں نے ایک کتاب دیکھی ہے جس کو علامہ جریر طبری نے تالیف کیا ہے اور اس میں حدیث طیر کے طرق کو جمع کیا ہے۔ قال الحافظ الذہبی فی مفتاح کنز الدرایہ فی ذکر صحیح عبداللہ ابن الحاکم واما حدیث الطیر فلہ طرق کثیرۃ جدا قدا فردتہا بمصنف ومجموعہا یوجب ان الحدیث لہ اصل۔ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب واما الحاکم فاخرجہ فی المستدرک وصححہ (فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ صـ۱۳۹ وارجح المطالب باب چوتھا صـ۵۰۲۔ حاشیہ عبقات الانوار جلد حدیث طیر دیکھو)

(۱۸) حدیث قتال فی اللہ والرسول۔ عن البراءؓ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشین وامر علی احدھما علی ابن ابی طالبؑ وعلی الاخر خالد بن ولید وقال اذا کان القتال فعلی قال فافتتح علیؑ حصنا فاخذ منہ جاریۃ وکتب معی خالد کتابا الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یشیئی بہ قال فقدمت علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقرا الکتاب فتغیر لونہ ثم قال ماتری فی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال قلت اعوذ باللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ وانما انا رسول فسکت (رواہ الترمذی جلد دوم صـ۵۰۶ نول کشوری)

ترجمہ۔ حضرت براء ابن عازبؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے دو لشکر بھیجے اور ایک پر جناب علیؑ کو حاکم کیا اور دوسرے پر خالد بن ولید کو اور فرمایا کہ جب جنگ ہو تو جناب علیؑ حاکم اعلیٰ ہے۔ راوی نے کہا کہ جناب علیؑ نے قلعہ کو فتح کیا اور اس سے ایک لونڈی پکڑی۔ پس خالد نے مجھے جناب رسول خداؐ کی طرف خط دے کر روانہ کیا اور اس میں جناب علیؑ کی شکایت لکھی جس وقت جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں پہنچا اور آپ نے اس خط کو پڑھا پس آپؐ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ فرمایا تو کیا چاہتا ہے اُس مرد کے حق میں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اس کو بھی اللہ اور اس کا رسولؐ دوست رکھتا ہے میں نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسولؐ کے غضب سے۔

اور میں تو صرف قاصد ہی ہوں پس آپ خاموش ہو گئے +

(۱۹) حدیث مکان:- عن سعد بن عبیدہؓ قال جاء رجل الی ابن عمر فسالہ عن علی فذکر محاسن عملہ قال ھو ذاک بیتہ اوسط بیوت النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ثم قال لعل ذاک یسوءک قال اجل قال فارغم اللہ بانفک انطلق فاجھد علی جھدک (یہ اخیر ٹکڑا حدیث کا ہے) رواہ البخاری۔ سیپارہ چودہواں۔ کتاب المناقب۔ باب مناقب علیؑ ص۱۰۱ مطبع احمدی لاہور) **ترجمہ**:- حضرت سعد بن عبیدہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ایک شخص (خارجی) حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں آیا اور جناب علیؑ کی بابت پوچھا۔ حضرت عبداللہ نے ان کی خوبیاں بیان کیں اور کہا کہ جناب علیؑ ایسے تھے کہ اُن کا گھر آنحضرت صلعم کے بیچا بیچ تھا۔ کہنے لگے۔ یہ بھی شاید تجھ کو بُرا لگتا ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں۔ عبداللہ نے کہا چل دور ہو اللہ تیری ناک میں خاک لگائے۔ جا تجھ سے جو ہو سکے میرے بگاڑ کرنے میں کچھ کمی میں نہ کیجیو +

(ف) دوسری روایت میں ہے عبداللہ نے کہا جناب علیؑ کو کیوں پوچھتا ہے۔ ان کا گھر ہی دیکھ لے آنحضرتؐ کے گھروں سے کیسا ملا ہوا ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ ان کا مرتبہ آنحضرت صلعم سے ایسا تھا کہ مسجد میں ان کے گھر کے سوا اور کسی کا گھر نہ تھا (حاشیہ صحیح بخاری باب ایضاً)

(۲۰) حدیث سدّ الباب:- عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امر بسدّ الباب الا علیؑ (رواہ الترمذی۔ احمد۔ نسائی۔ حاکم۔ ابن سمان۔ ابن المغازلی۔ طبرانی۔ بیہقی۔ ارجح المطالب۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۸ ص۱۲۳ باب مناقب علیؑ) **ترجمہ**:- حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مسجد کے اندر تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔ سوائے دروازہ جناب علی علیہ السلام کے (تذکرہ خواص الامۃ ص۲۴۔ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۸)

(۲۱) حدیث سدّ الباب:- عن سعد ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امر بابواب فسدت و ترک باب علیؑ فاتاہ العباس فقال یا رسول اللہ سددت ابوابنا و ترکت باب علیؑ فقال ما انا سددتھا ولکن اللہ سدّدھا (اخرجہ احمد منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۲۹۔ والنسائی والطبرانی۔ ارجح المطالب باب چہارم ص۴۷۴ خصائص نسائی مترجم ص۲۹ و کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۲ نمبر ۲۴۹۵) **ترجمہ**:- حضرت سعد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا اور جناب علیؑ کا دروازہ چھوڑ دیا۔ حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ صلعم آپ نے ہمارے دروازے بند کر دیئے۔

اور علی المرتضیٰ کا دروازہ چھوڑ دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں نے دروازے بند نہیں کئے لیکن خدا نے ان کو بند کرا دیا۔

(۲۲) **قول صحابہ** :۔ عن سہیل بن صالح عن ابیہ ان عمر ابن الخطاب قال لقد اوتی علی ابن ابی طالب ثلثا لان اکون اوتیتہما احب الی ان اعطی حمر النعم جوار رسول اللہ صلعم لہ فی المسجد والرایۃ یوم خیبر وزوجتہ ابنتہ فاطمۃ (اخرجہ احمد منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۹ وارجح المطالب ص ۴۳۷) حضرت سہیل بن صالح اپنے والد سے ناقل ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب کہتے تھے کہ جناب علیؑ کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتیں تو مجھے سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب ہوتیں۔ مسجد میں جناب رسول مقبول صلعم کی ہمسائگی اور خیبر کے روز علمدار ہونا۔ اور آنحضرت صلعم کی صاحبزادی کا خاوند ہونا۔ (کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۱ نمبر حدیث ۵۹۹۶ از عبد اللہ ابن عمر)

توثیق حدیث سدّ باب :۔ ترمذی نے اس کو حسن وغریب کہا ہے تعقیبات سیوطی ص ۶۹ و موضوعات امام شوکانی ص ۱۲۰ ارجح المطالب ص ۴۸۹ پر اس کی توثیق وصحت موجود ہے۔ امام احمد حنبل، نسائی، طبرانی نے ثقہ رجال سے روایت کیا ہے۔ ابن جوزی کی جرح قابل اعتبار نہیں ہے۔ دیکھو تذکرہ خواص الامۃ ص ۲۵

(۲۳) **حدیث مکان جنت** :۔ عن زید بن ابی اوفیٰ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی انت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی وانت اخی ورفیقی ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ احمد فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب باب ۴) **ترجمہ** :۔ حضرت زید بن اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم جناب امیرؑ سے فرماتے تھے۔ کہ یا علیؑ تم جنت میں میرے ساتھ میری بیٹی فاطمہؑ کے ساتھ میرے قصر میں ہوگے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔ پھر آنحضرت صلعم نے یہ آیت پڑھی کہ بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہونگے۔ تذکرہ خواص الامۃ ص ۱۴

(ف) **سبحان اللہ پنجتن پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں بھی ایک ہی جگہ رہے اور آخرت میں بھی اکٹھے ہوں گے۔ بھلا کس صحابی کا درجہ جناب امیر علیہ السلام کے برابر ہو سکتا ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ کے حکم سے معیت رسول صلعم دائمی نصیب ہوئی۔**

(۲۴) **چوبیسویں حدیث طہارت** :۔ حدثنا علی بن المنذر نا ابن فضیل عن سالم بن ابی حفصہ عن عطیۃ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلیؑ۔ یا علیؑ

لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک. قال علی بن المنذر قلت لضرار بن صرد ما معنی ھذا الحدیث قال لا یحل لاحد ان یجنب فیہ ھذا المسجد یہ جنبا غیری وغیرک۔

(رواہ الترمذی جلد دوم ص۵۷۶ باب مناقب علیؑ مطبوعہ مطبع نولکشوری۔ ومشکوٰۃ شریف باب مناقب علیؑ ص۱۲۱ جلد ۲ مطبع احمدی لاہور (ھذا حدیث حسن غریب) کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۲)

ترجمہ۔ حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا اے علیؑ سوائے میرے اور تیرے اس مسجد میں جنبی بیٹھنا اور کسی کو حلال نہیں۔ علی بن منذر نے کہا میں نے ضرار بن صرد سے کہا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں۔ اس نے کہا کہ سوائے میرے اور تیرے اور کسی کو مسجد میں رات گذارنا حلال نہیں ہے۔
(تذکرہ خواص الامۃ ص۲۵)

(۲۵) پچیسویں حدیث طہارت:۔ عن ابی رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطب فقال ان اللہ عزوجل امر موسیٰ وھارون ان یبنو لقومھا بیوتا وامرھما ان لا یبیت فی مسجدھما جنب ولا یقربوا فیہ النساء الا ھارون وذریتہ ولا یحل لاحد ان یقرب النساء فی مسجدی ھذا ولا یبیت فیہ الا علیؑ وذریتہ (اخرجہ ابن عساکر والسیوطی فی در المنثور بحوالہ ارجح المطالب باب چہارم ص۴۱۵)

ترجمہ۔ ابو رافع سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے خطبہ میں ارشاد کیا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ ہارونؑ کو حکم دیا۔ اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ۔ مسجد میں کوئی جنبی نہ رہنے پائے۔ وہ اس میں عورتوں سے نزدیک نہ ہوں سوائے ہارونؑ اور اس کی ذریت کے اور کسی پر حلال نہیں کہ میری اس مسجد میں رہے۔ اور عورت سے صحبت کرے۔ سوائے جناب علیؑ اور اس کی ذریت کے۔

(ف) جناب علی المرتضیٰؑ اور ان کی اولاد آئمۃ الہدیٰ علیہم السلام کی یہاں سے عصمت وطہارت ثابت ہوئی۔ اور حضرت موسےؑ وحضرت ہارونؑ کی طرح طاہر ومطہر ومعصوم قرار پائے۔ چونکہ جناب نور مصطفویؐ تھے اور نور الٰہی سے پیدا شدہ تھے۔ اس لئے آپ کو تو حدفی الطہارت کا درجہ ملا۔ حالت جنب معصوم و مطہر ومقدس امام کو نجس نہیں کرسکتی۔ کیونکہ رجس تو ازل ہی سے ان سے دُور ہوتا ہے۔ جیسا کہ بہشت میں بہشتی لوگوں کی جنابت وغیرہ سے بہشت میں کوئی نقص نہ ہوگا۔ اسی طرح سرداران بہشت کا مسجد نبوی میں حالتِ جنب میں سونا کوئی نقص نہیں رکھتا۔

توثیق حدیث جنابت:۔ فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ ص۱۲۱ مطبع

محمدی لاہور، تعقیبات سیوطی علی الموضوعات ابن جوزی مطبع محمدی لاہور ص۶۹ پر اس کی توثیق موجود ہے۔ ترمذی۔ بیہقی۔ ابن منیع۔ ابن ابی شیبہ۔ تودی۔ بزاز۔ ابویعلےٰ۔ ابن عساکر نے حسن کہا ہے۔

(۲۶) **چھبیسویں حدیث ادائے قرضہ**:۔ حدثنا اسمٰعیل بن موسیٰ نا شریک عن ابی اسحٰق عن حبشی بن جنادة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ منی وانا من علیؑ ولا یؤدی عنی الا انا وعلیؑ۔ ھذا حدیث حسن غریب صحیح (رواہ الترمذی جلد دوم باب مناقب علیؑ ص۵۷۴ مطبع نولکشور ومشکوٰۃ شریف باب مناقب علیؑ ص۱۲۰۔ کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۳)

ترجمہ:۔ حضرت حبشی بن عبادة سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ علیؑ مجھ سے ہے۔ اور میں علیؑ سے ہوں اور نہیں ادا کرتا مجھ سے مگر میں خود ہی یا علیؑ حج کا اعلان کرنے کے واسطے جب حضرت ابوبکر کو سورۂ برائت دیکر روانہ فرمایا۔ اور بعدہٗ جناب علی المرتضیٰؑ کو روانہ کرکے اُن سے سورۂ برائت لے لی اور حضرت علی المرتضیٰؑ کے حوالہ کردی بعد مراجعت حضرت ابوبکر کے سوال پر فرمایا)

(۲۷) **حدیث نجویٰ**:۔ حدثنا علی بن المنذر الکوفی نا محمد بن فضیل عن الاجلح عن ابی الزبیر عن جابرؓ قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیا یوم الطائف فانتجاہ۔ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ ھذا حدیث حسن غریب (رواہ الترمذی۔ ص۵۷۶ جلد دوم نولکشوری۔ ومشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب علیؑ جلد ۸ ص۱۲۱ مطبع احمدی لاہور) **ترجمہ**:۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کو طائف کے روز بلایا اور ان کے ساتھ سرگوشی کی پس کہا لوگوں نے کہ آپ نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ بہت دیر تک سرگوشی کی ہے۔ سو جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا میں نے اس کو سرگوشی کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ سرگوشی کی ہے۔ (تذکرہ خواص الامۃ ص۲۵ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۹ پر ہے کہ حضرت ابوبکر نے شکایت کی تھی۔

(ف) سبحان اللہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کی شان و قدر ہے کہ جن کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا مکالمہ ومخاطبہ ہوا۔ بولو یہ شان اور کس صحابۂ کبار رسید الابرار کو حاصل ہوا۔ افضلیت کیواسطے اور کونسی دلیل ڈھونڈو گے

توثیق:۔ اجلح الکندی راوی شیعی۔ ثقہ ابن معین۔ کما ذکر ابن حجر العسقلانی فی تقریب التہذیب

(ب) **حدیث منزلت**:۔ عن حذیفہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ

اتخذنی خلیلاً کما اتخذ ابراھیم خلیلاً فقصری فی الجنۃ وقصر ابراھیم فی الجنۃ متقابلین وقصر علی ابن ابی طالبؑ بین قصری وقصر ابراھیم فیا لہ من حبیب بین خلیلین (مستدرک حاکم بیہقی فی فضائل الصحابۃ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۳ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خلیل بنایا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا پس میرا محل جنت میں ہوگا اور حضرت ابراہیمؑ کا محل جنت میں ہوگا ایک دوسرے کے مقابل اور حضرت علیؑ کا محل میرے اور حضرت ابراہیمؑ کے محلوں کے درمیان ہوگا۔ اس حبیب سے جو دو خلیلوں کے درمیان ہوگا ......

(ج) دارقطنی وشعبی روایت مے کند در آں حالت کہ ابوبکر نشستہ بود ناگاہ نمودار شد علی رضی اللہ عنہ پس چوں بدید او را گفت ہر کہ را خوش آید کہ نگاہ کند بسوئے بزرگ ترین مردم در منزلت۔ و نزدیک ترین ایشان در قرابت و بہترین ایشاں در تجیت آں سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و زیادہ ترین مردم در کار آمدنی برائے رسول خدا صلعم پس گو بہ بیں بسوئے آں مرد نمودار (علیؑ) تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۴۳ نولکشور پریس)

(۲۸) اٹھائیسویں حدیث خاصف النعل و امارت:۔ حدثنا سفیان بن وکیع نا ابی عن شریک عن منصور عن ربعی بن حراش قال نا علیؑ ابن ابی طالبؑ بالرحبۃ فقال لما کان یوم الحدیبیۃ خرج الینا ناس من المشرکین فیھم سھیل بن عمرو و اناس من رؤساء المشرکین فقالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج الیکم ناس من ابنائنا واخواننا وارقائنا ولیس لھم فقہ فی الدین وانما خرجوا فرارا من اموالنا وضیاعنا فاردد ھم الینا فان لم یکن لھم فقہ فی الدین سنفقھھم فقال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معشر قریش لتنتھن او لیبعثن اللہ علیکم من یضرب رقابکم بالسیف علی الدین قد امتحن اللہ قلوبھم علی الایمان قالوا من ھو یا رسول اللہ فقال لہ ابوبکر من ھو یا رسول اللہ وقال عمر من ھو یا رسول اللہ قال ھو خاصف النعل۔ وکان اعطی علیا نعلہ یخصفھا قال ثم التفت الینا علیؑ فقال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کذب علیّ متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار (ہذا حدیث حسن صحیح غریب۔ رواہ الترمذی جلد دوم صفحہ ۵۷۳۔ نولکشوری باب مناقب علیؑ۔ خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور صفحہ ۲۶ اخرجہ احمد وابوداؤد۔ تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۲۴ بہ حوالہ مسند امام احمد حنبلؒ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۳)

ترجمہ۔ ربعی بن حراش سے روایت ہے کہ ہم سے جناب علی المرتضیٰؑ نے رحبہ میں یہ حدیث بیان فرمائی کہ جب حدیبیہ کا دن ہوا تو لوگ مشرکین ہماری طرف نکلے۔ ان میں سہیل بن عمرو اور کئی لوگ مشرکین کے سرداروں میں سے تھے پس اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کی طرف ہمارے بیٹے اور بھائی اور غلام چلے آئے ہیں اور اُن کو دین کی کچھ سمجھ نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے مالوں اور زمینوں سے بھاگ کر نکلے ہیں۔ سو اُن کو ہماری طرف پھیر دیجئے۔ پس اگر ان کو دین میں سمجھ نہ ہوگی۔ تو ہم سمجھائینگے پس رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اے گروہ قریش چاہئے کہ ہٹ جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر وہ شخص بھیجیگا۔ جو تمہاری گردنوں کو تلوار کے ساتھ دین پر ماریگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایمان پر جانچ لیا۔ کہا لوگوں نے وہ کون شخص ہے یا رسول اللہ اور آپ سے حضرت ابوبکر نے بھی کہا کہ وہ شخص کون ہے یا رسول اللہ اور حضرت عمر نے بھی کہا کہ وہ کون شخص ہے یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا وہ جوتوں کو سینے والا ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو اپنا جوتا سینے کو دیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ ہماری طرف جناب علی المرتضیٰؑ متوجہ ہوئے اور فرمایا بیشک رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر دیدہ دانستہ جھوٹ بولے تو چاہئے کہ وہ اپنی جگہ آگ میں بنائے (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۶ نمبر حدیث ۶۱۵۳

(ب) امام نسائی نے اِس حدیث امارت میں ذیل کے الفاظ زیادہ لکھے ہیں:۔ فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انہم جیرانک و حلفاؤک فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم قال لعمر ما تقول فقال صدقوا انہم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً منکم قد امتحن اللہ قلبہ بالایمان فلیضرب بنکم علی الدین اولیضرب بعضکم قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ صلعم قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ صلعم قال لا ولکن ھو الذی یخصف النعل وکان اعطی علیاً نعلہ یخصفہا —

(خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور سطر ۷ صفحہ ۲۵) جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت ابوبکر کو فرمایا تم اس معاملہ میں کیا کہتے ہو۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ یہ سچ کہتے ہیں کہ وہ بیشک آپ کے ہمسائے اور ہم قسم ہیں۔ سو آنحضرت صلعم کا چہرہ متغیر ہوا یعنی آپ سخت ناراض ہوئے۔ پھر عمر سے فرمایا تم کیا کہتے ہو حضرت عمر نے کہا۔ یہ سچ کہتے ہیں کہ وہ بیشک آپ کے ہمسائے اور ہم قسم ہوئے۔ سو آپ اس سے بھی ناراض ہوئے۔ پھر فرمایا اے گروہ قریش کے قسم خدا کی مقرر میں تم پر ایسا شخص بھیجونگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو ساتھ ایمان کے امتحان کیا ہے۔ البتہ وہ تم کو دین پر ماریگا بعض تمہارے کو حضرت ابوبکر نے کہا یا حضرتؐ کیا میں وہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا

نہیں پھر حضرت عمرؓ نے کہا یا حضرت صلعم کیا وہ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ شخص وہ ہے ۔ جو جوتی سیتا ہے ۔ اور آنحضرت صلعم نے اپنا جوتا حضرت علیؑ کو سینے کے واسطے دیا تھا ۔

(ف) اس حدیث صحیح سے فضیلت ایمانی اور امارت اور ولیعہدی جناب شاہِ ولایت سیدنا علی المرتضیٰؑ ثابت ہوئی۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بھی اپنی ازالۃ الخفا میں اسکو ولیعہدی کی نص جلی مان لیا ہے۔

(۲۹) حدیث باب مدینہ اور جناب علی المرتضیٰؑ کا سب صحابۂ کرام سے زیادہ عالم ہونا۔

(الف) بزاز۔ طبرانی حضرت جابر بن عبداللہ سے حاکم و عقیلی اور ابن عدی ابن عمر سے اور حاکم و ترمذی جناب امیر المومنین علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا۔ انا مدینۃ العلم و علیٌّ بابھا اور فرمایا۔ من اراد العلم فلیات الباب۔ میں شہر علم کا ہوں اور جناب علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ اور جو شخص علم حاصل کرنے کا ارادہ کرے اس کو چاہیے کہ دروازہ کی طرف سے آئے (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۲۰۸ سطر ۱۹ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد پنجم ص۳۰ ۔ کتاب الفضائل احمد حنبل بحوالہ تذکرہ خواص الامۃ ص۲۹ ۔ کنز العمال جلد ۶ ص۴۰۱)

(ب) قال رسول اللہ صلعم انا دار الحکمۃ و علیٌّ بابھا (جامع ترمذی جلد ۲۔ باب مناقب علیؑ ص۵۷)
جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا کہ میں حکمت کا گھر ہوں علیؑ اس کا در ہے (کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۲)

(۱) اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابن مسعود۔ قال ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف ما منھا حرف الا ولہ ظھر و بطن۔ و ان علی ابن ابی طالب عندہ منہ الظاھر والباطن۔ (اتقان جلد ۲ ص۱۸۷)
ابن مسعود نے فرمایا قرآن شریف سات حروف پر نازل ہوا جس کا ظاہر بھی ہے باطن بھی اور جناب علیؑ اس کے ظاہر اور باطن سے واقف ہیں ۔

(۲) وقد روی معمر عن وھب بن عبداللہ عن ابی الطفیل۔ قال شھدت علیاً یخطب و ھو یقول سلونی فواللہ لا تسألون عن شیئ الا اخبرتکم و سلونی عن کتاب اللہ۔ فواللہ ما من اٰیۃ الا و انا اعلم ا بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل۔ (دیکھو تفسیر اتقان جلد ۲ ص۱۸۷ سطر اوّل مطبوعہ مصر)
جناب ابی الطفیل نے کہا کہ میں نے جناب علیؑ کو خطبہ پڑھتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے مجھ سے سوال کرو قسم ہے خدا کی جس کی بابت پوچھو گے میں تم کو خبر دونگا اور مجھ سے قرآن شریف کی بابت پوچھو۔ اللہ کی قسم میں ہر ایک آیت کو جانتا ہوں کہ آیا وہ رات کو نازل ہوئی یا دن میں یا میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر ۔

(ج) ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر مطبوعہ قیومی پریس کانپور کے صفحہ ۷۶ سطر اوّل پر فرماتے ہیں:-
ثمّ علی ابن ابی طالبؑ ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی القرشی الہاشمی و ھو المرتضیٰ زوج فاطمۃ الزہراء وابن عم المصطفیٰ. والعالم فی الدرجۃ العلیا. والمعضلات التی سالہ کبار الصحابۃ ورجعوا الی فتواہ فیہا ولہ فضائل کثیرۃ شہیرۃ تحقق قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انا مدینۃ العلم وعلی بابہا وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اقضاکم علی انتہی قولہ (شرح فقہ اکبر ص۷۶)

ترجمہ:- پھر جناب علیؑ ابن ابی طالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ابن قصی قریش اور ہاشمی ہیں۔ اور وہ مرتضےٰؑ۔ خاوند جناب بی بی سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہراؑ اور جناب رسولِ خدا صلعم کے چچازاد بھائی ہیں اور اعلیٰ درجہ کے عالم ہیں اور ایسے جلیل القدر قاضی ومفتی کہ تمام بڑے بڑے صحابہ نے ایسے مشکل فتوے دریافت کئے۔ اُن کے بہت ہی کثرت سے فضائل مشہور ہیں اور جناب سرورِ عالم صلعم کا یہ فرمان اُن کے بارے میں حق ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور جناب علیؑ اُس کا دروازہ ہیں اور اِس فرمانِ نبوی کے وہ مستحق ہیں کہ تمام صحابہ سے جناب علی علیہ السلام زیادہ قاضی ہیں۔

(د) جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا کہ میں (علم) کا شہر ہوں اور جناب علیؑ اُس کے دروازے ہیں۔ (یہ حدیث حسن ہے) (تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی مطبوعہ زمیندار پریس لاہور ص۹۲ سطر۷)

(ھ) عن ابن عباس قد سالہ الناس فقالوا ای رجل کان علیاً قال کان ملئ جوفہ حکماً وعلماً وباساً ونجدۃ مع قرابتہ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اخرجہ احمد فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب باب سوم ص۱۲۴) حضرت عبداللہ بن عباس سے لوگوں نے پوچھا کہ جناب علیؑ کیسے آدمی تھے۔ ابن عباس نے کہا کہ انکا پیٹ علم اور حکمت اور خوفِ خدا اور بزرگی سے بھرا ہوا تھا مع ذالک وہ آنحضرتؐ کے ساتھ نزدیکی قرابت رکھتے تھے۔

(و) جب حضرت عمر ابن الخطاب کو کوئی مشکل پیش آتی تھی تو جناب علی المرتضیٰؑ سے پوچھا کرتے تھے۔ (اخرجہ احمد فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب باب سوم ص۱۲۵ سطر اوّل)

(ز) عن سعید بن المسیّب، قال لم یکن احد من اصحاب رسول اللہ صلعم یقول سلونی الا علیاً (اخرجہ احمد بحوالہ ارجح المطالب باب سوم ص۱۲۵) حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہؐ کے اصحابِ کبار میں کوئی صاحب سوائے جناب علی علیہ السلام کے نہیں کہتا تھا کہ مجھ سے پوچھو (اور دیکھو صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص۲۱۶۔ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۷ نمبر ۶۰۵۳)

قول صحابہ:- عن ابن عباس قال قال عمر اقرئنا ابی واقضانا علیؑ (رواہ البخاری۔ کتاب التفسیر) باب قولہ ماننسخ من ایۃ اوننسھا۔ اٹھارواں پارہ صہ ۴۷ سطر ۱۱ مطبع احمدی لاہور) حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا کہ حضرت عمر کہتے تھے ہم لوگوں میں ابی بن کعب بڑے قاری ہیں اور جناب علی المرتضیٰ سب سے عمدہ قاضی (ج ج) ہیں۔ (ح) آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن مجید کو جمع کر کے خدمت رسالتمآب میں پیش کیا تھا (تاریخ الخلفا علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور صہ ۹ سطر ۷۔ وصواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۲۰۵ سطر ۱۹۔۲۰)

(ط) **قول صحابہ:-** عن سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لھا ابوالحسن۔ (اخرجہ احمد فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب باب سوم صہ ۱۴۳ سطر ۴ اور صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صہ ۲۱۶ سطر ۲۴) حضرت عمر اس مشکل سے پناہ مانگتے تھے جس میں جناب علیؑ نہ ہوں اس واسطے آپ مشکلکشا ہیں بادشاہ روم نے چند مسائل حضرت عمر کی طرف لکھ کر جواب طلب کیا۔ مگر اس کو نہ آئے جناب علی علیہ السلام نے ان کو حل کر کے بادشاہ کو جواب لکھا (تذکرہ خواص الامۃ صہ ۸۵)

(ی) **اقوال صحابہ:-** ابن سعید حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے۔ علیؑ اقضانا جناب علیؑ ہم سب سے زیادہ قاضی ہیں اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔ کہ علم الفرائض کے سب اہل مدینہ میں سے زیادہ جاننے والے جناب علی المرتضیٰؑ ہیں۔ اور ابن سعد حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے۔ کہ جو معتبر شخص میرے پاس جناب علی المرتضیٰؑ کا فتویٰ کسی مسئلہ میں بیان کرتا تو ہم پھر دوسرے کسی طرف رجوع نہ کرتے۔ اور ابن عساکر نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ کہ علم فرائض وقضایا میں اہل مدینہ میں سے زیادہ عالم جناب علی المرتضیٰؑ ہے۔ جناب بی بی عائشہ کے پاس جناب علی المرتضیٰؑ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا انہ اعلم من بقی بالسنۃ وہ باقی اصحاب سے سنت کے جاننے میں زیادہ عالم ہیں (دیکھو صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صہ ۲۱۶-۲۱۷ ۔ و ارجح المطالب باب سوم صہ ۱۴۳)

دعویٰ:- جناب امیرؑ نے ایک دفعہ فرمایا مجھ سے آسمانوں اور زمینوں کی بابت پوچھو میں جانتا ہوں۔ اگر میں چاہوں تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفسیر ایسی کروں کہ کئی اونٹوں کا بوجھ ہو جائے اور اگر میرے واسطے فرش بچھایا جائے اور میں اس پر بیٹھوں تو اہل تورات کے واسطے توریت سے۔ اہل انجیل کو انجیل سے۔ اہل زبور کو زبور سے اور اہل قرآن کو قرآن سے فیصلہ دوں۔ اللہ کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں جو جنگل میں یا جس

یا میدان میں یا پہاڑ چٹان زمین میں یا آسمان میں۔ رات میں یا دن میں اُتری ہو اور مَیں نہ جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اُور کس کی شان میں نازل ہوئی (مطالب السئول فی مناقب آل رسولؐ صـ۲۶ سطر ۱۵ سلونی)

(ک) **قول حضرت عمر** :- عن یحیٰی بن عقیل قال کان عمر یقول لعلیؑ اذا سالہ ففرج عنہ لا ابقانی اللہ بعدک یا علیؑ (اخرجہ الجندی بحوالہ ارجح المطالب باب سوم صـ۱۴۳) یحیٰی بن عقیل کہتے ہیں کہ جب جناب عمر حضرت علیؑ سے کچھ پوچھا کرتے اور ان کے جواب سے خوش ہوتے تو فرماتے تیرے بعد یا علیؑ خدا زندہ نہ رکھے۔

(ل) **قول حضرت عمر** :- عن عمر ابن الخطاب قال لا یفتین احد فی المسجد وعلیؑ حاضر (استیعاب بحوالہ ارجح المطالب باب سوم صـ۱۴۳) جناب عمر ابن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ جناب امیر مسجد میں ہوں تو کوئی شخص فتویٰ نہ بیان کرے ؎

علیؑ سا گر میرا مولا نہ ہوتا
عمر کے منہ کبھی تولا نہ ہوتا

(م) شرح المواقف مطبوعہ نولکشور کے صـ۴۳۲ پر ہے۔ لقولہ تعالیٰ۔ وتعیہا اذن واعیہ ای حافظہ واکثر المفسرین علی انہ علی ومقام المدح یقتضی الاختصاص بما مدح بہ (ثمّ قال) فقال عمر فی کل واحد من القضیتین لولا علی لھلک عمر۔ آیت شریف سے اکثر مفسرین نے جناب علیؑ کے حافظہ مُراد لی ہے۔ اور یہ خاص مدح چند معاملات میں ایک دو بار حضرت عمر نے فرمایا اگر جناب علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ میزان الکبریٰ للشعرانی مطبوعہ مصر جلد اول صـ۱۹۲ اور اتقان فی علوم القرآن السیوطی مطبوعہ مصر جلد ثانی صـ۱۸۶ اور فتح البیان فی مقاصد القرآن جلد اوّل مطبوعہ مصر صـ۵ پر علمائے کرام اہل سنّت کا اعتراف ہے کہ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام تمام صحابہ سے زیادہ عالم ربانی تھے۔

(ن) اعلم امتی من بعدی علی ابن ابی طالبؑ الدیلمی عن سلمانؓ۔ حضورؐ نے فرمایا میرے بعد سب اُمت سے عالم حضرت علیؑ ہیں (منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صـ۳۲ مطبوعہ مصر)

(س) حضرت ابن سعد نے حضرت علیؑ سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ نے بہ نسبت دیگر صحابہ کے زیادہ حدیث روایت کی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب کبھی مَیں کوئی بات پوچھتا تھا تو رسول اللہ صلعم مجھے سمجھا دیا کرتے تھے اُور جب میں خاموش رہتا تھا تو آپ مجھ سے خود بیان فرما دیا کرتے تھے (تاریخ الخلفاء سیوطی صـ۱۹۲)

(ع) حضرت عمر کا قول ہے کہ حضرت علیؑ ہم سب میں زیادہ معاملہ فہم ہیں (ایضاً۔ مطالب السئول صـ۳۰)

(ف) سعید ابن مسیب کہتے ہیں کہ اگر حضرت علیؑ موجود نہ ہوتے اُور پیچیدہ معاملات آپڑتے تھے۔ تو آپ

(حضرت عمرؓ) ہمیشہ گھبرایا کرتے تھے (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی زمیندار پریس لاہور صفحہ ۹۲ سطر ۱۶)

(ص) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ مدینہ بھر میں سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں اور جب کبھی کسی مسئلہ میں ہم نے حضرت علیؑ سے استفسار کیا۔ آپ نے جواب باصواب فرمایا (ایضاً)

(ق) حضرت علیؑ نے فرمایا کہ شکر ہے خدا کا کہ میرا دشمن بھی دین کے معاملات میں مجھ سے استفسار کرتا ہے۔ معاویہ نے مجھ سے پوچھ بھیجا ہے کہ خنثیٰ مشکل کے میراث میں کیا حکم ہے۔ میں نے اُسے لکھ بھیجا ہے کہ اس کی پیشاب گاہ کی صورت سے حکم میراث جاری ہوگا۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۹۵ سطر ۱۷)

(ر) چنانچہ اکثر لوگوں کا گمان ہے کہ آپ نے قرآن شریف کو اسی ترتیب کے ساتھ جمع کیا تھا جس طرح کہ نازل ہوا تھا۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اگر وہ قرآن شریف ہم تک پہنچتا تو حقیقت میں علم کا بڑا ذخیرہ تھا (ایضاً)

(ش) آپ (حضرت علیؑ) نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت ایسی نہیں کہ مجھے اُس کا شانِ نزول اور مقامِ نزول کہ وہ کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ معلوم نہ ہو۔ خدا نے مجھے قلبِ عاقل اور زبانِ ناطق عطا فرمائی ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ قرآن شریف کی نسبت جس کسی کو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لے کیونکہ مجھے ایک ایک آیت کی نسبت معلوم ہے کہ وہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو پہاڑ پر نازل ہوئی ہے یا میدان میں (اتقان جلد ۲ صفحہ ۱۸۷۔ تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۹۹ سطر ۱۹۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۶، صفحہ ۳۹۷۔ مطالب السئول صفحہ ۲۶)

پس جناب سیدنا علی علیہ السلام ہی تمام صحابہ کرام سے زیادہ ماہر و عالم و عامل و اہل قرآن تھے جنگِ صفین میں جب معاویہ و عمرو عاص نے قرآن شریف کو نیزوں پر لٹکا کر امان مانگی تو جناب امیرؑ نے سرِ تسلیم خم کرکے لڑائی بند کر دی اور اپنی فتح و نصرت کا خیال نہ فرمایا۔ نماز کے اندر روزے کی حالت میں قرآن شریف پڑھتے ہوئے مضروب ہوئے حجِ اکبر میں سورۂ برات سنانے کے واسطے مامور ہوئے۔ علم ہی کے ذریعہ سے حضرت آدمؑ مسجودِ ملائکہ ہوئے۔ کل انبیاء و مرسلین علیہم السلام علم وہبی کے ہی ذریعہ تمام مخلوقات کے رہبر و ہادی ہوئے۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کا فرمان اُمتِ عامہ کو ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عالم کا درجہ سب سے بڑا ہے۔ چونکہ جناب امیرؑ عالم ربانی واقف رموز و نکات حقانی تھے۔ اس لئے وہ تمام صحابہ کرام سے اعلیٰ و افضل و سید المطاع تھے۔ آپ کا فرمان ہے لوکشف الغطاء ما ازددت یقیناً۔ (مطالب السئول صفحہ ۳۲) اگر پردے تمام اُٹھ جائیں۔ تو جو مجھے توحیدِ باری تعالیٰ میں اس وقت حق الیقین ہے۔ اس میں اور زیادتی نہ ہو۔

اوروں کو جو مرتضٰےؑ سے اچھا سمجھے — انصاف یہ کہتا ہے کہ بے جا سمجھے
مفضول کی تفضیل ہے فاضل پہ فضول — اعلےٰ وہ ہے جو علیؑ کو اعلےٰ سمجھے

اعتراض ملاّں یہ حدیث بھی اہلِ سنّت کے نزدیک مطعون ہے۔ یحییٰ بن معین بے اصل۔ امام بخاری منکر ترمذی منکر غریب کہتے ہیں۔ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ شیخ تقی الدین شیخ محی الدین نووی ذہبی جزری موضوع قرار دیتے ہیں بحوالہ تحفۂ اثنا عشریہ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ باب ہفتم ص۲۱۲)

الجواب ۔ علامہ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ تعقیبات سیوطی علے موضوعات ابن جوزی مطبوعہ مطبع محمدی واقعہ لاہور کے ص۶۹ پر اس حدیث کو حسن و صحیح قرار دیتے ہیں اور الالی المصنوعہ فی احادیث الموضوعہ للسیوطی جلد اوّل ص۱۷۱ اور فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ مطبع محمدی لاہور ص۱۱۸ پر اسکی توثیق موجود ہے۔

(۳۰) تیسویں حدیث سیّد علی المرتضیٰؑ ہے بیہقی نے روایت کی ہے۔ کہ جناب علی المرتضےٰؑ دور سے ظاہر ہوئے۔ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا ھذا سیّد العرب یہ عرب کا سردار آتا ہے۔ جناب بی بی عائیشہ صدیقہ حاضر تھیں۔ عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ عرب کے سردار نہیں فرمایا۔ انا سیّد العالمین وھو سیّد العرب میں دو جہان کا سردار ہوں اور وہ عرب کا سردار ہے اور حاکم اس حدیث کو اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس سے ان الفاظ سے لایا ہے۔ انا سیّد ولد آدم وعلی سیّد العرب اور اس کو صحیح بتایا ہے (دیکھو صواعق محرقہ مطبوعہ محمدی پریس لاہور ص۲۰۔ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۴)

(ب) کتاب الفضائل احمد حنبل ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ انت سیّد فی الدنیا سیّد فی الاخرۃ اے علیؑ تو دنیا و آخرت میں سیّد ہے جس نے تجھ سے محبّت کی اس نے مجھ سے محبّت کی جس نے تجھ سے دشمنی کی۔ اس نے مجھ سے دشمنی کی (تذکرہ خواص الامۃ ص۲۹۔ مطالب السئول ص۲۱۔ کنز العمال جلد ۶ ص۴۰)

(۳۱) حدیث النظر ۔ عن عبداللّٰہ بن مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم النظر الی وجہ علیؑ عبادۃ (اخرجہ الطبرانی بمغازلی خجندی۔ ابن السمان حاکم۔ دیلمی۔ ابو یعلیٰ۔ صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص۲۱ سطر اوّل) منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ ص۳۰ مطبوعہ مصر) حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جناب علی المرتضیٰؑ کی طرف نظر کرنی عبادت ہے۔ مترجم صواعق محرقہ کہتا ہے۔ کہ نہایہ جوزی میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ جس وقت جناب علی المرتضیٰؑ تشریف لاتے یہ سبب ان کی شرافت نسب و حسب اور علم و زہد اور تقوےٰ اور بہادری کے انکے

چہرہ کی طرف نظر کرتے تھے۔ اور کہتے تھے لا الٰہ الّا اللہ یہ کیسا شریف جوان ہے۔ لا الٰہ الّا اللہ یہ کیسا عالم جوان ہے لا الٰہ الّا اللہ یہ کیسا بہادر جوان ہے۔ پس جناب علی المرتضیٰؑ ان کے کلمۂ توحید کے جاری کرنے کا باعث ہوتے۔ اس لئے فرمایا جناب علی المرتضیٰؑ کے چہرۂ مبارک کی طرف نظر کرنی عبادت ہے۔ کہ خود بخود کلمۂ توحید جاری ہو جاتا ہے۔ (حدیث نظر کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ نمبر ۲۵۱۳)

(۳۲) حدیث عبادت:۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی۔ ارجح المطالب باب سوم صفحہ ۱۱۳) حضرت ابی سعید الخدری سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جناب علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ نمبر ۲۵۱۲ مطبوعہ مطبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن) (ب) حدیث قتل العمالقہ: جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حجۃ الوداع میں کہ قریب ہے میں عمالقہ قوم کو قتل کرونگا۔ وحی جبرئیلؑ نے عرض کیا یا علیؑ ابن ابی طالبؑ۔ یا علیؑ ابن ابی طالبؑ (تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۳۱ عربی)

(۳۳) حدیث نصرت:۔ عن ابی ھریرۃ فی قولہ تعالیٰ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکتوب علی العرش لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد عبدی ورسولی ایدتہ بعلی ابن ابی طالب (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ والسمعانی والسیوطی فی الدر المنثور بحوالہ ارجح المطالب باب چوتھا صفحہ ۲۶۰ سطر اخیر) ابوہریرہ سے تفسیر قول اللہ تعالےٰ کے کہ اس نے تیری تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں کے ساتھ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے نہیں معبود سوائے اللہ کے وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ میرا بندہ اور رسولؐ ہے۔ میں نے علیؑ ابن ابی طالب کے ساتھ اس کی تائید کی ہے۔

(ب) لما اسری بی الی السماء دخلت الجنۃ فرأیت فی ساق العرش الایمن مکتوب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلیؑ ونصرتہ (طبرانی عن ابی الحمراء منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۳۴) ابی الحمراء سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا جب میں شبِ معراج کو جنت میں داخل ہوا میں نے عرشِ معلّٰی پر لکھا ہوا دیکھا۔ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہؐ اور ان کو علیؑ سے مدد اور نصرت دی گئی۔

(۳۴) حدیث اطاعت:۔ عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیاً فقد اطاعنی ومن عصاہ فقد عصانی (اخرجہ الحاکم بحوالہ ارجح المطالب باب چوتھا صفحہ ۵۰۶) حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ جناب

سرورِ عالم صلعم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی جس نے جناب علیؑ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے ان کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی ۔

(۳۵) حدیثِ محبّت :- طبرانی نے حسن سند کے ساتھ جناب بی بی ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا من احبّ علیًّا فقد احبّنی ومن احبّنی فقد احبّ اللہ ومن ابغض علیًّا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ (صواعق محرقہ فارسی صفہ ۲ سطر ۱۳) جس نے جناب علی المرتضیٰؑ سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبّت کی اور جس نے میرے ساتھ محبّت کی اس نے اللہ کے ساتھ محبّت رکھی اور جس نے جناب علیؑ کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا اور جس نے میرے ساتھ بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا۔ (منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفہ ۳۲ مطبوعہ مصر)

(۳۶) حدیثِ منعِ اذیّت :- ابویعلے اور بزار سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا من اذیٰ علیًّا فقد اذانی جس نے جناب علیؑ کو تکلیف دی اس نے مجھ کو تکلیف دی (صواعق محرقہ فارسی صفہ ۲۱ سطر ۱۲ ۔ اخرجہ احمد وابن عبدالبر فی الاستیعاب۔ منتخب کنز العمال۔ جلد ۵ صفہ ۳۰ وتذکرہ خواص الامۃ صفہ ۲۶)

(۳۷) حدیثِ منعِ اذیّت :- عن عروۃ بن الزبیر ان رجلا وقع فی علی بمحضر من عمر فقال عمر اتعرف صاحب ھذا القبر ھذا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وھذا علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب لا تذکر علیًّا الا بالخیر ان تنقصہ اذیت ھذا القبر۔ (اخرجہ احمد فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب باب چوتھا صفہ ۵۸۹ نمبر ۴ منتخب کنز العمال جلد ۵ صفہ ۲۶ تذکرہ خواص الامۃ صفہ ۲۶)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک شخص جناب علیؑ کو برا کہنے لگا۔ حضرت عمرؓ اسے کہنے لگے اس قبر کے صاحب کو جانتا ہے یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلعم ہیں اور یہ علیؑ ابن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں جناب علیؑ کا بجز نیکی کے ذکر مت کر اگر تو نے انکی شان گھٹائی تو تو اس قبر کے صاحب کو ایذا دیگا

(۳۸) حدیثِ منعِ سبّ۔ جناب امیر المومنین علیؑ کو گالی دینا۔ گویا جناب رسول خدا صلعم کو گالی دینا ہے۔

عن ام المومنین ام سلمہ قالت سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم من سبّ علیًّا فقد سبّنی (اخرجہ احمد والحاکم صححہ مشکوٰۃ شریف باب مناقب علیؑ۔ جلد ۲ صفہ ۱۲۲ ۔ احمدی پریس لاہور)

(۳۹) **معاویہ کا جناب امیرؑ کو گالی دینے کا حکم کرنا۔** عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویہ بن ابوسفیان سعدؓ فقال ما منعک ان تسب ابا تراب قال امّا ما ذکرت ثلاثا قالھن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول لعلیؑ وخلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علی یا رسول اللہ تخلفنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی سمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال فتطاولنا لھا فقال ادعوا علیاً قال فاتاہ وبہ رمد فبصق فی عینیہ فدفع الرایۃ الیہ ففتح اللہ علیہ۔ وانزلت ھذہ الآیۃ ندع ابناءنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم الآیۃ۔ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیاً وفاطمۃؑ وحسناً وحسیناً فقال اللھم ھؤلاء اھلی. ھذا حدیث حسن غریب صحیح من ھذا الوجہ (جامع ترمذی جلد دوم. باب مناقب علیؑ ۵ ۲۷ سطر ۹. مطبع نولکشور وخصائص نسائی مترجم مطبع محمدی لاہور ص ۳ سطر ۴۔ صحیح مسلم جلد ۹ مترجم ص ۲۳۹۸)

ترجمہ:۔ عامرؓ: سعد بن وقاص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ کہ اس نے کہا کہ معاویہ بن ابی سفیان نے اس کو حکم کیا اور کہا کہ تجھ کو ابو تراب (جناب علی المرتضےٰؑ) کو گالی نکالنے میں کیا چیز مانع ہے۔ اس نے کہا۔ جب سے میں نے ان تین باتوں کو آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے اُن کو میں بُرا نہیں کہتا۔ البتہ میرے واسطے ان میں سے ایک کا ہونا سُرخ اونٹوں سے بہت بہتر ہے۔ میں نے جناب رسول خدا صلعم سے سُنا ہے کہ جناب علیؑ کو کہتے تھے کہ جب ان کو ایک جنگ میں پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ آنحضرت صلعم نے جناب علیؑ سے کہا تھا۔ یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ تو میرے نزدیک بمنزلہ ہارونؑ موسےٰؑ کے ہو۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ میرے بعد نبوت نہیں۔ اور میں نے سُنا کہ خیبر کے دن فرماتے تھے۔ البتہ میں علم اس شخص کو دونگا۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ اور اس کو بھی اللہ اور اس کا رسولؐ دوست رکھتا ہے۔ کہا راوی نے کہ ہم نے گردنیں لمبی کیں پس فرمایا آپ نے میرے پاس جناب علیؑ کو بُلاؤ۔ پس جناب علی المرتضٰیؑ تشریف لائے اس حالت میں کہ آپکی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ سو آنحضرتؐ نے آپ کی آنکھوں میں لعاب لگایا اور علم ان کو دیا اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے ہاتھ پر فتح کردی اور جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم جناب رسول خدا صلعم نے حضرت علیؑ۔ جناب فاطمۃ الزہراؑ وحسنین الشریفینؑ کو بلایا۔ اور فرمایا۔ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ◆

(ف) اِس حدیث سے یہ ثابت ہُوا کہ جناب علی المرتضیٰؑ کو معاویہ بُرا کہتا تھا بلکہ لوگوں کو بھی ان کے بُرا کہنے کی ترغیب دیتا تھا۔ گویا وہ رسولِ خدا صلعم کو گالیاں نکالتا تھا جو جناب رسولِ خدا صلعم اور جناب علی المرتضیٰؑ کو گالیاں نکالنے والا شخص ہو۔ اس کو اہلِ سُنّت والجماعت نے اپنا خلیفہ اور اصحاب اور خال المومنین بنایا ہے۔ اور اس کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اس پر دعوے اِسلام ہے۔ اہلِ سُنّت کے نزدیک حضراتِ اصحابِ ثلاثہ کو گالیاں دینے والا کافر اور ملعون ہوجاتا ہے۔ جو صحابہ النبی صلعم اور ان کے اجماعی خلیفے تھے۔ مگر جناب شیرِ خدا علی المرتضیٰؑ پر سبّ کرنے والا اصحاب اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خطاب پاتا ہے۔ یہ اہلِ سُنّت والجماعت کا انصاف ہے اور محبّتِ اہلِ بیتِ نبوت کا دعوے ہے۔ ۸۰ سال برابر معاویہ سے حضرت عبدالعزیز کے زمانہ تک جناب امیر علیہ السلام پر سبّ ہوتا رہا بنی امیہ مسلمانوں نے اس کو کارِ ثواب سمجھا۔ اس وقت کوئی مسلمان عالم نہ بولا نہ منع کیا۔ اب شیعہ کو سبّی بتلایا جاتا ہے۔

(۴۰) **حدیث منع سبّ**:۔ عن عبد اللہ الجدلی قال دخلت علی ام المومنین ام سلمہ فقالت لی اتسبّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فقلت معاذ اللہ قالت سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یقول من سبّ علیًّا فقد سبّنی (خصائص نسائی مترجم ص۴۳ سطر ۱۵ محمدی پریس) عبداللہ جدلی سے روایت ہے کہ مَیں حضرت اُم سلمہ کے پاس آیا سو اُس نے کہا کیا تو حضرت صلعم کو بُرا کہتا ہے۔ مَیں نے کہا خدا سے پناہ مانگتا ہوں جناب بی بی اُم سلمہ نے فرمایا کہ مَیں نے آنحضرت صلعم سے سُنا ہے کہ جسنے علیؑ کو بُرا کہا اُسنے مجھے کو بُرا کہا۔

(ف) حضرات شیخین کے بُرا کہنے سے مُسلمان کافر نہیں ہوتا جیسا کہ مُلّا علی قاری شرح فقہ اکبر مجتبائی پریس ص۸۶ پر لکھتے ہیں۔ سبّ الشیخین وقتلہما لیس بکفر۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو گالی دینے سے اور اُن کو قتل کرنے سے انسان کافر نہیں ہوجاتا۔ مگر احادیثِ صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ جناب علی المرتضیٰؑ کو بُرا کہنے سے مسلمان کافر ہوجاتا ہے کہ اُس نے اللہ اور رسولؐ کو بُرا کہا یہاں سے حضرات شیخین و جناب علی المرتضیٰؑ کا فرق جان لو اور مرتبہ پہچان لو۔

(ب) من سبّ علیًّا فقد سبّنی من سبّنی فقد سبّ اللہ (حم۔ک) عن ام سلمہ۔ جس نے جناب علیؑ کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھ کو گالی دی اُس نے اللہ کو گالی دی (منتخب کنز العمال جلد ۵ ص۳۰)

(۴۱) **حدیث خیر البشر**:۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم علی خیر البشر من ابیٰ فقد کفر (اخرجہ الرازی فی الاربعین۔ ابوبکر بن مردویہ۔ ارجح المطالب باب ۴) حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا علی علیہ السلام سب

لوگوں سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہے (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۰)

(۴۲) حدیث دابۃ الجنۃ :- عن عمرو بن الحمق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا عمر هل رأیتہ دابۃ الجنۃ تاکل الطعام وتشرب الشراب وتمشی فی الاسواق هذہ دابۃ الجنۃ و اشار الی علی ابن ابی طالب (طبرانی ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۹ نمبر حدیث ۲۶۷۳) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اے عمر تو نے بہشت کا چوپایہ دیکھا ہے جو کھانا کھاتا ہے ۔ پانی پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے ۔ جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ دابۃ الجنۃ ہے ۔

(ب) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل نبی خلیل وان خلیلی واخی علیؑ (الرافعی عن ابوذر کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۶۱) جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہر نبی کا خلیل ہوتا ہے اور میرا خلیل اور بھائی علیؑ ہے ۔

(۴۳) حدیث القرآن مع علی ۔ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض (اخرجہ الطبرانی وابن مردویہ والدیلمی ۔ ابن عقدہ ۔ ارجح المطالب باب ۴ ۔ صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۱ ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳ ۔ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۰) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے ۔ اور قرآن علیؑ کے ساتھ ۔ جب تک یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر نہ آئیں ۔ ہرگز جُدا نہ ہوں گے ۔

(ب) حدیث محبت :- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من مات وھو مبغض لآل محمد دخل النار وان صلی وصام (طبرانی بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۸۳ سطر اوّل مطبوعہ نولکشور پریس)

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ جو دشمن آلِ محمد صلعم ہو کر مرا ۔ اللہ تعالے اس کو دوزخ میں ڈالے گا اگرچہ وہ نماز و روزہ کرتا ہو ۔

(ج) حدیث :- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یبغضنا اھل البیت احد ولا یحسدنا احد الا ذید یوم القیامۃ عن الحوض بسیاط من النار (طبرانی بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ کید لو ودکم صفحہ ۸۳ نولکشور پریس) جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ اہل بیت ہمارے کے حاسد اور دشمن حوضِ کوثر سے آگ کے کوڑے کے ذریعہ سے ہٹکائے جائیں گے ۔

(د) حدیث :- عن علی علیہ السلام قال اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اول

من یدخل الجنة انا و فاطمةؑ والحسنؑ والحسینؑ فقلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فمحبونا قال من وراٴکم (کنز العمال مطبوعہ مصر کتاب الفضائل فضائل اہلبیت صـ۱۰۲ نمبر ۲۰۸۵ جلد ۷) جناب علی المرتضےؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ سب سے اوّل بہشت میں مَیں اور جناب فاطمہؑ اور جناب حسنین الشریفینؑ داخل ہونگے۔ مَیں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلعم۔ ہمارے محب و دوستدار۔ فرمایا وہ تمہارے بعد بہشت میں داخل ہوں گے ۔

(۸) **حدیث الوسیلہ** :- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فی الجنة درجة تدعی الوسیلة فاذا سالتموا اللہ فسئلوا الی الوسیلة قالوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یسکن معک فیہا قال علیؑ وفاطمةؑ والحسنؑ والحسینؑ (ابن مردویہ۔ کنز العمال مطبوعہ مصر۔ کتاب الفضائل۔ فضائل اہلبیت جلد ہفتم صـ۱۰۲ نمبر ۲۰۸۴) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا جنت میں ایک درجۂ وسیلہ ہے جس وقت تم اللہ تعالےٰ سے دعا مانگو۔ تو میرے واسطے درجۂ وسیلہ کی درخواست کرو۔ عرض کی گئی یارسول اللہ اس درجۂ وسیلہ میں حضور اور کسکے ساتھ اور کون ہوگا۔ جنابؐ نے فرمایا کہ جناب علی المرتضےٰؑ اور جناب فاطمة الزہراؑ اور جناب حسن المجتبےٰؑ اور جناب حسین شہید کربلا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں گے ۔

اب ناظرین باتمکین حضرات پنجتن پاکؑ و حضرات ثلاثہ کے مراتب و درجات میں خود ہی فرق کر لیجئے ۔

(۴۴) **حدیث شجاعت** :- عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال کان ابو لیلیٰ یسیر مع علیؑ فکان یلبس ثیاب الصیف فی الشتاء وثیاب الشتاء فی الصیف فقلنا لو سالتہ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث الی وانا ارمد العین یوم خیبر فقلت یارسول اللہ انی ارمد العین فتفل فی عینی ثم قال اللھم اذھب عنہ الحر والبرد فقال فما وجدت حرا ولا بردا بعد یومئذ وقال لا عطین رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لیس بفرار فتشرف لہا الناس فبعث الی علی فاعطاہ ایاہ - (ابن ماجہ مترجم باب فضل علی ابن ابی طالبؑ مطبع صدیقی لاہور صـ۱۵ جلد اوّل)

ترجمہ :- حضرت ابو لیلیٰ جناب علیؑ کے ساتھ سفر کرتے تھے کہ آپ گرمی کے کپڑے جاڑے میں اور جاڑے کے گرمی میں پہنا کرتے تھے۔ مَیں نے سبب پوچھا۔ فرمایا کہ خیبر کے روز میری آنکھیں دُکھتی تھیں۔ تو آپؐ نے میری آنکھوں میں لعاب دہن ڈالکر فرمایا خدایا ان سے سردی گرمی دُور کردے اسدن کے بعد گرمی سردی معلوم نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اسکو جھنڈا دیا جائیگا۔ جو محبّ خدا و رسولؐ و محبوب خدا و رسولؐ اور بھاگنے والا نہیں الخ

(۴۵) حدیث الحق :- عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم الحق مع علیؑ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ۔ ابو یعلی۔ ابن عقدہ بحوالہ ارجح المطالب باب چہارم کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۷ نمبر حدیث ۲۶۳۷) ترجمہ :- حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ حق علی علیہ السلام کے ساتھ ہے ۔

(ب) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم اللہ علیاً اللّٰھم ادر الحق معہ حیث دار ۔ (رواہ الترمذی باب مناقب علیؑ جلد دوم مطبع نولکشوری صفحہ ۲۱۶ ومشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب العشرہ جلد سوم صفحہ ۱۲۹ مطبع احمدی لاہور) ترجمہ :- جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا۔ اللہ جناب علیؑ پر رحم کرے۔ بار خدایا جس طرف جناب علیؑ ہوں۔ حق کو اسی طرف پھیر دے ۔

(ف) یہ احادیث خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ کو باطل قرار دیتی ہیں۔ کیونکہ جناب علی المرتضیٰؑ نے دعاوئے خلافت کئے اور حقدار وہی ہے ۔

(۴۶) حدیث امارت :- قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان تؤمّروا علیاً ولا اُراکم فاعلین تجدوہ ہادیاً مہدیاً یاخذبکم الطریق المستقیم (رواہ احمد مشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب العشرہ مطبع احمدی لاہور جلد ۱ صفحہ ۱۳۵) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اور اگر تم جناب علیؑ کو امیر بناؤ گے۔ مگر میں نہیں دیکھتا کہ تم اس کو بناؤ۔ تو تم لوگ حضرت علیؑ کو ہادی اور مہدی پاؤ گے اور تم سب کو وہ سیدھے راستے سے چلے گا ۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۶۰ مسند احمد حنبل جلد اوّل صفحہ ۱۰۹)

(ب) عن علیؑ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی الیمن فقلت انک تبعثنی الیٰ قوم اسن منی فکیف القضاء فیھم فقال ان اللہ سیھدی قلبک ویثبت لسانک قال فما تعاییت فی حکم بعد (خصائص نسائی مترجم مطبع محمدی صفحہ ۲۷) جناب علی المرتضیٰؑ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا سو میں نے عرض کی آپ مجھ کو ان لوگوں کی طرف بھیجتے ہیں کہ وہ مجھ سے بڑی عمر والے ہیں سو میں ان میں کس طرح حکم کروں۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ خدا تیرے دل کو ہدایت کرے گا۔ اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا۔ جناب علی المرتضیٰؑ نے فرمایا۔ کہ پھر میں کبھی کسی حکم میں نہیں تھکا۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۲ نمبر حدیث ۶۰۰۶

(ج) جناب رسول خدا صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ کے سینہ مبارک پر ہاتھ مار کر کہا۔ اللّٰھم اھدِ قلبہ

وثبّت لسانہ (خصائص نسائی مطبع محمدی لاہور ص۲۷) ترجمہ :- بار خدایا اس کے دل کو ہدایت بخش اُور زبان کو ثابت رکھ (تذکرہ خواص الامۃ ص۲۷)

(ی) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان تولوا علیًّا تجدوہ ھادیا مھدیا یسلک بکم الطریق المستقیم (کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۵ نمبر حدیث ۲۵۸۴) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اگر تم علی المرتضٰیؑ کو سردار بناؤگے تو اس کو ہادی اُور مہدی پاؤگے۔ تم لوگوں کو سیدھے راستے پر چلائے گا۔

(ک) ان تستخلفوا علیًّا وما اراکم فاعلین تجدوہ ھادیًا مھدیًا یحملکم علی المحجۃ البیضاء۔ (ابو نعیم فی فضائل الصحابہ عن حذیفہ کنز العمال جلد ۶ ص۱۶۰ نمبر حدیث ۲۶۹۱) اگر تم علی المرتضٰی کو خلیفہ بناؤگے لیکن میں دیکھتا کہ تم اس کو بناؤ تو اُسکو ہادی اُور مہدی پاؤگے اُور تم سب لوگوں کو دلیل روشن پر لیجائیگا۔

(ل) قال انکم لا تفعلوا وان تفعلوا تجدوہ ھادیا مھدیا یسلک بکم الطریق المستقیم (مستدرک حاکم عن حذیفہ۔ کنز العمال جلد ۶ ص۱۶۰ نمبر ۲۶۹۳) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تم علی المرتضیٰؑ کو خلیفہ نہیں بناؤگے اُور اگر بناؤ اس کو ہادی اُور مہدی پاؤگے۔ وہ تم کو سیدھے راستے پر لے چلے گا۔ زیادہ دیکھو صواعق محرقہ ص۲۷۔ ازالۃ الخفاء۔ الشرف المؤبد ص۵۸

(م) وان ولیتموھا علیًّا فھاد مھدی یقیمکم علی طریق مستقیم (طبرانی مستدرک حاکم کنز العمال جلد ۶ ص۱۶۰ نمبر ۲۶۹) اُور اگر علی المرتضٰیؑ کو حاکم بناؤگے تو ہادی اُور مہدی پاؤگے تو تم لوگوں کو سیدھے راستے پر قائم رکھیگا۔

اِن احادیث امارت سے استحقاق خلافت جناب شاہِ ولایت علیہ السلام بخوبی ثابت ہے۔ کہ ہر ایک نبی و رسول کی تبلیغ کی علّتِ غائی یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کو ہدایت ہو اُور وہ اِسلام کے سیدھے راستے پر چلیں۔ اُور پانچ وقت نمازمیں بھی یہی دعا سکھائی گئی ہے۔ اھدنا الصّراط المستقیم۔ اُور جو ہادی و مہدی ہو وہی سردار، حاکم، خلیفۂ رسول مقبول ہو سکتا ہے۔ اُور اسی کی اطاعت وتابعداری لازم ہے۔ **قولہ تعالےٰ** قُلِ اللّٰہُ یَھْدِیْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ یَّھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَھِدِّیْٓ اِلَّآ اَنْ یُّھْدٰی ۚ فَمَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ ۝ (یونس ۱۱) کہو اللہ ہی حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو دینِ حق کی راہ دکھائے وہ اس کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کے حکم کی پیروی کیجاوے جو ایسا عاجز ہے کہ جب تک دوسرا اس کو راہ نہ دکھائے وہ خود بھی راہ نہیں پا سکتا تو تم لوگوں کو کیا ہوا۔ کیسے فیصلے کرتے ہو۔ چونکہ جناب ائمہ حضرات اصحاب ثلاثہ

کے امور شرعیہ وسیاسیہ میں ہادی و مہدی رہے۔ اور یہ حضرات خود بھی جناب امیر علیہ السلام کے شریعت میں ہمیشہ محتاج رہے۔ اِس واسطے جناب امیر علیہ السلام ہی خلیفہ برحق رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تھے۔ ؎

سمجھے کوئی کیا رُتبہ و شانِ حیدرؑ
اللہ و نبیؐ ہیں قدردانِ حیدرؑ
واجب ہے جہاں بیعتِ دستِ خدا
فرمانِ الٰہی ہے زبانِ حیدرؑ

(۴۷) **حدیث لواء الحمد** - عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اعطیت فی علیؑ خمسًا ھو احبّ الیّ من الدنیا وما فیھا اما واحدۃ فھو تکای بین یدی اللہ عزّ وجل حتّی افرغ من الحساب۔ واما ثانیۃ فلواء الحمد بیدہٖ وآدم ومن ولدہ تحتہ۔ واما الثالثۃ فواقف علی حوض لیسقی من عرف من امّتی۔ فاما الرابعۃ فساتر عورتی ومسلمی الی ربّی عزّ وجل۔ واما الخامستہ فلست اخشٰی ان یرجع زانیا بعد احصان ولا کافرًا بعد ایمان (اخرجہ احمد بحوالہ ارجح المطالب باب چوتھا ص ۶۸۲) ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جناب علیؑ کو پانچ باتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ وہ دُنیا و مافیہا سے مجھے پیاری ہیں۔ اوّل خدا کے سامنے جب مَیں حساب دینے کے لئے کھڑا ہونگا تو وہ میرا تکیہ ہونگے جب تک کہ مَیں حساب سے فارغ نہ ہوجاؤں۔ دوم لواء الحمد ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ آدم علیہ السلام اور اُن کی سب اولاد اس جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ سوم وہ میرے حوض کے کنارے کھڑے ہونگے اور جس کو میری اُمت سے شناخت کرینگے اُسے پلائینگے۔ چہارم وہ مجھے کفن پہنا کر مجھے میرے ربّ کے سپرد کرنے والے ہیں۔ پنجم مجھے اِس کا خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونے کے بعد پھر زنا کی طرف رجوع کریں یا مُسلم ہونے کے بعد پھر کافر ہوجائیں۔

(۴۸) **حدیث تاویل القرآن** :- عن ابی سعید الخدریؓ قال کنّا جلوسًا ننتظر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فخرج الینا قد انقطع تسع نعلہ فرمیٰ بھا الی علیؑ فقال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ فقال لا فقال عمر انا ھو یا رسول اللہ فقال لا ولکن خاصف النعل (اخرجہ احمد والنسائی ومحی السنّۃ البغوی فی شرح السنّۃ وابوحاتم وابو یعلےٰ وابن حبان وابو نعیم فی الحلیۃ والدیلمی فی فردوس الاخبار والحاکم قال صحیح علی شرط الشیخین بحوالہ ارجح المطالب باب ۴ ص ۶۸۷ صواعق محرقہ فارسی ص ۲۱۰ منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ ص ۳۳ سطر اوّل مطبوعہ مصر) ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ ہم جناب رسالت مآب صلعم کی

تشریف آوری کے منتظر بیٹھے تھے کہاتنے میں حضور انور صلعم اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے کفش مبارک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا جناب امیرؑ کی طرف ڈال کر فرمایا تم میں سے ایک ایسا شخص ہے کہ لوگوں سے قرآن کی تاویل پر جنگ کریگا جس طرح سے کہ میں نے اس کی تنزیل پر جنگ کی ہے۔ حضرت ابوبکر کہنے لگے یارسولؐ اللہ کیا وہ شخص میں ہوں۔ فرمایا نہیں۔ حضرت عمر کہنے لگے۔ یارسولؐ اللہ وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے۔ (جناب علیؑ) (کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۱ نمبر حدیث ۵۹۸۸ مطبوعہ دائرۃ المعارف دکن و صفحہ ۱۵۲ نمبر احادیث ۲۵۸۵ تا ۲۵۹۰ و مطالب السئول صفحہ ۲۳)

(۴۹) عن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یا ابا رافع سیکون بعدی قوم یقاتلون علیاًؑ حق علی اللہ جہادھم فمن لم یستطع جہادھم بیدہٖ فبلسانہٖ فمن لم یستطع بلسانہٖ فبقلبہٖ لیس وراء ذالک شیئی (کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ نمبر ۲۵۸۹)

ترجمہ:- جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا اے ابا رافع میرے بعد ایک قوم علیؑ سے جنگ کریگی۔ اللہ تعالےٰ کا حق ہے کہ ان لوگوں سے جہاد کیا جائے۔ جو ہاتھ سے جہاد کی طاقت نہیں رکھتا وہ زبان سے۔ جو زبان کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ دل سے جہاد کرے۔ اس کے سوا اور کچھ چارہ نہیں۔

(۵۰) حدیث ناقہ:- عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لعلیؑ یوم القیامۃ ناقۃ من سوق الجنۃ فترکبہا یا علیؑ ورکبتہا مع رکبتی وفخذک مع فخذی حتی تدخل الجنۃ (اخرجہ احمد فی المناقب بحوالہ ارجح المطالب باب چہارم صفحہ ۴۵۵) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ علیؑ کو قیامت کے روز جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی ملیگی اور یا علیؑ تم اس پر سوار ہوگے۔ تمہارا گھٹنا میرے گھٹنے کے ساتھ ہوگا۔ اور تمہاری ران میری ران کے ساتھ ہوگی۔ یہاں تک تم جنت میں داخل ہوگے (منتخب کنزالعمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ صفحہ ۵۰ تذکرۃ خواص الامۃ صفحہ ۲۷۔ و کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۷ نمبر حدیث ۶۰۵۳)

(۵۱) حدیث خصائص اربعہ:- عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لعلیؑ اربع خصال لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی وعجمی صل مع النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ وھو الذی غسلہ وادخلہ فی قبرہ —
(اخرجہ احمد و ابوعمر بحوالہ ارجح المطالب باب چہارم۔ ورق آخری۔ مطبع نولکشور۔ بار دوم۔ سطر ۸)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ کہ جناب امیرؑ کی چار خصلتیں ایسی ہیں۔ وہ اور کسی کو نصیب نہیں۔ وہ سب عربی و عجمی لوگوں سے پہلے نمازی ہیں اور وہ آنحضرت صلعم کے تمام جہادوں میں علمدار رہے اور وہ آنحضرتؐ کے ساتھ جنگ میں ثابت قدم رہے جبکہ باقی صحابہ بھاگ نکلے اور وہ ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(۵۲) حدیث لیلۃ الجن مبشر خلافت بلا فصل۔ بدرالدین محمد بن عبداللہ حنفی جو امام ذہبی کا شاگرد ہے۔ اپنی کتاب اکام المرجان فی احکام الجان میں لکھتا ہے اور طبرانی کے حوالہ سے علامہ سیوطی نے اپنی کتاب الالی المصنوعہ فی احادیث الموضوعہ ص۱۶۸ میں اس کی توثیق کی ہے۔ فقال ابو نعیم حدثنا سلیمان بن احمد حدثنا محمد بن عبداللہ الحضرمی حدثنا علی بن الحسین بن ابی بردۃ البجلی حدثنا یحیی بن یعلی الاسلمی عن حرب بن صبیح حدثنا سعید بن مسلم عن ابی مرۃ الصنعانی عن ابی عبداللہ الجدلی عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال استتبعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لیلۃ الجن فانطلقت حتی بلغنا اعلاء مکۃ فخط علی خطاء وقال لا تبرح ثم انصاع فی الجبال فرأیت الرجال ینحدرون علیہ من روس الجبال حتی حالوا بینی وبینہ فاخترطت السیف وقلت لاضربن حتی استنقذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثم ذکرت قولہ لا تبرح حتی اٰتیک قال فلم ازل کذالک حتی اضاء الفجر فجاء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وانا قائم فقال مازلت حالک قلت لو مکثت شہرا ما برحت تاتینی ثم اخبرتہ بما اردت ان اصنع فقال لو خرجت ما التقیت وانا وانت الی یوم القیامۃ ثم شبک اصابعہ فی اصابعی فقال انی وعدت ان تومن الجن والانس فاما الانس فقد امنت بی واما الجن فقد رأیت وما اظن اجلی الا وقد اقترب قلت یا رسول اللہ الا تستخلف ابابکر فاعرض لی فرأیت انہ لم یوافقہ. قلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمرؓ فاعرض عنی فرأیتہ انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیاً قال ذالک والذی لا الہ غیرہ لو بایعتموہ واطعتموہ ادخلکم الجنۃ اجمعین۔ انتھی۔ ترجمہ:۔ حضرت ابو عبداللہ الجدلی حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک رات مجھ کو جناب رسولِ خدا صلعم جنوں کی تبلیغ کے واسطے گرد و نواح مکہ معظمہ میں ہمراہ لے گئے اور میرے اردگرد ایک خط کھینچدیا اور فرمایا اس جگہ سے نہ ٹلنا۔ پھر جناب سرور عالم صلعم پہاڑوں کے اندر چلے گئے۔ پھر میں نے دیکھا ایک قوم پہاڑوں کی غاروں سے نکلتی چلی آتی ہے حتےٰ کہ میرے اور جناب رسول خدا صلعم کے درمیان حائل ہوگئی۔ پس میں نے اپنی تلوار کھینچ لی۔ اور ارادہ کیا۔

کہ ان سے لڑائی کروں ۔ پھر مجھے رسول خدا صلعم کا فرمان یاد آگیا کہ جب تک وہ نہ آئیں چپ چاپ کھڑا رہوں جب فجر کا وقت ہوگیا تو جناب رسول خدا صلعم تشریف لائے اور میں کھڑا تھا ۔ پھر مجھ سے میرا حال دریافت فرمایا ۔ میں نے عرض کی کہ اگر ایک ماہ بھی گذر جاتا تو میں اسی حالت میں کھڑا رہتا ۔ پھر میں نے تمام سرگذشت اور جنات کو مارنے کا حال سُنایا فرمایا اگر تو ایسا کرتا تو تیری اور ہماری ملاقات قیامت کو ہوتی ۔ پھر میری انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر روانہ ہوئے ۔ اور پھر فرمایا مجھ سے وعدہ ہوا ہے کہ انسان اور جن مجھ پر ایمان لاوینگے ۔ مگر انسان نے تو ایمان قبول کیا ۔ اور جنات کو تو تم نے دیکھ لیا ہے ۔ میری اجل قریب ہے ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ حضرت ابوبکر کو خلیفہ کیوں نہیں بنا جاتے ۔ آپ نے مجھ سے مُنہ پھیر لیا اور خیال تک نہ کیا ۔ میں نے کہا یا رسول آپ حضرت عمر کو اپنا ولیعہد کیوں نہیں بناتے ۔ آپ نے مجھ سے مُنہ پھیر لیا اور اس کی پرواہ نہ کی ۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ جناب علیؑ کو خلیفہ و ولیعہد کیوں نہیں بنا جاتے ۔ فرمایا قسم ہے ذات پاک پروردگار وحدہٗ لاشریک کی ۔ اگر تم حضرت علیؑ کی بیعت کروگے اور اس کا حکم مانوگے ۔ تو وہ تم سب لوگوں کو جنت میں داخل کردے گا ۔
(فتاویٰ عبدالحی لکھنوی جلد اوّل صفحہ ۳۵۱)

(۵۳) حدیث اشتیاقِ جنت :۔ عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علیؑ وعمار وسلمان (رواہ الترمذی جلد دوم باب سلمان فارسی صفحہ ۵۹۱ و مشکوٰۃ شریف باب جامع المناقب مطبع احمدی لاہور جلد ۴ ۔ ربع ۴ صفحہ ۱۵۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ۔ بلاشبہ جنت تین شخصوں کے واسطے مشتاق ہے ۔ وہ جناب علیؑ حضرت عمار و حضرت سلمان فارسی ہیں ۔

(۵۴) حدیث چار یاری :۔ عن ابن بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یا رسول اللہ سمہم لنا قال علیؑ منہم یقول ذلک ثلاثا وابوذر والمقداد وسلمان وامرنی بحبہم واخبرنی انہ یحبہم ۔ ھذا حدیث غریب حسن (جامع ترمذی جلد دوم نولکشوری صفحہ ۲۱۲ سطر ۴) ترجمہ :۔ حضرت ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ۔ اللہ تعالے نے مجھے چار شخصوں کی محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ میں بھی ان کو دوست رکھتا ہوں کسی نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ان کے نام ہم کو بتلایئے فرمایا علیؑ ان سے ہے آپ نے تین بار فرمایا اور حضرت ابوذر غفاری ۔ حضرت مقداد ۔ اور حضرت سلمان فارسی اور آنحضرت صلعم نے مجھے اُن کی محبت کا حکم دیا ہے ۔ اور خبر دی ہے ۔ کہ میں بھی ان کو دوست رکھتا ہوں ۔

(۵۵) حدیث مومن ومنافق:۔ عن المساور الحمیری عن امہ قالت دخلت علی ام سلمہ فسمعتہا تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یحب علیاً منافق ولا یبغضہ مومن هذا حدیث حسن غریب (رواہ الترمذی جلد دوم باب مناقب علیؑ صفحہ ۲۱۲ ـ تذکرہ خواص الائمہ صفحہ ۱۱ وکنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ نمبر حدیث ۲۴۹۶) **ترجمہ:۔** حضرت ساور حمیری اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں۔ اس نے کہا ہیں جناب اُم المومنین بی بی اُم سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے اُن سے سُنا کہ وہ فرماتی تھیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ منافق آدمی جناب علیؑ کو دوست نہیں رکھ سکتا اور مومن اُن سے دشمنی نہیں کرتا۔

(۵۶) حدیث قاسم النار والجنۃ:۔ جناب سیدنا وامامنا علی رضا ابن موسیٰ الکاظم امام الجن والانس علیہما الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا انت قسیم الجنۃ والنار یوم القیامۃ یقول النار هذا لی وهذا لک۔ تو بہشت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والا ہے۔ روزِ محشر کو دوزخ کہیگا یا علیؑ یہ گروہ دوزخی میرے واسطے ہے اور یہ گروہ بہشتی تیرے واسطے ہے (صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۱۶ محمدی پریس لاہور)

(۵۷) حدیث عبادت:۔ دیلمی نے جناب اُم المومنین بی بی عایشہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ خیر اخوانی علیؑ وخیر اعمامی حمزہؓ وذکر علیؑ عبادۃ۔ سب بھائیوں سے میرا اچھا بھائی حضرت علیؑ ہے اور سب چچا سے بہتر چچا امیر حمزہ ہے اور جناب علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔ (صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۱۲ کنز العمال جلد ۶)

(۵۸) حدیث فاروق اعظم وصدیق اکبر:۔ عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلعم لعلیؑ هذا اول من آمن بی وهذا اول من یصافحنی یوم القیامۃ وهذا صدیق الاکبر وهذا فاروق الاعظم یفرق بین الحق والباطل وهذا یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین (اخرجہ الدیلمی والطبرانی بحوالہ ارجح المطالب باب اوّل صفحہ ۲۴ منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد حنبل مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۳۳ سطر اخیر۔ اسلامیہ کالج پشاور لائبریری) **ترجمہ:۔** حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے جناب علیؑ کے بارے میں فرمایا یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا ہے اور یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملیگا۔ اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم حق اور باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ اور یہ مومنوں کا امیر ہے۔ اور مال منافقوں کا امیر ہے۔

توثیق حدیث:۔ وقد اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح علی شرط الشیخین۔ اسی مضمون کا ایک قول جناب امیرؑ سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا میں خدا کا بندہ اور اس کے رسولؐ کا بھائی اور صدیق اکبر

ہوں جس کے اسناد یہ ہیں۔ حدثنا ابو العباس بن محمد بن یعقوب حدثنا الحسن بن علی بن عفان حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ حدثنا اسرائیل عن ابن اسحاق عن المنہال بن عمرو بہ وقال الحاکم صحیح علی شرط الصحیحین. والمنہال روی لہ البخاری والاربعۃ وقال ابن معین ثقہ۔ عباد ذکرہ ابن حبان فی الثقات۔ (دیکھو فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ۔ مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۶ سطر ۹۔ وکتاب اللالی المصنوعہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۶)

(۵۹) حدیث ردّ الشمس:۔ عن اسماء بنت عمیسؓ وام سلمہؓ وجابر بن عبد اللہ الانصاری وابی سعید الخدری والحسین بن علی رضی اللہ عنہم ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ذات یوم فی منزلہ وعلی بین یدیہ اذا جاء جبرئیل بناجیہ عن اللہ عز وجل فلما تغشی الوحی توسد فخذ علیؑ ولم یرفع حتی غربت الشمس فصلی العصر جالسا ایماً فلما افاق قال لعلیؑ فاتتک العصر قال صلیتہا قاعداً ایما فقال ادع اللہ یرد علیک الشمس حتی تصلیہا قائماً فی وقتہا فانہ یجیبک بطاعتک ولرسولہ فسال اللہ فی ردّہا فردت علیہ حتی صارت فی موضعہا من السماء وقت العصر فصلاہا ثم غربت واللہ لقد سمعنا لہا عند غروبہا کصریر المنشار (اخرجہ الدولابی۔ ابو ساھن۔ ابن منذہ ابن مردویہ طحاوی۔ قاضی عیاض۔ سبط ابن الجوزی صواعق محرقہ فارسی محمدی پریس لاہور صفحہ ۲۱۱ سطر ۱۳ ارجح المطالب باب چہارم۔ بار دوم صفحہ ۲۲۳) ترجمہ:۔ اسماء بنت عمیسؓ اور ام المومنین ام سلمہ اور جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری اور جناب امام حسینؑ سے روایت ہے کہ ایک روز سرور کائنات صلعم اپنی منزل پر تھے۔ اور جناب امیرؑ آپؐ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگہاں جبرئیل خدا کی طرف سے کچھ راز بیان کرنے کے لئے تشریف لائے حضرت بیہوش ہو گئے اور جناب امیرؑ کے زانو پر سر اقدس رکھ کر لیٹ گئے اور آفتاب کے غروب ہونے تک آپ بیہوش رہے۔ جناب امیرؑ نے عصر کی نماز کو بیٹھے بیٹھے اشاروں سے ادا کیا جب آنحضرت صلعم کو آفاقہ ہوا۔ تو جناب علیؑ سے فرمایا۔ شاید تمہاری عصر کی نماز فوت ہو گئی ہے۔ عرض کیا میں نے بیٹھے بیٹھے اشاروں سے ادا کی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تم خدا اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت میں تھے تم دعا کرو۔ خدا تعالےٰ تمہارے لئے آفتاب کو لوٹا دے تاکہ تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ جناب امیرؑ نے دعا کی آفتاب لوٹ آیا یہاں تک کہ آسمان پر وقتِ عصر کی جگہ قائم ہوا اور جناب امیرؑ نے نماز کو وقتِ معینہ پر پڑھا۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں خدا کی قسم ہے ہم نے اُسکے غروب ہونیکے وقت آرے کے چلنے کی سی آواز سنی (حدیث ردّ الشمس کیھو تذکرۃ خواص الامۃ صفحہ ۳۰)

اعتراض خارجی:- ابن جوزی کے نزدیک یہ حدیث موضوع ہے۔

جواب شیعہ:- ابن جوزی کی سند قابل حد نہیں۔ ازالۃ الخفار مقصد دوم صفحہ ۲۷۲ صواعق محرقہ صفحہ ۷۶ پر اس کی صحت موجود ہے۔ رسالہ المصنوعہ فی احادیث الموضوع کے حاشیہ صفحہ ۳۹ مطبع محمدی لاہور۔ اور فوائد المجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ امام شوکانی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۱۹ سطر ۸ پر اس کی توثیق موجود ہے۔ وہاں سے ملاحظہ فرمائیے۔ سبط ابن جوزی نے اپنے نانا کو جھٹلا کر اس حدیث کو صحیح مانا ہے۔ متعصبین کا قاعدہ چلا آتا ہے۔ کہ باوجود چاریار، چار خلفائے پنجتن پاک عشرہ مبشرہ میں جناب علی المرتضیٰ کو مان کر اور ان کو خلیفہ اور پیشوا جان کر شان مرتضیٰ کو گھٹاتے ہیں اور احادیث صحیحہ کو مٹاتے ہیں تاکہ جناب امیرؑ افضل نہ ہو جائیں۔

(ب) حضرت یوشع بن نون خلیفہ سیدنا موسےٰ علیہ السلام کے واسطے جنگ شام میں سورج کھڑا رہا۔ دیکھو توریت۔ کتاب یشوع۔ باب ۱۰ آیت ۱۲ (بخاری)

کیا نفس داماد و ابن عم و محبوب رسول مقبول صلعم۔ مومن کامل۔ مجاہد فی سبیل اللہ جو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام سے افضل تھا۔ جس مقدس امام کا لقب مظہر العجائب والغرائب ہے۔ سید المرسلین و خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وارث النبوۃ اور مظہر اتم نبوت ہے۔ اس کے واسطے رد الشمس کوئی مشکل بات ہے۔ ملاں صاحب جب آپ کو رسالت کی بھی خبر نہیں تو مظہر اتم رسالت کی حقیقت کو کیا سمجھو گے ایسے اعجاز و کرامات تو ادنےٰ غوث و قطب و ولی اللہ بھی دکھا سکتے ہیں۔ آپ کے ہاں تو مشہور ہے۔ کہ شیخ عبد القادر صاحب بغدادی نے بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی نکالی۔ جو فطرت و سنت اللہ کے خلاف ہے۔ عزرائیل سے ارواح چھین لئے۔ اور ہوا پر معلق ہو جاتے تھے۔ دیکھو گلدستہ کرامات جناب امیرؑ کی کرامات و اعجاز دیکھو شواہد النبوت و ارجح المطالب و انوار الہدیٰ۔ شاید راہ حق پاؤ۔ جب تک صوفیائے کرام جناب شاہ ولایت کو اپنا امام طریقت نہ سمجھیں۔ ان کو فنا فی الرسولؐ کا درجہ مل ہی نہیں سکتا ؎

تو بتاریکی علیؑ را دیدۂ ۔ زیں سبب غیرے بر و بگزیدۂ

(۱۰) حدیث سفینہ کشتی نوحؑ:- عن ابی ذر رضی اللہ عنہ انہ قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوحؑ من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک (رواہ احمد مشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب اہل بیت النبی صلعم جلد ۸۔ ربع ۴۔ مطبع احمدی لاہور صفحہ ۱۴۳) حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے۔ یہ انہوں نے اس حال میں کہا۔ کروہ

کعبہ کے دروازے کو پکڑے ہوئے تھے سُنا میں نے کہ جناب رسولِ خدا صلعم فرماتے تھے آگاہ رہو کہ حال اور مثل میرے اہلبیت کی مثل حضرت نوحؑ کی کشتی کے ہے جو کوئی اس میں سوار ہوا نجات پا گیا۔ اور جو کوئی سوار نہ ہوا۔ ہلاک ہو گیا۔

(ف) اِس حدیث شریف میں تمام صحابہ کرام و اُمتِ عوام کو اہلبیتِ رسالتؐ کی پیروی و تابعداری کرنے کا حکم ہے۔ مگر اہلبیتِ رسالت کو اصحابوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا ہرگز حکم نہیں یہی کشتی آلِ سیدنا محمد صلعم ذریعہ نجات ہے۔ اور اصحاب النبی صلعم وسیلۂ نجات ہرگز نہیں۔ اور اہلبیت رسالتؐ کو ہی محبتِ رسول مقبولؐ حاصل ہے۔ اور انہی کے پیرو و فرمانبردار ناجی فرقہ ہیں۔ خداوند کریم فرماتا ہے:۔ فکذبوہ فانجیناہ والذین معہ فی الفلک واغرقنا الذین کذبوا بآیاتنا۔ حضرت نوحؑ کی قوم نے اُن کو جھٹلایا اور ہم نے حضرت نوحؑ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ طوفان سے بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اُن کو غرق کر دیا پس اِس کشتیٔ اہلبیتِ رسالت کے سوار ہی نجات پائینگے۔ باقی سب کے سب دریائے جہنم میں غرق ہوں گے۔

اعتراض:۔ کشتی بغیر ستاروں کے چل نہیں سکتی اور آنحضرتؐ کا فرمان ہے کہ اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے اصحاب مانند ستاروں کے ہیں جس کی تم لوگ پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

جوابِ شیعہ:۔ یاد رکھو کہ یہ اہلبیتِ رسالتؐ کی کشتی ہے جن کے چلانے والے پاک اور مقدس انوارِ الٰہی ہیں۔ جو سراجاً منیراً ہیں۔ جو شمس و قمر ہیں جن سے چودہ طبق روشن ہو رہے ہیں جس طرح آسمان پر شمس و قمر ہیں۔ اسی طرح زمین پر بھی اللہ تعالےٰ نے دو شمس و قمر پیدا کیے۔ وہ کون شمس نبوت و رسالت ہے۔ وہ سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد مصطفےٰ صلعم ہیں اور قمر امامت و ولایت جناب سیدنا و مولانا و امامنا علی المرتضیٰؑ ہیں جس طرح قدرتِ حق سے شمس منور ہو کر دُنیا کو روشن کر رہا ہے۔ اسی طرح جناب ربّ العزت کے انوار سے انوارِ نبوت چمک رہے ہیں جس طرح آفتاب کی روشنی سے چاند منور ہے۔ اسی طرح جناب سیدنا محمد رسول اللہ کی برکات و فیوض سے قمرِ ولائیت و امامت سیدنا علی المرتضےٰ مستفیض ہیں۔ اور تمام ستارے چاند کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور چاند کی روشنی سے منور اور جگمگاتے ہیں۔ اسی طرح تمام اصحاب النبی صلعم انوارِ ولایتِ مرتضوی سے روشن رہے۔ اور ہمیشہ مسائل میں محتاج رہے جس طرح آفتاب کے غروب ہونے سے اندھیرا ہو جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر اندھیرا رہ کر چاند کے چڑھنے سے پھر اُجالا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وفات النبی

کے بعد اندھیرا ہوگیا تھا۔ مگر خلافت و ولایت و امامت سے وہ اندھیرا دور ہوگیا۔ پس شمس و قمر کی موجودگی انوار میں اصحابی کالنجوم کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ خود بخود روشن نہیں بلکہ چاند کی روشنی سے منوّر ہیں۔ ستارے سعد و نحس ہوتے ہیں۔ ستارے کالی گھٹا یا دل میں چھپ جاتے ہیں۔ آفتاب و مہتاب کے چڑھنے سے ستاروں کی روشنی ماند پڑجاتی ہے۔ چونکہ انا وعلی من نور واحد کا فرمانِ مصطفویؐ ہے اور نورِ نبوت خاص نورِ الٰہی ہے اسلئے یہ ہر دو انوارِ نبوت و امامت کبھی بجھ نہیں سکتے۔ یہ ہمیشہ سے منوّر چلے آتے ہیں۔ ستاروں کی روشنی کے محتاج نہیں۔ پڑھو والشمس والضحٰھا والقمر اذا تلٰھا۔ وجعل القمر فیھن نوراً وجعل الشمس سراجاً پس اس کشتیٔ اہلبیتؑ کی لائٹ ہوس بھی دونوں شمس رسالت و قمر امامت ہیں۔ یہ وہ کشتی ہے جو بادبانوں سے نہیں چلتی۔ یہ وہ کشتی ہے جو چپوؤں سے نہیں کھیتی جاتی ہے۔ اور نہ اُسے ستاروں کی روشنی کی ضرورت ہے۔ بلکہ یہ نورانی انجن اور منوّر کمپاس سے چلی جارہی ہے جس پر تلاطم و طوفان و امواج کا کچھ اثر نہیں پڑتا چاندہی کے ذریعہ جوار بھاٹا شروع ہوتا ہے۔ اس کشتی میں منوّر قندیلیں لٹک رہی ہیں۔ جو الیکٹرک لائٹ سے زیادہ چمکدار ہیں۔ اس کے دو ملاح اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں جن کو سوائے ذاتِ الٰہی کے کسی کی مدد درکار نہیں۔ وہ تمام اُمت کے مشکل کشا ہیں ؎

چہ غم دیوارِ اُمت را کہ باشد چوں تو پشتیباں ٭ چہ باک از موجِ بحراں را کہ باشد چوں تو کشتیباں

جب آج کل تہذیب و ترقی اور سائنس کے زمانہ میں تمام جنگی جہازوں سٹیمروں۔ تارپیڈو و سب میرین یعنی غوطہ خور کشتیوں کو ستاروں کی ضرورت نہیں۔ وہ سمندر کے نیچے سینکڑوں میل چلی جاتی ہیں۔ تو نورانی اور ربّانی حقانی کشتی کو ستاروں اور دیگر اسباب کی کیا حاجت ہے۔ فافہم وتدبر

(ب) حدیث النجوم صحیح نہیں:۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم (رواہ رزین۔ باب مناقب الصحابہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۱) جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی پیروی کروگے۔ تم ہدایت پاؤگے۔ یہ موضوع اور باطل ہے (دیکھو مترجم مشکوٰۃ شریف مطبوعہ اشاعت السنۃ امرتسر) اور یہ حدیث صحاح ستہ یا حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ نہ اس کی کوئی سند ہے۔ نہ صحت کا ثبوت۔ اگر بالفرض اس کو صحیح مان بھی لیا جائے۔ تو اس سے مراد وہی اصحاب باوفا تابعدار مراد ہوں گے نہ کہ مؤلفۃ القلوب اصحاب وہ ہیں ؎

خدا اُن سے راضی رسولؐ اُن سے خوش علیؑ اُن سے راضی بتولؑ اُن سے خوش

(۲) یہ حدیث ضعیف ہے :- فھٰذا الحدیث ضعیف ضعفہ ائمۃ الحدیث قال بزاز ھذا حدیث لا یصح عن رسول اللہ ولیس ھو کتب الحدیث المعتمدۃ۔ یہ حدیث ضعیف ہے اسکو آئمہ حدیث نے ضعیف کہا، اور بزاز نے کہا کہ یہ حدیث جناب رسول خداؐ سے صحت کو نہیں پہنچی اور نہ ہی یہ حدیث کسی معتبر حدیث کی کتاب میں ہے (استقصار الافحام صـ ۴۸۳)

(۳) ابوحیان اپنی تفسیر میں اس حدیث کو موضوع۔ کمال الدین محمد ابن الامام۔ شرح منہاج الاصول۔ ضعیف اور غیر صحیح۔ اور ابن حزم موضوع۔ بزاز غیر صحیح۔ علامہ ابن جوزی اپنی کتاب علل متناہیۃ فی الاحادیث الواہیہ میں غیر صحیح اور راوی نعیم بن حماد عن عبدالرحیم بن زید العمی عن ابیہ عن سعید المسیب عن عمر ابن الخطاب کی سند میں نعیم کو مجروح کہتا ہے۔ اور یحییٰ بن معین راوی عبدالرحیم کو کذاب جانتا ہے۔ اور ابن حزم اپنے رسالۃ الکبریٰ میں اس حدیث کو مکذوب موضوع اور باطل قرار دیتا ہے۔ اور ملا نظام الدین کتاب صبح صادق شرح منار میں اس کو موضوع لکھتا ہے۔ اور یہ حدیث علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء راشدین کے بالکل مخالف و معارض ہے۔ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں حدیث نجوم کو موضوع قرار دیتا ہے (زیادہ دیکھو استقصار الافحام صـ ۴۸۶) معاندین و نواصب کا قاعدہ چلا آیا ہے۔ کہ جناب علی المرتضیٰؑ کے شان و فضائل و مناقب کے بالمقابل حضرات اصحابِ ثلاثہ کے مناقب و فضائل میں احادیث گھڑتے رہے۔ اور ایک نہ ایک حدیث بالمقابل جڑتے رہے۔ آخر حق چھپا نہیں رہتا۔ محققین و منصفین حق و باطل میں فرق جان لیتے ہیں۔ آج تک اجماع اہلسنت حضرات اصحابِ ثلاثہ کی افضلیت اور خلافت بلافصل میں کوئی صحیح حدیث قولی یا فعلی ثابت نہ کر سکا۔ اور آخر خلافت کو اجماعی قرار دیا۔

(۴) دلائلِ عقلیہ :- اگر کل اصحاب کی اقتدا رہدایت ہو تو معاویہ کی بغاوت اور جناب امیرؑ پر سبّ و شتم کرنا اور موالیانِ اہلبیتؑ پر ظلم و تشدد کرنا حضرت امام حسنؑ کو زہر دلانا اور یزید پلید کو ولیعہد مقرر کرنا بھی موجبِ ہدایت ہوگا۔ ولید بن عقبہ صحابی شراب پیا کرتا تھا جس پر خلافتِ حضرت عثمان میں جناب علی المرتضیٰؑ نے اُس پر حد جاری کر کے کوڑے لگوائے۔ تو شراب پینا بھی موجبِ ہدایت ہوگا۔ حضرت سعد بن عبادہ بنی ہاشم اور تمام جلیل القدر صحابہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور اُن کو خلیفۂ رسولؐ نہ مانا۔ تو اہلِ سنت اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ اور خواہ مخواہ اُن کو خلیفۂ رسولؐ بنا کر شیعیانِ علیؑ سے جھگڑتے ہیں۔ اور حضرت

حسان بن ثابت شاعرو صحابی رسول خدا صلعم نے جناب اُم المومنین بی بی عائشہ پر زنا کی تہمت لگائی تھی۔ کیا اُن کی پیروی بھی موجب ہدایت ہوگی۔ کیا مقاتلہ نفس رسولؐ و سب زوجِ بتولؑ و سم ریحانۃ النبیؐ و السرور والفرح بہ قتل الحسینؑ و عداوتِ اہلبیت رسالتؐ معاذ اللہ کیا موجب ہدایت ہونگے اور قتل حضرت عثمان کیا موجب ہدایت ہے کیونکہ اس کے مرتکب سب اصحاب کبار تھے۔ بینوا و توجروا۔ پس حدیث کالنجوم وضعی ہے ❖

(۶۱) حدیث نجوم اصلی :- ابو یعلےٰ بن الاکوع نے روایت کی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا۔ النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی۔ ستارے اہل آسمان کے واسطے امان ہیں اور میری اہلبیتؑ دنیا کے لوگوں کے واسطے امان و حافظ ہے (دیکھو صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور ص۳۰۹ سطر ۔ منتخب کنز العمال جلد پنجم ص۹۲)

(۶۲) حدیث سادات :- ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا نحن وُلدُ عبد المطلب سادات اھل الجنۃ انا وحمزۃؓ وعلیؑ وجعفرؑ والحسنؑ والحسینؑ والمھدیؑ **ترجمہ**:- ہم عبد المطلب کی اولاد ہیں۔ میں اور امیر حمزہؓ اور جناب علیؑ اور حضرت جعفرؑ اور جناب حسنین الشریفینؑ اور حضرت مہدی علیہم السلام جنّت والوں کے سردار ہیں۔ (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد حنبل جلد ۵ ص۱۹۲ ۔ صواعق محرقہ فارسی ص۳۱۰ سطر ۶)

(۶۳) حدیث ثقلین نص جلی و ثبوت امامت دوازدہ آئمہ اطہار سادات الکونین علیہم السلام

(الف) پہلی حدیث ثقلین :- عن جابر بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم من ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی۔ وفی الباب عن ابی ذر وابی سعید وزید بن ارقم و حذیفۃ بن اسید۔ ھذا حدیث غریب حسن (جامع ترمذی جلد دوم۔ مناقب اہلبیت النبی صلعم ص۸۹ سطر اول مطبوعہ نولکشور پریس لاہور) **ترجمہ**:- حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے جناب نبی اکرم صلعم کو عرفہ کے دن حج میں اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھتے دیکھا۔ سو میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے اے لوگو میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اُس کو پکڑو گے تو گمراہ نہ ہوگے۔ ایک تو کتاب اللہ۔ دوسری میری اولاد اہلبیت اور اس باب میں حضرت ابی ذر حضرت ابی سعید الخدری حضرت زید بن ارقم اور حضرت حذیفہ بن اسیدؓ نے بھی روایت ہے۔ (خصائص کبریٰ سیوطی جلد ۲ ص۲۶۶ و کنز العمال جلد ۱ ص۴۴ ۔ ص۴۷/۴۸)

(ب) دوسری حدیث ثقلین :- عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

انّی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی ولم یتفرقا حتّٰی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما ۔ ھذا حدیث حسن غریب (جامع ترمذی جلد دوم باب مناقب اہلبیت النبیؐ ط ۲۱۹ مطبوعہ نولکشور پریس)

ترجمہ :۔ حضرت زید بن ارقم رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدؐا نے فرمایا میں تم میں ایسی چیز چھوڑتا ہوں اگر تم اُس کے ساتھ تمسک کروگے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ ایک دوسری سے بڑی ہے کتاب اللہ تو ایک لمبی رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک ہے اور میری عترت اہلبیت اور یہ دونوں متفرق نہیں ہونگے۔ یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آئینگے پس دیکھیوں ان دونوں کے ساتھ کیونکر متمسک ہوتے ہو ٭

(ج) **تیسری حدیث ثقلین** صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۹ کی حدیث میں الفاظ ہیں۔ انا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی (مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہلبیت النبیؐ جلد ششم ص ۳ حدیث آخری مطبع احمدی لاہور و تذکرہ خواص الامۃ ص ۱۸۲)

(د) **چوتھی حدیث ثقلین** :۔ واخرج احمد عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انّی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزّ وجل حبل ممدود ما بین السموات والارض وعترتی اہلبیتی وانّہما لن یتفرقا حتّٰی یردا علی الحوض (تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی ص ۶۰ سطر ۸ مطبوعہ مصر) ترجمہ :۔ اور احمد حنبل نے حضرت زید بن ثابت سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے درمیان دو خلیفے چھوڑ چلا ہوں۔ اللہ کی کتاب جو زمین اور آسمان کے درمیان ایک رسہ ہے۔ اور میری اولاد اہلبیت اور یہ دونوں حوض کوثر کے آنے تک ہرگز ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں گے ٭

(ہ) **پانچویں حدیث ثقلین** :۔ واخرج الطبرانی عن زید بن ارقم رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انّی لکم فرط وانّکم واردون علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فی الثقلین قیل وما ثقلان یا رسول اللہ صلعم قال الاکبر کتاب اللہ عزّ وجلّ سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فتمسکوا بہ لن تزالوا ولا تضلوا والاصغر عترتی وانّہما لن یتفرقا حتّٰی یردا علی الحوض وسالت لہما ما ذالک ربّی فلا تقدموھما فتہلکوا ۔ ولا تعلموھما فانہما اعلم منکم (تفسیر درمنثور سیوطی ص ۶۰ سطر ۳۰ جلد ثانی)

ترجمہ :۔ طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا کہ میں دُنیا کے جہان سے جانے والا ہوں اور تم لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آؤگے ۔ دیکھنا ثقلین کے بارے میں مخالفت کرنا

عرض کی گئی کہ ثقلین کیا چیز ہے۔ فرمایا سب سے بڑی اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک سرا تو اللہ کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے ان کو پکڑو تم لوگ ضائع نہ ہوگے اور نہ گمراہ ہو اور اس کا چھوٹا سرا میری اولاد ہے۔ جو حوض کوثر پر میرے پاس مل کر آویں گے۔ یہی سوال میں نے اللہ سے کیا ہے۔ اُن پر حکمرانی مت کرنا۔ ورنہ تم لوگ ہلاک ہوگے۔ اور اُن کو تعلیم مت دینا کیونکہ تم میں یہ زیادہ عالم ہیں۔

(و) **چھٹی حدیث ثقلین** :- اخرج ابن سعد واحمد والطبرانی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایہا النّاس انّی تارک فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا بعدی امرین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السّماء والارض وعترتی اھلبیتی وانھما لن یتفرقا حتّی یردا علی الحوض (درمنثور سیوطی جلد ثانی صنہ سطر ۲۶) ترجمہ :- اور ابن سعد، احمد حنبل اور طبرانی نے حضرت ابی سعید الخدری رضی سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو میں تمہارے درمیان چھوڑ چلا ہوں اگر تم اس کو پکڑو گے میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ وہ دو حکم و امیر ہیں۔ ایک دوسرے سے بڑا ہے۔ اللہ کی کتاب ایک مضبوط رسّہ ہے جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور میری اولاد اہلبیتؑ یہ حوض کوثر کے وارد ہونے تک جدا نہ ہونگے۔ (تفسیر کبیر فخرالدین رازی مصری جلد سوم صہ۲۴ سطر ۲۹)

(ز) **ساتویں حدیث ثقلین** :- باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسُنّی ایں حدیث ثابت است کہ پیغمبر صلعم فرمود (انّی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی) ترجمہ :- ہر آئینہ میگذاشتم در شما دو چیز گراں قدر آنچہ گرفتند باں ہرگز گمراہ نشوید بعد من یکے ازآں ہر دو بزرگ تر است از دیگر قرآن شریف و اولاد از اہل بیتؑ من پس معلوم شد کہ در مقدماتِ دینی واحکام شرعی مارا پیغمبر حوالہ بایں دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبے کہ مخالفِ ایں دو باشد در امورِ شرعیہ عقیدۃً وعملاً باطل ونا معتبر است وہر کہ انکار ایں دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین۔ (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ باب ۴ تتمۃ الباب صنہ۱۳ سطر ۱۳ صواعق محرقہ عربی صنہ۹)

(ح) **آٹھویں حدیث ثقلین** :- دریک روایت آمدہ کہ رسول اللہ صلعم در مرض موت گفت۔ یا ایہا النّاس نزدیک بآں رسیدہ کہ مقبوض شوم وازمیانِ شما بیروں روم وقبل ازیں باشما گفتہ بودم۔ ایں زماں نیز مے گویم تا عذر نیارید کہ من کتاب پروردگار واہلِ بیتؑ خود را درمیانِ شما خواہم گذاشت۔ آنگاہ دستِ علی علیہ السلام را گرفتہ بلند ساخت وفرمود ھذا علی مع القرآن۔ والقرآن مع علیؑ لا یتفرقان

حتیٰ یردا علی الحوض فاسئلیما کیف خلفت فیہما۔ ایں علیؑ بقرآن است وقرآن با علیؑ است از یکدیگر جدا نخواہند بود تا وقتیکہ وارد شوند بر من بر حوض پس از حال خواہم پرسید کہ بایشاں چہ گونہ سلوک کردید بعد از من (دیکھو صواعق محرقہ فارسی مطبوعہ محمدی پریس لاہور ص ۲۱۵ سطر ۱۰۔ زیادہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی ص ۶۰ وتفسیر روح المعانی جلد اوّل ص ۹۴ سطر ۷ مطبوعہ مصر دیکھو)

پس حدیث ثقلین صحیح حدیث ہے۔ جو خلافت بلافصل سیدنا علیؑ کے واسطے نص جلی ہے جس کے چند طرق والفاظ بیان کر دیئے گئے اور یہ حدیث غدیر کی جزو اعظم ہے۔ عرفہ کے روز خم غدیر اور مرض وفات میں جناب سرورِ عالم صلعم نے کئی بار مختلف الفاظ میں اس کو بیان فرما کر تمام صحابہ کرام و اُمتِ محمدیہ صلعم کو متابعت واطاعت ومحبت کتاب اللہ واہلبیت رسالتؐ کے واسطے تاکید فرمائی۔ اور یہ دو چیزیں بطورِ وصیت اُمت میں امانت چھوڑیں۔ جو شخص قرآن شریف کو تو مانتا ہے۔ مگر اہلبیت رسالتؐ جزو ثانی کا منکر اور مبغض ہے۔ وہ حقیقی گمراہ ہے۔ کیونکہ ایک جزو کو ماننا اور دوسری سے انکار کرنا یومنون ببعض ویکفرون ببعض کا حساب ہے پس اہلبیت والی۔ حاکم۔ خلفائے اُمت اور اولی الامر قرار دیئے گئے ہیں۔ تمام اقوال تمام اجماع۔ تمام قیاس۔ تمام شوریٰ۔ تمام کمیٹیاں اس حدیث ثقلین کے مقابلہ میں باطل ولغو ہیں۔ جناب سرورِ عالمؐ نے تمام صحابہ کبار واُمت کو اہل بیتؑ کرام کے ماتحت کیا ہے۔ اور یہ کہیں ثابت نہیں ہوا کہ اہلبیت عظام کو صحابہ کرام کے ماتحت یا تقلید واطاعت کرنے کا حکم دیا ہو۔ فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

حافظ ڈپٹی مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی جو مشاہیر علماء اہلسنت سے تھے کیا فرما گئے ہیں :۔ جو شخص سب سے زیادہ پیغمبر صاحب کی وفات سے متاذّی ہوا۔ وہ جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ والدہ پہلے انتقال فرما چکی تھیں۔ اب ماں باپ دونوں کی جگہ پیغمبر صاحب تھے۔ اور باپ بھی کیسے باپ دین ودنیا کے بادشاہ۔ ایسے باپ کا سر پر سے اُٹھ جانا۔ اس پر حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا۔ نمک بر جراحت ترکہ پدری باغ فدک کا دعویٰ کرنا اور مقدمے کا ہار جانا۔ کسی دوسرے کو ایسے سہم صدمات پہنچتے تو وہ زہر کھا کر مر جاتا۔ مگر ان کے صبر وضبط ان ہی کے ساتھ تھے پھر بھی ان ہی رنجوں میں گھل گھل کر چھ ہی مہینے کے اندر اندر انتقال فرما گئیں اور جتنے دن زندہ رہیں ان لوگوں سے جنھوں نے ان کو رنج دیئے تھے نہ بولیں اور نہ بات کی یہاں تک کہ ان لوگوں کو اپنے جنازے پر آنے کی بھی مناہی کر دی اور شب کے وقت مدفون ہوئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مانا کہ ان کا غصہ کسی قدر بیجا ہی ہوتا۔ تاہم ان کے باپ کے حقوق کیا چاہتے تھے۔ جناب فاطمہ کے دل غمزدہ کو خوش کرنے کیلئے جناب

علیؑ کو اگر وہ اہل ہی نہ مجھے۔ برائے نام خلافت دیدی ہوتی اور آپ انتظام کیا ہوتا۔ خیر خلافت تو کون دیئے دیتا تھا۔ مگر باغ فدک کے دے دینے میں کونسی قباحت تھی۔ غائتاً مافی الباب حدیث نحن معاشر الانبیا لا نورث ولا نرث ما ترکنا صدقتہ کے خلاف ہو تو ہو۔ تو گناہ اگر ہوتا تو جناب فاطمہؑ کو ہوتا۔ کہ وہ سیدانی ہو کر صدقہ کھاتیں سخت افسوس کی بات ہے۔ کہ اہلبیت نبوی صلعم کو پیغمبر صاحب کی وفات کے بعد ہی ایسے ناملائم اتفاقات پیش آگئے۔ کہ اُن کا وہ ادب اور لحاظ جو ہونا چاہئے تھا۔ اس میں ضعف اور رخنہ شدہ منجر ہوا۔ اِس ناقابل برداشت واقعہ کربلا کی طرف جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ وہ ایسی نالائق حرکت مسلمانوں سے ہوئی ہے۔ کہ اگر سچ پوچھو۔ تو دُنیا میں مُنہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ ہم کو تو اس واقعہ کا خیال کر کے وہ یہود کا فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مومنین یاد آجاتا ہے (نقل از کتاب رویائے صادقہ ص۱۵۳ مصنفہ حافظ نذیر احمد دہلوی)

(۲) کل تواریخ اہل سُنّت اور عتبات عالیات مزارہائے مقدسہ آئمہ اطہار اولاد سیدالابرار صلعم پکار کر عبرت دلا رہے ہیں۔ کہ بعد وفات سرور کائنات صلعم خاندان رسول مقبول صلعم پر بہت ہی جور و ستم ہوئے جن کی بنیاد سقیفہ بنی ساعدہ میں اجماعی خلافت نے رکھی تھی مسلمانوں کا اولاد رسول مقبول صلعم کے ساتھ ایسا سلوک ہوا۔ کہ آئمۃ المطہرین المظلومین کی قبریں بھی ایک دوسرے کے ساتھ نہ ملنے پائیں ؎

نینوا میں نجف میں شام میں دمشق میں ✦ بکھرے ہیں اہلبیتؑ کے گوہر کہاں کہاں

جناب سیدۃ النساء العالمین بنت سید المرسلین صلعم و جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کے مزار مقدس کا پتہ بھی نہ لگ سکا کہ وہ کہاں مدفون ہوئے یہ مسلمانوں نے وصایائے نبوی پر عمل کیا اور احکام رسالت بجالائے ✦

(۱) جس طرح قرآن شریف مجموعہ و مرتبہ جناب شیر خدا مولا مشکلکشا صدیق اکبر فاروق اعظم سیدنا علی المرتضےٰ علیہ السلام کو خلافتِ اوّل نے قبول نہ کیا۔ اسی طرح جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کی ولیعہدی کو نہ مانا ✦

(۲) قرآن شریف کے حکم ورثہ یوصیکم اللہ فی اولادکم کو رد کر کے اس کے مقابلہ میں حدیث لا نورث ولا نرث ما ترکناہ صدقتہ بنائی گئی اور جناب زہرا بتول بنت رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور ساداتِ کرام کو ہمیشہ کے واسطے ورثہ پدری سے محروم کیا گیا۔ اور خمس سادات بند ہو گیا ✦

(۳) نص جلی من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو چھوڑ کر اور فرمان نبوی سے مُنہ موڑ کر یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے عہد کو توڑ کر منا امیر ومنکم امیر سے خلافتِ اجماعی قائم کی گئی (دیکھو صحیح بخاری و کتاب ثبوتِ خلافت حصّہ دوم)

(۴) جس طرح قرآن شریف خلافتِ حضرت عثمان میں برخلاف تنزیلِ الٰہی کے مرتب ہوا۔ اور جلایا گیا۔ اسی طرح جناب سیدہ مطہرہ صدیقہ بتول بنت رسول مقبول صلعم کے مکان جنت نشان کو آگ لگانے کی دھمکی دی گئی اور اس سنتِ فاروقی پر بنی اُمیہ نے ایسا پختہ عمل کیا کہ کربلا معلّٰی میں فرزندِ رسول مقبولؐ کے خیمہ گاہ کو آگ لگا دی۔

(۵) جس طرح قرآن شریف کے حکم قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اور آیتِ ولایت کی پرواہ نہ کی گئی۔ اسی طرح قرآنِ ناطق امامِ برحق سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کی چہارم خلافتِ اجماعی کو بھی بنی امیہ جناب اُم المومنین بی بی عائشہ حضرات طلحہ و زبیر اور عبداللہ بن عمر نے قبول نہ کیا۔ جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں خلیفۂ حق کو زمین پر پاؤں نہ رکھنے دیا۔ ہمیشہ زین پر رکھا۔

(۶) جس طرح قرآن شریف جنگِ صفین میں معاویہ بن ابوسفیان نے عمرو عاص کی تدبیر سے نیزوں پر لٹکایا تھا۔ اسی طرح یزیدی لشکر نے جناب سیدالشہداء روحی لہ الفداء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے عزیز و اقارب و احباب کے سرہائے مقدسہ کاٹ کر نیزوں پر لٹکائے۔

(۷) جس طرح قرآن شریف پر ولید بن یزید بن عبدالملک مروانی نے اپنی حکومت میں نیزوں اور تیروں کی برسات کر دی اور چھلنی چھلنی کر دیا (ابن خلدون کتاب ثانی جلد ۲ ص) اسی طرح جناب سیدنا امام حسنؑ کے جنازہ مبارک پر مروانیوں نے تیر چلائے تھے اور جناب امیرالمومنین سیدامام حسینؑ کے جسمِ مبارک کو تیروں سے پرو دیا تھا۔

(۸) جس طرح مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے۔ اپنی من مانی عقلی تاویلیں کرنے لگ گئے ہیں۔ سینکڑوں فرقے بن گئے ہیں۔ نئے مذہب جاری ہیں۔ کوئی نیچری۔ کوئی وہابی۔ کوئی چکڑالوی۔ کوئی مرزائی قادیانی بن بیٹھا ہے۔ خدائی دعویٰ کر لیا ہے۔ کبھی خدا کبھی خدا کا بیٹا کبھی خدا کا ہم رُتبہ کبھی رسولوں سے افضل۔ کبھی کرشن اوتار۔ کبھی برہمن اوتار۔ کبھی مجدد۔ غرض ہر ایک روپ و سروپ میں دعویٰ کیا ہے۔ مگر حقیقی مسلمان بہت دُور ہٹ گئے ہیں۔ اصلی راستہ چھوڑ دیا ہے۔ قرآن شریف کو عدالت میں قسم کے واسطے رکھا چھوڑا ہے۔ بازاروں گلیوں۔ کوچوں۔ کتب فروشوں۔ اخباروں میں بےعزتی ہو رہی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں نے ثقلین کی دوسری جزو سادات کرام اولاد سید خیر الانام علیہم السلام سے روگردانی کر رکھی ہے۔ انکے اخباروں رسالوں۔ کتابوں۔ مجالس اور وعظ میں کھلم کھلا تحقیر کی جاتی ہے۔ مسلمانوں میں پیر پرستی۔ گور پرستی۔ مُلّاں پرستی شکم پرستی۔ اجماع پرستی زیادہ ہو گئی ہے مگر اولادِ رسول مقبول صلعم کی کوئی عزت نہیں کرتا مسلمانو! بولو حدیث ثقلین پر یہی عمل ہے۔ قیامت کو اللہ اور اُس کے رسول مقبول صلعم کو کیا جواب دو گے۔

نویں حدیث ثقلین:۔ عن ابی الطفیل عامر بن واثلہ۔ قال لما رجع رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع فنزل غدیر خم، امر بدوحات فقمن۔ ثم قام فقال کان قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھلبیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ مولائی وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علیؑ فقال من کنت ولیہ فعلی ولیہ۔ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقلت لزید انت سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ما کان فی الدوحات احد الا قد رآہ بعینیہ وسمعہ باذنیہ (مسند زید بن ارقم۔ ابن جریر۔ کنز العمال جلد ۶۔ فضائل علیؑ ص ۳۹۰ نمبر حدیث ۵۹۶۷ مطبوعہ حیدر آباد) **ترجمہ**:۔ حضرت ابی الطفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ جس وقت جناب رسول اللہ صلعم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو خم غدیر میں آ اُترے پڑے اور اس میدان کو صاف کرنے کا حکم دیا۔ پھر کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بلایا ہے میں نے اس کی دعوت کو قبول کیا ہے میں تم لوگوں کے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ ایک ان میں سے آخری سے بڑی ہے۔ اور وہ اللہ کی کتاب آسمان سے زمین تک ایک رسی ہے۔ دوسری چیز میری اولاد اہلبیت پس دیکھو کہ کس طرح تم ان دونوں سے سلوک کرتے ہو۔ کیونکہ یہ دونوں حوض کوثر پر وارد ہونے تک ایک دوسرے سے جُدا نہ ہونگے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ میرا حاکم ہے۔ اور میں تمام مومنوں کا سردار و حاکم ہوں پھر جناب علی المرتضیٰؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں سردار ہوں اس کا علی بھی سردار ہے۔ پاک پروردگار جو شخص ان کی ولائیت کا قائل ہو اس کو دوست رکھ۔ اور جو ان کا دشمن منکر ہو۔ اس کو تو دشمن رکھ (راوی کہتا ہے۔) میں نے حضرت زید بن ارقم سے پوچھا کہ تو نے اس کو خود سُنا۔ جو رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔ اس نے کہا جو شخص اس میدان میں تھا۔ اس نے آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سُنا (دیکھو احادیث نمبر ۵۹۶۷ سے نمبر ۵۹۷۱ تک احادیث ولایت مرتضویؑ)

دسویں حدیث ثقلین:۔ خم غدیر میں جناب رسول اللہ صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یایھا الناس الستم تشھدون ان اللہ ربکم قالوا بلی قال الستم تشھدون اللہ ورسولہ اولی بکم من انفسکم وان اللہ ورسولہ مولاکم قالوا بلی قال فمن کان اللہ ورسولہ مولاہ فان ھذا مولاہ وقد ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا بعدہ کتاب اللہ سببہ بیدہ وسببہ بایدیکم واھل بیتی (ابن جریر و ابن ابی عاصم والحاکم فی امالیہ وصحیح۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۹ نمبر حدیث ۶۰۷۸) **ترجمہ**:۔ اے لوگو کیا تم گواہی نہیں دیتے

کہ اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا تم گواہی نہیں دیتے اللہ اور اُس کا رسولؐ تمہاری جانوں سے افضل ہیں۔ اور اللہ اور اُس کا رسولؐ تمہارے حاکم ہیں۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمایا جس کا اللہ اور اُس کا رسولؐ سردار و حاکم ہے پس یہ علی المرتضیٰؑ بھی اس کا سردار و حاکم ہے۔ میں تم میں چھوڑ چلا ہوں۔ اگر تم ان کو پکڑے رہو گے۔ اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی کتاب جس کا ایک سرا تو دستِ قدرت میں ہے۔ اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں۔ اور میری اہلبیتؑ۔ انتہیٰ

مگر افسوس ہے کہ لوگوں نے حدیثِ ثقلین کو چھوڑ کر اپنے مذاہب۔ اپنے طریقے۔ اپنے امام۔ اپنے ولی۔ اپنے پیرو۔ خانوادے اور سلسلے اور گدیاں بنالیں اور ثقلین کو تیروں اور نیزوں سے زخمی کیا۔

(ب) جس طرح اُمتِ مرحومہ نے جنابِ سیدۂ معصومہ مطہرہ صدیقہ خیر النساء العالمین بنت سید المرسلین و خاتم النبییّن صلعم کو کہا کہ باغِ فدک کے مسئلہ وراثت سے معاذ اللہ ناواقف تھیں اور جس طرح حضرت عمر ابن الخطاب اور اُن کی پارٹی نے وقتِ وفات النبی صلعم کے قلم و دوات لانے کے فرمان میں صاف کہدیا کہ انّ ھٰذا الرجل لیھجو۔ یہ شخص نعوذ بکواس کر رہا ہے۔ اور ہذیان میں ہے۔ اسی طرح مسلمانوں نے قرآن شریف کو بھی بکواس سمجھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے صاف کہدیا کہ قرآن شریف میرے مُنہ کی باتیں ہیں اور اس میں گالیاں ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ حقیقۃ الوحی تحفۂ نوراتی) جنابِ رسولِ خدا صلعم روزِ محشر کو اپنی اُمت کی شکایت فرماوینگے۔ وقال الرسول یارب انّ قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجورا (۱۹ فرقان) اور اس وقت پیغمبر (یعنی جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلعم خدا کی جناب میں) عرض کریں گے۔ کہ اے میرے پروردگار میری اُمت نے اس قرآن کو بکواس سمجھا۔ (ترجمہ مولوی حافظ نذیر احمد دہلوی)

پس اس طرح قرآن شریف اور اہلبیت رسالت صلعم نے مسلمانوں سے مساوی عزت حاصل کی۔ اور مصائب میں شیرازہ بند رہے۔ اور دن قیامت حوض کوثر پر ساقی حوضِ کوثر کے سامنے فریاد کریں گے۔ اس وقت لن یتفرّقا حتّیٰ یردا علی الحوض کا فرمان پورا ہوگا۔

(۶۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عادی اللہ من عادی علیّاً (ابن مندہ عن رافع مولے عائشہ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲۔ فضائل علی ابن ابی طالب علیہ السلام نمبر حدیث ۲۵۱۷۔ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن) ترجمہ۔ جناب علیؑ کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔

(۶۵) عنوان صحیفۃ المؤمن حبّ علیؑ (خطیب عن انس۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ نمبر ۲۵۱۸)

صحیفۂ مومن کا عنوان حُبِّ علیؑ ہے +

(۶۶) من اذیٰ علیّا فقد اذانی - نیز فرمایا کہ جس نے جناب علی علیہ السلام کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی (کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۲ نمبر ۲۵۱۹)

(۶۷) من احبّ علیّا فقد احبّنی ومن ابغض علیّا فقد ابغضنی (مستدرک حاکم از کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۲ نمبر ۲۵۲۰) نیز فرمایا جس نے جناب علی علیہ السلام سے محبت رکھی۔ اس نے مجھ سے محبت رکھی۔ اور جس نے جناب علی علیہ السلام سے دشمنی رکھی۔ اس نے مجھ سے دشمنی رکھی +

(۶۸) من کنت ولیّہ فعلیّ ولیّہ - (مسند احمد حنبل - نسائی - مستدرک حاکم عن بریدہ بحوالہ کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۲ نمبر ۲۵۲۳) نیز فرمایا جس کا میں سردار ہوں۔ پس علیؑ بھی اس کا سردار ہے +

(۶۹) علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہٗ ومخذول من خذلہ (مستدرک حاکم عن جابر کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۳ نمبر حدیث ۲۵۲۷) جناب علیؑ نیک بندوں کا امام ہے اور فاجروں کا قاتل ہے جس نے اس کی مدد کی وہ منصور ہوا اور جس شخص نے اس کی خواری چاہی وہ خوار ہوا +

(۷۰) علیؑ منی بمنزلۃ راسی من بدنی - (خطیب عن البراء - ابن عباس - کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۳ نمبر ۲۵۳۲) جناب علی علیہ السلام میرے بدن میں سر کے مقابلہ میں ہے - یاد رکھو - کہ سر کے بغیر بدن کی شناخت نہیں ہو سکتی اور سر ہی سردار صاحب دستار رہے +

(۷۱) علی ابن ابی طالب یزھر فی الجنۃ ککوکب الصبح لاھل الدنیا - (البیہقی فی فضائل الصحابۃ عن انس - کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۳ نمبر حدیث ۲۵۳۵) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا - کہ جناب علیؑ بہشت میں ایسے چمکیں گے جیسا کہ دنیا و جہان میں صبح کا ستارہ چمکتا ہے +

(۷۲) علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین (لابن عدی فی الکامل کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۳) جناب علی علیہ السلام مومنوں کا سردار ہے اور مال منافقوں کا

(۷۳) کفی وکف علی فی العدل سواء (کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۳ نمبر حدیث ۲۵۳۹) نیز فرمایا عدل میں میری ہتھیلی اور علی المرتضیٰؑ کی ہتھیلی برابر ہیں - یعنی میری بیعت بعینہٖ علیؑ کی بیعت ہے +

(۷۴) قال لفاطمۃ زوجتک خیر اھلی اعلمھم علما وافضلھم علما واولھم اسلاما (الخطیب فی المتفق والمفترق عن بریدۃ - کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۳ نمبر حدیث ۲۵۴۴) جناب رسول خدا صلعم

نے جناب سیدۃ معصومہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کو فرمایا کہ آپ کا خاوند میری اہل بیت سے بزرگ ہے۔ علم میں زیادہ عالم حلم میں زیادہ فاضل اور سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے۔

(۷۵) لقد زوّجتکہ وانّہ لاوّل اصحابی سلماً و اکثرھم علماً واعظمھم حلماً (طبرانی عن ابی اسحاق کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳ نمبر حدیث ۲۵۴۵) نیز فرمایا اے بیٹی میں نے آپ کو ایسے شخص سے بیاہ دیا ہے۔ جو میرے اصحابوں سے سب سے پہلے اسلام لانے والا اور ان سے علم اور حلم میں زیادہ ہے۔

(۷۶) یا ام سلمہ ان علیاً لحمہ من لحمی و دمہ من دمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۴ نمبر ۲۵۵۴) اے ام سلمہ تحقیق علی المرتضےٰؑ کا گوشت اور خون میرا گوشت وخون ہے۔ اور میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہاروں موسےٰؑ سے۔

(۷۷) اوصی من آمن بی وصدقنی بولایۃ علی ابن ابی طالب فمن تولّاہ فقد تولّانی ومن تولّانی فقد تولّی اللہ ومن احبہ فقد احبّنی ومن احبّنی فقد احبّ اللہ ومن ابغضہ فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ عزّ وجلّ (طبرانی و ابن عساکر عن ابی عبیدۃ بن محمد بن عمار بن یاسر عن ابیہ عن جدہ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۴ نمبر حدیث ۲۵۷۱) مجھ پر وحی کیا گیا ہے۔ جو مجھ پر ایمان لایا اور مجھ کو سچا مانا ولایت علی علیہ السلام سے جس نے علی المرتضیٰؑ سے تولا کیا اس نے مجھ سے تولا کیا اور جس نے مجھ سے تولا کیا اس نے خدا سے تولا کیا اور جس نے علی المرتضیٰؑ سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے مجھ سے محبت رکھی، اس نے خدا سے محبت رکھی اور جس نے علی المرتضیٰؑ سے دشمنی رکھی۔ اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی اس نے خدا سے دشمنی رکھی۔

(۷۸) من احب ان یحییٰ حیاتی ویموت موتی ویسکن جنت الخلد التی وعدنی ربی فان ربی عزّ وجلّ غرس قضبانھا بیدہ فلیتول علی ابن ابی طالب فانّہ لن یخرجکم من ھدیٰ ولن یدخلکم فی ضلالۃ۔ (طبرانی و مستدرک حاکم و ابونعیم فی فضائل الصحابۃ عن زید بن ارقم۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ نمبر حدیث ۲۵۷۷) جو شخص کہ میری حیات و ممات کی طرح رہنا چاہے اور جنت الخلد میں جانا چاہے جس کا وعدہ مجھ سے میرے رب نے کیا ہے۔ جس کی شاخیں اس نے دست قدرت سے خود لگائی ہیں۔ پس وہ شخص علی المرتضیٰؑ سے تولا رکھے۔ کیونکہ وہ ہدایت سے باہر نہیں گرے گا۔ اور گمراہی میں کبھی نہیں پڑنے دیگا۔

(ب) تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۲۵ پر شرح شارح کا مضمون ملتا جلتا ہے۔

(٧٩) سیکون بعدی فتنۃ فاذا کان فالزموا علی ابن ابی طالب فانہ الفاروق بین الحق والباطل (ابو نعیم عن ابو یعلےٰ الغفاری کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ نمبر ۲۵۸۲) میرے بعد فتنہ اُٹھیگا۔ اور جب یہ واقعہ ہو تو تم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ساتھ کرو۔ کیونکہ وہ حق اور باطل میں فرق کرنے والا ہے +

(٨٠) یا علیؑ انت تغسل جثتی وتؤدی دینی وتوارینی فی حفرتی وتفی بذمتی وانت صاحب لوائی فی الدنیا والاٰخرۃ (الدیلمی عن ابو سعید کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ نمبر حدیث ۲۵۸۳) اے علیؑ تو مجھ کو نہلائیگا۔ میرا قرض ادا کریگا۔ مجھ کو لحد میں اُتاریگا اور میری ذمّہ داری کو پورا کریگا۔ اور تو دنیا و آخرت میں میرا علمبردار ہے

(٨١) یا علیؑ ستقاتلک الفئۃ الباغیۃ وانت علی الحق فمن لم ینصرک یو مئذ فلیس منی۔ (ابن عساکر عن عمار بن یاسر کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ نمبر حدیث ۲۵۸۷) اے علیؑ قریب ہے کہ آپ باغی فرقہ سے جنگ کرینگے۔ اور آپ حق پر ہونگے۔ اور آپ کو جو اس روز مدد نہیں دیگا وہ مجھ سے نہیں ہے +

(٨٢) یا عمار ان رأیت علیاً قد سلک وادیا وسلک النّاس وادیا غیرہ فاسلک مع علیؑ ودع النّاس انّہ لن یدلک علی ردی ولن یخرجک من الھدیٰ (الدیلمی عن عمار بن یاسر عن ابی ایوب کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ نمبر حدیث ۲۵۹۰) جناب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا۔ اے عمار اگر تو دیکھے۔ کہ علی المرتضےٰؑ نے علیحدہ راستہ اختیار کیا ہے اور لوگوں نے علیحدہ تو تو علی المرتضےٰؑ کا راستہ پکڑ۔ اور لوگوں کو چھوڑ دے۔ کیونکہ وہ تجھ کو غلط راستے لے جائیگا۔ اور نہ ہدایت سے باہر نکالیگا +

(٨٣) من فارق علیاً فارقنی ومن فارقنی فقد فارق اللہ (طبرانی ابن عمر کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶ نمبر حدیث ۲۵۹۲ تا ۲۵۹۴) ترجمہ:۔ جس نے علیؑ کو چھوڑا اُس نے مجھ کو چھوڑا۔ اور جس نے مجھ کو چھوڑا۔ اُس نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا +

(٨٤) علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی حبہ ایمان وبغضہ نفاق والنظر الیہ رافتہ (الدیلمی عن ابی ذر کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶ نمبر حدیث ۲۵۹۹) نیز فرمایا کہ علی المرتضیٰؑ میرے علم کا دروازہ ہے۔ اور اُمت کو میری رسالت کا بیان کرنے والا ہے میرے بعد۔ اس کی محبّت ایمان۔ اس کی دشمنی نفاق اور اس کی طرف نظر کرنا راحت ہے۔ یعنی بخشش گناہاں ہے +

(٨٥) لو ان السمٰوات والارض موضوعتان فی کفتۃ وایمان علیؑ فی کفتہ لرجح ایمان علیؑ (الدیلمی عن ابن عمر کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶ نمبر حدیث ۲۶۱۱) اگر زمین اور آسمان ایک پلڑے میں ڈالے جائیں۔

اور ایمان علی المرتضیٰؑ دوسرے پلڑے میں، تو ایمان علی المرتضیٰؑ بھاری رہیگا ✦

(۸۶) یا علی لک سبع خصال لا یحاجک فیہما احد یوم القیامۃ انت اول المؤمنین باللہ ایماناً۔ واوفاھم بعہد اللہ۔ واقومھم بامر اللہ وارافھم بالرعیۃ۔ واقسمھم بالسویۃ واعلمھم بالقضیۃ واعظمھم مزیۃ یوم القیامۃ۔ (ابی نعیم فی الحلیہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۶ نمبر حدیث ۲۶۱۳) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اے علی المرتضیٰؑ آپ میں سات خصلتیں ایسی ہیں۔ جو قیامت تک کسی دوسرے شخص میں نہیں پائی جائینگی۔ آپ اللہ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ اور ان سب سے زیادہ اللہ کا وعدہ پورا کرنیوالے ہیں۔ اللہ کے حکم کے پابند اور رعیت پر مہربانی کرنے والے۔ عدل کرنیوالے اور ان سب لوگوں سے زیادہ قاضی اور دن قیامت کو ان سب سے زیادہ تر مین بڑے ہونگے

(۸۷) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین (حلیہ ابو نعیم کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۷)

(۸۸) لیلۃ اسری بی اتیت علی ربی عزوجل فاوحی الی فی علیؑ بثلٰث انہ سید المرسلین ولی المتقین وقائد الغر المحجلین (ابن النجار عن عبداللہ ابن سعد بن زرارۃ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۷ نمبر حدیث ۲۶۳۰) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے میری طرف جناب علی المرتضیٰؑ کے بارے میں وحی فرمائی۔ کہ اس میں تین خصائل ہیں۔ وہ مسلمانوں کا سردار ہے۔ اور متقیوں کا ولی ہے اور روشن چہرہ والوں کو کھینچنے والا ہے ✦

(۸۹) انا وھذا حجۃ علی امتی یوم القیامۃ یعنی علیاً (الخطیب عن انس۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۷) میں اور یہ علی المرتضیٰؑ روز قیامت کو امت پر حجت ہونگے ✦

(۹۰) یا ایہا الناس لا تشکوا علیاً فواللہ انہ لاخشین فی ذات اللہ عزوجل وفی سبیل اللہ (مسند احمد حنبل مستدرک حاکم کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۷ نمبر حدیث ۲۶۴۳) اے لوگو علی المرتضیٰؑ کی شکایت مت کرو۔ وہ ذات الٰہی اور اللہ کے راستے میں سخت محو ہے ✦

(۹۱) **سردارِ عرب کون ہے؟** قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ادع لی سید العرب یعنی علیاً فقالت عائشۃ الست سید العرب فقال سید ولد آدم وعلی سید العرب فلما جاء ارسل الی الانصار فاتوہ فقال لہم یا معشر الانصار الا ادلکم ما ان تمسکتم

بید لن تضلوا بعدہٗ ابدا ۔ قالوا بلی یا رسول اللہ قال ھذا علیؑ فاحبوہ بحبی ۔ واکرموہ بکرامتی ۔ فان جبرئیل امرنی بالذی قلت لکم عن اللہ ۔ (رواہ الحافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ ابن احمد یرفعہ بسندہ فی حلیۃ عن الحسن بن علی علیہما السلام بحوالہ مطالب السئول فی مناقب آل الرسول ص۲۱ سطر ۱۹) ترجمہ ۔ جناب امام حسن المجتبیٰؑ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلعم نے مجھ کو حکم دیا کہ سردارِ عرب یعنی علی المرتضیٰؑ کو بُلا لاؤ ۔ جناب بی بی عائشہ صاحبہ نے کہا یا رسول اللہ صلعم کیا آپ سردارِ عرب نہیں ۔ فرمایا میں سردارِ اولادِ آدم ہوں ۔ اور علیؑ سردارِ عرب ہے جب علی المرتضیٰؑ تشریف لائے جنابِ رسول کریمؐ نے انصار کو بُلوا کر فرمایا ۔ اے گروہِ انصار کیا میں تم لوگوں کو ایسی بات نہ بتاؤں ۔ کہ اگر تم اس کی پیروی کرو ۔ تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے ۔ فرمایا یہ علیؑ ہے اس کے ساتھ میری محبت کے باعث دوستی رکھو ۔ میری بزرگی کے سبب اس کی تعظیم کرو ۔ کیونکہ یہی فرمانِ الٰہی وحی جبرئیل علیہ السلام نے پہنچایا ہے ۔ (کنز العمال جلد ششم ص ۴۰۰/۳۹۱ نمبر حدیث ۶۰۸۵ و ۶۰۹۳)

(۹۲) خطبہ امام حسنؑ

:۔ عن ابی اسحاق عن ھبیرہ قال خطبنا الحسن بن علی علیہما السلام بعد ما استشہد علی علیہ السلام قال لقد فاتکم بالامس رجل لم یسبقہ الاولون ولم یدرکہ الاخرون کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یبعث بالرایۃ ۔ جبرئیل ومیکائیل عن یمینہ وعن شمالہ فلا ینصرف حتی یفتح لہ او یفتح اللہ علی یدیہ (تذکرہ خواص الامۃ ص۱۰۴)

ترجمہ :۔ امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں سنداً بیان کیا کہ جب جناب علی المرتضیٰؑ شہادت پا چکے ۔ تو جناب امام حسنؑ نے خطبہ پڑھ کر فرمایا ۔ کہ آج کے دن ایسے بزرگ کا انتقال ہوا ہے ۔ کہ جس کے فضائل و مراتب کو نہ اگلے سبقت لے گئے نہ پچھلے آنے والے پہنچ سکینگے ۔ جناب رسول اکرم صلعم ہمیشہ ان کو فوج کا علمبردار کر کے روانہ فرماتے تھے اور حضرت جبرئیلؑ و حضرت میکائیلؑ ان کے دائیں اور بائیں مدد کے واسطے رہتے تھے ۔ اور بغیر فتح کئے جنگ سے واپس نہ ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ اُن کے ہاتھ پر فتح کرتا تھا ۔

(۹۳) اللہ اور اس کا رسولؐ راضی ہیں

:۔ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعثاً فلما قدم قال لہ اللہ ورسولہ وجبرئیل عنک راضون (طبرانی کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۰ نمبر حدیث ۵۹۷۶) جناب رسول اکرم صلعم نے جناب علی المرتضیٰؑ کو ایک جنگ کیطرف روانہ فرمایا ۔ جب وہ واپس تشریف لائے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور رسولؐ اور جبرئیلؑ آپ سے راضی ہیں ۔

(۹۴) حدیثِ ناقہ :- عن جابر لما سال اھل قبا ما النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یبنی لھم مسجداً قال رسول اللہ صلعم لیقم بعضکم فیرکب الناقۃ فقام ابوبکر فرکبھا وحرکھا فلم تنبعث فرجع فقعد فقام عمر فرکبھا فحرکھا فلم تنبعث فرجع فقعد ـ فقام علی علیہ السلام فلما وضع رجلہ فی غرز الرکاب وثبت بہ قال رسول اللہ صلعم یا علی ارخ زمامھا وابنوہ علی مدارھا فانھا مامورۃ (طبرانی ـ کنز العمال جلد ششم صـ۳۹۹ نمبر حدیث ۶۰۷۶ دائرۃ المعارف دکن) **ترجمہ**:- حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب قبا والوں نے جناب رسول اللہ صلعم سے مسجد قبا کے بنانے کی درخواست کی۔ جناب رسول اکرم صلعم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے کوئی اُٹھ کر اس اونٹنی پر سوار ہو جائے۔ حضرت ابوبکرؓ اُٹھے اور اس پر سوار ہوئے اور اونٹنی کو اُٹھانا چاہا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ اُٹھی پس حضرت ابوبکر واپس آکر بیٹھ گئے پھر حضرت عمرؓ اُٹھے اور اونٹنی پر سوار ہوئے۔ اور اس کو اُٹھانا چاہا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ اُٹھی۔ حضرت عمر واپس ہو کر بیٹھ گئے، پھر جناب علی المرتضیٰ ؑ اُٹھے اور جس وقت رکاب میں پاؤں رکھا اونٹنی اُٹھ کھڑی ہوئی جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ مہار کو چھوڑ دو اور اونٹنی کو جانے دو۔ یہ اپنی جگہ پر جا کر ٹھیرے گی۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے۔ (نوٹ) حضرات ناظرین! آپ حضرات شیخین اور جناب علی المرتضےٰ کی شان و فضیلت کا مقابلہ اس حدیث سے کر لیں۔ اس سے وصایت اور خلافت بلا فصل کا پتہ چل جاتا ہے۔ کہ حیوانات بھی جناب امیر علیہ السلام کا حکم مانتے تھے۔ آپ کو حقیقی جانشین و خلیفۂ رسولؐ مقبول صلعم جانتے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ اُمتِ محمدیہ صلعم نے شانِ مرتضویؑ کو نہ سمجھا ۔

(۹۵) ایمانِ مرتضیٰؑ :- قولہ تعالیٰ افمن کان مومناً کمن کان فاسقاً لا یستوون۔ کیا مومن اور فاسق برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ تمام تفاسیر اہلِ سنّت کا اعتراف ہے۔ خاصکر ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ کہ یہ آیہ شریفہ علی المرتضیٰؑ اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی۔ جبکہ ولید نے جناب علی المرتضیٰؑ سے اپنا فخر جتایا۔ جناب علی المرتضیٰؑ نے فرمایا کہ چُپ رہو کیونکہ تو فاسق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب علی علیہ السلام کی تصدیق فرمائی اور ولید کو فاسق قرار دیا اور جناب امیرؑ کے ایمان کی تصدیق قرآن شریف سے ثابت ہے۔ (تفسیر وحیدی پ۲۱ السجدہ۔ تفسیر حسینی۔ و مطالب السئول شافعی صـ۲۰)

(ب) مرحبا بسید المسلمین و امام المتقین سردار مسلمانوں کے اور پرہیزگاروں کے امام مرحبا (کنز العمال

جلد ۶ صفحہ ۱۵۱) (ج) محبك محبي و مبغضك مبغضي۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علیؑ تیرا دوست میرا دوست۔ تیرا دشمن میرا دشمن (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۵)

(۹۶) جناب علی المرتضیٰؑ امیر المومنین وسید المسلمین ہیں :۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے انس وضو کے واسطے پانی لاؤ۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر فرمایا جو پہلا شخص اس دروازہ پر آئے۔ وہ امیر المومنین اور سید المسلمین اور قائد الغر المحجلین ہے یعنی مومنوں کا سردار اور مسلمانوں کا آقا اور روشن پیشانی والوں کا پیشوا ہے۔ اور خاتم الاوصیا ہے۔ حضرت انسؓ نے کہا یا الٰہی کوئی ایسا شخص انصار میں سے بھیج۔ اتنے میں جناب علیؑ تشریف لائے۔ جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا اے انس کون آیا عرض کیا جناب علی المرتضیٰؑ۔ آنحضرت صلعم نے کھڑے ہو کر جناب علیؑ کو گلے لگایا پھر پیشانی کا پسینہ صاف کرنے لگے۔ جناب علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپ نے جس قدر مہربانی آج فرمائی، پہلے تو کبھی نہیں فرمائی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میں کیوں مہربانی نہ کروں۔ تو میری آنکھوں کا نور ہے۔ میری آواز کو ان لوگوں میں پہنچائیگا اور میرے بعد تمام اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔ (مطالب السئول فی مناقب آل الرسول صفحہ ۲۱۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۷ نمبر حدیث ۲۹۲۷۔ ۲۹۲۸۔ ۲۹۳۰۔ ۲۹۴۰)

(۹۷) جناب علی المرتضیٰؑ معرفۃ المومن ہیں :۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لولاك یا علیؑ ما اعرف المومنون من بعدی (کنز العمال جلد ششم صفحہ ۴۰۲ نمبر حدیث ۶۱۱۴) ترجمہ:۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ۔ اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومن کی شناخت نہ ہو سکتی یعنی جناب علیؑ کو مومن ہی دوست رکھتا ہے۔ اور جو منافق شخص ہے۔ وہ جناب علی المرتضیٰؑ سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور فضائل کو گھٹاتا ہے۔

(۹۸) جناب علی المرتضیٰؑ کرار غیر فرار ہیں :۔ (۱) جناب رسول خدا صلعم نے جنگ خیبر میں قلعہ فتح کرنے کو حضرت ابوبکر کو بھیجا۔ وہ شکست کھا کر واپس ہوئے۔ پھر حضرت عمر کو روانہ کیا۔ وہ بھی لوگوں کے ساتھ شکست کھا کر واپس ہوئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں کل جھنڈا اس شخص کو دونگا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ اللہ اس کو فتح دیگا۔ لیس بفرار وہ بھاگنے والا ہرگز نہیں (جناب علی علیہ السلام کو جھنڈا دیا گیا) کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۴، ۴۰۵۔ صحیح مسلم مترجم صفحہ ۱۹۲ جلد ۵۔ مطالب السئول صفحہ ۴۰)

(۲) حضرت عمر ابن الخطاب سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کل میں جھنڈا اُس شخص کو دونگا۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ کرار غیر فرار۔ ثابت قدم رہ کر جنگ کرنیوالا ہے۔ اور وہ بھاگنے والا نہیں ہے۔ اور اللہ اس کے ہاتھ پر خیبر فتح کریگا۔ جبرئیلؑ اس کے دہنی طرف اور میکائیل بائیں طرف رہتا ہے (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۵)

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے۔ کہ جناب علی المرتضیٰؑ میں تین خصائل ایسی ہیں۔ کہ اگر ان میں سے ایک میرے میں ہوتی۔ تو دُنیا اور اس کی چیزوں سے مجھ کو زیادہ پسند ہوتی۔ میں نے جناب رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ آپؐ نے فرمایا یا علیؑ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ ہارونؑ موسیٰؑ سے۔ مگر میرے بعد نبی نہیں اور کل جھنڈا اس شخص کو دونگا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ لیس بفرار۔ بھاگنے والا نہیں۔ اور من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ۔ جس کا میں سردار ہوں اس کا علیؑ بھی سردار ہے۔ (ابن جریر۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۵۔ نمبر حدیث ۶۱۳۱ ؛ تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۵)

(۹۹) جناب علی المرتضیٰؑ قاتل القاسطین ہیں

:- جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ اے ام سلمہ۔ یہ علیؑ اللہ تعالیٰ کی قسم میرے بعد قاسطین۔ ناکثین اور مارقین کے قتل کرنے والا ہے۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۱ نمبر حدیث ۵۹۹۸۔ مطالب السئول صفحہ ۲۴)

(۲) جناب علیؑ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلعم نے مجھ کو ناکثین۔ مارقین اور قاسطین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے (کنز العمال جلد ششم صفحہ ۳۹۲) (نوٹ) ناکثین حضرات طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ ہیں۔ جنہوں نے جنگ جمل بصرہ میں لڑائی کی۔ قاسطین سے معاویہ شاہی شامی لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے جنگِ صفین میں لڑائی کی اور مارقین سے نہروان کے خارجی لوگ ہیں جنکو جناب امیرؑ نے قتل کیا۔

(۱۰۰) جناب علی المرتضیٰؑ اوّل المومنین ہیں

:- جناب عمر ابن الخطاب نے فرمایا۔ کہ جناب علی المرتضیٰؑ کی بدگوئی سے بچتے رہو کیونکہ میں نے جناب رسول اکرم صلعم سے حضرت علیؑ کی تین خصائل ایسے سُنے ہیں کہ اگر اُن میں سے ایک بھی مجھ کو نصیب ہوتی تو مجھ کو تمام دُنیا سے جس پر سورج روشن ہوتا ہے زیادہ محبوب ہوتی ہیں۔ اور ابوبکرؓ اور ابو عبیدہ الجراح اور دیگر اصحاب خدمت اقدس جناب رسول اکرم صلعم میں حاضر تھے اور جناب رسول اللہ صلعم جناب علی المرتضیٰؑ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ کہ جناب کے پُشت پر ہاتھ

مار کر کہا کہ اے علیؑ تو اوّل المومنین ہے۔ اور اوّل المسلمین ہے۔ تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہارونؑ موسیٰؑ سے اور اُس شخص نے مجھ پر جھوٹ باندھا جو یہ کہتا ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلعم سے محبت رکھتا ہوں۔ حالانکہ وہ تیرے ساتھ دشمنی رکھتا ہو (کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۵ نمبر ۶۰۲۹)

(۱۰۱) **حدیث حق**:۔ تکون بین النّاس فرقۃ واختلاف فیکون ھذا واصحابہ علی الحق یعنی علیاً (طبرانی عن کعب بن عجرۃ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ نمبر حدیث ۲۶۳۵) لوگوں میں فرقہ بندی اور اختلاف واقع ہو جائے گا۔ پس علی المرتضےٰؑ اور اس کے ساتھی حق پر ہونگے۔

(۱۰۲) مکتوب فی باب الجنّۃ قبل ان یخلق السّمٰوات والارض بالفی سنۃ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ اید تہ بعلیّ (حسن بیہقی کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۸ نمبر حدیث $\frac{۲۶۶۱}{۲۶۶۰}$) زمین اور آسمان کی پیدائش سے ہزار برس پیشتر جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے۔ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ سے اُن کو مدد دی گئی ہے۔ ثابت ہوا کہ جناب حیدر کرار مددگار و غمگسار سیّد الابرارؐ ہیں۔

(۱۰۳) من لم یقل علیؑ خیر النّاس فقد کفر (الخطیب عن ابن مسعود کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹ نمبر حدیث ۲۶۶۵) جو شخص جناب علی المرتضیٰؑ کو لوگوں سے بہتر نہ کہے اُس نے کفر کیا۔

(۱۰۴) یا علیؑ یدک فی یدی تدخل معی یوم القیامۃ حیث ادخل (ابوبکر الشافعی فی الغیلانیات وابونعیم فی فضائل الصحابۃ وابن عساکر عن عمر۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹ نمبر ۲۶۷۵) جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ روزِ قیامت کو بہشت میں داخل ہوتے وقت اے علیؑ آپکا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا۔

(۱۰۵) من حسد علیاً فقد حسدنی ومن حسدنی فقد کفر۔ (ابن مردویہ عن انس کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹) جس نے علی المرتضیٰؑ سے حسد رکھا۔ اُس نے میرے ساتھ حسد رکھا اور میرا حاسد کافر ہے۔

(۱۰۶) سألت اللہ یا علیؑ فیک خمساً فمنعنی واحدۃ واعطانی اربعاً سألت اللہ ان یجمع علیک امّتی فابیٰ علی واعطانی فیک ان اوّل من تنشق عنہ الارض یوم القیامۃ انا وانت معی معک لواء الحمد وانت تحملہ بین یدی تسبق بہ الاوّلین والاٰخرین واعطانی فیک انک ولیّ المؤمنین بعدی۔ (الخطیب والرافعی عن علی کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹ نمبر حدیث ۲۶۶۷) یا علیؑ اللہ تعالیٰ سے میں نے پانچ چیزوں کے واسطے درخواست کی۔ اس میں سے ایک نامنظور اور چار منظور ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ سے میں نے سوال کیا کہ تمہاری امارت پر سب اُمت اکٹھی ہو سو یہ نامنظور ہوئی۔ اور مجھ کو عطیہ ملا کہ روزِ محشر کو میں

اُور تم سب سے اوّل قبروں سے نکلینگے اُور تم میرے ساتھ ہو، الحمد اٹھا کر چلو گے جسکے نیچے اوّلین اُور آخرین پناہ لینگے۔ اُور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں عطا فرمایا کہ تو میرے بعد تمام مومنین کا سردار ہے۔

(۱۰۷) الا ان اللہ ولیی وانا ولی کل مومن من کنت مولاہ فعلی مولاہ (ابونعیم فی فضائل الصحابۃ عن زید بن ارقم والبراء بن عازب معاً۔ کنز العمال جلد۶ صفحہ ۱۵۴ نمبر ۲۵۶۳) خبردار ہو تحقیق اللہ میرا والی ہے۔ اُور مَیں کُل مومنوں کا سردار ہوں جس کا مَیں سردار ہوں اُس کا علیؑ سردار ہے۔

(۱۰۸) یا علی انت عبقریہم۔ (الخطیب عن ابن عباس۔ کنز العمال جلد۶ صفحہ ۱۵۹ نمبر ۲۶۷۷) اے علیؑ تو ان تمام لوگوں کا قیمتی لباس ہے۔ (عبقری۔ قیمتی بچھونا۔ جامۂ لطیف)

(۱۰۹) مکتوب علی باب الجنۃ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یخلق السمٰوات والارض بالفی عام (کنز العمال جلد۶ صفحہ ۱۵۹ نمبر ۲۶۶۲۔ تذکرہ خواص الامۃ صفحہ ۱۴) اس کتاب اہلِ سنت میں سینکڑوں احادیث فضائل ہیں اُن کو دیکھو۔

(۱۱۰) **فصل خاتمہ خصائص المرتضیٰؑ**:۔ کتاب ثبوتِ خلافت کو غور اور انصاف سے پڑھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ جناب امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب سیدنا و مولانا علی ابن ابی طالبؑ میں ایسی خصوصیات و درجات و مراتب و فضائل جسمانی و روحانی خداداد موجود تھے۔ جو دیگر صحابہ کرام و کل اُمتِ محمدیہ خصوصاً حضرات اصحاب ثلاثہ میں موجود نہ تھے۔ ترتیب خلافت کے لحاظ سے حضرات اصحاب ثلاثہ کو افضل الناس بعد النبی شمار کرنا کوئی دلیلِ قاطع نہیں۔ کیونکہ جناب سرور عالم صلعم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مُرسلین علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد مبعوث ہوئے اُور خاتم النبیین ہونے کے سبب ان کی عزت و شان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اسی طرح جناب امیر علیہ السلام کے اخیری چوتھے درجہ پر خلیفہ ہونے سے اُن کے مراتب و فضیلت میں کچھ نقصان نہیں پہنچ سکا۔ بلکہ خاتم الخلفاء والاولیاء ہونے سے اُن کا فیض قیامت تک جاری ہے جیسا کہ قرآن شریف ناسخ کتب سماویہ و جناب سرورِ دوجہان صلعم ناسخ شرائع انبیاء و مُرسلین سابقہ ہوئے۔ ویسا ہی جناب امیر علیہ السلام ناسخ اقوال حضرات اصحاب ثلاثہ ہوئے حضراتِ اصحابِ ثلاثہ کا فیض ظاہری یا باطنی اُن کے وفات کے بعد ختم ہو چکا۔ مگر جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کے بعد اُن کا فیض و برکت ظاہری و باطنی تاقیامت آئمہ اطہار علیہم السلام و سادات کرام میں جاری رہیگا جس طرح جناب سرور عالم صلعم خلاصۂ موجودات تھے۔ اسی طرح جناب امیر علیہ السلام فخرِ کائنات تھے۔

خداوندکریم نے اس دنیا میں بھی جناب علی المرتضیٰؑ اور اُن کی اولادِ مطہر آئمۃ الہدیٰ علیہم السّلام کو وہ درجات ولایت۔ امامت۔ شہادت۔ صبر و رضا۔ تسلیم۔ اسوۂ حسنہ رسالت مآب عطا فرمائی کہ کوئی دوسرا بشر ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور اُن کا قیامت تک فیض جاری رہیگا۔ اور اُن کی یادگاریں قائم رہینگی مسلمان انہی کی خیر خیرات۔ نذر۔ نذرانے مانتے رہینگے۔ ہر ایک مشکل کام اور وقتِ مصیبت میں انہی سے توسل ڈھونڈتے رہینگے حضرات اصحابِ ثلاثہ اور اُن کی اولادِ شریفہ کی کوئی سالگرہ۔ برسی یا نذر نیاز نہیں کرتا۔ نہ کہیں دُنیا میں ان کی کوئی یادگار ہے۔ نہ اُن کو کوئی اپنا شفیع و مددگار جانتا ہے۔ اسی طرح قیامت میں بھی یہی پنج تن پاک شفیع ہونگے یہی اُمتِ عاصی کو نجات دلائینگے۔ تو پھر اُن سے روگردانی کیوں کی جائے۔

پس دنیا و آخرت میں جن آئمہ اطہار علیہم السّلام کے ایسے درجات و مراتب ہوں اور اللہ کے نزدیک وہ شفاعت کرنے والے ہوں تو پھر اُن سے بڑھ کر کون افضل و بہتر ہوسکتا ہے۔ اور ان پاک فطرت معصوم و مقدس۔ اللہ کے پیارے بزرگانِ دین کو چھوڑ کر مسلمان کیوں اِدھر اُدھر بھٹکتے پھریں۔ انہی آئمۃ المعصومینؑ کی اطاعت و تابعداری و محبت پر نجاتِ ابدی کا دار و مدار ہے۔ اور انہی بزرگواروں کی دنیا و آخرت میں شفاعت و توسل درکار ہے۔ اور ان کا دشمن ہمیشہ ذلیل و خوار ہے ؎

لی خمستہ اطفی بہا حرّ الوباء الحاطمہ × المصطفیٰؐ والمرتضیٰؑ وابناہما والفاطمہؑ

(۱) خصائصِ مرتضویؑ میں یہ ہے کہ جناب امیر المومنین سیّدنا علی المرتضیٰؑ کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ میں ہوئی ؎

کسے را میسّر نشد ایں سعادت × بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

(۲) جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُن کو اپنی زبان مُبارک چوسائی۔ اور تربیت و پرورش فرمائی۔ گویا نبوت کی چشمہ نورانی کی لہریں باغِ امامت میں جاری ہوئیں۔

(۳) طفولیت میں ہی جناب امیر علیہ السلام نے اظہارِ اسلام فرما کر تصدیق نبوت کی اور سب سے اوّل نماز پڑھی سب سے اوّل تصدیق نبوت فرمائی اور سابق الاسلام والایمان کا لقب حاصل کیا۔

(۴) جناب امیر علیہ السلام ہی نے سولہ سال کی عمر میں دعوتِ قریش میں اپنی جان نثاری و وفاداری کا اعلان فرمایا اور خلیفہ و ولیعہد رسول مقبول صلعم مقرر ہوئے اور وصی النبی قرار پائے۔

(۵) جناب امیر علیہ السلام ہی نے شبِ ہجرت میں بسترِ نبوت پر سو کر جناب رسالت مآب صلعم پر جان فدا کر دی اور اللہ کے پیارے نبی مکرم صلعم کو قتل سے بچایا۔

(۶) جناب امیر علیہ السلام عقدِ مواخات کے وقت جناب رسول خدا صلعم کے اخی مقرر ہوئے +

(۷) جناب امیر علیہ السلام کا آسمانی نکاح جناب زہرا بتول بنت رسول مقبول صلعم سے خود خداوند کریم نے پڑھا اور فرشتے گواہ ہوئے اور جناب رسالتمآب صلعم نے بہ حکم پاک پروردگار دنیا رجہان میں خطبہ پڑھا۔ اپنی پیاری طاہرہ مطہرہ۔ صدیقہ۔ معصومہ۔ تمام اوّلین و آخرین مستوراتِ جنّت کی سرداره اور سیدۃ النساء العالمین کا نکاح جناب مولیٰ المومنین علی المرتضیٰؑ سے کر دیا۔ یہ شرف کسی دوسرے اصحاب خصوصاً حضرات اصحابِ ثلاثہ کو نصیب نہ ہوا۔ کہ ایک اولوالعزم سید المرسلین کی شہزادی اُن کے گھر ہو۔ اور نہ ہی حضرات اصحابِ ثلاثہ کی بی بیوں کو یہ شرف ہوا۔ کہ وہ خاتونِ قیامت کہلائیں۔ اور نہ ہی حضراتِ اصحابِ ثلاثہ کی اولاد جناب امامین الہمامین۔ السیدین الشہیدین جنتین الشریفین سے درجات میں زیادہ ہوئے۔ نہ ہی الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنتہ کے مراتب حاصل کر سکے اور نہ ہی حضراتِ اصحابِ ثلاثہ شافع روزِ محشر اور نہ ہی ساقیٔ حوضِ کوثر نہ ہی حاملِ لوارِ حمد قرار پائے۔ تو پھر جناب امیرؑ سے حضرات اصحابِ ثلاثہ کو افضل جاننا سراسر بدبختی ہے +

پس حضرات ناظرین! انصاف سے فرماویں۔ کہ اصحابِ ثلاثہ کس طرح جناب علی المرتضےٰ علیہ السلام سے افضل بنائے گئے۔ جو من کل الوجوہ ہر ایک پہلو میں مفضول ہیں +

(۸) تمام غزوات النبی صلعم میں جناب امیرؑ ہی مجاہد فی سبیل اللہ جنگ بہادر شہسوار سپہ سالار۔ قاتل الکفار اور کرار غیر فرار و جان نثار و وفادار جناب رسول کردگار رہے اور باقی صحابہ حضرات ثلاثہ ہر ایک لڑائی سے فرار ہوتے رہے +

(۹) جناب امیر علیہ السلام سوار دوشِ سید خیر الانام صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم ہوئے۔ کعبہ شریف میں بت شکنی کی۔ اور عرش معلےٰ تک کشف ہوا +

(۱۰) غزوہ تبوک میں خلیفہ ہوئے اور خم غدیر میں تمام اُمت کے والی اور سردار مولےٰ المومنین مقرر ہوئے۔ تمام صحابہ کبار نے آپ کی خم غدیر میں بیعت کی +

(۱۱) تمام اُمتِ محمدیہ میں سے جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ ماہرِ قرآن۔ فصیح اللسان۔ زیادہ عابد۔ سب سے زیادہ سخی و متقی پرہیزگار۔ سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ قاضی۔ سب سے زیادہ بہادر اور حسب و نسب میں سب سے زیادہ۔ فاتح خیبر۔ قاتلِ مرحب و عنتر۔ محبوب ربّ العالمین و سید المرسلین تھے +

(۱۲) جناب امیر علیہ السلام ہی کے واسطے ڈوبا ہوا سورج دوبارہ لوٹ آیا +

(۱۳) جناب امیر علیہ السلام اور اُن کی اولاد مطہر علیہم السلام ہی بحکم ربّ ذوالجلال والاکرام۔ مباہلہ اور

آیتِ تطہیر میں شامل ہوئی۔ مُباہلہ کے وقت جناب رسول خدا صلعم نے تمام دُنیا کو دِکھا دیا کہ یہ اہلبیت رسالت مستجاب الدعوات ہیں۔ اور جو انوارِ الٰہی جناب رسول خدا صلعم میں چمکتے تھے وہ ان میں بھی چمکتے ہیں۔ اور یہ شریکِ نبوت ہیں منصبِ نبوت کے سرانجام دینے کے واسطے بھی نائب ہیں اور جناب رسول خدا صلعم کو کامل یقین تھا کہ یہ آئمۃ المعصومین محبوب ربّ العالمین ہیں۔ ان کی معیّت میں پوری فتح ہوگی اور ہمارا سوال رد نہ ہوگا۔ اور خداوند کریم نے تمام نصاریٰ و مخلوق خدا کو دکھا دیا کہ یہ تمام پنجتن پاک علیہم السلام نورٌ علےٰ نور ہیں اور اللہ تعالےٰ کے دین اور اسلام میں جان فدا کرنے والے یہی ہیں +

(۱۴) جناب امیر علیہ السلام بحکمِ خدا و رسول صلعم درود شریف و رحمتِ ابدی میں شامل ہوگئے۔ اللّٰھمّ صلّ علیٰ سیدنا محمّد و آل سیدنا محمّد میں سوائے پنجتن پاک کے اور کوئی اصحاب شامل نہ ہوسکا۔ اگر نماز میں درود نہ پڑھا جائے۔ نماز باطل ہے +

(۱۵) جناب امیر علیہ السلام اور اُن کی اولاد سادات کرام پر ہمیشہ کے واسطے صدقہ حرام ہوا کیونکہ صدقہ دنیاوی میل کچیل ہے۔ اور یہ معصوم۔ مقدس و پاک امام ہیں۔ باقی اُمت پر صدقہ حرام نہیں۔ نہ حضرات اصحابِ ثلاثہ پر صدقہ حرام ہے +

(۱۶) جناب امیر علیہ السلام اور آئمہ اطہار کرام علیہم السلام کی اطاعت و محبّت اللہ نے تمام اُمت پر فرض کردی۔ قرآن شریف آیہ مودۃ و حدیث ثقلین گواہ ہیں +

(۱۷) جناب امیر علیہ السلام بحکم رسول مقبول صلعم صدیق اکبر و فاروق اعظم مقرر ہوئے +

(۱۸) جناب امیر علیہ السلام اور اُن کی اولاد عظام سادات کرام کی ولایت کے بغیر جنت حرام ہے +

(۱۹) جناب علی المرتضیٰؑ کو علم لدنی حاصل تھا جس طرح تمام انبیاء و مُرسلین علیہم السلام مدرسہ الٰہیہ کے شاگردِ رشید تھے۔ اسی طرح جناب علی علیہ السلام معلّم حقیقی جناب نبی مکرّم صلعم کے تلمیذ باتمیز تھے۔ وقتِ وفات بارِ امامت و ولایت و خلافت جناب سرور کائنات صلعم نے جناب امیر علیہ السلام کے سپرد کیا اور اپنا لعابِ دہن چٹایا سینہ سے سینہ ملایا کہ ہزار علوم کے دروازے کھُل گئے (مدارج النبوۃ) صاحب علم لدنی مدینۃ العلم کے جناب علی علیہ السلام باب (دروازہ) تھے۔ جناب علی علیہ السلام سے بڑھ کر اور کون تھا +

(۲۰) جناب علی المرتضیٰؑ جس طرح تمام انسانوں کے سردار تھے۔ اسی طرح وہ جنات اور فرشتوں کے بھی سردار تھے اور تمام جنات اور فرشتے آپؑ کے ہمیشہ تابعدار رہے۔ یہ درجہ کسی صحابی کو نہ ملا +

(الف) جنگِ اُحد کے دن جناب علیؑ کو سولہ زخم پہنچے اور آپ کئی بار گرے حضرت جبرئیلؑ نے اُٹھایا اور سوار کرایا۔
(ب) شبِ ہجرت میں حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ نے جناب علیؑ کی پاسبانی کی (روضۃ الاحباب)
(ج) جنگِ اُحد کے دن رضوان فرشتہ نے جناب علیؑ کی شان میں یہ کہا۔ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار
(د) بوقتِ وفات جناب سرورِ کائنات صلعم فرشتۂ موت حضرت عزرائیلؑ باذنِ اہلبیتِ نبوت داخلِ دولت سرا ہوا۔
(ہ) جناب سرورِ عالم صلعم کی غسل وفات کے وقت فرشتے حضرت علیؑ کے ساتھ شریک تھے (مدارج)
(و) فرشتے جناب سیدۂ معصومہؑ کی چکی چلاتے حسنین الشریفینؑ کو لوری دیتے۔ گہوارہ ہلاتے۔ حلّہ بہشتی لے آتے اور بہشتی میوہ جات کھلاتے۔ (ازالۃ الخفار۔ ارجح المطالب)
(ز) حضرت علیؑ کا بیرالم میں جنات سے لڑکر فتح پانا۔ اور جنات کا مسلمان ہونا (شواہد النبوۃ)
(ح) روزِ شہادت جناب علی المرتضیٰؑ بطون کا نوحہ کرنا اور دامن پکڑنا۔ (صواعق محرقہ)
(ط) جناب علیؑ کو فرشتے سلام کرتے تھے اور آپ حضرت جبرئیلؑ کے پروں کی آواز سنتے (ارجح المطالب)
(ی) تمام فرشتے جناب علی علیہ السلام کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ (ارجح المطالب) ؎

امام حق دانی علیؑ بود کہ علیؑ ز کل خلق فزون است از صغار و کبار

(۲۱) **قرابت رسول مقبول صلعم**۔ جناب علیؑ قرابت ظاہری و باطنی میں جناب رسول اکرم صلعم سے تمام صحابہ سے زیادہ قریب تھے آپؑ جناب رسولخداؐ کے حقیقی چچازاد بھائی حضرت ابوطالب علیہ السلام کے فرزند تھے۔ زمانۂ طفولیت سے لیکر جوانی تک ۳۳ سال کامل جناب سرورِ عالم صلعم کی معیت میں رہے جناب سیدہ معصومہ فاطمہ زہراؑ بنت رسول اللہ صلعم خاتون قیامت و خاتون جنت کے جناب علی المرتضیٰؑ خاوند اور داماد رسول مقبول صلعم تھے جناب حسنین الشریفینؑ شباب اہل الجنۃ کے سرداران کے والد ماجد ہیں کی وجہ سے آپ ابوالسبطین مشہور ہیں۔ گیارہ اماموں کے جدِّ بزرگوار۔ ہاشمی القریشی نجیب الطرفین جناب سرورِ عالم صلعم سے آپ کو سب سے زیادہ روحانی تعلق ہے۔ جناب کا فرمان ہے۔ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ علیؑ اور میرا گوشت وخون اور نور ایک ہے جناب علیؑ روح روانِ رسولؐ ہے۔ جناب علیؑ اور جناب رسول اکرمؐ ایک ہی طینت اور ایک ہی شجرہ سے ہیں جناب علی المرتضیٰؑ جناب رسول اللہؐ کے بمنزلہ سر کے ہیں جو بدن سے تعلق رکھتا (ارجح المطالب) جناب علیؑ دنیا اور آخرت میں جناب رسول اکرم صلعم کے اخی بھائی ہیں یہ درجات کسکو نصیب ہوئے۔
(۲۲) قربتِ ظاہری۔ توحیدِ نورِ مصطفوی و نورِ مرتضوی۔ نبیؐ اور علیؑ کی ایک ہی قسم کی خلقت۔ جوفِ کعبہ

میں پیدائش۔ صغرسنی میں پرورش رسول مقبولؐ۔ بوقت پیدائش لعاب دہن رسولؐ کا چوسنا۔ غسل ولادت جناب رسول صلعم کے ہاتھ سے پانا۔ سابق الایمان ہونا۔ قبل از بلوغ مسلمان ہونا سب سے اوّل نماز ہمراہ رسول صلعم پڑھنا۔ دین دنیا میں رسول اکرم صلعم کا بھائی ہونا۔ شب ہجرت جان نثاری۔ تمام لڑائیوں میں فتح کا سہرا آپؑ کے سر مبارک پر بندھنا۔ غزوۂ خندق جنگ احزاب میں آپؑ کی ایک ضرب تلوار کل امت کے اعمال سے جو قیامت کریں بڑھ جانا۔ تمام لڑائیوں میں علمدار و سپہ سالار لشکر ہونا۔ کسی صحابہ کے ماتحت نہ ہونا۔ تمام گناہوں سے پاک و معصوم ہونا۔ عالم علم لدنی۔ عالم قرآن و سنت۔ مجتہد اکمل۔ مجاہد کامل۔ سوار ہوتے وقت تمام قرآن شریف ختم کرنا۔ ہمیشہ معیت قرآن ثابت ہونا۔ منقبت اقضاکم علی حاصل کرنا۔ علم میں مشابہ انبیاء ہونا۔ صاحب معجزات و کرامات کثیرہ کا ہونا۔ مظہر العجائب والغرائب۔ امام المشارق والمغارب کا لقب پانا۔ ملائکہ اور جنات کا آپ کی مدح میں اشعار پڑھنا۔ کتب سابقہ میں آپ کا ذکر ہونا۔ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ فنا فی اللہ و فنا فی الرسول کا درجہ پانا۔ یہ فضائل کسی دوسرے صحابہ میں ہرگز نہیں پائے جاتے۔ تو آپ سے افضل پھر کون ہے ٭

(۲۳) کتب سماویہ الہامیہ میں استخلاف علی المرتضیٰؑ۔ کتب سماویہ الہامیہ توریت۔ زبور۔ انجیل و دیگر صحیفوں میں جناب علی المرتضیٰؑ کی خلافت و امامت و ولایت کا ذکر ہے ٭

(اوّل) جنگ صفین کو جاتے ہوئے جناب علی المرتضیٰؑ کا کیمپ (لشکری ڈیرہ) دریا کے کنارے لگا۔ ایک راہب نصاریٰ شمعون بن یوحنا نامی حاضر ہوا۔ اور کتب سماویہ آپ کے سامنے پڑھیں جس میں ذکر جناب سیدنا رسول اللہ اور جناب علی المرتضیٰؑ تھا۔ آپؑ نے سن کر شکریہ ادا کیا۔ اور راہب ایمان لایا۔ اور ساتھ رہا۔ جنگ صفین میں لیلۃ الہریر کو شہید ہوا (شواہد النبوۃ۔ جامی)

دوم:۔ جنگ صفین کو جاتے ہوئے جناب امیرؑ نے جب ایک پانی کا چشمہ کشف سے دریافت کیا اور اپنے لشکر کو سیراب کیا تو ایک راہب یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہوا۔ بعد کلمۂ شہادت عرض کیا کہ آپؑ کا ذکر کتب سماویہ الہامیہ میں ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیا۔ وکنت فی کتبہ مذکورا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں اسکے نزدیک بھولا ہوا نہیں ہوں اور میرا ذکر اس کی کتاب میں ہے ٭

سوم:۔ توریت شریف باب۱۷۔ آیت ۲۰ میں ہے۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کے حق میں فرمایا کہ میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اُسے برکت دونگا اور اسے بہرہ مند کرونگا اور اسے بہت بڑھاؤنگا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہونگے۔ اور میں اُسے بڑی قوم بناؤنگا۔ انتھیٰ۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے۔

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل و بعثنا منہم اثنی عشر نقیبا (المائدہ پ۶) ترجمہ اللہ تعالیٰ پہلے بھی بنی اسرائیل سے عہدِ اطاعت لے چکا ہے ہم نے ان ہی میں کے بارہ سرداران پر مامور فرمائے۔ چونکہ سیّدنا موسےٰؑ سے جناب سیّدنا محمد رسول اللہ صلعم کو مماثلت تامہ ہے۔ جس طرح قوم بنی اسرائیل سے بارہ سردار یا بارہ خلیفے پے درپے مامور ہوگئے یا ان کی بارہ قومیں ہر ایک سردار سے ہوئیں۔ اسی طرح بنی اسماعیل قوم میں بھی بارہ سردار یا بارہ خلیفے یا بارہ قومیں ہوئیں۔ بنی اسماعیل میں سب قوموں کا سردار اور خلیفۃ اللہ علی الارض جناب سیّدنا محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ اور ان کی اولاد سے بارہ سردار یا بارہ خلیفے سیّدنا علی المرتضیٰؑ سے لیکر امام مہدی تک مبعوث ہوئے جس طرح بنی اسرائیل میں دو سلسلے قائم ہوئے ایک سلسلۂ نبوت اور ایک سلسلۂ بادشاہت بقولہ تعالیٰ اذکر و نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا (پ۶ ۲-۴) جناب موسیٰؑ نے اپنی قوم کو انعام خداوندی یاد دلا کر کنعان کی مقدس زمین میں داخل ہونے کو کہا تھا۔ اے میری قوم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جبکہ اس نے تم میں سے انبیاء بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔ اسی طرح بنی اسماعیل میں بھی امامت اور بادشاہت قائم کی۔ نبوت و امامت تو سیّدنا محمد رسول اللہ سے لیکر سیّدنا امام مہدیؑ تک جاری رہی اور بادشاہت میں سب مسلمان شامل ہیں کہ کئی مختلف خاندان کے بادشاہ ہوئے حضرات اصحاب ثلاثہ۔ بنی امیہ۔ بنی عباس۔ ترک۔ افاغنہ۔ غور۔ ایرانی۔ تورانی۔ ہندوستانی۔ سب مسلمان بادشاہت میں شمار ہوئے پس اللہ تعالیٰ کا فرمانِ قرآنی اور توریت موسوی پورا ہوا کہ جناب امیرؑ اور ان کی اولادؑ سردارِ قوم بن گئی۔ ساداتِ کرام اولادِ سید الانام علیہم الصلوٰۃ والسلام کافۂ انام سے اشرف و افضل اور سردار ہیں ❖

چھٹا سہم :- مکاشفۂ یوحنا۔ انجیل مقدس باب ۱۲ میں ہے۔ ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا۔ ایک عورت سورج کو اوڑھے اور چاند اس کے پاؤں کے تلے اور اس کے سر پر بارہ ستاروں کا تاج تھا۔ اور وہ عورت حاملہ تھی۔ وہ فرزند نرینہ تھی جو کہ لوہے کا عصا لئے سب قوموں پر حکومت کریگا۔ اور وہ عورت بیابان میں جہاں اس کی جگہ خدا نے تیار کی تھی بھاگ گئی۔ انتہیٰ۔ یاد رکھو کہ الہامی پیشینگوئی میں عورت سے مراد جناب بی بی آمنہ علیہا السلام والدہ ماجدہ جناب رسول اکرم صلعم ہیں۔ اور سورج سے مراد جناب رسول اللہ صلعم ہیں۔ کہ وہ فرزند نرینہ ہیں۔ آپؐ کا بھائی و بہن اور نہ تھا اور چاند سے مراد جناب سیّدہ معصومہ فاطمۃ الزہراؑ بنت رسول اللہ صلعم ہیں اور بارہ ستاروں سے مراد بارہ امام اہلبیت عظام سیّدنا علی المرتضیٰؑ سے سیّدنا امام مہدیؑ تک مراد ہیں۔ جو نائب

برحق رسولِ خدا صلعم کے ہیں۔ کیونکہ اس عورت مطہرہ کی صورت اس طرح دکھائی گئی ہے۔ کہ عورت سورج کو اوڑھے ہوئے ہے یعنی شمس نبوت اور بارہ ستاروں کا تاج سر پر جس سے ظاہر ہے کہ یہ تاج بارہ ستاروں کا سورج سے نیچے ہے۔ اور بارہ ستارے سورج سے روشنی پا رہے ہیں یعنی یہ بارہ ستارے اس سورج کے نائب ہیں۔ اور کوئی بارہ امام سوائے اہلبیت رسالت صلعم کے نائب رسول مقبول صلعم نہیں ہوئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم نے ان بارہ ستاروں کو بارہ خلیفوں سے تعبیر فرمایا۔ "اسلام ہمیشہ غالب رہیگا جب تک اس میں بارہ خلیفے گذر جائینگے جو قریشی ہونگے" صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ حدیث متواترات سے ہے۔ پس انجیل سے بھی امامت آئمہ اطہار ثابت ہوئی۔ اس لیے جناب امیر علیہ السلام خلیفہ رسول صلعم ہیں +

پنجم:۔ مکاشفۂ یوحنا۔ بارہ دروازے :۔ انجیل مقدس۔ کتاب مکاشفۂ یوحنا۔ باب ۲۱ اور باب ۲۲ میں ایک مکاشفہ پیش گوئی کی رنگت میں ہے جس میں جناب رسول اکرم نبی آخر الزمان صلعم کی نبوت اور بارہ آئمہ اطہار علیہم السلام کی امامت اور مذہب شیعہ کی صداقت ثابت ہوتی ہے اور اس کی جناب سرور عالم صلعم کی احادیث صحیحہ سے مطابقت ہوتی ہے۔ جو ایک نیک اور سعید روح اور محقق و منصف مزاج کی تسلی و اطمینانِ قلب کے واسطے ایک خاص مہرِ حقانیت ہے۔

مکاشفہ یوحنا۔ باب ۲۱۔ انجیل مقدس۔ ص۵۱۵ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۵ء ۶ پر اس طرح ہے (آیت اوّل) پھر میں نے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کو دیکھا۔ کیونکہ اگلا آسمان اور اگلی زمین جاتی رہی تھی۔ اور سمندر بھی مطلق نہ رہا۔ تفسیر:۔ بنی اسرائیل کی حکومت و نبوت جاتی رہی اور شریعتِ موسوی مطلق منسوخ ہوئی۔ اس کا اثر جاتا رہا۔ اس کی جگہ نئی نبوت وخلافت الٰہیہ قائم (آیت دوئم) اور مجھ یوحنا نے شہر مقدس نئے یروشلم کو آسمان سے دلہن کی مانند جس نے اپنے شوہر کے لیے سنگار کیا آراستہ کیے ہوئے خدا کے پاس سے اترتے دیکھا تفسیر:۔ شہر مقدس سے مراد شہر نبوت۔ علم الٰہی ہے۔ بنی اسرائیل میں پرانا یروشلم بیت المقدس چلا آتا تھا۔ اب اس کے بدلے بنی اسرائیل کی شریعت نہ رہنے کے باعث نیا یروشلم یعنی نبوت بنی اسماعیل میں سرفراز ہوئی۔ آراستہ کی ہوئی دلہن کی مانند یعنی تمام اخلاق حسنہ و نیک اعمال۔ نبوت۔ امامت۔ ولایت۔ شہادت۔ عصمت۔ نیک تمدن و معاشرت سے آراستہ پیراستہ علم الٰہی آسمان سے اترتے دیکھا یعنے سیدنا محمد رسول اللہ صلعم پر نبوت نازل ہوئی۔ (آیت سوم) اور میں نے ایک بڑی آواز یہ کہتی ہوئی آسمان سے سُنی کہ دیکھ خدا کا خیمہ آدمیوں کے ساتھ ہے۔ اور وہ اس کے ساتھ سکونت کریگا۔ اور وہ اس کے لوگ ہونگے اور خدا اُن کا خدا

آپ اُن کے ساتھ رہیگا۔ تفسیر:۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس نئے یروشلم والے نبی آخرالزمان اُور اُس کے بارہ اوصیا رکرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہونگے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہمیشہ اُن کے ساتھ ہوگی اُور وہ حزب اللہ۔ اللہ والے لوگ ہونگے۔ (آیت چہارم) اُور خدا اُن کی آنکھوں سے ہر ایک آنسو پونچھیگا اُور پھر موت نہ ہوگی اُور نہ غم اُور نہ نالہ اُور نہ پھر دُکھ ہوگا۔ کیونکہ اگلی چیزیں گذر گئیں۔ تفسیر:۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان بندگانِ خدا کو مصیبتوں اُور تکلیفوں کا سامنا ہوگا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے اُور اللہ تعالیٰ ان کے رُلانے والوں سے بدلہ لیگا۔ جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کو زمانۂ نبوت میں کفار و مشرکینِ عرب سے بہت تکالیف پہنچیں اُور اہلبیتِ رسالتؐ پر مصیبت کے پہاڑ گر پڑے۔ سیدۂ معصومہ بنت رسول مقبول صلعم چھ ماہ تک روتی رہیں۔ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰؑ کوفہ میں شہید ہوئے۔ جناب امام حسنؑ کو زہر دی گئی۔ جناب امام حسینؑ بہت ظلم و بیدردی سے شہید کربلا ہوئے۔ آپ کے خویش و اقارب واصحاب کربلا ئے معلےٰ میں شہید کر دیئے گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اُن کے تمام مجرمین و معاندین وقاتلین سے بدلہ لیا۔ کہ حضرت امیر مختار ثقفیؓ نے ستر ہزار کوفی اُور شامی چُن چُن کر قتل کئے۔ اُور خون امام مظلومؑ کا اسی جہان میں بدلہ لیا گیا اُور شہدا ر کربلا ر معلےٰ کو حیاتِ ابدی نصیب ہوئی کہ وہ زندہ کہلائے (آیت ہفتم) جو غالب ہوتا ہے سو سب چیزوں کا وارث ہوگا اُور میں اس کا خدا ہونگا۔ وہ میرا بیٹا ہوگا۔ تفسیر:۔ وہ نبیؐ آخرالزمان مشرکین کفار پر غالب ہوگا۔ اُور جس طرح لوگوں کو بیٹا زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھے بھی زیادہ پیارا ہوگا۔ بیٹا سے مُراد مقبول و محبوبِ خدا۔ حبیب اللہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ باپ۔ بیٹا۔ ماں بھائی اُور رشتہ داروں سے پاک و منزہ ہے۔ عیسائی خیال رکھتے ہیں۔ کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ مگر اس مکاشفہ میں مذہبِ عیسوی کا بھاری فقیہہ بیان کرتا ہے۔ کہ بعد عیسیٰؑ وہ بیٹا ہے۔ تو وہ کون ہے جسب محاورہ انجیلِ مقدس بیٹے سے خاص مُراد مقبول و مقرب۔ حبیب اللہ مُراد ہے۔

(آیت دہم و یازدہم) اس نے اس بزرگ شہر کو مقدس یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس سے اُترتے دیکھا۔ اس میں خدا کا جلال تھا اُور اس کی روشنی نہایت بیش قیمت جواہر کی سی اُس لیشم کی مانند تھی جو بلور کی طرح شفاف ہو۔ تفسیر:۔ اس شہر مقدس نبوت میں خدا کا جلال لا الٰہ الاّ اللہ ہے۔ اُور اس میں روشنی سراجاً منیرا۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کی پاک تعلیم قرآن شریف کی ہے۔ جس سے نبوت کا شہر جگ مگ جگ مگ کر رہا ہے اُور نُورانی قندیلِ محمدیؐ سے منور و روشن ہے (آیت دوازدہم و چہاردہم)

اور اس کی بڑی اور بلند دیوار تھی اور اس بارہ دروازے اور اُن دروازوں پر بارہ فرشتے اور اُن پر نام لکھے تھے جو بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں کے ہیں۔ پورب کو تین دروازے۔ اتر کو تین دروازے۔ دکھن کو تین دروازے اور پچھم کو تین دروازے تھے اور اس شہر کی دیوار پر بارہ نیویں تھیں اور اُن پر برّے کے بارہ رسولؑ کے نام تھے۔

تفسیر۔ شہر نبوت کے بارہ دروازے یعنی بارہ امام جو فرشتوں سے افضل ہیں۔ مطابق حدیث شریف۔ انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابھا میں علم نبوت کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا در ہے۔ باقی گیارہ ائمہ اطہار علیہم السلام کی امامت کے واسطے مخبرِ صادق نے نام بنام احادیث میں ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے بارہ خلیفے بنی اسرائیل کے بارہ نقیبوں وسرداروں کی تعداد کے مطابق ہیں۔ شہر نبوت کے چاروں طرف تین تین امام کُل بارہ ہیں اور شہرِ نبوت کی بُنیاد انہی بارہ اماموں پر منحصر ہے۔ کہ انہوں نے حقیقی اسلام کے انوار چمکائے اور دینِ اسلام کو محکم کیا اور برّہ سے جناب سیّدنا امام حسین علیہ السلام ذبیح اللہ مُراد ہیں اور باقی بارہ سیّدنا محمد رسول اللہ صلعم سے سیّدنا امام مہدی آخر الزمان تک نام۔ یہ بارہ دروازے جو نبی آخر الزمان علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے نائبان اور وارثان اور اوصیائے کرام ہیں۔ اُن کے نام مقرر ہیں اور اللہ کی طرف سے مامور ہیں۔ اور وہ اجماعی خلیفے نہیں۔ روزِ ازل سے منصوص ہیں ✦

(حدیث اوّل) قال رسول اللہ صلعم لا یزال الدین قائماً حتیٰ تقوم الساعۃ ا و یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش (متفق علیہ۔ صحیح مسلم۔ کتاب الامارت جلد ثانی صفحہ ۱۱۹) جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اور تم پر بارہ خلیفے ہونگے۔ قریشی ہونگے ✦

(حدیث دوم) عبد الملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے۔ کہ میں اپنے باپ کے ساتھ جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے سُنا کہ آنحضرتؐ فرماتے تھے کہ میرے بعد بارہ خلیفے ہونگے۔ یہ فرماکر آنحضرت صلعم نے اپنی آواز ہلکی کردی۔ تب میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم نے آہستہ سے کیا کہا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ یہ فرمایا ہے۔ کہ وہ سب خلیفے بنی ہاشم سے ہونگے۔ (مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی) یہ بارہ امام علیہم السلام قریشی بھی ہیں اور ہاشمی بھی ہیں ✦

(حدیث سوم) حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب امام حسین علیہ السلام آنحضرت صلعم کی ران مبارک پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کبھی اُن کی آنکھوں کے بوسے لیتے ہیں۔ اور کبھی مُنہ کو چومتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ تو سیّد ہے اور سیّد کا بیٹا ہے اور

امام ہے اور امام کا بیٹا ہے۔ اور حجت خدا ہے اور حجت خدا کا بیٹا ہے۔ اور خدا کے نو حجتوں کا باپ ہے۔ جو تیری پُشت سے ہونگے اور ان سے نواں ان کا قائم ہوگا۔ (مودۃ القربی مودہ صنا ارجح المطالب خطبۃ دمی)

حدیث چہارم :۔ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں تمام پیغمبروں کا سردار ہوں اور جناب علیؑ تمام اوصیاء کا سردار ہے۔ اور میرے بعد بارہ وصی ہونگے۔ ان میں سے اوّل علیؑ ہے۔ اور آخری قائم آل مہدیؑ ہے۔ (مودۃ القربی سیّد علی ہمدانی شافعی) ینابیع المودۃ مؤلفہ شیخ سلیمان حنفی آفندی مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۱ء باب ۷۶، صـ۳۶۹ پر آئمہ اطہار علیہم السلام کے نام بنام احادیث مندرج ہیں۔ اور یہودیوں میں یہ پیش گوئی چلی آتی تھی کہ پیغمبر آخر الزماں کے بارہ وصی مقدّس و معصوم ہونگے۔ اکثر یہودی نبوت اور امامت کی بابت ہمیشہ سوال کرتے تھے۔ پس احادیث نبویہ عین مطابق مکاشفہ یوحنا ہیں +

مکاشفۂ یوحنا آیت ۱۸ تا ۲۱۔ اس کی دیوار یشم کی تھی۔ وہ شہر خالص سونے کا شفاف شیشے کی مانند تھا۔ اور اس شہر کی دیوار کی نیویں ہر طرح کے جواہر سے آراستہ تھیں۔ پہلی نیو یشم کی تھی۔ دوسری نیلم کی۔ تیسری شب چراغ کی۔ چوتھی زمرد کی۔ پانچویں عقیق کی۔ چھٹی لعل کی۔ ساتویں سنہری پتھر کی۔ آٹھویں فیروزے کی۔ نویں زبرجد کی۔ دسویں یمنی کی۔ گیارھویں سنگ سنبلی کی۔ بارھویں یاقوت کی اور بارہ دروازے بارہ موتی تھے ہر دروازہ ایک ایک موتی کا + تفسیر :۔ اس شہر نبوت کی دیواروں کی بنیادیں بارہ مختلف جواہرات امامت شامل ہیں جس کے دروازے یعنے بارہ امام موتی ہیں۔ ہر ایک معصوم و مقدّس و پاک ہے اور صاف ہے اور سب برابر ہیں + آیت ۲۲-۲۳ :۔ اس شہر کی سڑک خالص سونے کی شفاف شیشے کے مانند تھی اور میں نے اس میں کوئی ہیکل نہ دیکھی۔ اس لئے کہ خداوند خدا قادر مطلق اور برّہ اس کی ہیکل ہیں اور وہ شہر سورج کا محتاج نہیں اور نہ چاند کا کہ وہ اس کو روشن کریں۔ کیونکہ خدا کے جلال نے اُسے روشن کر رکھا ہے۔ اور برّہ اس کی روشنی ہے۔ انتہیٰ۔ تفسیر :۔ سڑک کے معنے مذہب نبوت صاف شفاف اور خالص سونا یعنی امامت کی سلسلۃ الذہب اس میں ہے۔ اور اس مذہب امامیہ میں کوئی شامل نہیں۔ خالص مذہب امامیہ کی سڑک ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے جلال وحدانیت اور برّہ کی شہادت سے منوّر ہے۔ چونکہ سیّدنا امام حسینؑ نے از سر نو مذہب اسلام کو اپنا سرِ مبارک دیکر روشن کیا اسی لئے مخبر صادقؐ نے فرمایا تھا۔ حسین منی و انا من الحسین۔ مکاشفہ میں یہی اشارہ ہے۔ کہ سیّدنا امام حسین علیہ السلام کی عزاداری اور تذکرہ مصائب سے اس میں روشنی ہو رہی ہے۔ اور یہ عزاداری

مذہب شیعہ ہی کرتا ہے۔ باقی مذاہب اس سے دُور ہیں۔ اِس لئے مکاشفہ میں صداقت شیعہ ہے +

آیت ۲۴:۔ اور وہ قومیں جنہوں نے نجات پائی اس کی روشنی میں پھریں گی۔ یعنی مذہب امامیہ شیعہ کے پیرو اور سفینۂ نوح کشتی آلِ محمد صلعم کے سوار ناجی قومیں ہیں۔ شہر نبوت کی تعلیم دروازہ امامت سے حاصل کر کے منور ہو رہے ہیں + باب ۲۲ :۔ پھر اس نے آبِ حیات کی ایک صاف ندی مجھے دکھائی۔ جو بلور کی طرح شفاف اور خدا اور برّے کے تخت سے نکلتی تھی اور اس کی سڑک کے بیچ اور اس ندی کے وار پار زندگی کا درخت تھا جو بارہ قسم کا پھل لاتا اور ہر ایک مہینہ میں اپنا پھل دیتا تھا۔ **تفسیر:۔** صاف ندی شفاف مذہب شیعہ کے بانی اور مروج و مبلغ امام جعفر صادقؑ ہیں۔ کیونکہ عربی میں ندی کو جعفر کہتے ہیں۔ جو آبِ حیات ہیں اور صادق ہیں جس نے مذہب جعفری اختیار کیا۔ اُس نے آبِ حیات جاودانی پی لیا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی امامت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوئی ہے۔ اور برّہ کی تخت سے یہ مُراد ہے کہ حضرت امام صادقؑ جناب سیّدنا امام حسینؑ کی اولاد سے ہیں۔ اور سڑک یا مذہب شیعہ کے بعد النبیؐ بارہ معلم ہیں۔ الغرض باب ۲۱ باب ۲۲ مکاشفہ سے نبوت و امامت و مذہب شیعہ کی صداقت صاف ثابت ہوتی ہے +

جناب علی المرتضیٰؑ کا خاندان سب سے اعلیٰ ہے

جناب علی المرتضیٰؑ نجیب الطرفین قریشی الہاشمی ہیں اور ہاشمی خاندان تمام قریش عرب سے اعلیٰ و افضل ہے اور تمام عرب و عجم کے خاندانوں سے ہاشمی بہتر و برتر ہیں۔ اس واسطے تمام صحابۂ کبار و اُمتِ سیّدنا احمد مختار صلعم خاندانی لحاظ و حیثیت سے بھی جناب علی المرتضیٰؑ سے کمتر و مفضول ہیں۔ یہ درجہ اور کسی کو نہ ملا۔ **حدیث شریف** عن واثلۃ بن الاسقع یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول اِنّ اللّٰہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام واصطفیٰ قریشاً من کنانۃ واصطفیٰ من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم (صحیح مسلم مترجم۔ کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی صلعم جلد ۵ ص ۲۳۰۹) **ترجمہ:۔** واثلہ بن اسقع سے روایت ہے۔ مَیں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے اللہ جل جلالہٗ نے اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو چُنا اور قریش کو کنانہ میں سے اور بنی ہاشم کو قریش میں سے اور مجھ کو بنی ہاشم سے + شجرۂ نسب جناب علی المرتضیٰؑ کا دیکھو کہ جناب رسول اکرم صلعم اور جناب علی المرتضیٰؑ ایک ہی خاندان ہاشمی سے ہیں اور چچا زاد بھائی ہیں اِس حدیث سے یہ بھی نکلا۔ کہ عرب قریش کی کفو نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ہاشمی کی کفو وہ قریشی نہیں ہو سکتے جو ہاشمی نہیں البتہ مطلبؑ کی اولاد بنی ہاشم کی کفو ہے۔ کیونکہ وہ دونوں ایک ہیں۔ اِس لئے غیر کفو میں

مذہب شیعہ ہی کرتا ہے۔ باقی مذاہب اس سے دور ہیں۔ اس لئے مکاشفہ میں صداقت شیعہ ہے +
آیت ۲۴:۔ اور وہ قومیں جنہوں نے نجات پائی اس کی روشنی میں پھرینگی۔ یعنی مذہب امامیہ شیعہ کے پیرو اور سفینۂ نوح کشتی آل محمد صلعم کے سوار ناجی قومیں ہیں۔ شہر نبوت کی تعلیم دروازہ امامت سے حاصل کر کے منور ہو رہے ہیں + باب ۲۲ :۔ پھر اس نے آبِ حیات کی ایک صاف ندی مجھے دکھائی۔ جو بلور کی طرح شفاف اور خدا اور برّے کے تخت سے نکلتی تھی اور اس کی سڑک کے بیچ اور اس ندی کے وار پار زندگی کا درخت تھا جو بارہ قسم کا پھل لاتا اور ہر ایک مہینہ میں اپنا پھل دیتا تھا۔ تفسیر:۔ صاف ندی شفاف مذہب شیعہ کے بانی اور مروج و مبلغ امام جعفر صادقؑ ہیں۔ کیونکہ عربی میں ندی کو جعفر کہتے ہیں۔ جو آبِ حیات ہیں اور صادق ہیں جس نے مذہب جعفری اختیار کیا۔ اس نے آبِ حیات جاودانی پی لیا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی امامت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوئی ہے۔ اور برّہ کی تخت سے یہ مراد ہے کہ حضرت امام صادقؑ جناب سیدنا امام حسینؑ کی اولاد سے ہیں۔ اور سڑک یا مذہب شیعہ کے بعد النبیؐ بارہ معلم ہیں۔ الغرض باب ۲۱ باب ۲۲ مکاشفہ سے نبوت و امامت و مذہب شیعہ کی صداقت صاف ثابت ہوتی ہے +

جناب علی المرتضیٰؑ کا خاندان سب سے اعلیٰ ہے:۔ جناب علی المرتضیٰؑ نجیب الطرفین قریشی الہاشمی ہیں اور ہاشمی خاندان تمام قریش عرب سے اعلیٰ و افضل ہے اور تمام عرب و عجم کے خاندانوں سے ہاشمی بہتر و برتر ہیں۔ اس واسطے تمام صحابہ کبار و امت سیدنا احمد مختار صلعم خاندانی لحاظ و حیثیت سے بھی جناب علی المرتضیٰؑ سے کمتر و مفضول ہیں۔ یہ درجہ اور کسی کو نہ ملا۔ حدیث شریف عن واثلۃ بن الاسقع یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والسلام یقول ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام واصطفیٰ قریشاً من کنانۃ واصطفیٰ من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم (صحیح مسلم مترجم۔ کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی صلعم جلد ۶ صفحہ ۲۳۰) ترجمہ:۔ واثلہ بن اسقع سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ جل جلالہ نے اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور قریش کو کنانہ میں سے اور بنی ہاشم کو قریش میں سے اور مجھ کو بنی ہاشم سے + شجرۂ نسب جناب علی المرتضیٰؑ کا دیکھو کہ جناب رسول اکرم صلعم اور جناب علی المرتضیٰؑ ایک ہی خاندان ہاشمی سے ہیں اور چچا زاد بھائی ہیں اس حدیث سے یہ بھی نکلا۔ کہ عرب قریش کی کفو نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ہاشمی کی کفو وہ قریشی نہیں ہو سکتے جو ہاشمی نہیں البتہ مطلبؑ کی اولاد بنی ہاشم کی کفو ہے۔ کیونکہ وہ دونوں ایک ہیں۔ اس لئے غیر کفو میں

بنی ہاشم کی ناطہ داری نہیں ہوسکتی۔ یعنی سادات کرام کی صاحبزادیاں عوام امتی لوگوں پرناجائز اور حرام ہیں جن مسلمانوں نے سیدانیوں سے نکاح کر رکھا ہے۔ اُنہوں نے خاندانِ رسالت صلعم کی سخت توہین کی ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول مقبول کے نزدیک مجرم ہیں ✦

جناب علی المرتضیٰؑ اسد اللہ الغالب ہیں :- تمام علماء کرام شیعہ و سنی کا اتفاق ہے۔ کہ جناب علی المرتضیٰؑ شیرِ خدا ہیں۔ یہ درجہ کسی صحابی کو نہیں ملا۔ جنگِ خیبر میں جناب علی المرتضیٰؑ نے مرحب نامی یہودی پہلوان کے رجز کے مقابلہ میں فرمایا تھا ؎

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ ✻ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔ مثل اس شیر کے جنگلوں میں ہوتا ہے۔ یعنی شیر ببر نہایت ڈراؤنی صورت کہ اس کے دیکھنے سے خوف پیدا ہوتا ہے۔ جب جناب علی المرتضیٰؑ پیدا ہوئے تھے۔ تو اُن کی والدہ ماجدہ نے اُن کا نام اسد رکھا تھا۔ اسد کہتے ہیں شیر کو اور مرحب نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ ایک شیر آیا اور اس نے مرحب کو مار ڈالا۔ اس واسطے اس خواب کے مطابق جناب علی المرتضیٰؑ نے یہ فرمایا تھا تاکہ اسکے دل میں ڈر پیدا ہو (صحیح مسلم جلد ۵ مترجم ص۱۹۴۹ ۔ تذکرہ خواص الامۃ ص۱۶)

(ب) جناب رسول اللہ صلعم نے منبر پر چڑھ کر فرمایا اے مسلمانو! یہ علیؑ ابن ابی طالب مہاجرین و انصار کا شیخ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے۔ یہ سبطین حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں۔ یہ ان کا باپ ہے۔ یہ مجھ سے تکلیف کو دُور کرنے والا ہے۔ یہ خدا کی زمین پر اس کا شیر اسد اللہ ہے ✦ (ارجح المطالب باب اوّل ص۳۲)

(۲۴) جناب امیر علیہ السلام اور جناب حسنین الشریفینؑ و جناب بتول بنت رسول مقبول صلعم و جناب نبی مکرم صلعم اللہ تعالےٰ کے ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ✦

(۲۵) جناب امیر علیہ السلام ہی مثیل ہارون و مثیل مسیح علیہم السلام قرار پائے ✦

(۲۶) جناب امیر علیہ السلام کو حالتِ جنب میں مسجد نبویؐ میں رہنا معاف تھا ✦

(۲۷) جناب امیرؑ کے سوائے باقی سب صحابہ مسجد نبویؐ سے نکالے گئے کوئی ہمسائیگی رسول مقبول صلعم میں نہ رہنے پائے مگر مسلمانوں نے خلاف حکم رسول مقبول صلعم حضرات شیخین کو بعد وفات روضۂ رسول صلعم میں دفن کردیا اور جناب سرورِ عالم صلعم کو روحانی ایذا دی کیونکہ زندگی میں جناب حضور انور صلعم نے شیخین کو مسجد میں نہ رہنے دیا ✦

(۲۸) جناب رسول خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جناب امیر علیہ السلام کو تمام لشکرِ محمدی کا علم بردار اور سپہ سالار بنایا تھا اور کسی اصحاب کے ماتحت جناب امیرؑ کو کبھی بھی جنگ میں روانہ نہ کیا +

(۲۹) جناب امیر علیہ السلام کا بدن مبارک جنگ کے وقت فولاد کی طرح سخت ہوجاتا تھا اور حالتِ نماز رکوع وسجود موم سے بھی زیادہ نرم ہوتا تھا (ب) جناب امیر علیہ السلام کو فرشتے سلام کرتے تھے۔ (احمد حنبل بحوالہ تذکرہ خواص الامۃ صـ۲۸)

(۳۰) جناب امیرؑ نے خلافت کی پرواہ نہ کرکے جناب رسالتمآب صلعم کو وفات حسرت آیات کے بعد غسل دیا تجہیز وتکفین کی اور اپنے دستِ مبارک سے لحد شریف میں اُتار کر آخری دیدار فیض آثار سے فیضیاب ہوئے۔ جس ظلّ الٰہی کے نورانی دیدار سے حضرات اصحاب ثلثہ ہمیشہ کے لئے محروم رہ گئے اور جناب امیرالمومنین مظہر العجائب اسداللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالبؑ نے جو وعدہ طفولیت میں دعوتِ قریش میں جان نثاری۔ غمخواری وفاداری کا جناب سرورِ عالم صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔ اس کو ایسا پورا کر دکھایا کہ مرتے دم تک رسولِ خدا صلعم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اللھم صل علے سیدنا محمدؐ وآل سیدنا محمدؐ۔

(۳۱) جناب امیر علیہ السلام ہی ساقیٔ حوضِ کوثر وقسیم النّار والجنّۃ ہیں +

(۳۲) جناب نبیؐ ووصی علیہم السلام روزِ محشر کو سب سے اوّل بہشت میں داخل ہونگے اور سب سے اوّل اُمتِ عاصی کی شفاعت کرینگے۔ مقام محمود میں دعائے شفاعت فرماوینگے اور بہشت میں ایک مکان میں معیتِ رسول مقبول صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں رہینگے اور دن قیامت کو تمام رشتے ناطے حسب ونسب لوگوں کے منقطع ہوجائینگے۔ مگر جناب پنجتن پاک علیہم السلام کا رشتہ حسب ونسب قایم رہے گا +

(۳۳) جناب امیر علیہ السلام ہی حاملِ لواءِ حمد ہونگے۔ جس کے نیچے تمام انبیاء، مرسلینؑ وامم صالحہ سایہ گیر ہوں گے۔ اور جنت میں تمام بہشتیوں اور جنتیوں کو مانند صبح کے ستارہ کے چمکتے ہوئے نظر آئیں گے ع بعد از نبیؐ بزرگ علیؑ قصّہ مختصر

حوالہ جات خصائص المرتضیٰؑ دیکھو پیچھے اسی کتاب میں +

نتیجۂ کتاب:۔ پس آیات بینات۔ احادیث سرورِ کائناتؐ اور جناب امیرؑ کے مقدس حالات سے صاف ثابت ہے۔ کہ آپؑ من کل الوجوہ سب صحابہ سے افضل اور خلیفہ رسول صلعم بلافصل ہیں (صابر)

(۳۴) اگر حسن عقیدت سے قطع نظر کرکے تھوڑی دیر کے لئے نظرِ انصاف سے بھی دیکھا جائے تو ناظرین

کورائے قائم کرنے کا بخوبی موقعہ مل سکتا ہے کہ جس جلیل القدر وعظیم الشان اسلامی ہیرو کا یہ فوٹو لیا گیا ہے۔ وہ صرف مذہبی پاک ومقدس پیشوا و لیڈر و رہبر ہی نہیں۔ بلکہ خلافت وسلطنت کے تاریخی آسمان کا آفتاب ہے۔ دُنیا میں جتنے مشاہیر گذرے ہیں اور جن کی سوانح عمریاں آبِ زر سے لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے جناب امیر علیہ السلام (سیّدنا علی المرتضٰے صلوات اللہ علیہا) ایسے فرد الافراد ہیں۔ کہ ہر طبقہ کے مشاہیر میں سرآمد نظر آتے ہیں۔ مجمع سلطان میں آپ جلالِ الٰہی کا تاج سر پر رکھے ہوئے ایک عظیم سلطان ہیں۔ کہ جنکے دربار میں قیصر وکسریٰ کے سفیر دست بستہ نہایت ادب سے سر نیچے کئے ہوئے خاموش ایستادہ ہیں +

(ب) معرکۂ کارزار میں آپ ایسے یکہ تاز شہسوار ہیں کہ آستین چڑھا کر عمرو مرحب جیسے عرب کے رستم زادوں کو بچھاڑ کر ان کے سینے پر چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں +

(ج) منبر پر آپ ایک شیوہ زبان سپکر ہیں کہ فصحائے عراق وبلغائے عرب آپکے خطبہ کی فصاحت سے جوش میں آکر کچھ پوچھنے کو اُٹھتے ہیں اور پھر خود بُت بن کر کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں +

(د) علم وفضل کی درسگاہ میں آپ ایک طلیق اللسان پروفیسر ہیں۔ کہ انبیائے بنی اسرائیل کے امور کو یونانی فلسفہ کے ساتھ بنی اسمٰعیل کی زبان میں بیان فرما رہے ہیں اور مسلمانوں کو قرآن شریف کے نکات و رموز سکھلا رہے ہیں۔ منبر پر خطبہ خوان ہیں۔ سلونی کا آوازہ جوش سے فرماتے ہیں۔ مگر سب فصحا و بلغا رعرب بالکل خاموش ہیں۔ کسی کی طاقت نہیں کہ اس بلیغ و فصیح و ادیب حقانی کے سامنے سر اُٹھائے ؎

ذاتِ حیدر کو کوئی کیا جانے
یا نبیؐ جانے یا خدا جانے

خاتمۃ الکتاب الحمد للہ کہ یہ کتاب مستطاب ثبوتِ خلافت حصہ اوّل تیسری دفعہ چھپکر ہدیۂ ناظرین ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو میری کفارۂ گناہان اور وسیلۂ جنان کرے۔ اور روزِ محشر کو آئمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دامن پاک ہو اور بندۂ صابر کا ہاتھ ہو۔ ؎

شکرِ خدا کہ پیروِ دینِ پیمبرم   حُبِّ رسولؐ و آلِ رسولؐ است رہبرم

؎
ہر کہ خواند دعائے طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

صابر عفی عنہ

ضمیمہ

مناظرۂ فضیلتِ امیر علیہ السلام

منقول از رسالۂ الکلام (ماہ شوال المکرم ۱۳۳۳ھ - نمبر ۳ - جلد ۱)

مؤلفہ و مترجمہ جناب والا شان مولانا السید علی حیدر صاحب قبلہ ایڈیٹر اصلاح کھجوہ

خلیفہ مامون الرشید کا مشہور مناظرہ

خاندان بنی امیہ کے بعد اسلامی حکومت بنی عباس کے ہاتھوں میں پہنچی جو ۱۳۲ھ میں شروع ہو کر ۶۵۶ھ تک پانچ سو چوبیس سال انتہائے عظمت وجلالت کے ساتھ قائم رہی اس خاندان کے چھٹے خلیفہ کا نام عبداللہ ابوالعباس تھا لقب یہ مامون الرشید جو دوسرا فرزند تھا ہارون الرشید کا اور جو عظمت وجلالت علم وفضل حکومت وسیاست میں تمام خلفائے بنی عباس میں افضل واشرف اور صاحب سطوت وجبروت مانا جاتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے نامور مورخ اور انشاپرداز شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی نے "نامور فرمانروایانِ اسلام" کی سوانحعمری لکھنے کا جب ارادہ کیا تو سب سے پہلے یعنی الفاروق سے بھی قبل اسی مامون الرشید کو منتخب کیا۔ انکی یہ کتاب المامون نہایت درجہ مشہور ہوئی اور ہندوستان کی تعلیمیافتہ اسلامی جماعت نے اسے قبولیت کا شرف بخشا۔ اس جلیل القدر خلیفہ کا سُنّی ہونا تو اس سے ظاہر ہے کہ بنی عباس کا چھٹا خلیفہ اور حضرات اہلسنت کا خلیفۃ المسلمین بلکہ امیرالمومنین تھا۔ اور مولوی شبلی صاحب ایسے شخص نے سوانح نگاری کے لئے جب اسلامی ہیروز میں جستجو کی نگاہ دوڑائی تو نظرِ انتخاب سب سے پہلے اسی کے نام پر جاکر ٹھہری۔ رہا متعصب ہونا پس اس کے لئے علاوہ امورِ مذکورہ کے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت بالسم زندہ گواہ ہے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ علم وفضل۔ فہم وفراست۔ ذکاوت اور قوتِ استدلال میں اس کا بہت بڑا پایہ تھا اور فیاض مطلق سے (بنی عباس میں) اس کو خاص دماغ عطا ہوا تھا۔ مولوی شبلی سچ لکھتے ہیں: "اسلام کو آج تیرہ سو برس سے کچھ زیادہ ہوئے۔ اس وسیع مدت میں ایک تخت نشین بھی ایسا نہیں گذرا جو فضل وکمال کے

اعتبار سے مامون کی شان یکتائی کا حریف ہو سکتا۔ افسوس کہ سلطنت کے انتساب نے اس کو خلفاء و سلاطین کے پہلو میں جگہ دی۔ ورنہ شاعری ایام العرب۔ ادب۔ فقہ۔ فلسفہ کون سی بزم ہے جہاں فخر و شرف کے ساتھ اس کا استقبال نہ کیا جاتا "اسی طرح اس کے نہایت کمال دوست اور قدر دان علوم و فنون ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ اس زمانہ میں ہر فن اور ہر علم کے جو کاملین و ماہرین موجود تھے ان سب کا اگر مخزن تھا تو صرف دربار مامون الرشید۔ اس کو مباحثات و مناظرات سے بھی بڑی دلچسپی تھی اور خود بھی ہر فن کے مناظرہ میں ید طولی رکھتا تھا چنانچہ کتابوں کی ورق گردانی سے اس کے متعدد مناظروں کا پتہ چلتا ہے۔ جو اس نے مختلف اوقات میں مختلف مذاہب کے علماء سے کئے ہیں اور جن میں اس کو کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔ انہیں میں ایک وہ مناظرہ بھی ہے جو شائع کیا جاتا ہے۔ اس کی تصدیق اور قدر و منزلت۔ کثرت منافع جامعیت اور وسعت مطالب کے ثبوت میں مولوی شبلی صاحب کی صرف یہ عبارت کافی ہوگی " مامون[1] کا ایک مشہور مناظرہ جس میں اس کا یہ دعویٰ تھا کہ تمام صحابہ میں حضرت علیؑ افضل تر ہیں۔ بڑے معرکہ کا مناظرہ ہے قاضی یحییٰ بن اکثم اور چالیس بڑے بڑے فقیہ اس دعوے کے مخالف تھے۔ ادھر مامون تنہا سب کا طرف مقابل تھا۔ مناظرہ کے وقت حاکمی و محکومی کا پردہ اٹھا دیا گیا تھا اور ہر شخص کو گفتگو میں پوری آزادی حاصل تھی۔ صبح سے قریباً دوپہر تک دونوں فریق نے داد سخن دی[2] مگر انصاف یہ ہے کہ میدان مامون کے ہاتھ رہا۔ یہ پورا مناظرہ کتاب العقد میں مذکور ہے۔ اور حق یہ ہے کہ مامون کی وسعت نظر۔ جودت ذہن کثرت معلومات۔ حسن بیان۔ زور تقریر کا ایک حیرت انگیز مرقع ہے "

مولوی صاحب نے جس کتاب کا ذکر کیا ہے وہ کتاب العقد الفرید ہے جو علم ادب۔ خطبیات اور واقعات تاریخیہ کا ایک بڑا مجموعہ ہے یہ کتاب ۱۳۰۵ھ میں مصر کے مطبع عامرۂ شرفیہ میں چھپ گئی ہے۔ اسکا مصنف شہاب الدین احمد المعروف بہ ابن عبد ربہ الاندلسی المالکی المتوفی ۳۲۸ھ ہے جناب حجۃ الاسلام آیۃ اللہ العلام مولانا السید حامد حسین صاحب احلہ اللہ دار السلام نے کتاب مستطاب عبقات الانوار مجلد حدیث طیر

[1] المامون صفحہ ۱۹۹ ۔ ۱۲ [2] مولوی صاحب کے اس بیان پر حیرت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس مناظرہ کے دیکھنے سے خود ناظرین پر واضح ہو جائے گا۔ کہ علماء اہلسنت نے کوئی بھی معقول تقریر مامون الرشید کے مقابلہ میں نہیں کی اور نہ اس کے کسی استدلال کو باطل کیا۔ اور نہ اپنے دعوے کو ثابت کرنے میں کسی طرح کی کامیابی حاصل کی۔ باوجود اس کے اس فریق کے متعلق بھی یہ کہنا کہ " داد سخن دی " کمال سخن فہمی اور انصاف پسندی ہے۔ اگر کاش مولوی صاحب کو حب جاہ قبول حق سے مانع نہ تھی۔ تو یہی لکھتے۔ کہ " مامون نے حق کو خوب ثابت کیا "

الکلام

کے ص۲۰۶ میں مامون کے اس مناظرہ کو اسی کتاب العقد الفرید سے نقل فرما کر مصنف کے متعلق تحریر فرمایا[1] ہے: "مخفی نماند کہ ابن عبد ربہ از اکابر علمائے سنیہ و اماثل فضلائے امویہ و اجلہ مشاہیر و اعاظم نحاریر است۔" بعد ازاں متعدد اقوال علمائے اہلسنت سے ابن عبد ربہ کا عالم جلیل القدر ہونا ثابت کیا ہے چنانچہ حافظ ابو نصر علی بن ماکولا نے کتاب الاکمال میں لکھا ہے۔ احمد بن محمد بن عبد ربہ بن حبیب بن حدیر بن سالم مولی هشام بن عبد الملک بن مروان ابو عمر اندلسی مشهور بالعلم والادب والشعر وهو صاحب كتاب العقد فی الاخبار وشعره كثير جدا وهو مجيد۔ اور علامہ ابن خلکان نے اپنی تاریخ وفیات الاعیان مطبوعہ مصر جلد اول ص۳۲ میں لکھا ہے ابو عمر احمد بن عبد ربه بن حبيب بن حدير بن سالم القرطبي مولى هشام بن عبد الرحمن بن معوية بن هشام بن عبد الملك بن مروان بن الحكم الاموي كان من العلماء المكثرين من المحفوظات والاطلاع على اخبار الناس وصنف كتاب العقد من الكتب وهو الممتعة حوى من كل شيئ الخ اور علامہ ذہبی نے کتاب العبر کے واقعات ۳۲۸ھ میں لکھا ہے۔ وفيها ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربه الاموي مولاهم الاندلسي الاخباري العلامة مصنف العقد وله اثنان و ثمانون سنة وشعره في الذروة العليا سمع من بقي بن مخلد ومحمد بن وضاح۔ اور ابو الفدا نے اپنی تاریخ المختصر فی اخبار البشر مطبوعہ مصر واقعات ۳۲۸ھ میں لکھا ہے۔ وفيها توفي ابو عمر احمد بن عبد ربه بن حبيب القرطبي مولى هشام بن عبد الرحمن الداخل الى الاندلس الاموي وكان من العلماء المكثرين من المحفوظات وصنف كتاب العقد وهو من الكتب النفيسة ومولده في سنة ست واربعين ومائتين اور علامہ عمر بن مظفر بن عمر المعروف بہ ابن الوردی نے کتاب تتمۃ المختصر فی اخبار البشر واقعات ۳۲۸ھ میں لکھا ہے۔ وفيها توفي ابو عمر احمد بن عبد ربه بن حبيب القرطبي مولى هشام بن عبد الرحمن الداخل الى الاندلس من العلماء المكثرين وكتاب العقد من الكتب النفيسة ومولده سنة ست واربعين ومائتين۔ اور علامہ عبد اللہ بن اسعد یافعی نے کتاب مراۃ الجنان واقعات ۳۲۸ھ میں لکھا ہے وفيها احمد بن محمد بن عبد ربه القرطبي صاحب العقد الاموي مولاهم كان من العلماء المكثرين من المحفوظات والاطلاع على اخبار الناس حوى كتابه من كل شيئ۔ اور علامہ جلال الدین سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں لکھا ہے۔ احمد بن محمد بن عبد ربه بن حبيب بن حدير بن سالم مولى هشام بن عبد الرحمن بن معوية۔ ابو عمر القرطبي قال ابن الفرضي عالم الاندلس بالاخبار والاشعار وادیبها وشاعرها كتب الناس تصنيفه وشعره۔ اور علامہ ادنقی

[1] عبقات الانوار مجلد حدیث غدیر ص۲۱۳ ۱۲

نے کتاب مدینۃ العلوم میں لکھا ہے۔ العقد لابن عبد ربہ وھو ابوعمر احمد بن محمد بن عبد ربہ مولی ھشام بن عبدالرحمٰن بن معٰویہ بن ھشام بن عبدالملک بن مروان بن الحکم الاموی کان من العلماء المکثرین من المحفوظات والاطلاع علی اخبار الناس وصنف کتاب العقد وھو من الکتب المتمتعۃ حوی من کل شیء ان کل عبارتوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ ابن عبد ربہ ہشام بن عبدالرحمٰن بن معٰویہ خلیفہ بنی امیہ کا جو اندلس میں جا کر خلیفہ ہوا اُس کے غلام سالم کا پوتا تھا اور اُن علمائے اہلسنت سے ہے جو نہایت وسیع معلومات اور اخبار وحالات کے واقف گذرے ہیں۔ یہ سلطنت اندلس میں اخبار و اشعار کا بڑا عالم اور ادیب وشاعر تھا۔ لوگوں نے اس کی مصنفات اور اشعار کی نقلیں حاصل کیں۔ اس کی مصنفات سے عقد فرید ہے جس کا شمار نہایت نفع بخش اور اعلیٰ درجہ کی کتابوں میں ہے اور جس میں ہر علم و فن کی معلومات جمع ہیں۔ جناب علامہ اعلی اللہ مقامہ بعد نقل عبارات مذکورہ تحریر فرماتے ہیں۔ و بالاتر از ہمہ آنست کہ ابوالعباس احمد بن محمد المقری کہ جلالت ونبالت و ریاست و امامت وحذاقت او مشہور وفضائل بہیہ ومحامد سنیہ او از ریحانۃ الالبا شیخ احمد بن محمد بن عمر قاضی القضاۃ ملقب بہ شہاب الدین الخفاجی وخلاصۃ الاثر محمد بن فضل اللہ بن محب اللہ المحبی واضح است در نفح الطیب عن غصن الاندلس الرطیب گفتہ۔ وقال یعنی لسان الدین فی ترجمۃ الفقیہ العالم ابی عمر بن عبد ربہ عالم ساد بالعلم وراس واقتبس بہ من الحظوۃ ایما اقتباس وشہر بالاندلس حتی سار الی المشرق ذکرہ واستطار بشرہ لذکاء فکرہ وکانت لہ عنایۃ بالعلم وثقۃ وروایۃ لہ متسقۃ واما الادب فہو کان حجتہ وبہ غمرت الافہام لجتہ مع صیانۃ وورع ودماء ھا فکرع ولہ التالیف المشہور الذی سماہ بالعقد وحماہ عن عثرات النقد لانہ ابرزہ مثقف القناۃ مرھف الشباۃ تقصر عنہ ثواقب الالباب ویبصر السحر منہ فی کل باب ولہ شعر انتھی منتہاہ وتجاوز سماک الاحسان وسماہ۔ یعنی ابن عبد ربہ کی توثیق میں کل مذکورہ بالا عبارات سے بڑھ کر ابوالعباس احمد بن محمد المقری کی عبارت ہے جو اُس نے نفح الطیب میں لکھا ہے کہ فقیہ عالم ابوعمر ابن عبد ربہ ایسا عالم تھا جس نے بسبب علم کے لوگوں کی سرداری حاصل کر لی تھی اور دولت علم سے بہت بڑے حصہ کا مالک ہو گیا تھا۔ اندلس میں اُس کی اتنی شہرت ہوئی کہ ممالک مشرقیہ تک اُس کا ذکر پہنچا۔ اور اس کی ذکاوت اس حد تک تھی کہ اُس کی قوت فکریہ بے انتہا بلند پروازی کرتی اور اُس کے علم پر لوگوں کو کامل اعتماد تھا۔ اسی طرح اس کی روایات نہایت مستند ہوتی ہیں۔ علم ادب کا وہ بڑا ماہر تھا۔ باوجود اس کے ورع و تقویٰ اور صدق و صفا سے بھی آراستہ رہتا تھا۔ اس کی مشہور کتاب عقد فرید ہر قسم کی لغزش اور غلطی سے محفوظ ہے۔

کیونکہ اسکی تصنیف میں نہایت اہتمام کیا تھا اور اسکو عیب اور نقص سے بری رکھنے کا اہتمام کیا تھا۔" پس جس شخص کے یہ حالات ہوں کہ علم و فضل میں ایسا رفیع درجہ رکھتا ہو اور نصب کی حیثیت سے خاندان بنی امیہ میں داخل ہو اسکا جناب امیر کے فضائل میں کسی واقعہ کا لکھنا کسقدر ان فضائل کے وزن کو بڑھا دیتا ہے۔ بہرحال وہ مناظرہ حسب ذیل ہے:-

احتجاج المامون على الفقهاء في فضل علی

اسحق بن ابراهیم بن اسمٰعیل بن حماد بن زید قال بعث الی یحیی بن اکثم والی عدة من اصحابی وهو یومئذ قاضی القضاة فقال ان امیر المومنین امرنی ان احضر معی غداً مع الفجر اربعین رجلاً کلهم فقیه یفقه ما یقال له و یحسن الجواب فسموا من تظنونه یصلح لما یطلب امیر المومنین فسمینا له عدة و ذکر هو عدة حتی تم العدد الذی اراد و کتب تسمیة القوم و امر بالبکور فی السحر و بعث الی من لم یحضر فامره بذلك فغدونا علیه قبل طلوع الفجر فوجدناه قد لبس ثیابه وهو جالس ینتظرنا فرکب و رکبنا معه حتی صرنا الی الباب فاذا بخادم واقف فلما نظر الینا قال یا ابا محمد امیر المومنین ینتظرك فادخلنا فامرنا بالصلاة فاخذنا فیها فلم نستتمها حتی خرج

فضیلت جناب امیرؑ میں مامون الرشید کا فقہا سے مناظرہ

(عالم جلیل القدر) اسحٰق بن ابراہیم بیان کرتا ہے کہ سلطنت مامون الرشید کے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم نے میرے اور میرے چند دوستوں کے پاس یہ کہلا بھیجا "خلیفہ مامون الرشید نے مجھے حکم دیا ہے کہ کل علی الصباح اپنے ہمراہ ایسے چالیس جلیل القدر اور متبحر علمائے فقہ کو لے کر اُس کے دربار میں حاضر ہوں جو پختہ عقل و فہم کے ہوں اور اُن سے جو سوال کیا جائے اُس کا سمجھ کر معقول جواب دیں۔ پس تم لوگ اُن علماء کے نام پیش کرو جو تمہارے خیال میں خلیفہ مامون الرشید کی خواہش کے مطابق ہوں۔" یحییٰ کے حکم کی تعمیل میں ہم لوگوں نے چند علماء کے نام پیش کئے اور کچھ لوگوں کو خود یحییٰ نے انتخاب کیا جب چالیس کی عدد پوری ہوگئی تو یحییٰ نے اُن علماء کے نام لکھکر حکم دیا کہ کل صبح سویرے آپ حضرات میرے یہاں تشریف لائیں۔ چنانچہ دوسرے روز قبل طلوع صبح ہم لوگ یحییٰ کے یہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ درباری لباس پہنکر ہم لوگوں کا انتظار کر رہا ہے۔ پس ہم لوگ سوار ہو کر قصر مامون الرشید کے دروازہ پر پہنچے جہاں ایک دربان کھڑا تھا جسنے ہم لوگوں کو دیکھکر کہا: "ابو محمد (یحییٰ)! خلیفہ دیر سے آپ کی انتظار میں ہیں۔" بعد ازاں ہم لوگوں کو مکان میں لے گیا۔ اور کہا کہ آپ حضرات نماز سے فراغت کر لیجئے۔ پس ہم لوگ نماز میں مشغول ہوگئے۔ لیکن ابھی تمام نہیں کرنے پائے تھے کہ خلیفہ کا آدمی پہنچا۔ اور کہا کہ کمرہ کے اندر آپ حضرات تشریف

الرسول فقال ادخلوا فدخلنا فاذا
امیرالمومنین جالس علی فراشہ
وعلیہ سواد وطیلسانہ والطویلۃ
وعمامتہ فوقفنا وسلمنا فرد السلام
وامرنا بالجلوس فلما استقر بنا
المجلس تحول عن فراشہ ونزع عمامتہ
وطیلسانہ ووضع قلنسوتہ ثم اقبل
علینا فقال انما فعلت ما رایتم
لتفعلوا مثل ذلک واما الخف فمنع
من خلعہ علۃ من قد عرفہا منکم فقد عرفہا ومن
لم یعرفہا فساعرفہ بہا ومد رجلہ
وقال انزعوا قلانسکم وخفافکم و
طیالستکم قال فامسکنا فقال
لنا یحیی انتھوا الی ما امرکم بہ
امیرالمومنین فتنحینا فنزعنا اخفافنا
وطیالستنا وقلانسنا ورجعنا
فلما استقر بنا المجلس قال انما بعثت
الیکم معشر القوم فی المناظرۃ فمن
کان بہ شئی من الاخبثین لم ینتفع
بنفسہ ولم یفقہ ما یقول فمن اراد
منکم الخلاء فھناک واشار بیدہ
فدعونا لہ ثم القی بمسئلۃ من الفقہ
فقال یا ابا محمد قل ولیقل القوم

لیچلیں جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ خلیفہ مامون الرشید شاہی
لباس پہنے، دوشالہ اوڑھے، پٹکہ اور عمامہ باندھے ہوئے اپنی مسند
پر جلوہ افروز ہے۔ ہم لوگوں نے وہاں پہنچنے پر کھڑے ہو کر سلام
کیا جس کا جواب دے کر اس نے بیٹھنے کو کہا اور جب ہم
سب مطمئن ہو کر بیٹھ چکے تو اپنی مسند سے اترا اور اپنے
عمامہ و دوشالہ کو اتار کر معمولی ٹوپی پہن لی پھر ہم سب کی طرف
متوجہ ہو کر کہنے لگا "میں نے ان چیزوں کو اسلئے اتارا ہے کہ آپ
حضرات بھی اپنے بدن سے ان پُر تکلف کپڑوں کو اتار دیں
ہاں میں نے موزہ نہیں اتارا کیونکہ اسکی وجہ کو آپ حضرات جانتے
ہیں اور جسکو نہ معلوم ہو اُسے میں ابھی بتا دوں" بعد ازاں مامون
نے اپنے پیروں کو پھیلا دیا (یعنی بے تکلف ہو بیٹھا) اور کہا "آپ
حضرات بھی اپنی ٹوپی، موزے اور دوشالے اتار کر رکھ دیں اور
بے تکلف ہو بیٹھیں" لیکن اس میں ہم لوگوں نے تامل کیا تو یحییٰ
بن اکثم نے کہا "آپ حضرات کو سرکار جو حکم دیتے ہیں اس کے
بجا لانے میں آپ لوگ کچھ بھی پس و پیش نہ کریں" تب ہم سب نے
کنارہ جا کر اپنے موزے، ٹوپیاں اور دوشالے اتار لئے اور
مامون کی خدمت میں پھر آ کر بیٹھ رہے۔ جب ہم سب مطمئن ہو گئے
تو مامون نے کہا "حضرات علماء! میں نے آپ حضرات کو ایک مناظرہ
کے لئے زحمت دی ہے لیکن جن حضرات کو رفع حاجت کرنے کی
ضرورت ہوگی نہ تو اس مناظرہ میں ان کا دل لگیگا نہ خود کوئی
نفع اٹھائینگے اور نہ سمجھ بوجھ کر وہ کوئی بات کہینگے پس جن حضرات
کو بیت الخلاء جانیکی ضرورت ہو وہ فلاں جگہ جا کر فراغت کر لیں" جب ہم
لوگ اس فرمائش کی بھی تعمیل کر چکے تو فقہ کا ایک مسئلہ پیش کر کے کہا "ابو محمد

من بعدك فاجابه يحيي ثم الذى
يلى يحيي ثم الذى يليه حتى اجاب
اخرنا فى العلة وعلة العلة وهو مطرق
لا يتكلم حتى اذا انقطع الكلام
التفت الى يحيي فقال يا ابا محمد
اصبت الجواب و تركت الصواب
فى العلة ثم لم يزل يرد على كل واحد
منا مقالته ويخطئ بعضنا ويصوب
بعضنا حتى اتى على اخرنا ثم قال انى
لم ابعث فيكم لهذا ولكنى احببت
ان ابسطكم ان امير المومنين اراد
مناظرتكم فى مذهبه الذى هو عليه
والذى يدين الله به قلنا فليفعل
امير المومنين وفقه الله فقال ان
امير المومنين يدين الله على ان
على بن ابى طالب خير خلفاء الله
بعد رسول صلى الله عليه وسلم
واولى الناس بالخلافة له قال
اسحق قلت يا امير المومنين ان
فينا من لا يعرف ما ذكر امير المومنين
فى على وقد دعانا امير المومنين
للمناظرة فقال يا اسحق اختران شئت
سألتك اسالك وان شئت ان

(یحیٰی بن اکثم)! آپ اس مسئلہ کا جواب دیں اور پھر تمہارے وہ علماء جو آپکے بعد ہیں۔ پس یحیٰی نے اس مسئلہ کا جواب دیا پھر اس عالم نے جو اُسکے بغل میں تھا پھر اُسنے جو اُسکے بعد تھا یہانتک کہ ہر عالم نے اس مسئلہ کی دلیل اور اس دلیل کی دلیل کے متعلق تقریر کی۔ اس اثنا میں مامون ہر شخص کی گفتگو سر جھکائے سُنتا رہا اور کچھ بھی نہ بولا جب ہم سب فارغ ہو چکے تو مامون نے یحیٰی سے کہا: ابو محمد آپنے جواب تو مسئلہ کا درست دیا لیکن اُسکی دلیل صحیح نہیں بیان کی۔ اسی طرح ہم سب کی باتوں کو رد کرنے اور کسی کے جواب کو درست اور کسی کو غلط بتانے لگا۔ جب ان کل امور سے فارغ ہوگیا تو یوں تقریر کی: "حضرات! میں آپ لوگوں کو حقیقۃً اس مسئلہ کیلئے زحمت نہیں دی ہے بلکہ چاہتا ہوں کہ آپ حضرات سے اس مذہب کے متعلق مناظرہ کروں جس پر میں ہوں اور جسکے مطابق خدا کی عبادت بجالاتا ہوں۔" ہم لوگوں نے یہ سن کر متفق اللفظ کہا: "بہتر ہے حضور مناظرہ کریں خدا حضور کو توفیق نیک عطا فرمائیے۔" بعد ازاں اس طرح مناظرہ شروع ہوا۔

مامون ۔ میرا مذہب تو یہ ہے کہ رسولخدا کے بعد علی ابن ابی طالبؑ سارے خلفاء سے افضل اور کل آدمیوں میں خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔

اسحق ۔ حضور! آپنے حضرت علیؑ کے بارے میں جو کچھ فرمایا اسکی وجہ ہم لوگوں کو تو حضرت علیؑ کی ذات میں کچھ نہیں معلوم ہوتی اور جب مناظرہ کے لئے بُلایا ہے تو اس دعوٰی کی دلیل بھی مرحمت ہو۔

مامون ۔ اسحٰق! اچھا خواہ میں تم سے سوال کروں خواہ تم مجھ سے سوال کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ میں نے اسی کو غنیمت سمجھا کہ خود ہی خلیفہ سے سوال کروں)

فسأل فقل قال اسحق فاغتنمتها
منه فقلت بل اسألك يا امير المومنين
قال سل قلت من اين قال امير
المومنين ان علی بن ابی طالب افضل
الناس بعد رسول الله واحقهم
بالخلافة بعده فقال يا اسحق اخبرنی
عن الناس بم يتفاضلون حتی
يقال فلان افضل من فلان قلت
بالاعمال الصالحة قال صدقت قال
فاخبرنی عمن فضل صاحبه علی عهد
رسول الله صلی الله عليه وسلم
ثم ان المفضول عمل بعد وفاة رسول
الله بافضل من عمل الفاضل
علی عهد رسول الله ايلحق به قال
فاطرقت فقال لی يا ابا اسحق لا تقل
نعم فانك ان قلت نعم اوجدتك
فی دهرنا هذا من هو اكثر منه
جهادا وحجا وصياما وصلاة وصدقة
فقلت اجل يا امير المومنين لا يلحق
المفضول علی عهد رسول الله صلی
الله عليه وسلم الفاضل ابدا قال
يا اسحق فانظر ما رواه لك اصحابك
ومن اخذت عنهم دينك وجعلتهم

اسحق۔ نہیں میں ہی حضور سے سوال کرتا ہوں۔
مامون۔ اچھا پوچھو۔
اسحق۔ حضور نے یہ کس دلیل سے فرمایا کہ حضرت علی بعد رسول خدا صلعم کے افضل ناس اور ان سب سے زیادہ مستحقِ خلافت تھے؟
مامون۔ اسحق! پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ لوگ کس سبب سے ایک دوسرے سے فضل میں بڑھ جاتے ہیں اور افضل کہے جاتے ہیں۔
اسحق۔ اعمال صالحہ کے سبب سے۔
مامون۔ ہاں سچ ہے۔
اچھا یہ بتاؤ کہ ایک شخص عہد رسولؐ میں سب سے افضل رہا ہو لیکن بعد رسولِ خدا صلعم کے دوسرے لوگ اس سے زیادہ افضل اعمال بجالائیں تو کیا شرف و فضل میں یہ لوگ اس سے بڑھ جائینگے؟
(اسحق کہتا ہے کہ اس سوال کے جواب سے پریشان ہو کر میں سوچنے لگا تو مامون نے مجھ سے پھر کہا)
مامون۔ اسحق! تم جواب میں ہاں تو کہہ ہی نہیں سکتے کیونکہ پھر میں اس زمانہ میں بھی ایسے لوگوں کو بتاؤنگا جنکو ان سے زیادہ جہاد۔ حج۔ صوم صلوٰۃ۔ صدقہ وغیرہ اعمال صالحہ بجالانیکا موقع ملتا ہے۔ تو چاہئے کہ یہ سب لوگ بھی ان سے افضل ہو جائیں۔
اسحق۔ حضور! بیشک زمانۂ رسولِ خدا میں جو شخص افضل تھا اسکے برابر پھر کوئی شخص کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔
مامون۔ اسحق! اچھا اب دیکھو کہ تمہارے صحابہ کرام۔ تابعین محدثین اور وہ علماء جنکو تم لوگ اپنے مذہب کا پیشوا اور ہادی سمجھتے ہو حضرت علی بن ابیطالب کے فضائل میں کیسی اور کیسی کیسی حدیثیں روایت کرتے

قد رویناك من فضائل علی بن ابی
طالب فقس علیہا ما اتوك بہ
من فضائل ابی بکر فان رأیت فضائل
ابی بکر تشاکل فضائل علی فقل
انہ افضل منہ لا واللہ ولکن فقس
الی فضائلہ ما روی لك من فضائل
ابی بکر و عمر فان وجدت لھما
من الفضائل ما لعلی وحدہ فقل
انھما افضل منہ لا واللہ ولکن قس
الی فضائلہ فضائل ابی بکر و عمر
وعثمان فان وجدتھا مثل فضائل علی
فقل انھم افضل منہ لا واللہ ولکن قس فضائل
العشرة الذین شھد لھم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ فان وجدتھا
تشاکل فضائلہ فقل انھم افضل منہ
قال یا اسحٰق ای الاعمال کانت افضل
یوم بعث اللہ رسولہ قلت الاخلاص
بالشھادة قال الیس السبق الی الاسلام
قلت نعم قال اقرء ذلك فی کتاب اللہ
تعالی یقول والسابقون السابقون
اولئك المقربون انما عنی من سبق
الی الاسلام فھل علمت احدا سبق
علیا الی الاسلام قلت یا امیر المؤمنین

ہیں پھر ان احادیث سے مقابلہ کرو ان احادیث کا جو فضائل ابوبکر میں محدثین سے تمکو ملی ہیں۔ اگر وہ فضائل علیؑ کے برابر ہی ہوں تو بیشک تم یہ دعویٰ کرو کہ ابوبکر افضل تھے علیؑ سے! نہیں خدا کی قسم! بلکہ فضائل ابوبکر و عمر دونوں کو جمع کرو اور پھر اس مجموعہ کا مقابلہ کرو فضائل علیؑ سے اب بھی اگر ابوبکر اور عمر کے فضائل زیادہ نہیں بلکہ صرف برابر ہی نکلیں فضائل علیؑ کے جب بھی تم کو حق ہوگا ابوبکر اور عمر کو علیؑ سے افضل سمجھنے کا نہیں خدا کی قسم!! بلکہ فضائل ابوبکر و فضائل عمر و فضائل عثمان کو جمع کرو اور اگر ان سب کے فضائل کو تنہا علیؑ کے فضائل کے برابر بھی پاؤ تو بے شک کہو کہ یہ سب افضل تھے علیؑ سے!

نہیں خدا کی قسم!!! بلکہ کل عشرہ مبشرہ کے فضائل کو (جن کے جنتی ہونیکی گواہی رسولخدا صلعم نے دی ہے) جمع کرو اور اگر ان سب کے فضائل ملکر بھی تنہا ذات علی بن ابیطالبؑ کے فضائل سے زیادہ کجا اُن کے برابر بھی ہوجائیں اور اب علیؑ کے فضائل کا پلہ ترازو نہ جھکے تو بیشک تمہارا اعتقاد صحیح ہے کہ یہ سب افضل تھے امیر المومنین علیؑ سے (ورنہ اس خیال باطل سے باز آؤ)! اسحٰق اچھا ان سب کو جانے دو یہ بتاؤ کہ جس وقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے تھے اُس وقت سب سے افضل عمل کیا تھا؟

اسحٰق۔ خلوص دل سے کلمہ شہادتین پڑھنا۔

مامون۔ کیا اسلام قبول کرنے میں سبقت کرنا افضل عمل نہیں تھا؟

اسحٰق۔ بیشک تھا۔

مامون۔ کلام مجید کے اس آیہ اَلسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ اُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُونَ

ان علیا اسلم وھو حدیث السن لا یجوز علیہ الحکم وابوبکر اسلم وھو مستکمل یجوز علیہ الحکم قال خبرنی ایھما اسلم قبل ثم اناظرک من بعدہ فی الحداثۃ والکمال قلت علی اسلم قبل ابی بکر علی ھذہ الشریطۃ فقال نعم فاخبرنی من اسلام حین اسلم لا یخلو من ان یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاہ الی الاسلام او یکون الھاما من اللہ قال فاطرقت فقال لی یا اسحق لا تقل الھاما فتقدمہ علی رسول اللہ لان رسول اللہ لم یعرف الاسلام حتی اتاہ جبرئیل عن اللہ تعالیٰ قلت اجل بل دعاہ رسول اللہ الی الاسلام قال یا اسحق فھل یخلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین دعاہ الی الاسلام من ان یکون دعاہ بامر اللہ او تکلف ذلک من نفسہ قال فاطرقت فقال یا اسحق لا تنسب رسول اللہ الی التکلف فان اللہ یقول وما انا من المتکلفین قلت اجل یا امیر المومنین بل دعاہ بامر اللہ قال فھل من صفۃ الجبار جل

کو پڑھو انہیں سابقوں سے مراد وہی لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی تو کیا تمہارے علم میں علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا؟

اسحٰق حضور! علیؑ تو کمسنی میں مسلمان ہوئے تھے جبکہ آنحضرت انکو کسی امر کی تکلیف دے ہی نہیں سکتے تھے اور ابوبکر سن کمال پر پہنچکر مسلمان ہوئے جب اُن سے تکلیف متعلق ہو چکی تھی۔

مامون۔ اوّل مجھے یہ بتاؤ۔ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر میں تم سے کمسنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرونگا۔

اسحٰق بیشک ابوبکر سے پہلے علیؑ نے اسلام قبول کیا لیکن یہی شرط کیا تھا (کہ وہ کمسن تھے)

مامون۔ ہاں ٹھیک ہے، (کہ علی کمسنی میں مسلمان ہوئے) اب مجھے یہ بتاؤ کہ علی آنحضرت کے دعوت کرنیسے مسلمان ہوئے یا انکو الہام خدا ہوا تھا (اسحٰق کہتا ہے کہ مامون کے اس سوال سے پریشان ہو کر میں سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا) تم یہ تو کہہ ہی نہیں سکتے کہ علیؑ کو الہام ہوا کیونکہ اس صورت میں علیؑ کو آنحضرتؐ سے بھی بڑھا دوگے اسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرتؐ کو بھی الہام نہیں ہوا تھا بلکہ جبرئیلؑ کے آنیسے حضرت نے اسلام کو جانا۔

اسحٰق۔ بیشک علیؑ کو الہام نہیں ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اسلام کی طرف آپ کو دعوت دی۔

مامون۔ تو اب دو حال سے خالی نہیں یا تو آنحضرتؐ نے خدا کے حکم سے علیؑ کو اسلام کی دعوت دی ہوگی یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہوگی (کہ علیؑ تم مسلمان ہو جاؤ) (اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے بھی پریشان ہو کر میں سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا) اسحٰق! رسولِ خدا پر تو اپنی خواہش نفس سے کام کرنیکا الزام تم قائم ہی نہیں کر سکتے کیونکہ خدا حضرتؐ کے بارے میں فرماتا ہے وما انا من المتکلفین (کہدو اے رسولؐ کہ میں اپنے دل سے بات بنانیوالا نہیں ہوں)

اسحٰق بیشک ایسا نہیں ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرتؐ نے علیؑ کو دعوت دی تھی

ذكره ان يكلف رسله دعاء من لا
يجوز عليه حكم قلت اعوذ بالله فقال
افتراه فی قياس قولك يا اسحق ان
عليا اسلم صبيا لا يجوز عليه الحكم
قد كلف رسول الله من دعاء الصبيان
ما لا يطيقون فهل يدعوهم الساعة
ويرتدون بعد ساعة فلا يجب عليهم
فی ارتدادهم شئ ولا يجوز عليهم
حكم الرسول عليه السلام اترى هذا
جائزا عندك ان تنسبه الى رسول
اللهؐ قلت اعوذ بالله قال يا اسحق
فاراك انما قصدت لفضيلة فضل بها
رسول اللهؐ علياؑ علی هذا الخلق
ابانه بها منهم ليعرفوا فضله ولو كان
الله امره بدعاء الصبيان لدعاهم
كما دعا علياؑ قلت بلی قال فهل بلغك ان الرسولؐ
دعا احدا من الصبيان من اهله وقرابته لئلا
تقول ان عليا ابن عمه قلت لا اعلم ولا ادری
فعل او لم يفعل قال يا اسحق ارايت ما لم
تدره ولم تعلمه هل تسال عنه قلت
لا قال فدع ما قد وضعه الله عنا و
منك قال ثم ای الاعمال كانت افضل
بعد السبق الى الاسلام قلت الجهاد

مامون۔ تو کیا خدائے جبار کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنے رسولوں کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے جس پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہ ہو؟

اسحٰق۔ معاذ اللہ! ہرگز نہیں۔

مامون۔ اسحٰق! تم نے جو کہا کہ علیؑ کمسنی میں اسلام لائے جب ان پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہیں تھی تو کیا اس سے تمہارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچوں کو اسلام کی دعوت دیکر ایسے امر کی تکلیف دی جو انکی طاقت سے باہر تھا پھر آنحضرتؐ کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہو چکنے کے بعد اگر وہ بچے مرتد ہو جاتے تو کیا ان کے مرتد ہو جانے کی کوئی سزا نہیں ہوتی؟ اور کیا آنحضرتؐ کا ان کو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہیں ہوتا؟ کیا تم اس امر کو آنحضرتؐ کے بارے میں کہہ سکتے ہو؟

اسحٰق۔ معاذ اللہ! ہرگز نہیں۔

مامون۔ تو ثابت ہوا کہ تم اس امر کے قائل ہو کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کو اسلام کی دعوت دیکر تمام مخلوقات پر ان کو فضیلت دی اور بسبب اس فضیلت کے علیؑ کو ان سب سے ممتاز کر دیا تاکہ لوگ آپ کے فضائل کو سمجھیں ورنہ اگر خدا نے آنحضرتؐ کو مطلقاً بچوں کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علیؑ کے دوسرے بچوں کو بھی آنحضرتؐ نے دعوت دی ہوتی۔

اسحٰق۔ بیشک۔

مامون۔ تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسولخداؐ نے اپنے اہل و عیال، اعزہ و اقربا سے کسی اور بچے کو بھی اسلام کی دعوت دی تھی یہ سوال اسلئے کرتا ہوں کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ علیؑ چونکہ چچا زاد بھائی تھے اس سبب سے آنحضرتؐ نے انسے بھی مسلمان ہونے کو کہدیا۔ علیؑ کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی۔

اسحٰق۔ مجھکو معلوم نہیں لہذا میں نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرتؐ نے اور کسی بچے کو دعوت دی یا نہیں۔

مامون۔ اسحٰق! کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم نہ جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اس کے بارے میں قیامت میں تم سے سوال کیا جائیگا؟

اسحٰق۔ نہیں۔

مامون۔ تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہمسے اور تمسے ساقط کر دی ہے اس کا ذکر کیوں کرتے ہو (یعنی جب تمکو معلوم نہیں کہ آنحضرتؐ نے اپنے اہل عیال سے اور بھی کسی بچہ کو اسلام کی دعوت دی تو تم ایسا کیوں کہو سمجھ لو کہ حضرتؐ نے کسی بچہ کو دعوت نہیں دی یہ فضیلت مخصوص تھی علیؑ سے) اچھا یہ بتاؤ کہ سبقت الی الاسلام کے بعد سب سے افضل عمل کیا تھا؟

اسحٰق۔ خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔

فی سبیل اللہ قال صدقت فهل تجد لاحد من اصحاب رسول اللہ ما تجد لعلی فی الجهاد قلت فی ای وقت قال فی ای الاوقات شئت قلت بدر قال لا ارید غیرها فهل تجد لاحد الا دون ما تجد لعلی یوم بدر اخبرنی کم قتلی بدر قلت نیف وستون رجلاً من المشرکین قال فکم قتل علی وحده قلت لا ادری قال ثلاثة وعشرین او اثنین وعشرین والاربعون لسائر الناس قلت یا امیر المومنین کان ابوبکر مع رسول اللہ فی عریشه قال یصنع ماذا قلت یدبر قال ویحك یدبر دون رسول اللہ او معه شریکا ام افتقارا من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الی رایه ای الثلاث احب الیك قلت اعوذ باللہ ان یدبر ابوبکر دون رسول اللہ او یکون معه شریکا او ان یکون برسول اللہ افتقار الی رایه قال فما الفضیلة بالعریش اذا کان الامر کذلك الیس من ضرب بسیفه بین یدی رسول اللہ افضل

مامون۔ ہاں سچ ہے تو جہاد میں جو خدمات علیؑ کی ہیں کیا تم ان کو اصحاب رسولؐ سے کسی اور میں بھی پاتے ہو؟

اسحٰق۔ کس جنگ میں؟

مامون۔ کسی جنگ میں!

اسحٰق۔ اچھا جنگ بدر کو لیجئے۔

مامون۔ خیر یہی سہی کیا اس جنگ میں بھی علیؑ کی خدمات کے مقابلہ میں دوسروں کی خدمات کو بہت کم اور ہیچ نہیں پاتے؟ بتاؤ تو انہیں کتنے آدمی قتل ہوئے تھے؟

اسحٰق۔ کچھ اوپر ساٹھ مشرک۔

مامون۔ اور ان میں تنہا حضرت علیؑ کے مقتولین کس قدر تھے؟

اسحٰق۔ یہ تو میں نہیں جانتا۔

مامون مجھ سے سنو ۲۳ یا کم از کم ۲۲۔ اور چالیس باقی کل لشکر اسلام کے

اسحٰق حضور یہ بھی تو دیکھیں کہ ابوبکرؓ آنحضرتؐ کے ہمراہ عریشہ میں تھے۔

مامون۔ ہاں لیکن وہاں بناتے کیا تھے؟

اسحٰق۔ تدبیر سوچ رہے تھے۔

مامون وائے ہو تم پر آنحضرتؐ سے علیحدہ تدبیر سوچتے تھے یا حضرتؐ کے ساتھ اگر ساتھ تھے تو آیا حضرتؐ نے انکو اپنا شریک کر لیا تھا یا انکی رائے کے محتاج تھے۔ ان تین صورتوں سے تم کس کو تجویز کرتے ہو۔

اسحٰق۔ معاذ اللہ نہ حضرتؐ سے علیحدہ سوچتے تھے نہ حضرتؐ کے شریک ہو کر اور نہ آنحضرتؐ ان کی رائے کے محتاج تھے۔

مامون۔ بھائی! تو آخر عریشہ میں بیٹھنے کی فضیلت کیا ہوئی؟ پھر جو شخص آنحضرتؐ کی حفاظت میں تلوار سے لڑ رہا ہو کیا وہ اس آرام کے ساتھ بیٹھنے والے سے بھی افضل نہ ہوگا؟

اسحٰق۔ حضور! جہاد تو سارا ہی لشکر کر رہا تھا (علیؑ) کی خصوصیت

ممن هو جالس قلت یا امیر المومنین
کل الجیش کان مجاهدا قال صدقت
کل مجاهد ولکن الضارب بالسیف
الحامی عن رسول اللّٰہؐ وعن الجالس
افضل من الجالس اما قرات کتاب
اللّٰہ لا یستوی القاعدون من
المومنین غیر اولی الضرر والمجاهدون
فی سبیل اللّٰہ باموالهم وانفسهم
فضل اللّٰہ المجاهدین باموالهم
وانفسهم علی القاعدین درجة
وکلا وعد اللّٰہ الحسنی وفضل اللّٰہ
المجاهدین علی القاعدین اجراً
عظیما قلت وکان ابوبکر وعمر مجاهدین
قال فهل کان لابی بکر وعمر فضل
علی من لم یشهد ذلک المشهد
قلت نعم قال فکذلک سبق الباذل
نفسه فضل ابی بکر وعمر قلت اجل
قال یا اسحٰق هل تقرأ القرآن قلت
نعم قال اقرأ علی هل اتی علی الانسان
حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا
فقرأت منها حتی بلغت یشربون
من کاس مزاجها کافورا الی
قوله ویطعمون الطعام علی حبه

کیا تھی ؟)

مامون۔ ہاں یہ سچ ہے کہ سب جہاد کرتے تھے لیکن جو شخص تلوار سے لڑتا ہوا آنحضرتؐ اور آپکے ساتھ چین سے بیٹھنے والوں کی حفاظت کرتا ہو وہ بیٹھنے والے سے تو ضرور ہی افضل ہے کیا تم نے کلام مجید میں نہیں پڑھا ہے لا یستوی القاعدون من المومنین الخ یعنے معذور لوگوں کے سوا گھر میں بیٹھ رہنے والے اور جان ومال سے خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے (بلکہ) جان ومال سے جہاد کرنے والوں کو گھر میں بیٹھے رہنے والوں پر درجہ میں خدا نے فضیلت دی ہے اور (اگرچہ) خدا نے سب ایمانداروں سے احسان کرنیکا وعدہ کیا ہے مگر جہاد کرنیوالوں کو خانہ نشینوں پر ثواب عظیم کے اعتبار سے خدا نے بڑی فضیلت دی ہے (سورۂ نساء آیۃ ۹۵)

اسحٰق لیکن ابوبکر اور عمر بھی تو مجاہد تھے (کیونکہ اسی ارادہ سے جنگ میں آگئے تھے)

مامون۔ تو جو لوگ اس جنگ میں آئے ہی نہیں اُن پر ابوبکر اور عمر کو فضیلت تھی یا نہیں؟

اسحٰق۔ ضرور تھی۔

مامون۔ اسی طرح سے جسنے اپنی جان معرض ہلاکت میں ڈالکر قتال کیا وہ بھی افضل ٹھہرا ابوبکر وعمر سے (جو ہاتھ پر ہاتھ دیئے بیٹھے رہے)

اسحٰق۔ ہاں یہ بھی درست ہے۔

مامون۔ اسحٰق! اچھا تم قرآن تو پڑھتے ہوگے ؟

اسحٰق۔ جی ہاں!

مامون۔ ذرا سورہ ہل اتیٰ تو مجھے سناؤ۔

اسحٰق کہتا ہے کہ میں نے اس سورہ کی تلاوت کی اور جب ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً تک پہنچا تو مامون نے کہا۔

مامون۔ ذرا ٹھہر ٹھہر کر۔ ہاں یہ آیات کسکی شان میں نازل ہوئی ہیں؟

مسکینا ویتیما واسیرا قال علو سلالله
فیمن انزلت ھذہ الایات قلت فی
علی قال فھل بلغک ان علیا حین
اطعم المسکین والیتیم والاسیر
قال انما نطعمکم لوجہ اللہ وھل
سمعت اللہ وصف فی کتابہ احدا
بمثل ما وصف بہ علیاً قلت لا قال
صدقت لان اللہ جل ثناؤہ عرف
سیرتہ یا اسحق الست تشھد ان
العشرۃ فی الجنۃ قلت بلی یا امیر المؤمنین
قال ارایت لو ان رجلا قال واللہ
ما ادری ھذا الحدیث صحیح ام لا
ولا ادری ان کان رسول اللہ قالہ
ام لم یقلہ اکان عندک کافرا قلت
اعوذ باللہ قال ارایت لو انہ قال
ما ادری ھذہ السورۃ من کتاب
اللہ ام لا کان کافرا قلت نعم قال
یا اسحق اری بینھما فرقاً یا اسحق
اتروی الحدیث قلت نعم قال فھل
تعرف حدیث الطیر قلت نعم قال
فحدثنی بہ قال فحدثتہ الحدیث

اسحٰق۔ علی بن ابی طالبؑ کی شان میں۔

مامون۔ کیا تمکو اس امر کا علم ہے کہ علیؑ نے جب مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلایا تھا تو کہا تھا انما نطعمکم لوجہ اللہ اور کیا تم نے سنا ہے کہ جیسی خدا نے علیؑ کی مدح کی ہے ویسی اور بھی کسی کی مدح کی؟

اسحٰق۔ نہ علیؑ نے، نما نطعمکم لوجہ اللہ کہا تھا اور نہ کسی اور کی ایسی مدح قرآن میں نازل ہوئی۔

مامون۔ ہاں سچ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا خود حضرت علیؑ کی سیرت سے واقف تھا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم اس امر کی گواہی دیتے ہو یا نہیں کہ عشرہ مبشرہ[ع] جنتی ہیں

اسحٰق۔ ہاں گواہی دیتا ہوں۔

مامون۔ اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہیں حدیث صحیح ہے یا نہیں یا آنحضرتؐ نے اسکو فرمایا یا نہیں۔ تو کیا اس کہنے سے وہ کافر ہو جائیگا؟

اسحٰق۔ معاذ اللہ! ہرگز نہیں۔

مامون۔ اچھا اب اگر وہی شخص کہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ سورہ ھل اتیٰ خدا کا کلام ہے یا نہیں تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا یا نہیں؟

اسحٰق۔ ہاں ضرور ہو جائیگا۔

مامون۔ تو دونوں قولوں میں فرق کی وجہ بتاؤ۔ اچھا اسحٰق تم حدیث بھی روایت کرتے ہو؟

اسحٰق۔ جی ہاں۔

مامون۔ تمہیں حدیث طیر کا بھی پتہ ہے۔

اسحٰق۔ جی ہاں ہے۔

مامون۔ بیان تو کرو۔

ع بقول حضرات اہلسنت آنحضرت صلعم نے دس صحابیوں کے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ جو یہ ہیں:۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعید بن زید اور ابو عبیدہ بن الجراح ۱۲ مؤلف الکلام

فقال يا اسحٰق انی کنت اکلمك
وانا اظنك غير معاند للحق فاما
الآن فقد بان لی عنادك انك توقن
ان هذا الحديث صحيح قلت نعم
رواه من لا يمکننی رده قال افرايت
ان من ايقن ان هذا الحديث صحيح
ثم زعم ان احدا افضل من علی لا يخلو
من احدی ثلاثة من ان يكون دعوة
رسول اللهؐ عنده مردودة عليه
او ان يقول عرف الفاضل من خلقه
وكان المفضول احب اليه او ان يقول
ان الله عزوجل لم يعرف الفاضل
من المفضول فای الثلاث احب
اليك ان تقول فاطرقت ثم قال
يا اسحٰق لا تقل منها شيئًا فانك ان
قلت منها شيئًا استتبتك وان
كان للحديث عندك تاويل غير هذه الا
الثلاثة الاوجه فقله قلت لا اعلم
وان لابی بكر فضلا قال اجل لولا ان
له فضلا لما قيل ان عليًّا افضل منه
فما فضله الذی تصدقت له الساعة

اسحٰق کہتا ہے کہ میں نے حدیث طیرعہ کو بیان کیا تو مامون نے کہا۔
مامون۔ اسحٰق ابھی تک میں تم سے یہ سمجھ کر بحث کرتا تھا کہ تم حق کے دشمن نہیں ہو
لیکن اب حق کی تمہاری دشمنی واضح ہوگئی ہمکو یقین ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے؟
اسحٰق۔ ہاں یقین ہے کیونکہ اس کی روایت اُن محدثین نے کی
ہے کہ جن کی حدیثیں رد نہیں ہو سکتیں۔
مامون۔ تو تمہاری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ جس شخص کو یقین ہو کہ یہ حدیث صحیح
ہے پھر بھی وہ خیال کرے کہ امت رسول میں علیؑ سے بھی افضل کوئی شخص تھا اسکو تین
امر سے ایک کا ضرور قائل ہونا پڑیگا یا یہ کہ آنحضرتؐ کی دعا خدا نے قبول نہیں کی
(یعنی خدا نے اس شخص کو نہیں بھیجا جسکو وہ سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا) یا یہ
افضل خلق کے ہوتے ہوئے خدا مفضول کو سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا (کیونکہ
آپ نے علیؑ کو بھیجا اگر اُن سے افضل کوئی تھا تو اسکو بھیجنا چاہئے تھا تاکہ معلوم ہوتا
خدا اسکو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے) یا یہ کہ خدا کو افضل و مفضول میں
تمیز نہیں تھی کیونکہ آپ نے علیؑ کو ہی بھیجا پس تم ان تین باتوں سے کسکے
قائل ہوتے ہو (اسحٰق کہتا ہے کہ یہ سنکر میں پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ پھر مامون
نے کہا) اسحٰق ان تین باتوں سے تو کسی کے تم قائل نہیں ہو سکتے ورنہ میں
تمسے توبہ کراؤنگا ہاں کوئی چوتھی صورت اسکی تاویل میں ہو تو بیان کرو۔
اسحٰق۔ اسکے جواب سے میں عاجز ہوں لیکن ابوبکر کی بھی تو کوئی فضیلت ہے؟
مامون۔ بیشک کیونکہ اگر اُن میں کوئی بھی فضل نہ ہو تو یہ کہنا ہی لغو ہو جائے
کہ ابوبکر سے علیؑ افضل ہیں اسلئے کہ افضل تو وہ ہوتا ہے جسمیں دوسرے سے زیادہ
فضل ہو یعنی مفضول میں کم اور افضل میں زیادہ فضل ہوتا ہے لیکن اس
وقت تم کو اُن کی کون سی فضیلت سوجھی؟

عہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ بھنے ہوئے چڑیے کا گوشت کھانے بیٹھے تو دعا کی خداوندا جس شخص کو تو تمام آدمیوں سے زیادہ دوست رکھتا ہے اُسے بھیج تاکہ یہ گوشت میرے ساتھ کھائے پس خدا نے حضرت علیؑ کو بھیجا اور آپ نے ساتھ کھایا ۱۲ مؤلف

قلت قول الله عزوجل ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان الله معناه فنسبہ الی صحبتہ قال یا اسحق اما انی لا احملک علی الوعر من طریقک انی وجدت الله تعالی نسب الی صحبۃ من رضیہ ورضی عنہ کافرا وھو قولہ فقال لہ صاحبہ وھو یحاورہ اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا لکنا ھو الله ربی ولا اشرک بربی احدا قلت ان ذلک صاحبا کان کافرا وابوبکر مومن قال فاذا جاز ان ینسب الی صحبۃ من رضیہ کافرا جاز ان ینسب الی صحبۃ نبیہ مومنا ولیس بافضل المومنین ولا الثانی ولا الثالث قلت یا امیرالمومنین ان قدر الآیۃ عظیم ان الله یقول ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان الله معنا قال یا اسحق تابی الآن الا ان اخرجک الی الاستقصاء علیک اخبرنی عن حزن ابی بکر اکان رضا ام سخطا قلت ان ابا بکر انما حزن من اجل رسول اللهؐ خوفاً علیہ وغماً ان یصل الی رسول الله شئی من المکروہ قال لیس ھذا جوابی انما کان جوابی ان

اسحٰق۔ آیہ غار جس میں ارشاد ہے ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان الله معناہ۔ اس میں خدا نے ابوبکر کو آنحضرتؐ کا ساتھی کہا۔

مامون۔ اسحٰق! میں تمہیں کسی مشکل راہ کی طرف نہیں لیجاؤنگا بیشک خدا نے ابوبکر کو آنحضرتؐ کا ساتھی کہا لیکن خدا نے ایک کافر کو بھی ایسے شخص کا ساتھی کہا ہے جس سے خدا خوش اور جو خدا سے خوش تھا وہ خدا کا قول یہ ہے فقال لہ صاحبہ وھو یحاورہ الآیۃ یعنی اسکا ساتھی جو اس سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا کہ کیا تو اس پروردگار کا منکر ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے درست آدمی کر دیا۔
(سورۂ کہف آیہ ۳۷ جزو ۱۵)

اسحٰق۔ لیکن یہ ساتھی تو کافر تھا اور ابوبکر مومن تھے۔

مامون۔ یہی تو مطلب کہ جب خدا نے ایک کافر کو ایسے شخص کا ساتھی قرار دیا جس سے خدا خوش تھا تو یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے نبی کا ساتھی کسی مومن کو قرار دے لیکن اس سے وہ شخص افضل المومنین نہیں ہو سکتا اور نہ حضرت ثانی نہ حضرت ثالث (افضل المومنین ہو سکتے ہیں)

اسحٰق۔ حضور! ابوبکر کی شان کا آیہ غار نہایت جلیل القدر ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے دو میں کے دوسرے (پیغمبرؐ) اس وقت جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔ اور پیغمبر اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ حزن و اندوہ نہ کرو بیشک الله ہمارے ساتھ ہے۔

مامون۔ اسحٰق! جب تک میں تمہاری پوری خبر نہ لونگا تم مانوگے نہیں اچھا بتاؤ! ابوبکر کا حزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب۔

اسحٰق۔ یہ حزن آنحضرتؐ کے سبب سے تھا حضرت ہی کے بارے میں ابوبکر کو خوف و غم تھا کہ کوئی مصیبت نہ واقع ہو۔

تقول رضی ام سخط قلت بل کان
رضا للہ قال فکان اللہ جل ذکرہ
بعث الینا رسولا ینھی عن رضا اللہ
عزوجل وعن طاعتہ قلت اعوذ
باللہ قال اولیس تزعمت ان
حزن ابی بکر رضا للہ قلت بلی قال اولم
تجد ان القرآن یشھد ان رسول اللہؐ
قال لاتحزن نھیا لہ عن الحزن قلت
اعوذ باللہ قال یا اسحٰق ان مذھبی
الرفق بک لعل اللہ یردک الی الحق
ویعدل بک عن الباطل لکثرۃ ما
تستعیذ بہ وحدثنی عن قول اللہ
فانزل اللہ سکینتہ علیہ من عنی
بذلک رسول اللہ ام ابوبکر قلت بل
رسول اللہؐ قال صدقت قال فحدثنی
عن قول اللہ عزوجل ویوم حنین
اذا اعجبتکم کثرتکم الی قولہ ثم انزل
اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلے
المومنین اتعلم من المومنین الذین
اراد اللہ فی ھذا الموضع قلت لا ادری
یا امیرالمومنین قال الناس جمیعاً
انھزموا یوم حنین فلم یبق مع
رسول اللہؐ الا سبعۃ نفر من بنی

مامون - میرے سوال کا جواب یہ نہیں ہے بتاؤ وہ حزن کیا چیز تھی خوشی یا غضب
اسحٰق - خدا کی رضا تھی۔
مامون - تو معلوم ہوا کہ خدا نے ہم لوگوں کی طرف ایسا رسولؐ بھیجا جو رضائے خدا سے لوگوں کو منع کرتا تھا۔
اسحٰق - معاذاللہ یہ کیونکر
مامون - کیا تم نے ابھی نہیں کہا کہ ابوبکر کا حزن و اندوہ کرنا خدا کی رضا تھی۔
اسحٰق - بیشک کہا ہے۔
مامون - تو کیا تم نہیں دیکھتے کہ قرآن میں ہے رسولؐ خدا نے فرمایا لاتحزن (حزن نہ کرو۔ اس طرح حزن سے منع کیا (حالانکہ اس حزن کو تم رضائے خدا قرار دیتے ہو تو آنحضرتؐ مانع رضائے خدا ہوئے)
اسحٰق - معاذاللہ! مجھ سے کیا غلطی ہوگئی!
مامون - اسحٰق! میں تمہارے ساتھ رفق و مدارات سے پیش آتا ہوں شاید تم راہ حق دیکھ لو اس سبب سے کہ تم کثرت سے خدا کی پناہ چاہتے ہو۔ اب یہ بتاؤ کہ خدا نے جو فرمایا ہے فانزل اللہ سکینتہ علیہ (خدا نے اُن پر اپنی تسلی نازل کی) اس سے مراد رسول خداؐ ہیں یا ابوبکر۔
اسحٰق - نہیں رسول خدا صلعم مراد ہیں۔
مامون - ٹھیک ہے اب آیہ ویوم حنین الآیۃ (یعنی خدا نے تمہاری مدد حنین میں بھی کی جب تم اپنی کثرت پر پھولے تھے تو یہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی بلکہ میدان جنگ تم پر تنگ ہوگیا پھر تم لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو خدا نے اپنی تسلی اپنے رسولؐ اور مومنین پر نازل کی) کے متعلق بیان کرو کہ اس میں مومنین سے کون لوگ مراد ہیں۔

هاشم علی یضرب بسیفه بین یدی رسول اللّٰہ والعباس اخذ بلجام بغلة رسول اللّٰہ والخمسة محدقون به خوفا من ان ینالہ من جراح القوم شیٔ حتی اعطی اللّٰہ لرسولہ الظفر فالمؤمنون فی هذا الموضع علی خاصة ثم من حضرہ من بنی هاشم قال فمن افضل من کان مع رسول اللّٰہؐ فی ذلک الوقت ام من انھزم عنہ ولم یرہ اللّٰہ موضعا لینزلها علیہ قلت بل من انزلت علیہ السکینة قال یا اسحق من افضل من کان معہ فی الغار ام من نام علی فراشہ ووقاہ بنفسہ حتی تم لرسول اللّٰہؐ ما اراد من الھجرة فان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ امر رسولہ ان یامر علیاؑ بالنوم علی فراشہ وان یقی رسول اللّٰہؐ بنفسہ فامر رسول اللّٰہؐ بذلک فبکی علیؑ فقال لہ رسول اللّٰہؐ ما یبکیک یا علی اجزعا من الموت قال لا والذی بعثک بالحق یا رسول اللّٰہ ولکن خوفا علیک افتسلم یا رسول اللّٰہ قال نعم قال سمعا وطاعة وطیبة نفسی بالفداء لک یا رسول اللّٰہ ثم اتی مضجعہ واضطجع وتسجی بثوبہ وجاء

اسحٰق۔ مجھے نہیں معلوم۔

مامون۔ جنگ حنین میں کل مسلمان بھاگ گئے تھے اور آنحضرتؐ کے ہمراہ بنی ہاشم سے ۷ آدمیوں کے سوا کوئی بھی ثابت قدم نہ تھا ان میں سے علیؑ تو تلوار لئے آنحضرتؐ کی حفاظت میں لڑ رہے تھے۔ عباسؓ حضرتؐ کے خچر کی لگام تھامے تھے اور باقی پانچ شخص آپ کو گھیرے ہوئے تھے کہ کفار سے آپکو کوئی زخم نہ لگنے پائے یہی حالت رہی یہاں تک کہ خدا نے اپنے رسولؐ کو ظفریاب کیا پس مومنوں سے اس آیہ میں خاصکر علیؑ اور وہ لوگ مراد ہیں جو بنی ہاشم سے اس وقت حاضر خدمت تھے۔ تو اب بتاؤ جو اسوقت آنحضرتؐ کے پاس تھا وہ افضل ہے یا وہ لوگ جو جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور خدا نے کسی جگہ انکو پایا ہی نہیں تاکہ اپنی تسلی اُن پر بھی نازل کرے۔

اسحٰق۔ نہیں افضل وہی شخص ہے جس پر خدا نے اپنی تسلی نازل کی۔

مامون۔ بتاؤ کہ جو شخص آنحضرتؐ کے ہمراہ غار میں تھا وہ افضل ہے یا وہ شخص جو آنحضرتؐ کے بستر پہ سویا اور جسنے اپنی جان ہلاکت میں ڈالکر حضرتؐ کو بچا دیا جسکی سبب سے آنحضرتؐ ہجرت میں کامیاب ہو گئے خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو حکم دیا تھا کہ تم اپنے بستر پر سونیکے لئے علیؑ سے کہو اور یہ کہ وہ اپنی جان سپر کر کے تمکو بچائیں چنانچہ آنحضرتؐ نے علیؑ سے اسکو کہا تو وہ رونے لگے آنحضرتؐ نے پوچھا "علی کیا تم موت کے خوف سے رونے ہو؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا "خدا کی قسم اس سبب سے میں نہیں روتا بلکہ آپکے سبب سے کہ کہیں مصائب میں مبتلا ہوں اچھا میں سو رہوں تو آپکی جان بچ جائیگی؟" حضرتؐ نے فرمایا "ہاں ضرور بچ جائیگی" تب علیؑ نے (خوش ہو کر کہا) "یا حضرت پھر کیا پرواہ ہے میں نہایت اطمینان سے سوؤنگا اور انتہائے مسرت سے اپنی جان دونگا اور آپکو بچا دونگا"۔ بعد ازاں آنحضرتؐ کی خوابگاہ میں تشریف لائے اور حضرتؐ کی چادر اوڑھکر سو رہے تھوڑی

المشرکون من قریش فخفوا الا یشکون انہ رسول اللہ وقد اجمعوا ان یضربہ من کل بطن من بطون قریش رجل ضربۃ بالسیف لئلا یطلبون الہاشمیون من البطون بطنا بدمہ وعلی یسمع ما القوم فیہ من تلاف نفسہ ولم یدعہ ذلک الی الجزع کما جزع صاحبہ فی الغار ولم یزل علی صابرا محتسبا فبعث اللہ ملائکۃ فمنعتہ من مشرکی قریش حتی اصبح فلما اصبح قام فنظر القوم الیہ فقالوا این محمد قال وما علمی بمحمد این ہو قالوا فلا نراک الا مغررا بنفسک منذ لیلتنا فلم یزل علی افضل ما بدا ایزید ولا ینقص حتی قبضہ اللہ الیہ یا اسحٰق ہل تروی حدیث الولایۃ قال نعم یا امیر المومنین قال ارویہ ففعلت قال یا اسحٰق ارأیت ہذا الحدیث ہل اوجب علی ابی بکر وعمر ما لم یوجب لہما علیہ قلت ان الناس ذکروا ان الحدیث انما کان بسبب زید بن حارثہ لشی جری بینہ وبین علی وانکر ولاء علی فقال رسول اللہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم

دیر کے بعد مشرکین قریش نے آکر آپ کو اس خیال سے گھیر لیا کہ آپ ہی رسول خدا ہیں اور سب نے یہ طے کر لیا تھا کہ قریش کے ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص تلوار کی ایک ایک وار آنحضرت پر لگائے تاکہ بنی ہاشم کسی خاص قبیلہ سے حضرت کے خون کا قصاص نہ لے سکیں اور باوجودیکہ علی مشرکین کے ان کل شور و غل کو سن رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ یہ سب انکی جان لینے پر آمادہ ہیں لیکن ان امور سے آپکا پیرِ خدا بھی بل نہ آیا اور کچھ بھی خوف نہ کیا بلکہ اطمینان سے جان دینے کیلئے سو رہے حالانکہ ابوبکر (ذرا سی بات پر) غار میں ڈر کر رونے لگے تھے اسی طرح علی نہایت صبر و اطمینان سے دیر تک رہے بعدازاں خداوند عالم نے اپنے ملائکہ مقربین کو آپکے پاس بھیجا جو صبح تک آپ کی نگہبانی کرتے رہے صبح کو جب آپ اٹھے تو مشرکین قریش نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا: ایں! اور محمد کہاں ہیں؟ علی نے جواب دیا: مجھے کیا معلوم کہ آنحضرت کہاں تشریف فرما ہیں؟ تب ان لوگوں نے کہا: علی! معلوم ہوتا ہے کہ رات ہی سے تم اپنی جان کے دشمن بنے ہوئے ہو: (یعنی رات ہی سے یہاں سو رہے تھے) پس اسی طرح مرتے وقت تک ہر واقعہ میں علی لوگوں سے افضل ہی ثابت ہوتے رہے اور کسی وقت کسی فضیلت میں کسی شخص سے کم نہیں ہوئے اچھا اسحٰق! تم حدیث غدیر کی بھی روایت کرتے ہو؟

اسحٰق۔ حضور ہاں!

مامون اسکو بیان تو کرو (اسحٰق کہتا ہے کہ میں نے حدیث غدیر بیان کی تو پھر مامون نے کہا) اسحٰق! تم بھی دیکھتے ہو کہ اس حدیث نے علی کے بارے میں ابوبکر اور عمر پر اس چیز کو واجب کیا جو ابوبکر اور عمر کے بارے میں علی پر واجب نہیں تھی (یعنی ابوبکر و عمر پر خدا نے واجب کیا کہ علی کو اپنا مولیٰ سمجھیں اور علی پر واجب کیا جائز بھی نہیں ہوا کہ وہ ابوبکر اور عمر کو اپنا مولیٰ سمجھیں)

اسحٰق لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کا باعث زید بن حارثہ ہے کیونکہ انکے اور علی کے درمیان میں کچھ اختلاف ہو گیا تھا جس سے علی کی ولایت کا وہ منکر ہو گیا پس آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

والِ من والاه وعاد من عاداه قال فی ای موضع قال هذا الیس بعد منصرفه من حجة الوداع قلت اجل قال فان قتل زید بن حارثة قبل الغدیر کیف رضیت لنفسك بهذا اخبرنی لو رایت ابنا لك قد اتت علیه خمس عشرة سنة یقول مولای مولی ابن عمی ایها الناس فاعلموا ذلك اکنت منکرا ذلك علیه تعریفه الناس ما لا ینکرون ولا یجهلون فقلت اللّٰهم نعم قال یا اسحٰق افتنزه ابنك عما لا تنزه رسول اللّٰه ویحکم لا تجعلوا فقهاءکم اربابکم ان اللّٰه جل ذکره قال فی کتابه اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون اللّٰه ولم یصلوا لهم ولا صاموا ولا زعموا انهم ارباب ولکن امروهم فاطاعوا امرهم یا اسحٰق اتروی حدیث انت منی بمنزلة هارون من موسٰی قلت نعم یا امیرالمومنین قد سمعته و سمعت من صححه

مامون۔ تو اس حدیث کو کس مقام پر فرمایا تھا۔ کیا حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت (غدیرخم میں) نہیں فرمایا تھا؟

اسحٰق۔ ہاں اسی موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔

مامون۔ تو اگر زید بن حارثہ اس واقعہ غدیر کے قبل ہی شہید ہو چکے ہوں۔ تو تم کیونکر اس سبب کو حدیث غدیر کا باعث قرار دوگے (کیونکہ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ جنگِ موتہ میں ۸ھ میں ہوئی تھی زید بن حارثہ شہید ہو چکے تھے اور حدیث غدیر کو آنحضرتؐ نے ۱۰ھ کے آخر میں بیان فرمایا ہے) اچھا اب یہ بتاؤ کہ اگر تمہارا کوئی لڑکا جو صرف ۱۵ سال کو ہو کہے۔ "جو میرا مولا ہے۔ وہ میرے ابن عم کا بھی مولا ہے۔ لوگو! اس بات کو یاد کرلو"۔ تو کیا تم کو یہ بُرا نہیں معلوم ہوگا۔ کہ تمہارا لڑکا ایسی لغو بات لوگوں کو بتائے جس کو لوگ خود جانتے ہیں۔ اور جس کا انکار بھی نہیں کرتے۔

اسحٰق ضرور بُرا معلوم ہوگا۔

مامون۔ تو کیا تم جس بات کو اپنے لڑکے تک کیلئے پسند نہیں کرتے اسکو رسولِ خداؐ کیلئے پسند کرتے ہو۔ وائے ہو تم لوگوں پر اپنے علماء کے بندے نہ ہو جاؤ! خداوند عالم نے کلام مجید میں فرمایا ہے۔ اتخذوا احبارھم الایہ یعنی ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور زاہدوں کو اپنا پروردگار بنا ڈالا (سورہ توبہ آیہ ۳۲) حالانکہ اُن لوگوں نے نہ علماء اور زہاد کی نماز پڑھی اور نہ اُنکا روزہ رکھا اور یہ خیال کیا کہ وہ لوگ پروردگار ہیں۔ چونکہ اُن علماء نے جو کہا اُسے مان لیا (اسی سبب سے خدا نے یہ فرمایا)۔ اچھا اسحٰق تم اس حدیث کی بھی روایت کرتے ہو کہ فرمایا آنحضرتؐ نے یا علیؑ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی۔ علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہو موسٰیؑ سے۔

اسحٰق۔ ہاں میں نے اس حدیث کو سُنا ہے اور اُن لوگوں کو بھی سُنا ہے جو اس کو صحیح کہتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتے ہیں۔

وجحدہ قال فمن اوثق عندك
من سمعت منہ فصححہ او من
جحدہ قلت من صححہ قال فهل
یمکن ان یکون الرسولؐ مزح
بهذا القول قلت اعوذ باللہ
قال فقال قولا لا معنی لہ
فلا یوقف علیہ قلت اعوذ باللہ
قال افما تعلم ان هٰرون کان
اخا موسیٰؑ لابیہ وامہ قلت
بلی قال او لیس هٰرون نبیا
وعلی غیر نبی قلت بلی قال
فهذان الحالان معدومان فی
علی وقد کانا فی هٰرون فما معنی
قولہ انت منی بمنزلۃ هٰرون من
موسیٰ قلت لہ انما اراد ان
یطیب بذلك نفس علی لما
قال المنافقون انہ خلفہ
استثقالا لہ قال فاراد ان
یطیب نفسہ بقول لا معنی
لہ قال فاطرقت قال یا اسحٰق لہ
معنی فی کتاب اللہ بین قلت
وما هو یا امیر المومنین قال
قولہ عزوجل حکایۃ عن موسیٰ انہ

مامون۔ تو ان لوگوں میں کون لوگ زیادہ معتمد ہیں جنہوں نے اس کو صحیح کہا۔ یا جنہوں نے اس سے انکار کیا؟

اسحٰق۔ وہ لوگ جنہوں نے صحیح کہا ہے۔

مامون۔ تو کیا ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اسکو مزاح سے فرمایا ہو؟

اسحٰق۔ معاذ اللہ! ہرگز نہیں۔

مامون۔ تو پھر ایسی بات کہی جسکے کوئی معنی ہی نہیں ہے پس کسی کی سمجھ میں ہی نہیں آئیگا؟

اسحٰق۔ معاذ اللہ! یہ بھی نہیں۔

مامون۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے؟

اسحٰق۔ ہاں جانتا ہوں۔

مامون۔ تو کیا علیؑ بھی آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے؟

اسحٰق۔ نہیں!

مامون۔ اور یہ بات بھی ہے یا نہیں کہ ہارونؑ نبی تھے اور علیؑ غیر نبی تھے؟

اسحٰق۔ بیشک ہے۔

مامون۔ پس علیؑ نہ تو آنحضرتؐ کے حقیقی بھائی تھے اور نہ نبی تھے حالانکہ ہارونؑ میں دونوں صفتیں تھیں (یعنی ان دونوں صفتوں میں تو علیؑ ہارونؑ کے مشابہ نہیں) تو اب حضرتؐ کے قول انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ کے معنی کیا ہوئے؟

اسحٰق۔ آنحضرتؐ نے اس حدیث سے علیؑ کو صرف خوش کرنا چاہا تھا۔ کیونکہ منافقین نے کہا تھا۔ کہ آنحضرتؐ علیؑ کو مدینہ میں اس سبب سے چھوڑ گئے کہ حضرتؐ اُن سے دل میں کچھ ناراض تھے۔

مامون۔ تو آنحضرتؐ نے ایک مہمل بات سے علیؑ کو خوش کرنا چاہا؟ (اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہو کر میں سوچنے لگا تو پھر مامون نے کہا) اسحٰق! اس تشبیہ کا معنی تو کلام مجید میں وضاحت سے موجود ہے۔

اسحٰق۔ حضور وہ کیا!

قال لاخیہ ہارون اخلفنی فی
قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین
قلت یا امیرالمومنین ان موسیٰ
خلف ہارون فی قومہ وہو
حی ومضی الی ربہ وان رسول اللہ
خلف علیا کذلک حین خرج
الی غزاتہ قال کلا لیس کما
قلت اخبرنی عن موسیٰ حین
خلف ہارون ہل کان معہ حین
ذہب الی ربہ احد من اصحابہ
او احد من بنی اسرائیل
قلت لا قال اولیس استخلفہ علی
جماعتہم قلت نعم قال فاخبرنی عن
رسول اللہ حین خرج الی غزاتہ
ہل خلف الا الضعفاء والنساء
والصبیان فانی یکون مثل ذلک
ولہ عندی تاویل آخر من کتاب اللہ
یدل علی استخلافہ ایاہ لا یقدر احد
ان یحتج فیہ ولا اعلم احدا احتج بہ
وارجوان یکون توفیقا من اللہ قلت
ما ہو یا امیرالمومنین قال قولہ
عزوجل حین حکی عن موسیٰ قولہ واجعل
لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ

مامون حضرت موسیٰ کی زبانی خدا نے جو فرمایا ہے۔ قال موسیٰ لاخیہ ہارون الآیہ یعنی موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ تم میری قوم میں میرے جانشین ہو اور ان کی اصلاح کرنا اور فساد کرنے والوں کے طریقہ پر نہ چلنا (سورہ اعراف آیہ ۱۴۳)

اسحٰق حضور! موسیٰؑ نے ہارونؑ کو اپنی قوم کا خلیفہ اس وقت کیا تھا جبکہ زندہ تھے اور خدا کے حکم سے کوہ طور پر گئے تھے۔ اسی طرح رسول خدا صلعم نے جنگ تبوک میں جاتے وقت علیؑ کو اپنا خلیفہ اپنی حیات میں کیا تھا۔

مامون نہیں نہیں تم جو کہتے ہو ایسا نہیں ہے بتاؤ کہ جب حضرت موسیٰؑ ہارونؑ کو خلیفہ کر گئے کوہ طور پر گئے تھے تو آپ کے اصحاب یا کل بنی اسرائیل سے کوئی شخص بھی ساتھ گیا تھا؟

اسحٰق۔ نہیں۔

مامون۔ اور تمام اُمت پر ان کو خلیفہ کیا تھا یا نہیں؟

اسحٰق۔ ہاں تمام اُمت پر کیا تھا۔

مامون۔ لیکن جب آنحضرتؐ غزوہ تبوک میں تشریف لیجانے لگے۔ تو سوائے ضعفاء و عورات و اطفال کے اور بھی کسی کو مدینہ میں چھوڑ گئے یہ اقوام حضرت موسیٰؑ کے مثل کیونکر ہوا؟ (کیونکہ کوہ طور پر تو موسیٰؑ تنہا اور رسول خدا صلعم غزوہ تبوک میں مع اصحاب و انصار کے تشریف لیگئے دونوں میں فرق واضح ہے پس یہ قیاس مع الفارق ہے) اور اس حدیث کا دوسرا مطلب بھی مجھے معلوم ہے۔ جو کلام مجید ہی سے نکلتا ہے۔ اور جو دلیل قوی ہے۔ اس امر کی کہ آنحضرتؐ نے علیؑ کو اپنا خلیفہ مطلق قرار دیا تھا۔ اس دلیل کو کوئی شخص بھی رد نہیں کر سکتا۔ اور نہ مجھ سے پہلے کسی نے اس دلیل کو پیش کیا ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ خدا نے اپنے فضل خاص سے مجھے عطا فرمایا ہے۔

اسحٰق۔ حضور! وہ کیا؟

ازري و اشركه في امري
كي نسبحك كثيرا و نذكرك
كثيرا انك كنت بنا بصيرا
فانت مني يا علي بمنزلة هرون
من موسى وزيري من اهلي
واخي شد الله به ازري و
اشركه في امري كي نسبح الله
كثيرا و نذكره كثيرا فهل
يقدر احد ان يدخل في
هذا شيئاً غير هذا ولم يكن
ليبطل قول النبيؐ وان يكون
لا معنى له قال فطال المجلس
وا[illegible] النهار فقال
يحيى [illegible]ثم القاضي يا
امير المومنين قد اوضحت الحق لمن
اراد الله به الخير و اثبت ما لا
يقدر احد ان يدفعه قال
اسحٰق فاقبل علينا وقال ما
تقولون فقلنا كلنا الاضره
(كتاب العقد الفريد جلد سو ص۴۳)

مامون۔ یہ حضرت موسیٰؑ کا وہ قول ہے جس کو خدا نے ذکر کیا ہے کہ واجعل لی وزیرا الآیہ یعنی خداوندا تو میرے کنبہ والوں سے میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر بنادے اُنکے ذریعے سے میری پُشت مضبوط کردے اور میرے کام میں اُسے میرا شریک بنا تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں اسی طرح رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ علیؑ! تم مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہو موسیٰؑ سے تم میرے وزیر اور وہ بھائی ہو جس سے خدا نے میری پُشت مضبوط کردی اور جس کو میرے کام میں شریک کردیا تاکہ ہم دونوں اسکی کثرت سے تسبیح کریں۔ اب کیا کسی شخص میں قدرت ہے کہ اس معنی کے علاوہ اور کوئی مطلب اس حدیث کا بیان کرے جس سے آنحضرتؐ کا قول باطل ہو نہ وہ مہمل اور لغو قرار پائے ؟

اسحٰق کہتا ہے کہ اسی طرح مناظرہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ بہت طول ہوگیا اور دوپہر ہوگئی۔ پس یحییٰ بن اکثم نے کہا: "حضور نے طالبانِ خیر کیلئے حق کو واضح کرکے بیان کردیا اور ایسے دلائل سے اپنے دعوےٰ کو ثابت فرمایا جن کو کوئی رد نہیں کرسکتا ہے"۔ اسحٰق کہتا ہے یہ سن کر مامون ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا "اور تم لوگ کیا کہتے ہو" پس ہم سب لوگوں نے کہا "ہم لوگ بھی حضور کے ہمکلام ہیں" تب مامون نے کہا "خدا کی قسم اگر آنحضرتؐ نے نہ فرمایا ہوتا کہ لوگوں کی باتیں مان لیا کرو۔ تو میں ہرگز تمہاری بات نہ مانتا۔ خداوندا میں نے ان لوگوں کو اچھی طرح نصیحت کردی۔ امر بالمعروف کے فریضہ کو ادا کردیا۔ خداوندا میں محبت و ولایت علیؑ کے ذریعہ سے تیرا تقرب چاہتا۔ اور اسی دین کا پیرو ہوں۔

انتہیٰ

(صابر)

ثبوتِ خلافت (حصہ دوم)

مصنفہ حاجی حکیم ڈاکٹر نورحسین صاحب صابر جعفری کسیلائی جھنگ سیالوی (سابق حنفی سُنی)

جس میں معیارِ خلافتِ الٰہیہ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت کیسی ہوئی۔ حالات سقیفہ بنی ساعدہ خلافت اجماعی اور حالات خلافت اصحاب ثلاثہ۔ خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر ریمارکس۔ اور ریویو۔ اور یوروپین مورخین کے خیالات۔ خطبہ شقشقیہ واہل بیت رسالتؐ کی ناراضگی و دعاوی وبراہین صابرؔ اور باغِ فدک کا مفصل بیان لکھا گیا ہے۔ بارہ آئمہ اطہارؑ کی امامت وخلافت بلافصل اور سوانحمری۔ مناقب اور فضائل کا اہلسنت وسوادِ اعظم کے بارہ خلیفوں کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کیا گیا ہے۔ غرض چودہویں صدی میں شیعی دُنیا میں ایسی سلیس اور مدلل ومفصل کوئی کتاب ثبوتِ خلافت میں نہیں چھپی۔ ہر ایک مخالف اور معاند نے اس کے آگے سر جھکا دیے ہیں۔ اپنی تلواریں نیام میں کر دی ہیں۔ اور بغلیں جھانکنے لگ گئے ہیں۔ یہ اس کتاب کی اعجاز وکرامت ہے۔ کہ جس شخص مخالف خارجی وناصبی نے اس کے تردید وجواب میں قلم اُٹھائی۔ [illegible] نے اس کی رگِ حیات کاٹ ڈالی۔ اور وہ اس جہان سے نامُراد وابتر ہو کر چلتا بنا۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں۔ کہ قیامت تک سر اُٹھا نہیں سکتے۔ یہ کتاب ہر مومن کے لئے نورِ ایمان۔ ضیاءِ چشم و حرزِ جان اور مخالفین کے لئے رہبرِ کامل اور ہادی راہِ صراط جناں ہے۔ کیوں نہ ہو۔ یہ پاک ومقدس سوانحمری شاہِ مردان علیہ السلام ہے۔ ہر ایک شیعہ مومن کے گھر اس کتاب کا ہونا ضروری ہے

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست — آخر آمد زپس پردۂ غیب پدید

کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی اعلیٰ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ (عہ) اور مجلد ولایتی صرف دو روپیہ (عار)

ملنے کا پتہ :-

[illegible] شیخ غلام علی شہید مینیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ۔ لاہور